سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

بدھ 17- مئی 1995ء

(چہار شنبہ 16- ذوالحج 1415ھ)

جلد 19 ــــ شمارہ 1

مندرجات

	صفحہ
تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	1
چیئرمینوں کا پینل	2
تعزیت،	
بھارت اور مقبوضہ کشمیر میں شہید ہونے والے مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت	2
سردار مراد خان گادھی رکن اسمبلی کے انتقال پر تعزیت	6
پوائنٹ آف آرڈر،	
ترقیاتی فنڈ منجمد کرنا	11
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (مقامی حکومت و دیہی ترقی)	28

(جاری)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------- 37

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب ---------- 70

اراکین اسمبلی کی رخصت ---------- 73

مسئلہ استحقاق:

انتقامی کارروائی کے طور پر مسلم لیگی رکن اسمبلی کو خطرناک انجام کی دھمکیاں اور اس کے گھر کو آگ لگانے کی کوشش ---------- 76

تحاریک التوائے کار:

حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر قرآن پاک کے ہزاروں بوسیدہ نسخوں کی بے حرمتی ---------- 85

لاہور سٹی پولیس کی جانب سے ملزمان سے برآمد شدہ چرس کی "کھل بنود" میں تبدیلی ---------- 89

ایجرٹن روڈ، لاہور پر ڈاکہ اور قتل کی واردات ---------- 91

مسودہ قانون(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا):

ہنگامی قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مجریہ 1995ء ---------- 93

مجلس استحقاقات کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ---------- 94

لوکل گورنمنٹ کے نظام پر بحث ---------- 95

قرارداد:

سانحہ چرار شریف پر سلامتی کونسل کا اجلاس بلا کر بھارتی جنگی عزائم کا پردہ چاک کیا جائے ---------- 103

لوکل گورنمنٹ کے نظام پر بحث(---جاری) ---------- 139

اجلاس کی طلبی کا فرمان

In exercise of the powers conferred by clause (3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Muhammad Haneef Ramay, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on wednesday, the 17th may 1995 at 4:00 p.m in the Assembly Chambers, Lahore.

LAHORE:
the 14th May, 1995.

MUHAMMAD HANEEF RAMAY
SPEAKER
Provincial Assembly of the Punjab

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا انیسواں اجلاس)

بدھ 17۔ مئی 1995ء

(چہار شنبہ 16۔ ذوالحج 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں سہ پہر 4 بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر، جناب محمد حنیف رامے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٧٤﴾ وَمَا لَكُمْ
لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ
وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا
مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ
لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿٧٥﴾
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَاۗءَ الشَّيْطٰنِ ۚ
اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿٧٦﴾

سورۃ النساء آیات 74 تا 76

تو ہاں اس شخص کو چاہیے کہ اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑے جو آخرت کے بدلے دنیوی زندگی کو اختیار کیے ہوتے ہیں اور جو شخص اللہ کی راہ میں لڑے گا پھر خواہ جان سے مارا جاوے یا غالب آ جاوے ہم اس کو اجر عظیم دیں گے اور تمہارے پاس کیا عذر ہے کہ تم جہاد نہ کرو اللہ کی راہ میں اور کمزوروں کی خاطر، جن میں کچھ مرد ہیں اور کچھ عورتیں ہیں اور کچھ بچے ہیں دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو اس بستی سے باہر نکال جس کے رہنے والے سخت ظالم ہیں اور ہمارے لیے غیب سے کسی دوست کو کھڑا کیجیے اور ہمارے لیے غیب سے کسی حامی کو بھیجیے جو لوگ پکے ایمان دار ہیں وہ تو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جو لوگ کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں تو تم شیطان کے ساتھیوں سے جہاد کرو واقع میں شیطانی تدبیر لچر ہوتی ہے۔

وما علینا الا البلاغ o

چیئرمینوں کا پینل

جناب سپیکر، سیکرٹری اسمبلی صدر نشینوں کے اسمائے گرامی پڑھ کر سنائیں گے۔

سیکرٹری اسمبلی: قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب ۱۹۷۳ء کے قاعدہ۔ ۱۴ کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

۱۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ

۲۔ چودھری محمد وصی ظفر

۳۔ میاں مناظر علی رانجھا

۴۔ ڈاکٹر محمد شفیق چودھری

تعزیت

بھارت اور مقبوضہ کشمیر میں شہید ہونے والے مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت

وزیر قانون و پارلیمانی امور (چودھری محمد فاروق)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب! فرمایئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں سانحہ چرار شریف کے واقعہ پر رولز معطل کر کے قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اس سے قبل میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سانحہ چرار شریف اور مقبوضہ کشمیر کے اندر ہونے والے واقعات کے نتیجہ میں جو مسلمان شہید ہوئے ہیں۔ ان شہیدوں کے لیے اور مقبوضہ کشمیر کے علاوہ انڈیا کے اندر حالیہ واقعات کے دوران جو مسلمان شہید ہوئے ہیں ان کے لیے فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

جناب سپیکر: جی! فاتحہ خوانی کر لی جائے۔ (قطع کلامیاں) اب میں نے کہہ دیا ہے کہ فاتحہ خوانی کریں۔ (قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں۔ دعا کیجیے۔ (قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں۔ ظفر صاحب! آپ غلط فہمیاں مت پھیلائیں۔ انہوں نے مقبوضہ کشمیر اور ہندوستان دو الگ الگ باتیں کی ہیں۔ آپ ایسے نہ کریں۔

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! انہوں نے غلط کہا ہے۔

جناب سپیکر ۔ نہیں ۔ انھوں نے ٹھیک کہا ہے ۔ انہوں نے کوئی ایسی غلط بات نہیں کی ۔ مقبوضہ کشمیر میں جو لوگ شہید ہوئے ہیں ---(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب سپیکر ! میں نے عرض کی ہے کہ انڈیا کے اندر اور مقبوضہ کشمیر کے اندر دونوں جگہوں پر جو لوگ شہید ہوئے ہیں ان کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے ۔

وزیر اوقاف (چودھری محمد شاہنواز چیمہ) ۔ جناب والا! میں دعا کرناں ہاں کہ اللہ تعالیٰ میرے دوستاں نوں ہدایت دے کہ ایہ اللہ تعالیٰ توں ڈرن تے ویکھن کہ نرا ناں تے نری اخباراں وچ آن دی خاطر نئیں --- ---(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ۔ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی بربریت کے نتیجے میں جو ہمارے مسلمان بھائی بہن نوجوان شہید ہوئے ہیں انھیں غریق رحمت کرے۔ اور اسی طرح جہاں کہیں ساری دنیا میں مقبوضہ کشمیر کے علاوہ جہاں بھی مسلمان اپنی جدو جہد آزادی کے لیے اور اپنے حقوق کے لیے لڑ رہے ہیں اور اپنی جانیں قربان کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما اور ان کی جدوجہد آزادی کو کامیابی عطا فرما۔ جی چودھری صاحب! پہلے آپ فرمالیں ۔

چودھری پرویز الٰہی ۔ جناب سپیکر ! میں صرف یہ عرض کرنے لگا تھا کہ اس ہاؤس کے ایک معزز ایم پی اے جو کہ دس پندرہ سال سے اس ہاؤس کے ممبر چلے آرہے تھے ان کی وفات ہوئی ہے اور ساتھ ہی ہمارے ایک اور معزز رکن اسمبلی ملک سلیم اقبال صاحب کے بھائی کی وفات ہوئی ہے اور الیاس قریشی صاحب جو کہ اس ہاؤس کے ممبر ہیں ان کی والدہ صاحبہ کی وفات ہوئی ہے ۔ تو ان کے لیے بھی دعائے مغفرت کی جائے ۔

جناب سپیکر ۔ ان کا نام بھی شامل کر لیا جائے ۔اللہ پاک اپنے فضل و کرم سے جن دوستوں کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے ان سب کی روحوں کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرما ۔

چودھری محمد وصی ظفر ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر ۔ وصی ظفر صاحب ! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں ؟

چودھری محمد وصی ظفر ۔ جناب والا! اس سے قبل بھی اس اجلاس سے پہلے کا جو اجلاس تھا میں نے جناب سے گزارش کی تھی کہ جس طریقے سے اور جن مقاصد کے لیے اجلاس بار بار requisition کیا جاتا

ہے یا کیا جا رہا ہے وہ غلط ہے ۔

جناب سپیکر : وصی ظفر صاحب ! میں ابھی آپ کے سوال کا جواب دیتا ہوں ۔ لیکن میری رائے یہ ہے کہ ہم سب کے لیے ایک واقعہ بہت اہمیت رکھتا ہے ۔یہ چرار شریف کا جو واقعہ ہے اس پر میرے پاس جناب وزیر قانون صاحب کی طرف سے قرارداد آئی ہے ۔ اپوزیشن کے بہت سے دوستوں کی طرف سے قراردادیں آئی ہیں ۔ تو میں وزیر قانون صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ زیادہ بہتر یہی ہے کہ آپ نے جو قرارداد پیش کی ہے اس پر سارے متفق ہوجائیں یا باہم آپ بیٹھ کر ایک متفقہ قرارداد لائیں۔ اور جس دوران ہمارا وقفہ سوالات چل رہا ہے اس دوران آپ مشورے سے جس کو جناب قائد حزب اختلاف تجویز کردیں تو آپ بیٹھ جائیں اور ایک متفقہ قرارداد ہاؤس میں آجائے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! قائد حزب اختلاف یا جناب ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب سے مجھے اعتراض نہیں ہے ۔سب کے جذبات چونکہ یکساں ہیں اس لیے مجھے متفقہ قرارداد پیش کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

جناب سپیکر : بجا ہے ۔تو آپ از راہ کرم یہ متفقہ قرارداد جس وقت تیار ہوجائے وہ ہاؤس میں لے آئیں اور میری رائے یہ تھی کہ متفقہ قرارداد پاس ہونے کے موقع پر دونوں اطراف سے آپ کی باہمی رضامندی سے دو تقاریر آپ کی طرف سے ہوجائیں اور دو تقاریر اپوزیشن کی طرف سے ہوجائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب ہوگا۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

چودھری پرویز الٰہی : جناب والا ! تعداد زیادہ کرلیں ۔

جناب سپیکر : تین تین کرلیں ۔

چودھری پرویز الٰہی : جناب سپیکر ! پانچ پانچ کرلیں ۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے پانچ پانچ کرلیں ۔ جناب وصی ظفر صاحب !

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! میری اس میں گزارش یہ ہے کہ سابقہ اجلاس سے پہلے کے اجلاس میں میں نے ادھر جناب کی خدمت میں ایک مسئلہ پیش کیا تھا کہ یہ جو اجلاس ہے اس کو requisition تعداد کے بل بوتے پر نہیں کیا جا سکتا ۔ تو جناب نے اسے pending فرمایا ۔ ایڈووکیٹ جنرل صاحب کو بھی اپنے چیمبر میں طلب فرمایا ۔ ایک دن discussion ہوئی ۔اس پر پھر

ایڈووکیٹ جنرل صاحب نے بھی کہا کہ میں اس پر بعد میں بھی رائے دوں گا۔ یہ معاملہ کچھ تھوڑا لمبا ہے یا complicated ہے۔ اس کے بعد اس پر کوئی میٹنگ نہیں ہوئی۔ اس اجلاس سے قبل میں نے جناب کو لکھ کر بھیجا۔شاید جناب کو پہنچا ہے یا نہیں۔سیکرٹریٹ میں' میں نے بھیجا تھا۔

جناب سپیکر ، میرے پاس پہنچا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میں نے اس میں یہ لکھا تھا کہ یہ جو اجلاس ہے اس طریقے سے بالخصوص اس وقت تو چرار شریف کا واقعہ نہیں تھا' تو جس طریقے سے کہ ہم نے ایک آرڈیننس discuss کرنا ہے یہ اجلاس جس دن prorogue ہوا اسی دن طلب کرلیا گیا۔ تو جناب اگر اجازت دیں تو دو تین منٹ میں' میں جناب کے یہ گوش گزار کرتا ہوں۔ادھر تو ٹائم نہیں ملے گا۔ ایڈووکیٹ جنرل صاحب کی آپ رائے لے لیں یا جیسے بھی ہو آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے پوائنٹ آف آرڈر کو جناب کے گوش گزار کردوں۔ صرف پانچ چھ نکات ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر زیادہ لمبا بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر ، دیکھیے! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر سب کے سامنے ہے۔ میرے پاس آپ کا reference آیا ہے کہ میری بات سنی جائے۔ میں آپ کو ٹائم دوں گا۔اور آپ کو اس پر موقع دیا جائے گا اور جو متعلقہ لوگ اس میں ہوں گے ان کو بھی بلا لیا جائے گا۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میری گزارش یہ تھی کہ ایڈووکیٹ جنرل بھی ہاؤس کا حصہ ہیں۔ تو یہ باتیں اگر تمام ہاؤس میں تمام ممبران کی موجودگی میں ہو جائیں تو بہتر ہے۔ کیونکہ اس طرح علم بڑھتا ہے اور یہ باتیں فائدہ مند ہوتی ہیں۔ ان کو اگر جناب کسی دن ہاؤس میں ہی طلب فرمالیں اور اس پر آدھ گھنٹہ یا ایک گھنٹہ بحث کرلیں۔

جناب سپیکر ، محترم وصی ظفر صاحب! آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیے۔ آپ اور میں پہلے اس بات پر بحث کریں گے کہ یہ معاملہ میرے چیمبر میں discuss ہونا چاہیے یا ہاؤس میں discuss ہونا چاہیے۔ اس کے بعد پھر اس پر فیصلہ سنا دیا جائے گا۔ آپ تشریف رکھیے۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی فرمایے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب سپیکر ! کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ ہمارے جو مرحوم ساتھی جناب سردار مراد خان گادھی انتقال فرما چکے ہیں ۔ انھیں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ان کے چند ساتھیوں کو آپ تھوڑا سا وقت دے دیتے کہ وہ اپنے جذبات کا اظہار کرتے اور ویسے بھی اس ہاؤس کی یہ روایت رہی ہے کہ ساتھی اپنے ایک مرحوم دوست کو یاد کرنے کے لیے ' انھیں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ' جمہوریت کے لیے ' اس ہاؤس کے لیے ان کی خدمات کو یاد کرنے کے لیے تھوڑا سا وقت لیتے ہیں اگر ایک ایک منٹ یا دس دس ' پندرہ پندرہ سیکنڈ کے لیے دو چار دوستوں کو آپ وقت دے دیں تو مناسب ہو گا۔ میں تو آج یہ محسوس کر رہا ہوں کہ اگر یہی ہمارا رویہ رہا اور ہمارے دل اتنے کمزور ہو گئے تو پھر کیا ہو گا۔

جناب سپیکر ، آپ ایسا نہ محسوس کریں۔ آپ نے اچھی بات محسوس کی ہے۔ اگر اس کی response اچھی آتی ہے تو اداس ہونے کی کیا بات ہے؟ میں موقع دیتا ہوں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، اداس میں اس لیے ہو رہا ہوں کہ اگر ہمارا یہی رویہ رہا تو مجھے تو یہ نظر آ رہا ہے کہ کل کو ہم نے بھی مرنا ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے اور پھر سب سے بڑی بات کہ ہمارے وہ سینئر دوست تھے جو 85 ' 88 ' 90 ' 93 کے پے در پے چاروں الیکشن جیت کر اس ہاؤس کے sitting member تھے۔ تو ان کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے بھی اگر ہم ایک لفظ نہیں کہتے تو ٹھیک نہیں ہے۔

جناب سپیکر ، جب مسئلہ زیر بحث ہی نہیں ہے۔ جب میں رضامند ہوں تو اس میں نہ تو اداس ہونے کی ضرورت ہے اور نہ اس طرح کی غلط فہمیوں کا شکار ہونے کی ضرورت ہے۔ ویسے اللہ تعالیٰ آپ کو زندگی دے۔ آپ مر کے تو دیکھیں۔ ہم تو بیس تقریریں کروا دیں گے۔ (قہقہے) آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت داؤد ، پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار مراد خان گادھی رکن اسمبلی کے انتقال پر تعزیت

جناب سپیکر ، میں ایک بات کا پابند ہوں ۔ چونکہ پہلا Hour, Question Hour ہوتا ہے۔ میں ہاؤس کی consent لیتا ہوں کہ یہ جو تجویز دی گئی ہے کہ گادھی صاحب کے بارے میں گفتگو کر لی جائے۔ ہاؤس اجازت دیتا ہے؟

(ہاؤس نے اجازت دی)

جناب سپیکر ، جی اب آپ فرمایئے۔

چودھری شوکت داؤد ، جناب والا! میرا بھی یہی پوائنٹ آف آرڈر تھا۔ یہ ہاؤس کی روایت ہے کہ جو بھی sitting member ہوتا ہے اس کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے کچھ وقت مخصوص کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر ، آپ تقریر فرمائیں۔

چودھری شوکت داؤد ، شکریہ جناب۔

جناب سپیکر ، تین دوست مختصر تقریریں کریں جو انھیں واقعی جانتے تھے اور ان کے لیے کوئی کلمہ خیر کہہ سکتے ہیں۔ جی

چودھری شوکت داؤد ، بہت شکریہ۔ جناب سپیکر ! میرا پوائنٹ آف آرڈر بھی یہی تھا۔ آپ نے مجھے موقع دیا۔ گادھی صاحب میرے ساتھ ہی بیٹھتے تھے اور ان کا جو حلقہ نیابت ہے اس سے بھی میرا کچھ تعلق بنتا ہے چونکہ میرا کچھ رقبہ اور میرے عزیز و اقارب بھی ان کے حلقہ نیابت سے تعلق رکھتے ہیں۔ میرا آج سے ہی نہیں بلکہ ممبر بننے سے پہلے بھی ان سے رابطہ رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے اپنے علاقے میں لوگوں کی جو خدمت کی اور ان کا لوگوں کے ساتھ جو سلوک تھا اور خاص طور پر ان کی طبیعت میں جو شرافت تھی یہ اسی کا صلہ تھا کہ وہ متعدد بار اس اسمبلی کے ممبر بنے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی شرافت کی وجہ سے نہ صرف ہم اس اسمبلی میں ان کی کمی کو محسوس کر رہے ہیں بلکہ ان کے علاقے میں بھی لوگ ان کی کمی کو محسوس کر رہے ہیں۔

(شور و غل)

جناب سپیکر ، خاموشی اختیار کیجیے I call the House to order ایک مرحوم رکن اسمبلی کے بارے میں بات ہو رہی ہے۔ از راہ کرم توجہ سے سنیں۔

چودھری شوکت داؤد ، اسمبلی کا ممبر ہونے کے علاوہ بھی ان کی ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لیے خدمات کو بھی سراہا نہ جائے تو ان کے ساتھ انصاف نہ ہو گا۔ آج ہم ان کے لیے بڑے اچھے جذبات رکھتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی انسان کا اثاثہ ہوتا ہے کہ انسان زندگی میں جو کچھ گزارتا ہے یا کسی کے

ساتھ جو لمحے گزارتا ہے اگر بعد میں اس کو اچھے الفاظ میں یاد کیا جائے تو زندگی کا سرمایہ یہی ہوتا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے اور ان کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ دے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر ، چودھری محمد اقبال صاحب۔

چودھری محمد اقبال ، جناب سپیکر! نہایت دکھ کے ساتھ آج ہم اپنے پرانے ساتھی کے بارے میں اس معزز ایوان میں گفتگو کر رہے ہیں جو چار دفعہ ہمارے ساتھ اس معزز ایوان کے ممبر بنے ہیں۔ اتنی مرنجان مرنج شخصیت اور اتنا وضعدار شخص، میں نے دیکھا کہ کبھی آج تک یہاں میرے فاضل دوست جو چار دفعہ اس معزز ایوان میں منتخب ہو کر آئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کسی دوست کے ساتھ آج تک ان کی کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی۔ ہر ایک کے ساتھ عزت و احترام کا رشتہ انھوں نے قائم رکھا اور اپنا رشتہ نبھایا۔ اس کے علاوہ اپنی قیادت کے ساتھ ، اپنی پارٹی کے ساتھ ، جس طرح کی کمٹمنٹ اس شخص نے نبھائی ، میں نے ایسی مثالیں بہت کم دیکھی ہیں۔

جناب سپیکر ! وہ اپنے علاقے کے اندر ایسی شخصیت تھے کہ میں جب فاتحہ خوانی کے لیے گیا تو وہاں جو حال میں نے دیکھا کہ جس طریقے سے علاقے کے لوگ ، ان کے ووٹر ، ان کے دوست ، ساتھی رو رہے تھے اور ان کے جو جذبات میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور اپنے کانوں سے سنے اللہ تعالیٰ توفیق دے باقی دوستوں کو کہ وہ اس قسم کی یادیں چھوڑ کر اس دنیا سے جائیں تاکہ لوگ اچھے نام سے انھیں یاد کریں۔

جناب سپیکر! آج کل جس طرح کہ قحط الرجال ہے۔ پورے پاکستان میں اچھی شخصیتیں ملنا بڑا عجیب سا مسئلہ بن گیا ہے۔ تو ایسی شخصیت کو اگر اچھے نام سے یاد نہ کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ حوصلہ افزائی نہیں ہو گی۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور ان کے جو ورثاء ہیں ان کو اللہ تعالیٰ ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ، رانا محمد اقبال خان۔

رانا محمد اقبال خان ، جناب سپیکر ! جس شخصیت کی بات کی جا رہی ہے جناب مراد خان کادمی ، پہلے میرے والد صاحب کے ساتھ بھی اس اسمبلی میں ممبر رہے۔ ان کی شرافت ، دیانت اور سادہ لوحی کی وجہ

سے میرے خیال میں اس ہاؤس میں تمام دوست مجھ سے اس بات پر اتفاق کریں گے کہ انھوں نے آج تک کسی کے ساتھ کوئی بدکلامی یا کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کیا جس سے کہ کسی کی دل آزاری ہوئی ہو۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ وہ پیپلز ہاؤس میں بھی میرے ساتھ رہے ہیں۔ اس عرصے میں، میں نے ان کو وہاں دیکھا ہے کہ انتہائی سادہ اور ملنسار انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جناب کھوسہ صاحب آپ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! میں بھی چودھری محمد اقبال صاحب کے ہمراہ سردار مراد خان کادھی صاحب کے گاؤں گیا تھا۔ باقی تو ان کی صفات یہاں بیان ہو چکی ہیں جنھیں میں اب دہرانا نہیں چاہتا۔ ہمارے علاقے میں ایسی شخصیات پر ایک محاورہ استعمال کیا جاتا ہے۔ میں اس اسمبلی میں آپکی اجازت سے وہ محاورہ پیش کر کے اپنی نشست پر بیٹھ جاؤں گا۔ ایسی شخصیات کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ

"لکھ مرے لکھ پال نہ مرے"

جناب سپیکر، اچھا محاورہ ہے۔ آپ سب دوستوں کو سننا چاہیے۔ "لکھ مرے لکھ پال نہ مرے"۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، شکریہ۔

جناب سپیکر، جناب چیمہ صاحب۔

وزیر اوقاف، جناب سپیکر! سردار مراد خان کادھی صاحب 1988ء میں میرے ساتھ ممبر تھے۔ آج یہاں اسمبلی میں ان کو نہ دیکھ کر بے حد صدمہ اور تکلیف ہوئی ہے کیونکہ زندگی ایک عارضی چیز ہوتی ہے۔ انسان کے چلے جانے کے بعد پھر احساس ہوتا ہے کہ واقعی اس انسان میں کیا صفات تھیں۔ وہ بے شمار اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک تھے۔ آج میں انہی الفاظ سے اپنے دل کی گہرائیوں سے یہ محسوس کر رہا ہوں کہ ایسے اچھے انسان بھی چلے جاتے ہیں کیونکہ یہ خدا کا نظام ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔

جناب سپیکر، وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر۔۔۔

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب ' آپ نے بھی اسی سلسلے میں کوئی بات کرنی ہے؟

وزیر قانون، یقیناً جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

وزیر قانون، ہمارے مرحوم ساتھی سردار محمد مراد خان گادھی صاحب ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ سے اس ایوان کے رکن منتخب ہوتے رہے ہیں۔ 1988 اور 1990 کے tenure کے دوران اس اسمبلی میں ان کے ساتھ بطور رکن اسمبلی کام کرنے کا موقع ملا۔ اس کے علاوہ پیپلز ہاؤس میں ایک ہی ہاسٹل میں ' ایک ہی بلاک میں رہائش بھی تھی۔ یقیناً میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ وہ سادہ اور حلیم طبیعت والے مرحوم بزرگ رکن اسمبلی نہ صرف یہ کہ اراکین اسمبلی کے دل میں اپنے لیے احترام رکھتے تھے بلکہ دن رات ان کے حلقے سے آنے والے غریب عوام ہمیشہ ان کے دروازے اپنے لیے کھلے پاتے تھے اور جناب سردار محمد مراد خان گادھی صاحب اپنے حلقے کے عوام کی خدمت کے لیے اور اس صوبے کے عوام کی خدمت کے لیے اپنے بڑھاپے اور اپنی عمر کا خیال کیے بغیر عوام کی ترجمانی اور ان کی خدمت کرنے کے لیے اپنی پوری صلاحیتیں بروئے کار لاتے تھے آج وہ اس دنیا میں نہیں ہیں لیکن انہوں نے کس طریقے سے اپنے حلقے کے عوام کی خدمت کی اور اپنے ضلع کی نمائندگی کی اور اسمبلی کے اندر ایک Parliamentarian کا جو خوبصورت رول ادا کیا ہم سب اس پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے اور ان کے پسماندگان سے اس پورے ایوان کی طرف سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، میاں معراج دین۔

میاں معراج دین، شکریہ جناب سپیکر۔۔۔ جناب سپیکر پیشتر اس کے کہ میں اپنے سوال کا نمبر پکاروں میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور میں آپ کی وساطت سے بلدیات کے منسٹر کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جو سوال کیا جاتا ہے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کا جواب دو' تین یا چار مہینے میں آجائے لیکن یہ جواب پونے دو سال کے بعد آیا ہے لہٰذا اس کا مقصد ہی

فوت ہو چکا ہے ----

جناب سپیکر، دیر آئید درست آئید ۔ آپ جواب تو سنیے۔ جب بات شروع ہو جائے تو بیچ میں باتیں ہوتی رہیں گی آپ سوال نمبر بتا دیجیے۔

میاں معراج دین، جناب سوال نمبر ہے 566

جناب سپیکر، سوال نمبر 566 --- جی شاہ صاحب فرمایئے۔

پوائنٹ آف آرڈر

ترقیاتی فنڈز منجمد کرنا

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ! آج ہمارے صوبے کے ایک اہم شعبے اور ایک اہم منسٹری کی طرف سے ایک خبر چھپی ہے جس کا ہمارے صوبے سے تعلق ہے اور خوش قسمتی سے ہمارے فنانس منسٹر مخدوم صاحب یہاں تشریف فرما ہیں فنانس منسٹری کی طرف سے ایک ڈائریکٹو جاری ہوا ہے کہ تمام صوبے میں ترقیاتی کاموں کے بجٹ روک دیے جائیں حتیٰ کہ چیف منسٹر صاحب کے صوابدیدی فنڈز بھی روک دیے جائیں یہ دو بڑے فیصلے ہوتے ہیں جو آج ہم نے نیشنل پریس کے ذریعے پڑھے ہیں----

جناب سپیکر، اس پر کوئی متعلقہ موشن لے آئیے یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا اس لیے کہ اس پر اس وقت بحث نہیں ہو رہی ۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر ! پتا نہیں آپ نے اپنے ذہن میں کیوں یہ بات بٹھالی ہے اور آپ مجھ سے کیوں allergic ہیں کہ میرا پورا پوائنٹ آتا نہیں آپ کو پہلے وحی نازل ہو جاتی ہے کہ یہ پوائنٹ نہیں بنتا ۔ جناب سپیکر ابھی تو میں آدھے میں ہوں ابھی تو میں نے بات ہی مکمل نہیں کی آپ نے فیصلہ کر دیا کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا --------

جناب سپیکر، میں نے آپ کا آدھا پوائنٹ تو سنا۔

سید ظفر علی شاہ، آپ نے آدھے سے اندازہ لگالیا کہ میرا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

جناب سپیکر، جی ہاں ۔ اندازہ آدھے سے ہی لگتا ہے ۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! آپ خواہ مخواہ ماحول کو ناخوشگوار بنانے کا موقع فراہم کر دیتے ہیں ۔

جناب سپیکر، آدھی دیگ کھانے کے بعد بھی اگر کسی کو اندازہ نہیں ہوتا ------

سید ظفر علی شاہ، آپ کو کم از کم نہیں ہوتا۔ ویسے تو ایک چاول سے ہو جاتا ہے لیکن آپ کو پوری دیگ کھانے سے بھی اندازہ نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر، جی۔ پھر فائدہ کیا ہے آپ اپنی آدھی دیگ بچا لیجے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! آپ اس طرح تو نہ کریں۔

جناب سپیکر، اگر میں ساری بات سن کر بھی اندازہ لگانے کے قابل نہیں تو آپ اپنا وقت کیوں ضائع کر رہے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں وقت نہیں ضائع کر رہا میں صوبے کی نمائندگی کر رہا ہوں ---

جناب سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ یہ میری رولنگ ہے It is not a point of order. I rule it out.

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! آپ دعوت دیتے ہیں کہ اس ایوان میں ناخوشگوار حالات پیدا ہوں۔

جناب سپیکر، تو آپ کا طریقہ یہی ہے کہ آپ ناخوشگوار حالات پیدا کریں۔

سید ظفر علی شاہ، جب بھی کوئی اہم بات آئے جب بھی صوبے کے بارے میں بات آئے فنانس منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں میں ان سے بات پوچھنا چاہتا ہوں اور آپ کہتے ہیں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

جناب سپیکر، آپ براہ راست مجھ سے بات کریں گے۔

سید ظفر علی شاہ، میں آپ سے ہی بات کر رہا ہوں۔ میں آپ سے بات کر رہا ہوں اور آپ کے ذریعے سے بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، میں نے rule out کر دیا ہے۔ It is not a point of order.

سید ظفر علی شاہ، میں تمیز سے بات کر رہا ہوں یہ حد ہے آپ کی کہ آپ ہر سنجیدہ بات کو rule out کر کے باہر پھینک دیتے ہیں ----

جناب سپیکر، I rule it out۔

سید ظفر علی شاہ: جناب یہ اتنے بڑے صوبے کی بات ہے اور پارلیمانی سسٹم کی بات ہے اور آپ کہتے ہیں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا I rule it out -----

جناب سپیکر: آپ طریقے سے پوچھیں۔

سید ظفر علی شاہ: یہ کوئی بات ہے میں آپ کے اس رویے کے خلاف واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی مرضی ہے۔ بڑی خوشی سے As you like

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے تمام ارکان ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر: جی سوال نمبر 566

وزیر قانون: جناب سپیکر! معزز اراکین اپوزیشن واک آؤٹ کر گئے ہیں میری گزارش ہے کہ مخدوم الطاف صاحب کو بھیجا جائے کہ وہ انہیں منا کر واپس لے آئیں۔

جناب سپیکر: مخدوم الطاف صاحب تو باہر چلے گئے۔

وزیر قانون: وہ سن رہے ہیں۔ اور ان سے میں نے بھی گزارش کی ہے۔

میاں عمران مسعود: جناب سپیکر -----

جناب سپیکر: مخدوم الطاف صاحب سے ہاؤس کی طرف سے درخواست ہے کہ اپوزیشن سے بات کریں اور انہیں واپس لانے کی کوشش کریں------ جی عمران صاحب۔

میاں عمران مسعود: جناب میں نے بھی یہی بات کرنی تھی لیکن میں وزیر صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ اپنے جوابات نہ دیں تا کہ ------

جناب سپیکر: ہم انتظار کرتے ہیں۔

وزیر اوقاف: پوائنٹ آف آرڈر۔ (پنجابی)۔ اگر اپوزیشن والوں کو یہ خیال ہے کہ ایک سوال پر کتنا وقت ضائع ہوتا ہے اور پیسے خرچ ہوتے ہیں وقفہ سوالات ابھی شروع ہوا ہے اور ان کو چاہیے کہ وقفہ سوالات میں سوالات کریں اس کے بعد دوسرے سوالات کریں ایک طرف تو وقفہ سوالات میں لڑائی کر کے بائیکاٹ کر جاتے ہیں اور دوسرا یہ کہتے ہیں کہ آپ کارروائی بھی نہ کریں اس لیے جناب والا! میں استدعا کرتا ہوں کہ وقفہ سوالات کو جاری رکھنا چاہیے تاکہ ان کو اس چیز کا احساس ہو کہ ہم غلطی پر ہیں۔

جناب سپیکر، میں نے اب یہ فیصلہ دیا ہے کہ ان کا انتظار کرتے ہیں ہم ایک دو منٹ انتظار
ہیں اگر وہ تشریف لاتے ہیں تو بڑی خوشی کی بات ہے اگر دیر ہو جاتی ہے تو وقفہ سوالات شرو
دیا جائے گا۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! یہ موجودہ اجلاس requisitioned اجلاس ہے جو ہمارے حزب اختلاف
بھائیوں کی درخواست پر طلب کیا گیا ہے جس مقصد کے لیے انہوں نے یہ اجلاس بلایا تھا وہ لوکل
آرڈیننس کو زیر بحث لانا تھا انہوں نے ایک ایسا معاملہ جو کہ فوری نوعیت کا بھی نہیں ہے ا
اٹھایا ہے اور ذرا سی بدمزگی پیدا ہو گئی ہے۔ ایوان کے ماحول کو ٹھیک رکھنے کے لیے میں جناب
سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میرے بھائی سید ظفر علی شاہ صاحب نے جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے
جو ان کا نکتہ اعتراض ہے اس کو میری درخواست پر قبول فرمالیں۔ میں ان کا جواب دے دیتا ہوں
ہاؤس کا ماحول ٹھیک ہو جائے۔

جناب سپیکر، سینیٹر منسٹر صاحب، پوائنٹ آف آرڈر تو وہ بنتا نہیں لیکن اگر وہ کسی اہم مے
بات کرنا چاہتے ہیں اور آپ اس کا جواب دینا چاہتے ہیں۔ اس لیے کہ آپ کی خواہش ہے، میں
اجازت دیتا ہوں کہ وہ آئیں اور جس مسئلے پر بات کرنا چاہتے ہیں وہ کریں۔میں ان کو اجازت دیتا

(اس مرحلے پر اراکین اپوزیشن ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب سپیکر، سید ظفر علی شاہ صاحب کسی ضروری مسئلے پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں خاص
انھیں اجازت دیتا ہوں کہ وہ بات کر لیں اور جناب سینیٹر منسٹر صاحب جو کہ وزیر خزانہ بھی ہیں،
کرم ان کی بات توجہ سے سنیں اور پھر اس کا جواب دیں۔

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر، سر! جو آپ نے generousity کی ہے
ہمارے سینیٹر منسٹر صاحب نے اس کے لیے درخواست کی ہے لیکن مہربانی سے ایک رولنگ ضرو
چاہیے کہ آیا یہ پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے یا نہیں؛ اور دوسری بات یہ ہے کہ مجھے مہربانی فرما
دیں کہ اب جو یہ بولیں گے یہ کس موضوع پر بولیں گے۔ یہ تحریک التوائے کار ہو گی یا کیا ہو گا
جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر، آیا وقفہ سوالات میں کیا کسی اور مے

بات کی جا سکتی ہے ۔ صرف اس کے لیے آپ رولنگ دے دیں کہ کوئی اہم مسئلہ ہے ۔ اور وقفہ سوالات کو معطل کر کے جس نکتے پر وہ بات کرنا چاہتے ہیں ۔ کیا رولز کے تحت اس کی اجازت ہے یا نہیں ؟

جناب سپیکر: اس پر میری رائے یہ ہے کہ وقفہ سوالات کی حد تک روایت یہی رہی ہے کہ جب وقفہ سوالات شروع ہو جاتا ہے اور اسی لیے خاص طور پر میں نے میاں معراج الدین صاحب سے بات بھی کی تھی کہ سوال کا نمبر پڑھ دیں تو اصولاً وقفہ سوالات شروع ہو گیا۔ روایت یہی رہی ہے کہ وقفہ سوالات کے دوران دوسرے موضوعات نہیں چھیڑے جاتے ۔ پھر انھوں نے کہا کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔ میں نے کافی دیر تک ان کی بات سننے کے بعد کہا کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ۔ میں نے رولنگ دی کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ۔ اس پر انھوں نے واک آؤٹ کیا۔ سینیئر منسٹر صاحب تشریف لے گئے ۔ انھوں نے کہا کہ یہ ضروری بات ہے ۔ ہم اس کو کرنا چاہتے ہیں۔ انھوں نے ان سے agreement کیا کہ اگر ضروری بات ہے تو آپ کرلیں۔ پوائنٹ آف آرڈر کے طور پر نہیں بلکہ ایک ضروری بات جو کہ ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتے ہیں اور جو اس وقت موجودہ قائد ایوان کی جگہ قیادت کر رہے ہیں۔ جو کہ یہاں سینیئر منسٹر ہیں۔ وہ اس پر رضامند ہیں اس لیے ایک خاص استثنیٰ کے طور پر ' ایک exception کے طور پر ایوان کی consent لے کر ' چونکہ میں ہاؤس میں آپ بھی تھے ۔ اور آپ کے لیڈر کی طرف سے اس پر consent تھی ۔ اس لیے میں اس کی اجازت دے رہا ہوں۔ لیکن روایت یہی رہنی چاہیے کہ وقفہ سوالات میں سوالات پر ہی بات ہو۔ اور دوسرے معاملات یا تو اس سے پہلے یا اس کے بعد بیان کیے جائیں۔ جناب ظفر علی شاہ صاحب!

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ رولز آف پروسیجر میں خاص بات کا کوئی رول یا کوئی پروویژن نہیں ہے ۔ رولز آف پروسیجر میں صرف پوائنٹس ہیں ' موشنز ہیں ۔ اس کے علاوہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ میں کوئی خاص بات کرنی چاہتا ہوں۔ میں کوئی خاص بات نہیں کرنا چاہتا ۔ اور جو خاص بات کرنا بھی چاہتا ہوں اور اگر کرنا بھی چاہوں تو ماسوائے پوائنٹ آف آرڈر یا جو relevancy ہو گی ' اس کے تحت ہی میں کر سکتا ہوں۔ اس لیے نہیں کرنا چاہتا کہ میں چونکہ خاص بات کر رہا ہوں یا میرے معاشی حکومتی پارٹی کے لوگ ہیں' لیڈر آف اپوزیشن ہیں یا لیڈر ہیں۔ یہ استحقاق مجھے آئین نے اور رولز نے دیا ہے۔ ایک بات سردار صاحب نے فرمائی ہے کہ یہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ کہنا میں چاہتا ہوں اور پوچھ وہ آپ سے رہے ہیں جب میں کہوں گا تو انہیں علم ہو جائے گا دوسری شاہ صاحب نے یہ بات

فرمائی ہے کہ وقفہ سوالات میں پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جا سکتا ہے یا نہیں میں یہ عرض کروں گا کہ پوائنٹ آف آرڈر کارروائی کے دوران کسی وقت بھی اٹھایا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ پوائنٹ آف آرڈر آئین اور رولز کے مطابق ہو یا حکومت کے معاملات سے متعلق ہو۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہوں۔ پتا نہیں وہ کس پوائنٹ پر بول رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت نہیں دی۔ اس کو میں نے خارج کر دیا تھا۔

سید ظفر علی شاہ: میرا پوائنٹ آف آرڈر وہی ہے۔ اگر آپ نے خارج کیا ہے تو میں دوبارہ واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی مرضی ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! یہ رولز کی کتاب ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر اس بات پہ ہوتا ہے جو اس وقت ایوان میں معاملہ زیر بحث ہو۔ باقی جو بھی بات ہوتی ہے وہ with the permission of the Chair ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: وہ میں نے اجازت دی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: permission of the Chair کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مقرر کھڑا ہو۔ وہ کچھ بھی نہ کہے لیکن سپیکر صاحب کی آنکھیں اس کو دیکھیں تو اس کو بات کرنے کی اجازت دے دے یا اس سے پوچھ لے کہ کیا بات ہے۔ یہ اسمبلی کا طریق کار ہے' یہ procedure ہے۔ کیا رولز کی کتاب ہے۔ جو معاملہ زیر بحث ہو اسی پر پوائنٹ آف آرڈر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: مجھے بات کرنے دیں۔ آج ہی دیکھیں' چرار شریف کی قرارداد آ رہی۔ یہ ایجنڈے میں نہیں تھی۔ یہ فاتحہ خوانی ہوئی ہے۔ یہ گلدھی صاحب کے سلسلہ میں تقریریں ہوئی ہیں۔ یہ سب میری اجازت سے ہوئی ہے۔ یہ ایجنڈے کا حصہ نہیں تھیں۔ اس لیے اگر میں نے آپ کو کوئی خاص بات کرنے کی اجازت دی ہے آپ اس پر بات کر لیں۔ لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کوئی چ

پوائنٹ آف آرڈر ہے یا نہیں ہے۔ اگر وہ زیر بحث موضوع سے متعلقہ ہے تو وہ پوائنٹ آف آرڈر ہے اگر نہیں ہے تو وہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے---- سید ظفر علی شاہ صاحب!

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! میرے پوائنٹ آف آرڈر کہ جس کو آپ خصوصی بات فرما رہے ہیں۔ میں اس معزز ایوان کا مشکور ہوں۔ لیڈر آف دی ہاؤس یہاں پر موجود ہیں۔ آج قومی اخبارات میں ایک اہم خبر چھپی ہے کہ وزارت خزانہ نے تمام ترقیاتی کاموں کو فی الفور روک دیا جائے اور یہاں تک کہ چیف منسٹر صاحب کے جو صوابدیدی اختیارات تھے ان پر بھی عمل در آمد روک دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! صوابدیدی اختیارات اور کیبنٹ کے فیصلے کے بارے میں بھی میں اسی خاص بات میں یہ پوچھوں گا لیکن فوری طور پر جس بات سے ایک panic create ہوا ہے اور میں حیران ہوں کہ ترقیاتی کام جو کہ 999 فیصد صرف حزب اقتدار کے ممبران کے شروع ہوئے تھے جن میں سے آدھے کام ہو چکے ہیں اور آدھے سے زیادہ زیر تکمیل ہیں' پائپ لائن میں ہیں اور زیادہ تر تعداد ان کی سرکاری پارٹی سے ہے۔ حزب اختلاف کے ممبران تو بار بار چیخ رہے ہیں' ہمارے ووٹرز تو بار بار ہمارے گریبان پکڑ کر ہمیں پوچھ رہے ہیں اور ہم ان کو یہی کہتے ہیں کہ یہ سوال آپ موجودہ حکومت سے کریں۔ جو آپ سے ہمیں ووٹ دینے کی دشمنی لے رہی ہے۔ جناب سپیکر! میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ فیصلہ کیا کابینہ کا فیصلہ ہے۔ چونکہ وزارت خزانہ کی طرف سے یہ آیا ہے۔ چیف منسٹر صاحب کا یہ آرڈر نہیں کہ تمام ترقیاتی کاموں کو فی الفور روک دیا جائے اس میں ہمارا grievance صرف اتنا ہے کہ ہمیں تو ابھی تک ترقیاتی کاموں کے لیے بجٹ ہی نہیں ملا اور دوسری بات جو صوابدیدی کام بھی روک دیا گیا ہے۔ اس کے سلسلہ میں میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ خوش قسمتی ہے کہ فنانس منسٹر صاحب خود تشریف فرما ہیں کہ آیا یہ کابینہ کے فیصلے کے بعد وزارت خزانہ کا فیصلہ ہے یا فنانس منسٹری کا اپنے طور پر suo-moto decision ہے۔ میری اتنی سی بات ہے جس کا جواب وزیر خزانہ صاحب نے دینا ہے اور میں وزیر خزانہ صاحب کا مشکور ہوں کہ جنھوں نے میری آدھی بات کو پورا سمجھ لیا اور انھوں نے یہاں پر intervene کیا اور میری بات پایہ تکمیل تک پہنچائی۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی فرمایئے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! جیسا کہ ادھر ایک تضحیک سی اڑائی گئی ہے کہ وزیر بلدیات

نے کہا ہے کہ وقفہ سوالات میں پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جا سکتا ہے یا کہ نہیں ؟ ۔ very clearly it is stated آپ رول 184 دیکھ لیں ۔

184.(8) .(c). A member shall not raise a point of order:-

When a question on any motion is being put to the Assembly;or

یعنی جب question put کیا جا رہا ہو' جب جناب question put کر رہے ہوں کہ next question number so and so..... is your question that is a question of the Speaker to the House.

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، I call the House to order. ۔ راجہ صاحب پہلے وزیر خزانہ صاحب کی بات سن لیں ۔

راجہ عظمت حیات، جناب سپیکر ! میری بات ! اگر آپ سن لیں گے تو وزیر خزانہ صاحب اس کا جواب بھی شاہ صاحب کی بات کے ساتھ ہی دے دیں گے ۔

جناب سپیکر، چلیے آپ کبھی کبھی بات کرتے ہیں ۔ آپ کو موقع دیتے ہیں ۔ کہیے ۔

راجہ عظمت حیات، جناب والا ! میرا مسئلہ یہ ہے کہ آپ نے یا حکومت پنجاب نے ہر ممبر صوبائی اسمبلی کو سوشل ایکشن پروگرام کے تحت پرائمری سکولز اور مڈل سکولز کا کچھ کوٹہ دیا ہوا ہے ۔ اور اس سلسلے میں جو بورڈز لگائے گئے ہیں وہ یہ ہیں کہ وزیراعلیٰ پنجاب کی خصوصی گرانٹ پر یہ سکول up grade ہوئے ہیں یا نئے سکول کا اجراء ہوا ہے ۔ جناب والا ! گزارش یہ ہے کہ اگر آپ نے ہر ممبر صوبائی اسمبلی کو ایک کوٹہ دیا ہے تو اس پر اس ممبر صوبائی اسمبلی کا نام آنا چاہیے نہ کہ وزیراعلیٰ پنجاب کی خصوصی گرانٹ کا لکھا جائے ۔

جناب سپیکر، جی وزیر خزانہ صاحب ۔

وزیر خزانہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر !۔۔۔۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر، شوکت داؤد صاحب ! اب میں نے وزیر خزانہ کو floor دیا ہے لہٰذا آپ ذرا رکیے ۔ ان

کے بعد آپ کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیں گے ۔ اور پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں آپ دیکھیے گا کہ یہ وقفہ سوالات ہے اس میں exception کی گئی ہے ۔ آپ اس وقفے کو ضائع نہ ہونے دیجیے ۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر ! میرے بھائی سید ظفر علی شاہ صاحب نے ترقیاتی کاموں کے سلسلے میں وزیراعلیٰ پنجاب کے discretionary amount کے بارے میں جو سوال اٹھایا ہے ۔ اس سلسلے میں ایک بہت ہی لمبا جواب دیا جا سکتا ہے لیکن میں انتہائی مختصر بات کروں گا کہ جو بات انھوں نے پڑھی ہے اس کو صرف اخباری بات ہی تصور کریں حقیقت سے اس کا میل یا میل تک کوئی سروکار نہیں ' کوئی تعلق نہیں ۔ یہ صرف ایک اخباری خبر ہے ۔ جس اخبار والوں نے اسے چھاپا ہے انھیں بہتر علم ہو گا ۔ بہرحال وزارت خزانہ پنجاب نے ایسا کوئی قدم ابھی تک نہیں اٹھایا ۔ باقی راجا عظمت حیات صاحب نے جو سوال کیا ہے اس کا جواب وزیر منصوبہ بندی و ترقیات میری نسبت زیادہ بہتر دے سکتے ہیں ۔ بہر حال اگر وہاں بورڈ پر وزیراعلیٰ پنجاب کا نام لکھا بھی جاتا ہے تو کوئی ایسی گناہ کی بات بھی نہیں ہے ۔ اورجو SAP پروگرام ہے وہ ایک Federally funded programme ضرور ہے لیکن اس میں حکومت پنجاب بھی حصہ دار ہوتی ہے ۔ اگر بورڈ پر نام لکھا جائے تو ایسی کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے ۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات(جناب رانا آفتاب احمد)، جناب والا ! میں اس بارے میں کچھ مزید وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر، رانا صاحب میں نے پہلے شوکت داؤد صاحب سے وعدہ کیا ہے لہذا میری مجبوری ہے آپ پہلے انھیں بات کرنے دیں پھر آپ فرمائیے گا ۔

چودھری شوکت داؤد، شکریہ' جناب سپیکر ! میں راجہ عظمت حیات صاحب کی بات کو ہی آگے بڑھاؤں گا ۔ حالانکہ میرا نام بھی ان بیس ممبران میں شامل ہے جن کو سمجھا جاتا ہے کہ یہ پارٹی کے ساتھ loyal ہیں ۔ مجھے اس پر فخر ہے ۔ اور جن کو فنڈز نہیں دیئے گئے I am one of them مجھے اس بات پر خوشی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو بات راجہ صاحب نے کی ہے اس پر ہمیں اور کوئی اعتراض نہیں ہے ' منظور احمد وٹو صاحب کے نام پر ہمیں صرف اس لیے اعتراض ہے کہ حلقے میں ان کی وجہ سے ہماری شہرت خراب ہوئی ہے ۔ وہ SAP پروگرام ہے ' ورلڈ بنک کی گرانٹ ہے ۔ یعنی ورلڈ بنک

کی گرانٹ پر وٹو صاحب کا نام لکھ کر اس طرح شہرت کی گئی ہے کہ شاید ہم وٹو صاحب کے ساتھ مل گئے ہیں---

جناب سپیکر: اب آپ ایک اور طرف چل پڑے ہیں ۔ تشریف رکھیے ۔ لوکل گورنمنٹ پر آج بحث ہے اس وقت آپ یہ باتیں کر لیجیے گا ۔ جی رانا آفتاب صاحب ۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات : جناب سپیکر ! سید ظفر علی شاہ صاحب نے جو نکتہ اٹھایا ہے اس پر میں تھوڑی وضاحت کروں گا ۔ اگر کوئی فنڈز روکے ہوں تو سب سے پہلے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو مطلع کیا جاتا ہے اور وہ کوئی advice جاری نہیں کرتا ۔ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو کوئی ایسی اطلاع نہیں ہے ۔ ہم آج بھی تقریباً 22 ممبران کے ترقیاتی کاموں کی advice issue کر کے آئے ہیں ۔ جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ اپوزیشن کے 77 ممبران کے فنڈز release ہو چکے ہیں ۔ اور 9 ممبران ایسے ہیں جن کی سکیمز ابھی تک محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو موصول نہیں ہوئیں ۔ باقی جہاں تک SAP کا تعلق ہے ۔ شوکت داؤد صاحب آ جائیں ان کے علم میں ' میں کافی اضافہ کروں گا کہ What is a SAP programme? ۔ SAP کے پروگرام میں ہم نے پچھلے سال بھی بغیر کسی تفریق کے ہر حلقے میں بچیوں کے 6 پرائمری سکول ' دو up gradation ' 4 کے shelter less ۔ اس سال بھی اگر ہاؤس کے ممبر---- یہ بات بڑی اہم ہے کہ ابھی تک ہمیں صرف 147 ممبران کی سکیمیں SAP پروگرام کے لیے موصول ہوئی ہیں ۔ جونہی ہمیں کوئی سکیم موصول ہوتی ہے ہم اس کو process کرتے ہیں اور process کرنے کے بعد آگے چلے جاتے ہیں ۔ شوکت داؤد صاحب نے فرمایا کہ میں ان 20 میں سے ہوں ۔ جناب والا! آپ نے یہاں ہاؤس میں رولنگ دی تھی لیکن جس ممبر کی سکیم criteria میں fall نہیں کرتی ' ہم نے duplication دیکھنی ہوتی ہے اور پھر ہم نے یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس سکیم کے مکمل ہونے کے بعد hand over کن کو ہونا ہے ۔ اس لیے یہ غلط بیانی ہے ۔ حکومت پنجاب کی طرف سے وزیر اعلیٰ صاحب نے جو بیان یہاں ہاؤس میں دیا تھا اور آپ نے جو رولنگ دی ہم اس پر پورا عمل کر رہے ہیں اور فنڈز release کر رہے ہیں ۔ شکریہ ۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : یہ بحث یہاں ختم کی جاتی ہے اور وقفہ سوالات شروع کیا جاتا ہے ۔ I call the House to order. آپ سب تشریف رکھیں ۔ میاں معراج دین صاحب آپ اپنے سوال کو دہرائیے ۔

سوال نمبر بتائیے ۔ (قطع کلامیاں)

I call the House to order ۔ تشریف رکھیے ۔ لوکل گورنمنٹ پر بحث ہے آپ کو اس پر بات کرنے کا موقع ملے گا ۔ جب لوکل گورنمنٹ پر بحث ہو گی تو اس وقت آپ ان باتوں کو کر لیجیے گا ۔

چودھری اختر رسول: جناب سپیکر ! وزیرمنصوبہ بندی و ترقیات نے کہا ہے کہ 77 ممبران کے فنڈز release ہو چکے ہیں ۔ حالانکہ جب سے یہ حکومت قائم ہوئی ہے اس وقت سے ہمیں کوئی فنڈز نہیں دیے گئے ۔ ہمیں نہ تو پچھلے سال ترقیاتی فنڈز دیے گئے ' نہ اس سے پچھلے سال اور نہ ہی اب ہمیں ترقیاتی فنڈز دیے گئے ہیں ۔ یہ آدھے پنجاب کی development کا معاملہ ہے ۔ آپ آدھے پنجاب کے ساتھ یہ زیادتی اس وجہ سے کر رہے ہیں کہ یہ ووٹ مسلم لیگ کو ملے تھے ۔ اور ان کی development مسلم لیگ کو سزا دینے کے طور پر نہیں کی جا رہی ۔ ----

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں ۔ ----(قطع کلامیاں)

I call the House to order. ۔ آپ سب کو بیٹھنا پڑے گا ۔ آپ سب تشریف رکھیں ۔ please sit down, please sit down ۔ میں بات کرتا ہوں

شیخ محمد انور سعید : جناب سپیکر ! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ اپوزیشن کے 77 ممبران کے فنڈز ریلیز ہو چکے ہیں ۔ اب ہم یہ حق رکھتے ہیں کہ وہ ان 77 ممبران کے نام بتائیں جن کے فنڈز ریلیز ہوئے ہیں ؟

MR. SPEAKER: I call the House to order.

جناب شاہد ریاض ستی ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں ۔

جناب شاہد ریاض ستی ، جناب والا ! میں اپنے علاقے کی نمائندگی کر رہا ہوں ---

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیے! میں بات کرتا ہوں ۔

جناب شاہد ریاض ستی : جناب والا! حکومتی ارکان کے کام ہو رہے ہیں لیکن اپوزیشن ممبران کے حلقوں کے کام نہیں ہو رہے ۔ ان لوگوں کو سزا دی جا رہی ہے---

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں . I call the House to order میں بول رہا ہوں ۔ آپ کو تشریف رکھنی پڑے گی ۔ آپ کو بیٹھنا پڑے گا ۔ آپ بیٹھیں گے ۔ Please sit down. Please sit down. (قطع کلامیاں)

I call the House to order آپ تشریف رکھیں۔ میں بات کر رہا ہوں ۔ آپ تھوڑی دیر تشریف رکھیں۔ آپ جو یہ رویہ اختیار کر رہے ہیں اللہ کے فضل و کرم سے ساری قوم اور پوری تاریخ آپ کو دیکھ رہی ہے ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، آپ ہماری بات کر رہے ہیں کیا ان کو نہیں دیکھ رہے ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر ، I call the House to order. ۔ Please take your seat. آپ تشریف رکھیے ۔ اگر آپ ہاوس کا ڈیکورم نہیں رکھیں گے تو میں ہاوس کو برخاست کرنے پر مجبور ہو جاوں گا ۔

جناب شاہد ریاض ستی ، جناب والا ، ہم منتخب ہو کر آئے ہیں عوام کے مسائل حل کرنے کے لیے آئے ہیں ۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں ۔ I call the House to order. آپ بیٹھیں ۔ وزیر موصوف جنھوں نے ہاؤس کے فلور پر یہ بات کی ہے ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، اس کے علاوہ آپ کر ہی کیا سکتے ہیں؟ پچھلے سال بھی ہمارے فنڈز روکے گئے تھے اس سے پچھلے سال بھی روکے گئے تھے ۔ جناب والا! جان بوجھ کر ہماری سکیمیں تو آگے نکلنے ہی نہیں دیتے اور جب ہم بات کرنے لگتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ میں اجلاس برخاست کر دوں گا ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر ، نہیں آپ بیٹھیں ۔ وزیر موصوف جنھوں نے ہاؤس کے فلور پر یہ بات کی ہے کہ 77 members belonging to the opposition ان کے فنڈز جاری کیے گئے ہیں ۔ میں ان سے دوبارہ پوچھتا ہوں کہ آپ نے یہ بات کی ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ، جناب سپیکر! میں نے کہا ہے کہ ہمیں ابھی تک اپوزیشن کے 9 ممبروں کی طرف سے کوئی سکیم موصول نہیں ہوئی اور 77 ممبرز کی advices جاری کی ہیں ۔ ہم تو advices issue کرتے ہیں ۔ محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ایڈوائس جاری کر دیتا ہے۔

(حزب اختلاف کی طرف سے شیم شیم کے نعرے)

جناب سپیکر ، جی انھیں بات کرنے دیجیے۔ (قطع کلامیاں) نہیں۔ آپ خاموش رہیں ۔ انھیں بات کرنے دیجیے ۔جی رانا صاحب!

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! جو ایڈوائس جاری ہو جاتی ہے ۔ یہ ایک سپیشل ڈویلپمنٹ ------(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیے ۔ وزیر موصوف کو بات کرنے دیجیے ۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب والا! 77 ممبرز کی سکیمیں کلیئر ہو کر فنانس میں چلی گئی ہیں ۔ اور وہاں سے بھی آگے کلیئر ہو گئی ہیں ۔ مگر وہاں سے ڈیپارٹمنٹ نے پیسے لے کر جانا ہے P&D نے پیسے آگے نہیں بھیجنے ۔

چودھری اختر رسول ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب شاہد ریاض ستی ، پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! ہم بھی اس ہاؤس میں پہلے ممبر رہے ہیں اور یہ گورنمنٹ میں رہے ہیں ۔ انھوں نے ہمیں کبھی بھی فنڈز نہیں دیے۔جناب والا! جب ہم ممبر تھے اور ہمیں مرکزی حکومت سے جو فنڈز ملے یہ بلڈوزر لے کر وہ گرانے چلے جاتے تھے ۔-----(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: I call the House to order .

چودھری محمد وصی ظفر ، میری عرض یہ ہے کہ ان کو اپنے کرتوتوں کی وجہ سے اللہ نے ہرایا ' ہم نے نہیں ہرایا ؟

جناب سپیکر ، آپ relevant بات کریں ۔

حاجی احسان الدین قریشی، جناب والا! وصی ظفر فسادیا اے اس نوں بٹھاؤ ۔

چودھری محمد وصی ظفر، یہ بلڈوزر لے کر گرانے آ گئے اور آج یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں فنڈز دیں --

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں ۔ آپ بیٹھ جائیں ۔ رانا آفتاب صاحب جنھوں نے یہ سٹیٹمنٹ دی ہے میں خاص طور پر ان سے کہہ رہا ہوں کہ ہاؤس کے فلور پر حکومت کی طرف سے جو بھی بات کی

جائے از راہ کرم اسے پوری ذمہ داری کے ساتھ کرنا چاہیے ۔ میں نے اسی لیے آپ کو موقع دیا کہ آپ نے جو بات کی ہے آپ اسے واضح کرنا چاہتے ہیں' آپ وہ بات کریں ۔تاکہ اس کے بارے میں کوئی غلط فہمی نہ رہے ۔ میں آپ کو پھر ایک موقع دیتا ہوں ـــــ I call the House to order. وزیر موصوف نے جو موقف اختیار کیا ہے وہ واضح ہونا چاہیے اور میں انھیں ہاؤس کے سامنے موقع دے رہا ہوں کہ مہربانی سے وہ واضح طور پر ہاوس کو بتائیں کہ اس کی کیا پوزیشن ہے ۔جی رانا صاحب۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب سپیکر ! میں نے بڑی کلیئر بات کی تھی کہ جو ڈویلپمنٹ سکیمیں ہوتی ہیں یہ پلاننگ مینوئل کے تحت وصول ہوتی ہیں۔ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر جو کہ ڈی سی ہوتے ہیں ---

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا! وہ تو آگے نکلنے ہی نہیں دیتے ۔

جناب سپیکر ، پلیز آپ خاموش رہیں ۔ ایک بات کو ہونے دیجیے ۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جو سکیمیں P&D میں موصول ہوئی ہیں ان میں سے اپوزیشن کے 77 ممبروں کی سکیمیں کلیئر کر کے فنانس کو ایڈوائس جاری کر دی ہیں ۔ ہم تو سپیشل ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت ایڈوائس جاری کر دیتے ہیں ۔ آگے فنانس سے concerned department administrative کو چلے جاتے ہیں ۔ اگر آپ ٹائم دے دیں تو میں 77 ممبروں کی جو ایڈوائس جاری ہوئی ہیں وہ لسٹ آپ کو فراہم کر سکتا ہوں ۔ باقی جن ممبروں کی سکیمیں نہیں آئیں یہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کا کام نہیں ہے کہ وہاں کے ڈپٹی کمشنروں سے سکیم لے آئے ۔ ہمارا کام ہے کہ جب ہم ایک سکیم وصول کرتے ہیں criteria پہ fall کرتی ہے تو ہم اسے approve کرتے ہیں ۔ اس کی ایڈوائس approve کرتے ہیں ۔ ایڈوائس جاری ہونے کے بعد یہ فنانس میں چلی جاتی ہے ۔ فنانس میں آڈٹ کاپی ملتی ہے تو وہ concerned department کو چلی جاتی ہے ۔ میں یہ بتا سکتا ہوں کہ ہمارے پاس جو 77 ممبروں کی سکیمیں آئی تھیں وہ چلی گئی ہیں ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی' نیازی صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر ! ابھی ہمارے محترم وزیر موصوف نے بیان فرمایا کہ فنڈز ریلیز ہو چکے ہیں اور اس کے بعد ان کا یہ بیان آیا کہ انھوں نے ایڈوائس نوٹ جاری کر دیے ہیں ۔ جناب والا! مجھے پتا نہیں ہے کہ کتنے لوگوں کے فنڈز یا ایڈوائس نوٹ یا وہاں پر کیا مسئلہ چل رہا ہے ۔

لیکن ان ضلعی ڈپٹی کمشنروں کو ان پیاروں کو یہ ہدایات دے دی گئی ہیں کہ کون کون سے ممبر کی سکیموں کو ضلع سے باہر نہیں نکلنے دینا۔ ایک مہینہ ہو گیا ہے کہ اسے ڈی ایل جی صاحب نے مجھ سے سکیمیں لکھوائی تھیں لیکن ڈپٹی کمشنر صاحب وہ باہر ہی نہیں نکلنے دے رہے۔ ہم کس کے پاس جائیں۔ کس سے بات کریں؟ اگر علاقے کے ساتھ یہی حال ہوتا رہا تو وزیر اعلیٰ ہم سے کس چیز کا بدلہ لے رہے ہیں۔ لوگوں سے کس چیز کا بدلہ لے رہے ہیں؟ نہ یہ فنڈز کسی کے باپ کے ہیں اور نہ یہ حکومت کسی کے باپ کی ہے۔ اگر عارضی طور پر کوئی ووٹوں کی جعل سازی سے اس صوبہ پر قبضہ کر کے بیٹھ گیا ہے تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ فنڈز اس کے باپ کی جاگیر ہیں۔ اور یہ فنڈز اس کے باپ کی جاگیر کے طور پر استعمال ہو رہے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ بتائیں کہ ان باتوں کا نوٹس کون لے گا؟ ڈپٹی کمشنروں کو بے لگام گھوڑوں کی طرح اور ایس پیز کو بے لگام بدمعاشوں کی طرح بٹھا دیا گیا۔ تو اس کا جواب کون دے گا------

جناب سپیکر، نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں قائد حزب اختلاف کو فلور دے رہا ہوں۔

سردار سکندر حیات خان، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں میں نے قائد حزب اختلاف کو فلور دیا ہے۔ اس کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔ جی چودھری صاحب!

چودھری پرویز الٰہی، شکریہ جناب سپیکر! آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا ہے۔

MR. SPEAKER: I call the House to order.

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ ابھی محترم وزیر صاحب نے on the floor of the House ایک بات کی ہے کہ اپوزیشن کے 77 ممبران کے فنڈز ریلیز ہو چکے ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے بیان بدلا ہے کہ ایڈوائس دے دی ہے۔ لیکن جناب والا! fact یہ ہے کہ آپ ان کو کہیں یا فنانس منسٹر صاحب کو کہیں کہ وہ on the floor of the House یہ بتا دیں کہ اپوزیشن کے کون کون سے ممبران کے فنڈز ریلیز ہوئے ہیں اور کن کن کو ریلیز نہیں ہوئے یہ پتا چل جائے گا اور کیا وجہ ہے کہ کیوں نہیں ہوئے؟ یہ بھی پتا چل جائے گا کہ گورنمنٹ کے ممبران اسمبلی کے فنڈز ریلیز ہونے کے بعد ان کی سکیمیں بھی مکمل ہو چکی ہیں اور ہماری سکیمیں ابھی تک ڈیپارٹمنٹس کے چکر میں پھر رہی ہیں۔ اور ان پر اعتراضات لگ رہے ہیں اور اب تو بجٹ مکمل ہونے میں بھی ایک مہینہ رہ گیا

ہے۔

جناب سپیکر ،میں قائد حزب اختلاف سے یہ پوچھ رہا ہوں کہ کیا وقفہ سوالات شروع کیا جائے ؟

چودھری پرویز الٰہی ، جناب والا! وقفہ سوالات ضرور شروع کیا جائے لیکن جو بات آپ نے شروع کی ہے اسے مکمل کر لیا جائے ۔

جناب سپیکر ، میں نے آپ کے سامنے وزیر موصوف سے واضح طور پر دو دفعہ سٹیٹمنٹ لی ہے۔ اب اس کے علاوہ آپ کیا چاہتے ہیں ؟

چودھری پرویز الٰہی ، ہم اس کے علاوہ یہ چاہتے ہیں کہ وزیر خزانہ صاحب یہ بتا دیں کہ اپوزیشن کے ممبران کے جو فنڈز ریلیز کیے ہیں وہ کتنے ممبران کو دیے گئے ہیں۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے وزیر خزانہ آتے ہیں تو ان سے بات کرتے ہیں ۔ میاں منظور احمد موہل صاحب بات کرنا چاہتے ہیں ۔

چودھری اختر رسول ، جناب والا! میں تین دفعہ کھڑا ہوا ہوں لیکن آپ نے مجھے موقع فراہم نہیں کیا۔

جناب سپیکر ، میں نے موہل صاحب کو فلور دیا ہے اس کے بعد آپ کی بات سنوں گا

چودھری اختر رسول ، قائد حزب اختلاف کی بات کا جواب دیں اور میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

میری جھکی نگاہیں تلاش کرتی ہیں
کوئی ضمیر کا لہجہ کوئی اصول کی بات

جناب سپیکر ، میاں منظور احمد موہل!

میاں منظور احمد موہل ، جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سید ظفر علی شاہ نے ایک جائز نکتہ پوائنٹ آف آرڈر کی صورت میں اٹھایا لیکن اس بات کو بھول کے ہاؤس کسی اور طرف نکل گیا ۔ ان کا نکتہ یہ تھا اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ وہ اپنے نکتے کو سمجھا نہیں سکے اور نہ ہی ہاؤس اس طرف آیا ہے۔ اصل بات یہ تھی اخبار میں خبر چھپی ہے اور وہ خبر میں نے بھی پڑھی ہے کہ جو فنڈز پی اینڈ ڈی کی طرف سے ریلیز ہو چکے ہیں وزارت خزانہ نے ان فنڈز کو منجمد کر دیا ہے ۔ یعنی اب وہ فنڈز خرچ نہیں ہوں گے ۔ یہ بات نہیں ہے کہ وہ ریلیز ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے اور اگر ریلیز بھی ہو گئے ہیں تو

وزارت خزانہ نے ان فنڈز کو منجمد کر دیا ہے جب کہ مالی سال ۳۰ جون تک ہے اور ابھی اختتام پذیر نہیں ہوا۔ اس سے اپوزیشن اور حکومت دونوں پارٹی کے اراکین متاثر ہوتے ہیں بلکہ اس سے حکومتی پارٹی کے اراکین زیادہ hit ہوتے ہیں۔ بات یہ دریافت کرنی تھی کہ آیا حکومت پنجاب نے یا وزارت خزانہ نے جو فنڈز ریلیز کیے ہیں ان کو منجمد کر دیا ہے یا نہیں This is the only point لیکن ہاؤس کسی اور طرف نکل گیا۔

جناب سپیکر : اس کا جواب وزیر خزانہ نے واضح طور پر دیا ہے کہ ایسا کوئی کام نہیں کیا گیا۔ اس کا واضح طور پر جواب آ چکا ہے وزیر خزانہ نے categorically کہا ہے کہ اس طرح کی کوئی کارروائی میل یا میل تک نہیں کی گئی ۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔میاں معراج دین صاحب کا سوال ہے۔

میاں معراج الدین: سوال نمبر 566

سردار سکندر حیات خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : میں پہلے سوال کا جواب سنوں گا اس کے بعد دیکھوں گا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی :جناب والا! آپ نے پہلی دفعہ جب میاں معراج الدین صاحب کا نام پکارا اس وقت تقریباً ساڑھے چار بجے تھے ۔

جناب سپیکر : ساڑھے چار بجے تھے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی : تو وقفہ سوالات کو اس وقت سے شروع تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر : یہ سارے آپ کے دوست ہیں آپ دیکھیں انہوں نے سوچا آج آپ کو جواب دینے کی زحمت ہی نہ کرنی پڑے اور وہ سارا وقت لے گئے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! مجھے یہ پتا ہے جس کے ساتھ زیادہ محبت ہو اس کے گال زیادہ ہی چومے جاتے ہیں ۔ (قہقہے)لیکن اس کے باوجود میں یہ عرض کروں گا کہ یہ اس ایوان کی روایات کی بات ہے جب آپ نے ساڑھے چار بجے .....(قطع کلامیاں) جناب والا ! پہلے تو آپ ان کو یہ طریقہ کار بتائیں کہ

It is the mental maturity which matters not the physical maturity which is physical maturity .

تو یہاں پر thirty male or female attain by ti کر لیتے ہیں جو نیازی صاحب نے attain کی ہوئی ہے اب ان کو کہیں کہ وہ mentally طور پر بھی mature ہو جائیں یہ اس معزز ہاؤس کے ممبر ہیں۔

جناب سپیکر ، انشاء اللہ ہو جائیں گے ۔ آپ اس maturity کا ثبوت دیتے ہوئے سوال کا جواب دیں

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب سپیکر بات یہ ہے کہ جب آپ ایک دفعہ فرما چکے ہیں کہ وقفہ سوالات ساڑھے چار بجے سے شروع ہے اور اس وقت سے وقفہ سوالات شروع تصور ہو گا۔۔۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)

لاہور کارپوریشن کی چونگیوں کی نیلامی

جناب سپیکر، میں نے کہہ دیا ہے کہ اس وقت سے شروع ہو گا۔ اب جناب سوال نمبر ۵۶۶ کا جواب دیں۔

*566۔ میاں معراج الدین، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا 94-1993ء کے لیے لاہور کارپوریشن کی چونگیوں کی نیلامی کرائی گئی تھی اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں اگر کرائی گئی ہے تو ان چونگیوں کا ٹھیکہ کس فرم کو دیا گیا ہے۔

(ب) متذکرہ چونگیوں کا جس فرم کو ٹھیکہ دیا گیا اس نے زرضمانت کے طور پر کتنی رقم جمع کرائی ہے اگر نہیں کرائی تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)،

(الف) لاہور میونسپل کارپوریشن کے حقوق برائے وصولی محصول چونگی سال ۹۴-۱۹۹۳ء کی نیلامی مندرجہ ذیل تاریخوں پر اخبارات میں مشتہری کے بعد کرائی گئی مگر نیلامی نہ ہو سکی۔

تاریخ نیلام	نام اخبار بمعہ تاریخ	نام پارٹی	کیفیت
۲۹-۴-۹۳	روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۵-۴-۱۹۹۳	کسی پارٹی نے حصہ نہ لیا	ٹھیکیداران کو شرائط نیلام پر اعتراض تھا اس لئے نیلام ملتوی ہوا
	روزنامہ نیشن ۱۵-۴-۱۹۹۳		
	روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۱۶-۴-۱۹۹۳		

۱۵-۵-۹۳	روزنامہ جنگ ۱۹۹۳ء-۵-۷ روزنامہ خبریں ۱۹۹۳ء-۵-۷	کسی پارٹی نے حصہ نہ لیا	ٹھیکیداران کو شرائط نیلام پر اعتراض تھا اس لئے نیلام ملتوی ہوا۔
	روزنامہ نوائے وقت ۱۹۹۳ء-۵-۷ روزنامہ مشرق ۱۹۹۳ء-۵-۷ روزنامہ پاکستان ٹائم ۱۹۹۳ء-۵-۷		
۶-۶-۱۹۹۳ء	روزنامہ مشرق ۱۹۹۳ء-۵-۲۸ روزنامہ خبریں ۱۹۹۳ء-۵-۲۹ روزنامہ پاکستان ٹائم ۱۹۹۳ء-۵-۲۸ روزنامہ جنگ ۱۹۹۳ء-۵-۳۰	کسی پارٹی نے نیلام میں حصہ نہ لیا	ٹھیکیداران کو شرائط نیلام پر اعتراض تھا اس لیے نیلام نہ ہو سکا۔
۱۷-۶-۱۹۹۳ء	روزنامہ نوائے وقت ۱۹۹۳ء-۶-۱۱ روز نامہ جنگ ۱۹۹۳ء-۶-۱۱ روز نامہ پاکستان ٹائم ۱۹۹۳ء-۶-۱۱	کسی پارٹی نے نیلام میں حصہ نہ لیا	ٹھیکیداران کو شرائط نیلام پر اعتراض تھا اس لئے نیلام نہ ہو سکا۔

بعد ازاں بلدیاتی اداروں کی تحلیل مورخہ 15-8-1993 کو ہو گئی اس کے بعد مورخہ ۹-۹-۱۹۹۳ء کو نیلامی کی گئی روزنامہ خبریں مورخہ۳۱-۸-۱۹۹۳ء روزنامہ جنگ۳۱-۸-۹۳ء روزنامہ مشرق۳۱-۸-۹۳ء روزنامہ نیشن۳۱-۸-۹۳ء روزنامہ پاکستان ۳۱-۸-۹۳ء میں مشتہری کرائی گئی جس میں پانچ پارٹیوں نے زرضمانت جمع کرائی مگر نیلام میں حصہ نہ لیا کیونکہ ان کو شرائط نیلام کی شق نمبر ۲۲ پر اعتراض تھا۔ جس کے تحت عملہ کی تبدیلی ایک چونگی سے دوسری چونگی پر کرنے کے اختیارات چیف کارپوریشن آفیسر کے پاس ہیں۔ جبکہ وہ یہ اختیارات خود لینا چاہتے تھے۔مورخہ۶-۹-۱۹۹۴ء کو دوبارہ نیلامی کی گئی روزنامہ جنگ مورخہ 12-9-1994ء روزنامہ خبریں مورخہ ۱۰-۹-۱۹۹۳ء روزنامہ پاکستان ۱۰-۹-۹۳ء روزنامہ نیشن ۱۰-۹-۹۳ء میں مشتہری کرائی گئی مگر ایک پارٹی سید حسن آف کراچی نے نیلام میں حصہ لیا ۔ اور ۳۸ کروڑ روپیہ کی بولی برائے ۹-ماہ ۱۰ دن از ۲۱-۹-۹۳ء تا ۳۰-۶-۹۴ کے لئے دی کیونکہ ماہانہ اوسط آمدنی ۴۰۰۷ کروڑ روپے بنتی تھی لہذا یہ بولی غیر تسلی بخش ہونے کی بناء پر مسترد کر دی گئی ۔ اس کے بعد حیات اللہ اینڈ کمپنی کو بذریعہ گفت وشنید عرصہ ۸ ماہ یعنی ۱-۱۱-۹۳تا ۳۰-۶-۱۹۹۳ء کے لئے مبلغ =/۲۴'۹۴'۲۰'۱۹۷ روپے کا

ٹھیکہ دیا گیا جس کی اوسط ماہانہ آمدنی ۴،۳۶ کروڑ روپے بنتی ہے ۔ مورخہ ۱۶۔۹۔۱۹۹۳ء کی بو سے زیادہ پر ٹھیکہ بذریعہ گفت وشنید دیا گیا۔ جس کی قاعدہ نمبر (۳) ۴ آف پنجاب لوکل کونسلز لیز رولز ۱۹۹۰ء میں گنجائش موجود ہے۔

(ب) میسرز حیات اللہ اینڈ کمپنی نے ٹھیکہ کی رقم مبلغ =/۳۴،۹۴،۲۰،۱۹۱ کا دو فیصد مبلغ ۶۸۸،۴۰۳ روپے بطور زرضمانت جمع کروایا ہے۔

جناب سپیکر، میاں صاحب اس پر اگر کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔

میاں معراج الدین ، جناب سپیکر! میں جناب کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم جو سوالات کرتے ہیں ۔ آیا ان کی کوئی limit ہوتی ہے کہ کب تک جواب آجانا چاہیے کیونکہ میرے سوال کا جواب تقریباً دو سال کے بعد آیا ہے ۔ جناب سپیکر! آپ اس بات کا تعین کریں کہ زیادہ سے زیادہ کتنے عرصے میں جواب آنا چاہیے۔

جناب سپیکر ، جواب سنیے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب والا! ان کا ضمنی سوال تو بنتا نہیں جہاں تک انہوں نے فرمایا ہے کہ میرے سوال کو دو سال ہو گئے ہیں دو سال تو ابھی اس ہاؤس کو منتخب ہوئے بھی نہیں ہوئے

جناب سپیکر ، جی نہیں ہوئے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب سپیکر! یہ آپ کی صوابدید ہوتی ہے ہمیں جب سوال ملتے ہیں ہم اس کا جواب دیتے ہیں .....

میاں معراج الدین ، جناب سپیکر! آپ میرے سوال کی تاریخ دیکھ لیں اسے ڈیڑھ برس ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر ، میاں صاحب ہمارے ریکارڈ کے مطابق یہ سوال دسمبر میں آیا تھا ۔ اپریل میں اس کا جواب حکومت کی طرف سے دیا گیا اس کے بعد اس محکمے کے سوالوں کی باری اب آئی ہے۔ اس لیے یہ صورت بنی ہے باقی اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے حکومت کے محکموں کو اپنے طور پر تاکید کے طور پر بھی لکھ رہے ہیں کہ وہ سوالوں کے جواب جلد ازجلد تیار کرکے دیا کریں تاکہ latest situation

اراکین کے سامنے آسکے۔

میاں عبدالستار: جناب والا! اس سوال کا جو جواب دیا گیا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ ٹھیکیداران کو شرائط نیلام پر اعتراض تھا اس لیے نیلام ملتوی ہوا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کونسی شرائط تھیں جن پر ٹھیکیداران کو اعتراض تھا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! شق نمبر ۲۲ پر اعتراض تھا اور شق نمبر ۲۲ یہ ہے کہ محکمہ اپنی مرضی سے ٹیکس کلرک لگاتا ہے ٹھیکیداروں کا یہ اعتراض تھا کہ یہ کلرک ان کی مرضی سے لگائے جائیں۔ میں نے شق نمبر ۲۲ کی بھی وضاحت کر دی ہے۔

میاں عبدالستار: جناب سپیکر! یہ بات تو انہوں نے پہلی نیلامی کے متعلق بتائی ہے دوسری نیلامی ۲-۹-۵، کو ہوئی۔ اس کے متعلق بھی یہی کہا گیا کہ ٹھیکیداران کو شرائط نیلام پر اعتراض تھا اس لیے نیلام ملتوی کیا گیا۔ کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ اس دن ٹھیکیداران کو کیا اعتراض تھا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! میں معزز رکن کی بات سن نہیں سکا۔ جناب والا! جس وزیر نے جواب دینا ہوتا ہے وہ تو جواب دینے کے لیے سنجیدہ ہوتا ہے لیکن باقی ارد گرد جو دوست بیٹھے ہوتے ہیں وہ غیر سنجیدہ ہوتے ہیں .....

MR.SPEAKER: I call the House to order.

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں نے شق نمبر ۲۲ کی جو بات کی ہے اسی پر ان کو اعتراض تھا۔ اگر یہ شق نمبر ۲۲ پڑھنا چاہیں تو میں انہیں فراہم کر سکتا ہوں۔ اور اس میں بڑا واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ It is the discretion and prerogative of the Chief Officer کہ اس نے ٹیکسیشن کلرک لگانے ہیں۔ ٹھیکیداران صاحبان یہ چاہتے تھے کہ ان کی ٹرانسفر اور پوسٹنگ کا اختیار ہمیں دے دیا جائے اس پر اعتراض تھا اور یہ وہی شق نمبر ۲۲ ہے ہر دفعہ ان کو اسی پر اعتراض رہا ہے اور کوئی اعتراض نہیں تھا۔

جناب سپیکر: آگے چلیں آپ مزید سپلیمنٹری کرنا چاہتے ہیں۔

میاں عبدالستار: جی ہاں جناب والا! کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ محکمے نے اس شق پر جس پر ان کو اعتراض تھا ان کے ساتھ بعد میں کوئی negotiate کیا یا نہیں کیا؟

جناب سپیکر: جس شق پر اعتراض تھا کیا اس پر negotiate ہوا یا نہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! میں بڑے ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ شاہنواز چیمہ صاحب ہمارے بڑے بھائی ہیں۔ یہ حج کرکے آئے ہیں۔ سب دوست ان کو مبارکبادیں دے رہے ہیں۔ میں ان کے بالکل نزدیک بیٹھا ہوں ۔ میں ان کا سوال سن نہیں سکا۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ ذرا ضمنی سوال دہرادیں۔

میاں عبدالستار: جناب والا! میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں۔ کہ دراصل بات یہ ہے کہ بلدیات میں جتنے گھپلے اس دور میں ہوئے ہیں اور مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ جس وقت موجودہ منسٹر جو کہ اس وقت اس محکمے کے انچارج ہیں----

جناب سپیکر: نہیں یہ سپلیمنٹری سوال نہیں ہے۔ آپ سپلیمنٹری دہرائیں۔

میاں عبدالستار: جناب والا! یہی تو میں کہنا چاہتا ہوں اور میں اس ہاؤس کے فلور پر یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ یہ اس لیے جواب نہیں دے رہے کہ یہ سارے کا سارا ان کے محکمے پر الزام آتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں وہ جواب دینے کے لیے تیار ہیں۔

میاں عبدالستار: میں بار بار پوچھتا ہوں وہ کہتے ہیں کہ مجھے سمجھ نہیں آئی۔

جناب سپیکر: آپ دوبارہ کہیے۔

میاں عبدالستار: میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جس وقت ٹھیکیداروں نے اعتراض کیا اور نیلام میں حصہ نہیں لیا تو کیا محکمے نے ان کے ساتھ negotiate کیا؟

جناب سپیکر: ایک منٹ ۔ جی وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میاں عبدالستار صاحب سے کہا جائے کہ وہ کھڑے ہو کر بات کیا کریں بیٹھے بیٹھے بات نہ کیا کریں۔

جناب سپیکر: اچھی بات ہے۔

لالہ مہر لال بھیل: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر نہ ہی کریں تو اچھا ہے کیونکہ یہ وقفہ سوالات ہے۔

لالہ مہر لال بھیل، سر میری ایک گزارش سن لیں۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں۔

لالہ مہر لال بھیل، سر میری گزارش یہ ہے پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جب جو بھی نمائندہ سوال دیتا ہے وہ اپنی سوچ سمجھ کے تحت سوال اٹھاتا ہے۔ اور اس ہاؤس کا طریقہ کار جب سے یہ شروع ہوا ہے۔ آخری سوال کی باری تو آتی ہی نہیں۔ایک سوال پر ہی پوائنٹ آف آرڈر کرکے اسی پر سارا وقت ضائع کردیا جاتا ہے۔ میری گزارش یہی ہے کہ مہربانی کرکے جس کا سوال ہوتا ہے اسی کو بولنے کی اجازت دی جائے۔ وہ ہی اپنے سوال کو صحیح طریقے سے سمجھ سکتا ہے۔

جناب سپیکر، آپ کی بات واضح ہے۔ آپ تشریف رکھیے۔ لیکن سپلیمنٹری دوسرے بھی کرسکتے ہیں۔

لالہ مہر لال بھیل، یہ شعر بہت مشہور ہے۔ کہ،

توں اپنی گھڑی سنبھال تینوں ہور نال کی
توں اپنی بات نبیڑ تینوں ہور نال کی

اک دوسرے دے اتے سوال کرکے سارا ٹائم ضائع کر دیندے نیں۔ اور کسے دا مسئلہ حل نہیں ہوندا۔ نہ ہی اسیں آخری سوال تک پہنچ سکدے آں۔

جناب سپیکر، تشریف رکھیے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! مجھے اجازت دی جائے کہ میں میاں صاحب کے سپلیمنٹری کا جواب دے لوں۔

جناب سپیکر، آپ پہلے جواب دے لیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، گزارش یہ ہے کہ یہاں پر جس طرح سوال کے جواب میں بڑی وضاحت کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ شاید معزز رکن نے سوال لمبا ہونے کی وجہ سے پڑھا نہیں۔ جناب والا میں یہ دوسرے صفحے پر پڑھ رہا ہوں۔ روزنامہ "پاکستان" 10-9-1993 روزنامہ "نیشن" 10-9-1993 میں مشتہری کرائی گئی مگر ایک پارٹی سید حسن آف کراچی نے نیلام میں حصہ لیا۔ اور 38 کروڑ روپیہ کی بولی برائے 9 ماہ 10 دن کے لیے دی۔ کیونکہ ماہانہ اوسط آمدنی 4.07 کروڑ روپے بنتی تھی لہذا یہ بولی غیر تسلی بخش ہونے کی بناء پر مسترد کردی گئی۔ اس کے بعد حیات اللہ اینڈ کمپنی کو بذریعہ گفت و شنید عرصہ

8 ماہ یعنی 1-11-1993 تا 30-6-1994 کے لیے مبلغ =/34'94'20'191 روپے کا ٹھیکہ دیا گیا جس کی اوسط ماہانہ آمدنی 4.36 کروڑ روپے بنتی ہے۔ جناب اس میں واضح طور پر یہ لکھا ہوا ہے۔ اور باقی جہاں تک ہمارے بھائی ' ہمارے معزز رکن نے گھپلوں کی بات کی ہے ۔ میں صرف ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کردوں کہ ابھی مئی شروع ہے ۔ اپریل تک ہمیں تقریباً 50 کروڑ روپے آمدنی پچھلے سال سے زیادہ ہوئی ہے ' بلدیات کو فاضل انکم ہوئی ہے۔ جناب والا! اگر ان کو ضرورت ہو تو میں یہ کاپی آپ کو بھی دے دیتا ہوں ۔ اس میں مارچ تک ہے۔ اس میں کسی بھی ٹاؤن کمیٹی کی رپورٹ یہ پڑھنا چاہیں تو پڑھ لیں۔ پہلے میں نے ہر ممبر کو دینے کے لیے یہ چھپوائی تھیں۔ یہ میں آپ کی نذر کرتا ہوں آپ بھی اس میں دیکھ لیں۔ یہ مارچ تک ہے۔ اس میں 1993ء to 1991ء تک کا بھی comparison کیا گیا ہے اور ایک ایک مہینے کا بھی comparison کیا گیا ہے۔ یہ آپ خود بھی ملاحظہ کرلیں۔ یہ ہر ٹاؤن کمیٹی کا کُل اس میں دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، جی آپ چودھری صاحب۔

چودھری محمد اقبال، جناب والا! یہ جواب میں شاہ صاحب نے ابھی جو پڑھا ہے محترم وزیر صاحب نے جو ابھی پڑھا ہے ۔ اس میں فرمایا گیا ہے کہ جب سارے طریقے ٹھیکہ دینے کے فیل ہوگئے تو پھر مورخہ 16-9-1993 کی بولی سے زیادہ پر ٹھیکہ بذریعہ گفت و شنید دیا گیا۔ کیا معزز وزیر صاحب اس ایوان کو گفت و شنید کی تفصیل بتانا پسند فرمائیں گے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! لوکل کونسل رولز کے تحت دو دفعہ نیلامی ہونی چاہئے۔ اگر دو مرتبہ میں بولی نہ ہو یہ discretion ہوتی ہے وہاں پر جو بھی چیئرمین ہو ایڈمنسٹریٹر ہو۔ تو اس کے بعد وہ گفت و شنید کے ساتھ ٹھیکہ دیا جاسکتا ہے۔ رولز ہمیں permit کرتے ہیں۔ دو دفعہ ضروری ہے اس کے بعد گفت و شنید پر دیا جاسکتا ہے۔ اور جب گفت و شنید پر دیا تو بولی سے زیادہ پر دیا۔ اس میں جناب والا نقصان نہیں کیا۔ اور پھر یہ کہ یہ کب دیا؟ جب میں خود وزیر بلدیات نہیں تھا۔

جناب سپیکر، جی ۔

حاجی مقصود احمد بٹ ، وزیر موصوف سے میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، اسی سلسلے میں ۔

حاجی مقصود احمد بٹ، ہاں جی۔

جناب سپیکر، تو پھر سپلیمنٹری سوال۔

حاجی مقصود احمد بٹ، ابھی وزیر موصوف نے یہ کہا ہے کہ پچھلے سال سے اس مرتبہ آمدن زیادہ ہوئی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال جو ریٹس تھے کیا اس مرتبہ وہ کارپوریشن نے ریٹس بڑھائے نہیں تھے۔ یا انھیں پچھلے ریٹس پر آمدن زیادہ ہوئی ہے یا ریٹس 15% محصول چونگی بڑھانے سے آمدن زیادہ ہوئی ہے یا پچھلے ریٹس پر ہوئی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! یہ بڑا ہی متعلقہ سوال ہے۔ گزارش یہ ہے کہ میں مثال کے طور پر میونسپل کارپوریشن کا عرض کروں گا۔ کہ اس میں اگر ایک مہینے کی 4 کروڑ 50 لاکھ روپے آمدن بنتی ہے۔ ہم نے اس کا ten percent شیڈول بڑھایا ہے۔ اب ten percent شیڈول جو ہے وہ اس حساب سے بننا چاہیے کہ آپ اس میں 45 لاکھ جمع کرلیں۔ اس کو جمع کیا ہے last year میں۔ پھر اس مہینے مئی میں جو انکم ہو گی اس کو ہم کہتے ہیں کہ وہ فاضل انکم ہے۔ یعنی جو شیڈول بڑھایا ہے اس کو کاٹ کر۔ اگر شیڈول کو جمع کرکے بات کی جائے۔ تو تقریب two billion تک بات پہنچ جائے گی۔

جناب امان اللہ خان یاہر، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ ان کی موجودگی میں ٹھیکیدار نیلامی میں حصہ تو نہیں لیتے۔ لیکن جب اکیلے میں بیٹھ کر گفت و شنید ہوتی ہے تو وہ ٹھیکہ لے لیتے ہیں۔ یہ علیحدگی میں گفت و شنید کا مقصد کمیشن طے کرنا تو نہیں ہے۔ یہ بتائیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، میں یاہر صاحب کو داد دیتا ہوں۔ یعنی کہ ذہانت کی ہر جگہ داد دینی پڑتی ہے۔ جناب والا! ذرا تاریخ ملاحظہ فرمائیں 16-9-1993 ۔ اب اس تاریخ کو آپ خود سوچ لیں سر ۔ اس ہاؤس میں کون وزیر تھا؟ اور کون وزیر بلدیات تھا؟ اور آپ کی جگہ پر کون بیٹھا ہوا تھا؟

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر وصی ظفر۔

چودھری محمد وصی ظفر، یہ جناب سپلیمنٹری سوال صفحہ ۲۲ پر ۔ اس قسم کے scandalous

questions سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری اختر رسول، جناب والا! یہ چیک کرلیں کہ 16-9-1993 کو کون وزیر بلدیات تھا؟ اسمبلیاں تھیں بھی کہ نہیں۔ ان کی انفرمیشن اس قدر ناپختہ ہے کہ انہیں پتہ ہی نہیں کہ اس وقت اسمبلی کا وجود تھا کہ نہیں تھا۔

جناب سپیکر، وہ کہنا چاہتے ہیں کہ بہر حال اس وقت وہ نہیں تھے۔ کوئی اور تھا۔ جی وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ رول 50 بڑا ہی واضح ہے۔ اس کے تحت اس طرح کے scandalous questions پوچھے ہی نہیں جاسکتے۔ جیسے یہ کہتے ہیں کہ کمیشن یہ اور وہ بدنامی کے باعث بنتے ہیں۔ جناب کہتے ہیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی ضرور سنائیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، آپ rule 50 دیکھیں۔

جناب سپیکر، وضاحت کیجئے کیا کہنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا یہ تو abuse of asking questions ہے۔ (مداخلتیں)

جناب سپیکر، ایک قانونی مسئلہ پیش ہو رہا ہے ذرا توجہ دیجئے۔

چودھری محمد وصی ظفر، رشوت ستانی کے لیے کیا' یا کمیشن کے لیے کیا۔ such like question must be disallowed یہ سپیکر صاحب کے لیے رول 50 ہے جو کہ اس رول 50 کے تحت پوچھا ہی نہیں جاسکتا۔

جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے ایسے شرارتاً کہا تھا' اس لیے میں نے برداشت کیا۔ ویسے بالکل آپ کی بات درست ہے۔ اس طرح کے سوالات جن میں کسی کی ذات پر حملہ کیا جائے نہیں ہونے چاہییں اور اس کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

وزیر اوقاف، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیے۔

وزیر اوقاف، ٹائم ہو چکا ہے جناب۔ میں جناب' ایہہ گل ای کرنا چاہندا ساں کہ ایہہ غیر serious نیں' ایتھاں کتناں قیمتی وقت ضائع کیتا اے اور ایہ وی معزز ممبر جاندے نیں کہ کتنی محنت ہوندی

question کرنے والے دی ـــ

جناب سپیکر: ایک ایک سوال کے جواب پر لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں جنھیں آپ نے سننا پسند نہیں کیا۔ خواجہ صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

خواجہ ریاض محمود: میں اسی سلسلے میں ضمنی سوال وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں' Question Hour تو ختم ہوتا ہے۔

خواجہ ریاض محمود: بڑا اہم سوال ہے جناب سپیکر۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

غیر سرکاری طور پر ایڈمنسٹریٹر کی تعیناتی

*567۔**میاں معراج الدین:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ بلدیہ اعظمیٰ لاہور کو آٹھ (۸) زونوں میں تقسیم کرکے ہر زون میں ایک غیرمنتخب شخص کو غیرسرکاری طور پر ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیا گیا ہے جو بلدیہ کی عمارتوں میں اپنے اپنے دفتر سنبھالے بیٹھے ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو آیا ایک غیرمنتخب شخص کو وارڈ ہائے بلدیہ عظمیٰ کے اخراجات کا ذمہ دار بنا دینا آئین اور قانون کی خلاف ورزی نہیں۔ اگر ایسا ہے تو غیر آئینی اور غیر قانونی اقدامات کرنے کی وجوہ کیا ہیں۔ تفصیلاً بتایا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ لاہور زون کو آٹھ زونوں میں تقسیم کرکے ہر زون میں ایک غیر منتخب شخص کو غیرسرکاری طور پر ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیا گیا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہرزون میں ایک ایک بلدیہ کا افسر بطور سیکرٹری تعینات ہے۔

(ب) کیونکہ جز "الف" بالا درست نہیں ہے لہذا جز "ب" کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

افسران کی تعیناتی

*971۔ ملک محمد اسحاق بچہ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) تھانہ کی سطح کے افسر پراجیکٹ منیجر اورضلع کی سطح کے افسر اسسٹنٹ ڈائریکٹر کا سروس ر کے تحت کیا فرق رکھا گیا ہے جب کہ ان ہر دو عہدوں کے اختیارات اورسٹیٹس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

(ب) محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کے ۳۵۹ افسران پراجیکٹ منیجرز و اسسٹنٹ ڈائریکٹرز کے ۔ محکمانہ ترقی کے لئے کتنا کوٹہ مقرر ہے ۔

(ج) اگر کوئی کوٹہ مقرر ہے تو اب تک ان افسران میں سے کتنے افسران کو ۱۹۷۹ء سے اب تک تر دی گئی ہے اور ترقی پانے کے بعد ان میں سے کتنے افسران کو ڈویژن کی سطح پر ڈائریکٹر تعینات کیا گیا ہے ۔

(د) کیا ڈویژن کی سطح پر لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی کے افسران کو ہی تعینات کیا جاتا ہے دوسرے محکموں کے افسران کو بھی ؛

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)،

(الف) تھانے کی سطح کے افسر پراجکیٹ منیجر اورضلع کی سطح کے افسر اسسٹنٹ ڈائریکٹر کا سروس رو کی رو سے گریڈ میں کوئی فرق نہ ہے البتہ مزید ترقی کے لیے سروس رولز میں فرق موجود ہے کہ ڈائریکٹر کے عہدہ کے لئے ۵ سال کے تجربہ کے حامل اسسٹنٹ ڈائریکٹر ان ہی ترقی کے اہل ہیں۔

(ب) محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کے سروس رولز مجریہ ۱۹۸۱ء کے تحت ڈائریکٹر بی ایس ۔۱۸ کی کل اسامیوں کا ۶۰ فی صد اسسٹنٹ ڈائریکٹر ان کی ترقی کے لئے مختص ہے جو کہ ۱۱۔ اسامیاں بنتی ہیں اور بقایا یعنی ۷۔اسامیاں ۴۰ فی صد تبادلہ کے ذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے دائر اختیار میں ہیں۔

(ج) اسسٹنٹ ڈائریکٹروں میں سے ۱۹۷۹ء سے اب تک دس افسران کو گریڈ ۱۸ میں بطور ڈائریکٹر ترقی دی گئی ہے ان میں سے "۴" افسران ۱۹۷۹ء سے اب تک ڈویژن کی سطح پر تعینات کیے گئے ہیں ۔اندریں حالات محکمہ ہذا کا ایک افسر محکمے میں بطور ڈائریکٹر ڈویژن کی سطح پر تعینات ہے۔

(د) ڈویژن کی سطح پر لوکل گورنمنٹ کے افسران کو ہی نہ صرف تعینات کیا جاتا ہے بلکہ دیگر محکمہ جات کے افسران بھی بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی ڈیپارٹمنٹ سے تعینات ہوتے ہیں۔

سلیکشن گریڈ کی عطائیگی

*1029۔ پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کی حکومت نے سرکاری ملازمین کو سلیکشن گریڈ دینا منظور کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ امور پرورش حیوانات محکمہ صحت اور محکمہ تعلیم کے افسران سلیکشن گریڈ حاصل کر رہے ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی میں تعینات پراجیکٹ منیجرز کو سلیکشن گریڈ نہیں دیا جا رہا ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو انہیں سلیکشن گریڈ نہ دینے کی کیا وجہ ہے اور حکومت پراجیکٹ منیجر کو سلیکشن گریڈ دینے کے سلسلے میں کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ):

(الف) حکومت نے محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کے گریڈ ۱ تا ۱۶ کے بعض ملازمین کو سلیکشن گریڈ دے رکھا ہے ماسوائے اکاؤنٹنٹ اور سیکرٹری یونین کونسل کے۔ (گریڈ ۱۷ اور اوپر پر یہ سہولت نہ دی گئی ہے)۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) افسران کے سلیکشن گریڈ اور تنخواہ و پیمانہ تنخواہ مقرر کرنے کا اختیار محکمہ خزانہ کے پاس ہے محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کے پاس اس ضمن میں کوئی اختیار نہ ہے۔

سڑک اڈا ڈھوک کی تکمیل کے لیے اقدامات

*1040۔ راجہ جاوید اخلاص، کیا وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے حلقہ پی پی۔۱۱ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی کی سڑک اڈا ڈھوک آم سے کنٹریہ کو شروع ہوئے تقریباً پانچ سال ہو گئے ہیں مگر یہ سڑک ابھی تک مکمل نہیں ہوئی جبکہ پی اینڈ ڈی نے فنڈز بھی مہیا کر دیے تھے لیکن اس کے باوجود محکمہ لوکل گورنمنٹ راولپنڈی نے کام مکمل نہیں کیا۔ اگر ہاں تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور محکمہ کب

تک مذکورہ سڑک کو مکمل کرے گا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ):

سڑک منصوبہ ڈھوک آم سے کتریہ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی جون ۱۹۸۸ء میں چیف منسٹر ڈائریکٹو کے تحت منظور ہوئی تھی جس کا تخمینہ لاگت ۲۲.۵۲ لاکھ روپے لگایا گیا تھا۔۹۰-۸۹ ۱۹ء میں منصوبہ مذکورہ کے لیے مبلغ ۴.۲۲ لاکھ روپے موصول ہوئے جس پر کام شروع کرایا گیا اور تمام رقم خرچ ہو گئی دوسرے مرحلے کے لیے مبلغ ۸.۴۴ لاکھ روپے اپریل ۱۹۹۲ء کو موصول ہوئے جس کے تحت دوبارہ ٹینڈرز لگا کر ڈھوک آم سے کتریہ کام شروع کیا گیا تاہم جون ۱۹۹۲ء تک مبلغ ۲ لاکھ روپے کا کام کرایا جا سکا۔مالی سال ۹۳-۱۹۹۲ء میں مبلغ ۶.۴۴ لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی اور جون ۱۹۹۳ء تک مبلغ ۷۲ ہزار روپے خرچ ہوئے جبکہ مبلغ ۷۲ء ۵ لاکھ روپے ۹۳-۶-۳۰ کو LAPSE ہو گئے جس کی وجہ سے منصوبہ ہذا پر کام جاری نہ رکھا جا سکا۔ محکمہ ہذا کی جانب سے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو لکھا گیا ہے کہ وہ فنڈز مہیا کریں۔ اب یہ معاملہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے زیر غور ہے۔

یونین کونسلوں کو حصہ کی ادائیگی

*1081۔ جناب محمود حیات خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کے فیصلہ کے مطابق جولائی ۱۹۸۱ء سے شروع ہونے والے مالی سال سے ضلع کونسلیں اپنے لوکل ریٹ اور میلہ جات، مویشیاں کی خالص آمدنی کا بیس فیصد حصہ یونین کونسلوں کو نصف بلحاظ آبادی اور نصف بلحاظ برابری ہر سال ادا کریں گی۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان ضلع کونسلوں کے نام کیا ہیں جن کے ذمہ اب تک لوکل ریٹ اور منڈیوں کی خالص آمدنی سے یونین کونسلوں کو مقررہ حصہ کی ادائیگی بقایا ہے۔

(ج) کیا حکومت یہ ادائیگی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) جن ضلع کونسلوں کے ذمہ بقایا جات ہیں ان کی مکمل تفصیل برتتمہ " الف"ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تمام ضلع کونسلوں کو مورخہ ۴ جنوری ۱۹۹۵ء کو ہدایات جاری کر دی گئی تھیں کہ بقایا جات کی ادائیگی تین ماہ کے اندر کریں۔اس کے بعد مورخہ ۱۷اپریل۱۹۹۵ء کو دوبارہ یاددہانی کرا دی گئی ہے کہ بقایا جات کی ادائیگی ۱۵مئی ۱۹۹۵ء تک کر دیں اور محکمہ ھذا کو مطلع کریں۔

نوشہرہ ورکاں شیخوپورہ سڑک کے بقایا حصہ کی پختگی

*1124۔ جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نوشہرہ ورکاں سے شیخوپورہ براستہ مرزا ورکاں۔ باٹھ والا جانے والی سڑک عرصہ دس سال سے زیر تعمیر ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک کا ایک میل کا ٹکڑا تاحال کچا ہے جس کی وجہ سے اس سڑک کے بقایاحصہ کو پختہ کرنے کی افادیت بے مقصد ہو جاتی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات مذکورہ سڑک کی تعمیر مکمل کروانے کے لئے محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کو فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) شیخوپورہ سے نوشہرہ ورکاں براستہ مرزا ورکاں سڑک کی لمبائی ضلع شیخوپورہ کی حدود کے اندر 14 کلو میٹر ہے جس میں سے 6 کلو میٹر سڑک شیخوپورہ تا جنڈیالہ شیر خان محکمہ ہائی وے کی تعمیر کردہ ہے۔ باقی 8کلومیٹر از جنڈیالہ شیر خان تا نوشہرہ ورکاں محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کی تحویل میں ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

اس میں سے6.4 کلومیٹر سڑک ضلع کونسل شیخوپورہ نے مبلغ12,27,468 روپے کی لاگت سے سال1980-81ء میں تعمیر کی جبکہ مقامی حکومت و دیہی ترقی نے سال 1990-91ء، 1991-92ء میں مبلغ چار لاکھ روپے کی لاگت سے مزید 1800 فٹ سڑک تعمیر کی باقی ماندہ 4700 فٹ

سڑک کی تعمیر کا کام ضلع کونسل شیخوپورہ نے جولائی 1994ء میں شروع کیا۔ اس مقصد کے لیے مبلغ 9 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں اب یہ سڑک تعمیر کے آخری مراحل میں ہے صرف ٹارنگ کا کام بقایا ہے جو کہ جلد ہی مکمل کر دیا جائے گا۔ اس طرح نوشہرہ ورکاں سے براستہ مرزا ورکاں شیخوپورہ روڈ مکمل ہو جائے گی۔

(ب) اس جز کا جواب جز "الف" میں آ چکا ہے۔

(ج) اس جز کا جواب بھی جز "الف" میں آ چکا ہے۔

لنک روڈ کی تکمیل

*1167۔ راجہ محمد جاوید اخلاص: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیراعلیٰ نے درج ذیل نامکمل منصوبوں کی تکمیل کے لیے احکامات جاری کیے تھے۔

۱۔ تکمیل لنک روڈ چک دولت پنڈ بالا تا موہڑہ شیرا۔

۲۔ تکمیل پوٹھی بنجیال روڈ نزد آبادی و مکان سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ جناب محمد افضل ظلہ۔

۳۔ تعمیر لنک روڈ اڈا ڈھوک آم تا کونتریہ ضلع راولپنڈی۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک ان منصوبوں کو مکمل کرے گی اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ):

(الف) یہ درست ہے کہ درج ذیل منصوبوں کی تکمیل کے لیے ڈائریکٹو جاری ہوئے تھے۔ منصوبہ وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ تکمیل لنک روڈ چک دولت تا پنڈ بالا موہڑا شیرا۔

مالی سال 83-1982ء، 84-1983ء اور 87-1986ء کے دوران بالترتیب مبلغ 5 لاکھ، 10.85 لاکھ اور 5.22 لاکھ روپے جاری ہوئے تھے۔ اس طرح اس سڑک کی تعمیر کے لیے کل مبلغ 21.07 لاکھ روپے موصول ہوئے تھے جس کے تحت تین میل چھ فرلانگ سڑک بمعہ سٹرکچر

کام مکمل کیا گیا علاوہ ازیں مورخہ 4-9-90 کو مزید ایک کلومیٹر پختگی کے لیے چیف منسٹر ڈائریکٹو جاری ہوا تھا مگر فنڈز جاری نہ ہوئے لہذا کام مکمل نہ ہو سکا۔

2۔ تکمیل پوٹھی بجیال روڈ نزد آبادی و مکان سابقہ چیف جسٹس جناب محمد افضل ظلہ صاحب۔

اس سڑک کی تعمیر کے لیے مالی سال 84-1983ء میں مبلغ 5 لاکھ روپے سپیشل ڈائریکٹو کے تحت وصول ہوئے جس سے موقع پر 3300 فٹ سڑک کو بمہ سٹرکچر مکمل کر دیا گیا۔ بعد ازاں مالی سال 87-1986ء میں مبلغ 11 لاکھ روپے وصول ہوئے جس کے تحت 8500 فٹ سڑک بمہ سٹر کچر کام مکمل کرا دیا گیا تھا۔ مالی سال 88-1987ء کے دوران بھی مبلغ 11.44 لاکھ روپے (6لاکھ +5.44 لاکھ) موصول ہوئے تھے۔ جس کے تحت 7700 فٹ سڑک بمہ سٹرکچر کام مکمل کیا گیا اس طرح اس سڑک پر کل 27 44 لاکھ روپے موصول ہوئے جس سے 3 میل 5 فرلانگ سڑک مکمل کی گئی ۔ ملحقہ آبادی میں 200 میٹر (ایک فرلانگ) سڑک کے لیے سی ایم ڈائریکٹو مورخہ 4-9-90 کو جاری ہوا تھا۔ مگر فنڈز کی عدم فراہمی کی وجہ سے سڑک کا یہ حصہ مکمل نہ ہو سکا۔

3۔ تعمیر لنک روڈ ڈھوک آم تا کنتریلہ ضلع راولپنڈی۔

مالی سال 90-1989ء کے دوران اس سڑک کی تعمیر کے لیے سپیشل ڈائریکٹو کے تحت مبلغ 12.66 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی تاہم اس رقم سے صرف 4 22 لاکھ روپے جاری ہوئے تھے جس سے کنتریلہ سے ڈھوک آم کی طرف کام کرایا گیا اور مبلغ 4.22 لاکھ روپے کی رقم خرچ کی گئی۔ علاوہ ازیں 18-4-92 کو مبلغ 8.44 لاکھ روپے موصول ہوئے جس سے ڈھوک آم سے کنتریلہ کی طرف کام شروع کیا گیا تاہم 30 جون 1993ء تک 2 72 لاکھ روپے خرچ ہو سکے اور بقایا رقم مبلغ 5 72 لاکھ روپے مورخہ 30-6-93 کو lapse ہو گئی لہذا کام جاری نہ رکھا جا سکا۔ محکمہ ہذا کی جانب سے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات پنجاب کو فنڈز کی بحالی کے لیے لکھا گیا اور جونہی فنڈز مہیا ہوئے کام مکمل کر دیا جائے گا۔

(ب) جونہی فنڈز دستیاب ہوئے جز "الف" میں دیے گئے منصوبوں کو مکمل کر دیا جائے گا۔

ورک چارج ملازمین کو پینشن اور گریجوئی کے حقوق کی عطائیگی

*1180۔ حاجی احمد خان ہرل، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ورک چارج ملازمین جو سابقہ دیہی ترقیاتی پروگرام میں مسلسل ملازمت کر رہے تھے۔ ان کی خدمات کو یکم جون ۱۹۷۳ء سے باقاعدہ کر کے محکمہ پیپلز ورکس پروگرام میں ضم کر کے ان کے پینشن کے حقوق بحال کر دیے گئے تھے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ جز (الف) میں مندرج ورکس چارج ملازمین میں سے جو یکم جون 1973ء کے بعد ملازمت میں ہیں یا سبکدوش ہوئے ۔ ان کے سابقہ ورک چارج ملازمت کے حقوق برائے حصول پینشن تاحال نہیں دیے گئے اور ان کی سابقہ سروس کو شمار نہیں کیا گیا۔اور ان کا مطالبہ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی اور محکمہ مالیات میں عرصہ دراز سے زیر التواء ہے ۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ مالیات پنجاب کو ایسی سفارشات روانہ کی گئی ہیں کہ متعلقہ ورک چارج ملازمین جن کی ملازمت کو یکم جون ۱۹۷۳ء سے ریگولر بنایا گیا تھا ان کی سابقہ ملازمت کو پینشن اور گریجوئی کے حقوق بھی دیے جائیں اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) درست نہ ہے ۔ پینشن کی سہولت چند مخصوص اداروں کو دی گئی تھی۔ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) تاہم رورل ورکس پروگرام کے ملازمین کو یکم جون ۱۹۷۳ء سے باقاعدہ ملازمت میں لے لیا گیا۔ یکم جون ۱۹۷۳ء سے قبل کے ورک چارج ملازمت کو بھی برائے حقوق پینشن محکمہ خزانہ پنجاب سے رجوع کیا گیا اور محکمہ خزانہ پنجاب نے اپنے مراسلہ نمبر FD. SR III-4-51/8-VOL.II مورخہ ۱۲-۳-۹۵ اس تجویز کو مسترد کر دیا ہے ۔

(ب) جز "الف" کے جواب کے پیش نظر مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) جز "الف" کے جواب کے پیش نظر مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے ۔

پروموشن کوٹے کی تکمیل

*۱۱۹۸۔ سردار محمد نواز خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پراجیکٹ اسسٹنٹ کا پروموشن کوٹہ دس فیصد سے بڑھا کر بیس فیصد کیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو اس طرح کل کتنی سیٹیں بنتی ہیں اور پروموشن کوٹہ کے مطابق کتنے پراجیکٹ اسسٹنٹس کو پروموٹ کیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کوٹہ کے مطابق کچھ سیٹیں خالی ہیں اگر ایسا ہے تو محکمہ کب تک ڈی پی سی کی میٹنگ کر کے پروموشن کوٹہ پورا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

(ج) پراجیکٹ اسسٹنٹس کی پروموشن پالیسی کے خلاف کتنی اپیلیں محکمہ کو موصول ہوئیں اور ان پر کیا عملدرآمد ہوا۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ پروموشن پالیسی کے مطابق ایسے گریجویٹ پراجیکٹ اسسٹنٹس جن کی سروس دس سال ہو گئی ان کو پروموٹ کیا جائے گا لیکن پبلک سروس کمیشن پوسٹ گریجویٹس کو ڈائریکٹ پراجیکٹ منیجر بھرتی کرتا ہے۔

(ہ) اگر جزو(د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسے پراجیکٹ اسسٹنٹس جو پوسٹ گریجویٹس بھی ہوں اور ان کی سروس تقریباً ۸۔۹ سال ہو کو پروموشن پالیسی میں رعایت دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ):

(الف) درست ہے محکمہ ہذا میں پراجیکٹ اسسٹنٹ کا پروموشن کوٹہ ۱۰ فی صد سے بڑھا کر ۲۰ فی صد کر دیا گیا ہے پروموشن کوٹہ کے زمرہ میں ۸۲ سیٹیں بنتی ہیں جن کے تحت معینہ کوٹہ پر مختلف اوقات میں محکمانہ پروموشن کمیٹی کے ذریعے پراجیکٹ اسسٹنٹ کو پراجیکٹ منیجر کے عہدے پر ترقی دی جاتی ہے۔

(ب) محکمہ ہذا میں پروموشن کوٹہ کی سیٹیں اس وقت پیدا ہوتی ہیں جب کوئی آدمی سروس سے ریٹائر ہو جائے یا قانون میں تبدیلی کی وجہ سے کوٹہ میں رد و بدل ہو۔ ڈی پی سی کی میٹنگ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۹۴ء کو ہوئی جس میں ۲ پراجیکٹ اسسٹنٹس کو پروموٹ کیا گیا اور پھر ڈی پی سی کی میٹنگ مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۹۵ء کو ہوئی جس میں ۱۳ پراجیکٹ اسسٹنٹس کو پروموٹ

کیا گیا۔ ۲۰ جون ۱۹۹۳ء کو پروموشن کوٹہ ۱۰ فیصد سے بڑھا کر ۲۰ فیصد کر دیا گیا جس کی وجہ سے پروموشن سیٹوں کی تعداد ۲۰ ہو گئی جن میں سے ۱۷ پر کر دی گئی ہیں اور آخری ڈی پی سی کی میٹنگ تک کوئی سیٹ خالی نہ ہے ۔ جوں جوں اسامیاں خالی ہوں گی پروموشن کوٹہ پورا کر دیا جائے گا۔

(ج) پراجیکٹ اسسٹنٹ کی پروموشن پالیسی کے خلاف رٹ پٹیشن نمبری ۳۳۷۲/۹۳ لاہور ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے تا حال اس کا کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا۔

(د) درست نہ ہے پنجاب لوکل گورنمنٹ اینڈ رورل ڈویلپمنٹ سروس رولز ۱۹۸۱ء کے تحت ایسے پراجیکٹ اسسٹنٹ بطور پی ایم پروموشن کے مستحق ہیں جن کی تعلیمی قابلیت گریجویٹ اور جو دس سالہ تجربہ بطور پراجیکٹ اسسٹنٹ رکھتے ہوں ۔ براہ راست بھرتی برائے پی ایم بذریعہ پبلک سروس کمیشن کے لئے مجوزہ تعلیمی قابلیت گریجویٹ نہ ہے بلکہ حسب ذیل ہے۔

MASTER DEGREE + IIND DIVISION SOCIOLOGY - SOCIAL WORKS OR PUBLIC ADMINISTRATION ECONOMICS / PSYCHOLOGY/L.L.B (FROM A RECOGNISED UNIVERSITY)

(ہ) جیسا کہ جز "د" میں بیان کیا گیا ہے کہ ایسے پراجیکٹ اسسٹنٹ جن کی تعلیمی قابلیت بی اے اور تجربہ دس سال سے کم ہے وہ پروموشن کے لیے اہل نہ ہیں لہذا پالیسی میں کسی قسم کی رعایت دینے کا کوئی جواز نہ ہے ۔

نیو شالیمار روڈ کی پختگی

*۱۲۰۵۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گلشن راوی سکیم لاہور کے کنارے بسنے والے میاں میر ڈرین پل گلشن راوی سے واسا ٹیوب ویل پل تک بطرف آبادی نیو شالیمار روڈ، غنی کالونی جو کچھ عرصہ قبل بنائی گئی تھی۔سوئی گیس اور ٹیلیفون پائپ ڈالنے کی وجہ سے ناقابل استعمال ہو گئی ہے جس کی وجہ سے مذکورہ علاقے کے مکین جن کی آبادی پچاس ہزار سے بھی زائد ہے ، کو آمدورفت میں سخت دشواری پیش آتی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پل گلشن راوی سے واسا ٹیوب ویل

پل تک نیو شالیمار روڈ کو پختہ کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) یہ سڑک تقریباً ۱۵/۲۰ سال پہلے تعمیر کی گئی تھی۔ محکمہ سوئی گیس اور محکمہ ٹیلیفون نے لاہور کی دیگر سڑکات کے علاوہ اس سڑک پر بھی روڈ کٹ لگائے ہیں محکمہ سوئی گیس کو ڈیمانڈ نوٹس نمبر CUT / (B - R) ایم ای (۵) مورخہ ۲۳-۹-۹۴ کو مبلغ =/۶۸۱،۰۰۰ روپے بھیجا گیا تھا۔ جس کے بعد متعدد بار یاددہانی کے مراسلے جاری کیے گئے۔ مگر ابھی تک محکمہ مذکور سے فنڈز موصول نہ ہوئے ہیں۔ اسی طرح محکمہ ٹیلی فون (بی ایل ٹی) نے بھی اس سڑک پر روڈ کٹ لگائے ہیں جس کی بحالی کا تخمینہ =/۴،۸۲،۴۰۰ روپے ہیں ابھی تک محکمہ کی طرف سے مذکورہ رقم موصول نہ ہوئی ہے۔

(ب) سڑک کی دوبارہ تعمیر کرنے پر ۲۰لاکھ روپے تخمینہ لاگت ہے مذکورہ بالا رقم جلد موصول ہونے اور بجٹ میں فنڈز مختص ہونے کی بناء پر نیو شالیمار روڈ کے کچھ حصہ نوناریاں چوک سے پل گلشن راوی تک سڑک کے حصہ کی تعمیر کے لیے ۵ لاکھ روپے کی رقم منظور ہو چکی ہے اس کام کے ٹینڈر جاری کر دیے گئے ہیں اور جلد کام مکمل کر دیا جائے گا۔

کچہری روڈ سے ٹائپسٹوں کو اٹھانے کے اقدامات

*۱۲۴۸۔ **جناب امان اللہ خان یابر**، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے سال ۱۹۹۰ء کے اپریشن کلین اپ کے دوران کچہری روڈ لاہور پنجاب یونیورسٹی کی دیوار کے ساتھ ناجائز طور پر بیٹھے ہوئے ٹائپسٹوں کو بھی اٹھا دیا تھا۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن زون نمبر ۵ کے انسپکٹر نے نقد رقم کی وصولی کے علاوہ ماہانہ وصولی پر ان ٹائپسٹوں کو تین گنا اضافہ کے ساتھ یونیورسٹی کی دیوار کے ساتھ ناجائز طور پر بیٹھنے کی اجازت دے دی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ان ٹائپسٹوں نے فٹ پاتھ پر الماریاں اور میزیں لگا کر فٹ پاتھ کے علاوہ سڑک پر بھی قبضہ کر رکھا ہے جس سے پیدل چلنے والے افراد سڑک پر چلنے پر مجبور

ہیں۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان ناجائز طور پر بیٹھے ہوئے ٹائپسٹوں کو اٹھانے اور زون نمبر ۵ کے متعلقہ انسپکٹر کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) چوک نیلا گنبد /انار کلی سے بائیں جانب کچہری روڈ پر پنجاب یونیورسٹی کی دیوار کے ساتھ کچھ حصے میں ناجائز طور پر عارضی تجاوز کر کے ٹائپسٹ بیٹھے ہوئے ہیں۔ جنہوں نے اسٹول اور میزیں رکھی ہوئی ہیں۔ سال ۱۹۹۰ء کے اپریشن کلین اپ کے دوران یہ ٹائپسٹ خود بخود اپنے اسٹول اور میزیں وغیرہ اٹھا کر موقع سے چلے گئے تھے۔

(ب) درست نہ ہے۔ کچہری روڈ پر پنجاب یونیورسٹی کی عقبی دیوار کے ساتھ یہ ٹائپسٹ صرف عارضی طور پر ناجائز تجاوز کر کے بیٹھے ہوئے ہیں اور انہوں نے اسٹول اور میزیں رکھی ہوئی ہیں۔ ان کو کئی مرتبہ زون نمبر۵ کے عملہ کے ذریعہ ٹرک ریڈ کر کے موقع سے اٹھایا گیا ہے لیکن یہ پھر وہاں بیٹھ جاتے ہیں۔حال ہی میں بھی اس جگہ ریڈ کر کے ان کا سامان گرفت کر کے سٹور میں داخل کیا گیا ہے اور مالکان سے جرمانہ وصول کر کے ان کا سامان چھوڑا گیا ہے اور سختی سے تنبیہہ کی گئی ہے کہ دوبارہ اس جگہ پر انکروچمنٹ نہ کریں۔ زون نمبر ۵ کے تہہ بازاری انسپکٹر اس عملہ کا کوئی اہلکار ان ناجائز تجاوز کنندگان ٹائپسٹوں سے کسی قسم کی نقد رقم یا ماہانہ وصول نہیں کرتا۔

(ج) درست ہے ان ناجائز تجاوز کنندگان کا سامان تہہ بازاری زون نمبر ۵ کے عملہ کے ذریعے کئی مرتبہ ریڈ کر کے اٹھایا گیا ہے مگر یہ پھر وہاں بیٹھ جاتے ہیں اس جگہ پر ایک شخص نے ناجائز تجاوز کر کے الماری رکھی ہوئی تھی اور اس نے ایم سی ایل کے خلاف سول عدالت میں کیس دائر کر کے حکم امتناعی حاصل کر رکھا تھا۔ جو مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۹۴ء کو خارج ہو چکا ہے اور کیس زیر سماعت ہے اور آئندہ تاریخ پیشی 9 مئی 1995ء مقرر ہے۔

(د) زون نمبر ۵ کے ایم سی ایل کا عملہ باقاعدگی سے ان ناجائز کنندگان کے خلاف کارروائی کر رہا

ہے اور آئندہ بھی کارروائی جاری رہے گی ۔ متعلقہ عملے کو سختی سے ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ اس جگہ پر کسی قسم کا تجاوز نہ ہونے دے۔

میاں چنوں میں لوکل گورنمنٹ کی سڑکوں کی تعداد

*۱۲۵۹۔پیر شجاعت حسنین قریشی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال ۱۹۸۵ء سے آج تک تحصیل میاں چنوں کی حدود میں لوکل گورنمنٹ کی ملکیتی کتنی سڑکیں کتنی لاگت سے تعمیر کی گئی ہیں اور کس کس ٹھیکیدار کے ذریعے ان کی تعمیر کروائی گئی ان کی تعمیر سے لے کر آج تک ان کی مرمت پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے تفصیل سڑک وار اور سال وار فراہم کی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے تحصیل میاں چنوں کی حدود میں لوکل گورنمنٹ کی اکثر سڑکیں ٹوٹ چکی ہیں اور وہ ناقابل استعمال ہیں اگر ہاں تو ایسی سڑکوں کے نام کیا ہیں اور ان کی تعمیر کب تک کی جائے گی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) محکمہ بلدیات و دیہی ترقی پنجاب نے سال ۱۹۸۵ء سے لے کر سال ۹۴-۱۹۹۳ء تک مختلف ترقیاتی پروگراموں کے تحت تحصیل میاں چنوں کی حدود میں کل ۲۸ سڑکیں تعمیر کیں جن کا کل تخمینہ لاگت مبلغ ۲ کروڑ ۵۲ لاکھ ۴۸ ہزار روپے تھا تاہم ان سڑکوں پر مجموعی طور پر ۲ کروڑ ۳۷ لاکھ ۲۵ ہزار روپے خرچ کئے گئے سال وار تعمیر کی گئیں سڑکیں معہ تخمینہ لاگت اخراجات اور ٹھیکیداروں کے نام جن کے ذریعے یہ سڑکیں تعمیر کرائی گئیں کی تفصیل (تتمہ "الف") ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے تاہم ان کی مرمت پر کوئی رقم خرچ نہ ہوئی ہے۔

(ب) تحصیل میاں چنوں کی حدود میں محکمہ بلدیات و دیہی ترقی پنجاب کے ذریعہ تعمیر کی گئیں سڑکوں کے برم و کنارے شکستہ ہو چکے ہیں جس کی بڑی وجہ ضروری فنڈز برائے مرمت کی عدم فراہمی اور بارشیں ہیں ۔ تاہم ابھی تک تمام سڑکیں قابل استعمال ہیں ۔ سڑکوں کو ضلع کونسل کے حوالے کرنے اور فنڈز برائے مرمت مختص کرنے کے لئے ضلع کونسل خانیوال سے رابطہ کیا گیا ہے (تتمہ "ب") جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے فنڈز مختص ہونے کے بعد

سڑکوں کی مرمت کا کام مکمل کردیا جائے گا۔

گزر گاہ کی واگزاری

*۱۲۷۰۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ بادامی باغ لاہور میں لاری اڈہ کی مسجد کے قریب جو گزر گاہ تھی اس پر بااثر افراد نے قبضہ کر کے دکانیں تعمیر کر لی ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان افراد کے نام اور پتے کیا ہیں اور ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں نیز حکومت ان دکانوں کو گرا کر اس گزر گاہ کو دوبارہ کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) جز "الف" کا جواب اثبات میں نہ ہے بہرحال مذکورہ گزرگاہ جو مسجد کے سامنے سے گزرتی ہے اس سڑک پر کوئی رکاوٹ نہ ہے۔

کچہری روڈ پر ناجائز تجاوزات

*۱۲۷۵۔میاں فضل حق، کیا وزیرمقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ کالج لاہور تا نیلاگنبد چوک کچہری روڈ لاہور پر ناجائز تجاوزات کی بھرمار ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور زون نمبر ۵ اور زون نمبر ۶ کے انسپکٹران نے نقد رقوم کی وصولی کے ساتھ ماہانہ وصولی کے لالچ میں کچہری روڈ کے دونوں اطراف فٹ پاتھ کے ساتھ سڑک پر بھی سٹال لگوا دیئے ہیں۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ کچہری روڈ پر یک طرفہ ٹریفک ہے مگر ناجائز تجاوزات کی وجہ سے گھنٹہ گھنٹہ ٹریفک جام رہتی ہے جس سے نہ صرف پیدل چلنے والوں کو بلکہ میو ہسپتال میں لاہور سے باہر کے ایمرجنسی مریضوں کو علاج کے لئے لانے والی ایمبولینس کو سخت مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گورنمنٹ کالج لاہور تا نیلا گنبد چوک کچہری روڈ لاہور سے ناجائز تجاوزات کو ختم کرنے کے ساتھ زون نمبر ۵ اور زون نمبر۶ کے انسپکٹران کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) یہ درست ہے کہ کچہری روڈ تا نیلا گنبد عارضی تجاوزات خوانچہ فروشوں ' ریڑھی بانوں اور ٹائپسٹ کی صورت میں موجود ہیں ان کے علاوہ پنجاب یونیورسٹی کی دیوار کے ساتھ بالمقابل گورنمنٹ کالج ایم سی ایل کی منظور شدہ کار' موٹر سائیکل پارکنگ سٹینڈ بھی موجود ہے۔

(ب) درست نہ ہے علاقہ زون نمبر ۵'۶ میں جو عارضی تجاوزات ہیں ان کے خلاف اکثر کارروائی ہوتی رہتی ہے اور عملہ تہہ بازاری زون نمبر۵'۶ ناجائز تجاوز کنندگان سے کوئی نقد رقم یا ماہانہ وصول نہیں کرتا۔

(ج) یہ درست ہے کہ کچہری روڈ کے دونوں اطراف فٹ پاتھ پر کچھ عارضی تجاوزات ہیں جن کے خلاف عملہ تہہ بازاری ہمیشہ کارروائی کرتا رہتا ہے جہاں تک ٹریفک جام ہونے کا تعلق ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ بابر مارکیٹ کے سامنے تاجران و گاہکوں کی گاڑیاں پارک ہونے کی وجہ سے ٹریفک سست ہو جاتی ہے۔

(د) عملہ تہہ بازاری زون نمبر۵'۶ کو سختی سے ہدایت کی گئی ہے کہ کچہری روڈ پر موجود عارضی تجاوز کنندگان کے خلاف قوانین کے مطابق چالان کریں اور کسی کو تجاوز نہ ہونے دیں۔ عملہ تہہ بازاری کو سختی سے خبردار کیا گیا ہے کہ اگر کوئی اہلکار کسی قسم کی لاپرواہی میں ملوث پایا گیا تو اس کے خلاف سخت کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

اسمبلی کوارٹر سے ملحقہ گلیوں کی پختگی

*۱۲۷۸۔چودھری محمد وصی ظفر، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اسمبلی کوارٹر گڑھی شاہو لاہور کے دونوں بلاکوں سے ملحقہ گلیاں پختہ نہ ہیں اور ان میں اینٹوں کے روڑے اور مٹی کے ڈھیر پڑے ہوئے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بلاکوں سے ملحقہ گلیوں کو پختہ کرنے اور ان کی صفائی کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوحات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) یہ درست ہے کہ اسمبلی کوارٹرز گڑھی شاہو لاہور کے دونوں بلاکوں سے ملحقہ گلیاں پختہ نہ ہیں۔ مگر ان گلیوں سے اینٹوں کے روڑے اور مٹی کے ڈھیر اٹھوا لیے گئے ہیں اور صفائی باقاعدگی سے کی جارہی ہے۔

(ب) سال رواں ۹۵-۱۹۹۴ء میں ان گلیوں کو پختہ کرنے کا کام ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ ہے بہرحال ملبہ اٹھوایا جا چکا ہے اور گلیوں کی صفائی باقاعدگی سے کروائی جارہی ہے۔ تاہم ان گلیوں کی تعمیر اگلے سال کے بجٹ / ترقیاتی پروگرام میں شامل کر لی جائے گی۔

ایل سی ایس کی اسامیوں پر کم درجہ کے اہلکاروں کی تعیناتی

*۱۲۸۱۔ سید تابش الوری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب میں ایل سی ایس کی اسامیوں پر سٹیٹس کے مطابق تعیناتی و تبدیلی کی کیا پالیسی ہے اور اس پر کس حد تک عملدرآمد ہو رہا ہے۔

(ب) پنجاب میں ایل سی ایس کی کتنی پوسٹوں پر کم درجہ کے اہلکاروں کو اعلیٰ درجہ کی اسامیوں پر تعینات کیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کونسل لودھراں میں اکاؤنٹس آفیسر کی اسامی کا سکیل نمبر ۱۶ ہے جب کہ اس اسامی پر سکیل نمبر ۱۴ کے اکاؤنٹینٹ رانا خلیل احمد کو تعینات کیا گیا ہے۔ اور موصوف ۱۹۹۰ء میں ضلع کونسل لودھراں کے معرض وجود میں آتے وقت اسی اسامی پر تعینات ہے اور نگران حکومت کا عرصہ گزرنے کے بعد پھر انہیں اسی ضلع کونسل میں تعینات کر دیا گیا ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ سکیل ۱۶ کے دو اکاؤنٹس آفیسران کو ضلع کونسل لودھراں میں تبدیل و تعینات کیا گیا اور بعد ازاں متذکرہ ادنیٰ درجے کے اکاؤنٹینٹ کو ضلع کونسل لودھراں میں تعیناتی کی خاطر متذکرہ دونوں اعلیٰ درجے کے افسران کو تبدیل کر دیا گیا۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ان کے خلاف قانونی اقدامات کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) پنجاب میں ایل سی ایس کی اسامیوں پر حتی المکان اسامی کے سٹیٹس کے مطابق تعیناتی و تبدیلی کی جاتی ہے تاہم انتظامی وجوہات کی بناء پر اس پالیسی میں نرمی اختیار کی جاتی ہے۔

(ب) ۱۶ اپریل ۱۹۹۵ء تک پنجاب میں ۱۲۹ پوسٹوں پر کم درجہ کے اہلکاروں کو اعلیٰ درجہ کی اسامیوں پر تعینات کیا گیا۔

(ج) یہ درست ہے کہ ضلع کونسل لودھراں میں اکاؤنٹس آفیسر کی اسامی گریڈ ۱۶ کی منظور شدہ ہے ۱۹۹۰ء میں جس وقت ضلع کونسل لودھراں وجود میں آیا اس اسامی کے محاذ مسمی خلیل احمد اکاؤنٹنٹ سکیل ۱۴ کی تعیناتی عمل میں لائی گئی جنرل الیکشن ۱۹۹۳ء کے دوران اس اسامی کے محاذ مسمی مظہر حسین بخاری سکیل ۱۶ کی تعیناتی کی گئی اور بعد میں انتظامی وجوہات کی بناء پر مسمی خلیل احمد اکاؤنٹنٹ کو دوبارہ اس اسامی پر تعینات کر دیا گیا اور اس وقت مسمی مظہر حسین سکیل ۱۶ اس اسامی کے محاذ کام کر رہا ہے۔

(د) ایضاً

(ہ) تبدیلی / تعیناتی کے لئے کوئی عمل خلاف قانون نہ کیا جاتا ہے جواب جزو (الف) پر ملاحظہ فرمائیں۔

پٹوار سرکل کے تحت حلقہ بندیاں بنانے پر غور

*۱۲۰۵۔ جناب محمد بشارت راجہ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں ۱۹۹۲ء کے بلدیاتی انتخابات تک بلدیاتی قوانین و ضوابط کے مطابق ضلع کونسل کی حلقہ بندی یونین کونسل کی بنیاد پر کی جاتی رہی ہے اور یونین کونسلوں کے انتخابات بھی ہوتے رہے ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ۲۷ جولائی ۱۹۹۴ء کے لئے جن بلدیاتی انتخابات کا اعلان کیا تھا۔ ان کی حلقہ بندی پٹوار سرکل کو بنیاد بنا کر کی گئی تھی۔ اور یونین کونسل کے ادارے کو ختم کر دیا گیا تھا اور اس سلسلے میں لوکل کونسل الیکشن اتھارٹی نے حلقہ جات پر تجاویز اور اعتراضات کی سماعت بھی کی تھی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لوکل کونسل الیکشن رولز میں نہ تو کوئی ترمیم کی گئی ہے اور نہ ہی کوئی نیا قانون بنایا گیا تھا۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کے خلاف قانونی کارروائی جس پر عوام لاکھوں روپیہ خرچ ہوا ہے کا ذمہ دار کون ہے اور اس کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) آخری عام بلدیاتی انتخابات ۱۹۹۱ء میں ہوئے تھے یہ درست ہے کہ ۱۹۹۱ء تک تمام لوکل کونسلوں بشمول یونین کونسل کے انتخابات ہوتے رہے ہیں۔ ۱۹۹۳ء میں کوئی بلدیاتی انتخابات نہیں ہوئے۔ دفعہ(۲)۱۴ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس ۱۹۷۹ء پر چم "الف" میں حلقہ بندی کے اصول متعین کرتے ہوئے کہا گیاہے کہ حلقہ بندیوں میں جہاں تک ممکن ہو سکے آبادی کی تقسیم حلقہ انتخاب کی جغرافیائی وحدت' انتظامی ڈھانچوں کی موجودہ حدود' ذرائع رسل و رسائل اور عوام الناس کی سہولت کو مدنظر رکھا جائے گا۔ قوانین یا قواعد و ضوابط میں کہیں بھی یونین کونسل کو حلقہ بندی کی بنیاد قرار نہیں دیا گیا۔ اس لئے الیکشن اتھارٹی نے اپنی جاری ہدایات میں کہا تھا کہ ضلع کونسل کے انتخابی حلقوں کی حلقہ بندی میں یونین کونسل اور تحصیل کی حدود کو برقرار رکھا جائے۔ لیکن اس وقت ساتھ ہی پیرا گراف میں واضح طور پر یہ بھی کہا گیا تھا کہ جہاں تک ہو سکے پٹوار سرکل اور تھانے کی حدود کو بھی اس حلقہ بندی میں نہ توڑا جائے۔ پرچم "ب"۔ بہر حال اگر کسی موقع پر یا کسی وجہ سے یونین کونسل کی حدود کو ضلع کونسل کے انتخابی حلقہ میں قائم رکھنا ممکن یا مناسب نہ ہو تو قانون الیکشن اتھارٹی کے مناسب اقدامات کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتا۔

(ب) یہ درست ہے کہ ۱۹۹۴ء کے مجوزہ انتخابات میں حلقہ بندی کے لئے جاری کردہ الیکشن اتھارٹی کی ہدایات پرچم "ج" میں کہا گیا ہے کہ ضلع کونسلوں کے انتخابی حلقوں کی تشکیل میں انتظامی اداروں خصوصاً تحصیل کی حدود کو ہر گز نہ توڑا جائے اور تھانہ کی حدود کو بھی برقرار رکھا جائے۔ یہ بھی درست ہے کہ حلقہ بندیوں پر تجاویز اور اعتراضات کی سماعت کا قانونی مرحلہ بھی حلقہ بندی افسروں اور ان کی مقامی اپیلیٹ اتھارٹیز کے پاس مکمل کیا گیا تھا۔ البتہ لاہور ہائی کورٹ کی طرف سے انتخابات کے بارہ میں حکم امتناعی کے پیش نظر الیکشن اتھارٹی نے

روبرو نظر ثانی کی درخواستوں پر سماعت ملتوی کر دی گئی تھی ۔تاہم لاہور ہائیکورٹ کے فیصلہ مورخہ ۱۹ فروری۱۹۹۵ء کی روشنی میں مزید کارروائی کے لئے معاملہ گورنمنٹ کے پاس زیرغور ہے۔

(ج) حلقہ بندیوں کے بارہ میں قانون یعنی پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس ۱۹۷۹ء کی دفعہ (۲)۱۲ اور الیکشن اتھارٹی کی جاری کردہ ہدایات کے حوالہ سے ضروری وضاحت جز "الف" کے ذیل میں کر دی گئی ہے ۔ اس کے پیش نظر مسئلہ زیر سوال کے لیے قانون میں ترمیم کی ضرورت نہیں۔

(د) حلقہ بندی میں کسی مروجہ قانون کی خلاف ورزی نہیں کی گئی۔

سڑک کو پختہ کرنے کے اقدامات

*۱۳۵۱۔جناب احمد یار گوندل: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے ۱۹۸۵ء سے ۱۹۸۸ء کے دوران تعمیر وطن پروگرام کے تحت کھیوہ ماچھی روڈ ضلع منڈی بہاؤالدین کو پکا کرنے کے لئے ٹھیکہ دیا گیا تھا۔جس کے لئے ۵،۶۰ لاکھ روپے رکھے گئے تھے۔ اور اس رقم میں سے ۳،۹۵ لاکھ روپے کا کام کروایا گیا اور بعد ازاں سڑک کے کام کو نامکمل چھوڑ دیا گیا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) یہ درست نہ ہے کہ ۱۹۸۱ء سے ۱۹۸۵ء کے دوران تعمیر وطن پروگرام کے تحت کھیوہ ماچھی روڈ ضلع منڈی بہاؤالدین کے لئے۵،۶۰لاکھ روپے منظور ہوئے بلکہ تعمیر پختہ روڈ کھیوہ تا ماچھی روڈ کے لئے سال۸۷۔۱۹۸۶ میں سپیشل پروگرام برائے ایجوکیشن اینڈ لوکل ڈویلپمنٹ کے تحت مبلغ ۵،۶۰لاکھ روپے منظور ہوئے تھے جس میں سے ۳،۸۵ لاکھ مذکورہ منصوبے پر خرچ ہوئے ہیں اور بقایا رقم مبلغ ۱،۷۵لاکھ روپے مورخہ ۸۹۔۳۰۶ کو Lapse ہو گئی جس کی وجہ سے منصوبہ ہذا پر کام نامکمل رہ گیا ہے ۔

(ب) جونہی محکمہ فنانس کی طرف سے Lapse شدہ رقم مبلغ ۱،۷۵ لاکھ روپے دوبارہ جاری کی گئی ۔ منصوبہ ہذا کو مکمل کر دیا جائے گا۔

کمیونٹی سینٹروں پر ناجائز قبضہ

*۱۳۵۳۔جناب محمد اکبر سید، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال ۱۹۸۵ء سے آج تک ضلع شیخوپورہ میں کل کتنے کمیونٹی سینٹر کس کس جگہ تعمیر کئے گئے ہر کمیونٹی سینٹر کی تعمیر پر کتنی لاگت آئی اور ان کی موجودہ پوزیشن کیا ہے۔اور حکومت ان کمیونٹی سینٹروں کو کس طرح استعمال میں لا رہی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان کمیونٹی سینٹروں میں سے کچھ سینٹر بعض افراد کے ذاتی استعمال میں ہیں۔جن پر انہوں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے۔اگر ایسا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے اور ان سینٹروں سے ناجائز فائدہ اٹھانے والے افراد کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)،

(الف) سال ۱۹۸۵ء سے اب تک محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی شیخوپورہ کی زیر نگرانی کل ۲۶ عدد کمیونٹی سینٹروں کی تعمیر ہوئی ہے جن کی فہرست بمعہ تفصیل (تخمینہ لاگت، کل خرچ، موجودہ پوزیشن) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اور ان پر ۵۳،۵۹ لاکھ روپے لاگت آئی ہے۔

(ب) جو کمیونٹی سینٹرز غیر مسلم ممبران کی گرانٹ سے تعمیر ہوئے ہیں انہیں وہاں کی اقلیتی آبادی استعمال کر رہی ہے اور جو کمیونٹی سینٹرز بذریعہ گرانٹ مسلم ممبران قومی / صوبائی اسمبلی تعمیر ہوئے ہیں ان سے وہاں کی مقامی مسلم آبادی استفادہ حاصل کر رہی ہے۔کوئی کمیونٹی سینٹر کسی کی ذاتی تحویل میں نہیں ہے۔

دوہٹہ عظمت سرور لنک روڈ کی مرمت

*۱۳۷۴۔سید محمد عارف حسین بخاری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کونسل حافظ آباد کی تعمیر کردہ دوہٹہ عظمت کوٹ سرور لنک روڈ ٹوٹ پھوٹ چکی ہے جس سے آمدورفت میں شدید دقت ہو رہی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ سڑک کی مرمت کے لیے کیا اقدام

کر رہی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) اس سڑک کی کل لمبائی ۸ کلومیٹر ہے۔جس پر مکمل سولنگ لگا ہوا ہے اس کی حالت بہت خراب ہے ضلع کونسل حافظ آباد کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ تعمیر و مرمت سڑک ہذا کا منصوبہ مالی استطاعت کو مدنظر رکھتے ہوئے ۹۶۔۱۹۹۵ء کے ترقیاتی پروگرام میں شامل کرے۔

بلدیہ حافظ آباد کی ترقی کے لیے رقم کی فراہمی

*۱۳۷۵۔سید محمد عارف حسین بخاری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بلدیہ حافظ آباد کے لیے سالانہ میزانیہ برائے سال ۹۵۔۱۹۹۴ء میں ڈویلپمنٹ کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حافظ آباد شہر کو ڈویلپمنٹ سے محروم رکھا جا رہا ہے۔اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور کیا کوئی ایسی تجویز حکومت کے زیر غور ہے جس سے بلدیہ حافظ آباد کو ڈویلپمنٹ کے لئے خاطر خواہ رقم مہیا کی جا سکے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) بلدیہ حافظ آباد نے اپنے سالانہ بجٹ ۹۵۔۱۹۹۴ء میں ترقیاتی کاموں کے لیے مبلغ =/۱،۶۴،۷۳۰ روپے کی رقم مختص کی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے اصل میں مندرجہ ذیل وجوہات کی وجہ سے بلدیہ کی آمدنی میں کمی واقع ہوئی ہے جس کی وجہ سے ترقیاتی سکیموں کی مد میں بہت تھوڑی رقم مختص کرنا پڑی۔

i۔ حکومت کی طرف سے ملازمین کی تنخواہوں میں ۳۵% کے اضافہ سے بلدیہ کو مزید ۳ ۲ لاکھ روپے کی زائد رقم تنخواہوں کی مد میں ادا کرنا پڑی ہے۔

ii- بلدیہ کی ۱۶۷ عدد دکانات کے کرایہ داروں کو حکومت کی طرف سے مالکانہ حقوق دے دیئے گئے ہیں جس کی وجہ سے بلدیہ ۱۵ لاکھ روپے کی سالانہ آمدنی سے محروم ہو گئی ہے مالکانہ حقوق کے سلسلے میں قیمت اراضی بھی حکومت کے فنڈ میں جمع ہوئی ہے۔ عوام کے مفاد کے پیش نظر تجاوزات ہٹاؤ مہم کی وجہ سے تہہ بازاری ٹکٹیں بھی منسوخ کر دی گئی ہیں جس سے بلدیہ کو تقریباً ۲ لاکھ روپے کی سالانہ آمدنی سے محروم ہونا پڑا ہے۔ اس کے باوجود بلدیہ نے محدود وسائل کے مطابق ترقیاتی سکیمیں تیار کی ہیں۔

ترقیاتی کاموں پر نام کی تختیاں

*۱۳۸۲۔جناب شاہد ریاض ستی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع کونسل راولپنڈی کے ترقیاتی فنڈز سے تحصیل کوٹلی ستیاں اور کہوٹہ کے ترقیاتی کام کس کی وساطت سے کروائے جا رہے ہیں۔

(ب) جو ترقیاتی کام جاری ہیں اور جو مکمل ہو چکے ہیں ان پر کن کن افراد کے نام کی تختیاں آویزاں ہیں؛

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)،

(الف) تحصیل کوٹلی ستیاں اور کہوٹہ میں ترقیاتی کام ضلع کونسل راولپنڈی کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں مختص کی گئی رقوم سے عوام کے مطالبے پر کیے جا رہے ہیں۔

(ب) ضلع کونسل راولپنڈی نے ان ترقیاتی سکیموں پر نہ کوئی بورڈ آویزاں کیے ہیں اور نہ ہی کوئی رقم اس مد میں خرچ کی گئی ہے۔

برآمدی ٹیکس کی وصولی

*۱۴۱۵۔میاں غلام فرید چشتی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کونسل لاہور عوام سے ان اشیاء پر بھی برآمدی ٹیکس وصول کر رہی ہے جن پر ٹیکس عائد نہیں ہے اور پھر شکایت پر رقم گیارہ گنا واپسی تو درکنار اصل رقم تک واپس نہیں کی جاتی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ زرعی ہل پر شیڈول میں ٹیکس لاگو نہیں کیا گیا۔ لیکن ایک شہری سے اس پر آج تک برآمدی ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے۔ اور مذکورہ شہری نے سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کے ہاں شکایت نمبری ایس او ایل جی-ا-۲ / ۸۹ مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۹۰ء دائر کی۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ شکایت کنندہ نے ضلع کونسل لاہور کی چٹھی نمبری ۹۵۰ مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۹۰ء و ۱۲۲۲ مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۹۱ء و ۱۲۳۵ مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۹۱ء کے تحت اصل رسیدات ٹیکسیشن آفیسر کو جمع کروائیں۔ لیکن شکایت کنندہ کو گیارہ گنا کی رقم کی ادائیگی تو درکنار آج تک اصل رقم بھی واپس نہیں کی گئی اور اسے یہی کہا جاتا ہے کہ ٹھیکیدار کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے۔ حالانکہ ٹھیکیداروں کی سیکوریٹیاں شکایت کنندگان کو رقم واپس کرنے کے لئے ضبط ہیں۔ لیکن رقم واپس نہیں کی گئی۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت شکایت کنندہ کو مذکورہ رقم کب ادا کر رہی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) ضلع کونسل لاہور کسی ایسی شے پر برآمدی ٹیکس وصول نہیں کر رہی جن کا ذکر شیڈول ایگزٹ ٹیکس میں نہ ہے۔

(ب) درست ہے تاہم شیڈول گڈز ایگزٹ ٹیکس کی آئٹم نمبر ۲۰ کے تحت لوہا، سٹیل اور اس کی مصنوعات بمہ مشینری پر ۱۲ روپے فی کونٹل کے حساب سے ٹیکس عائد ہے جس کے تحت لوہا کے ہل پر ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے مذکورہ شہری نے جو شکایت کی تھی اس کا جواب ۲۸ نومبر کو دیا جا چکا ہے۔

(ج) درست ہے۔ تاہم شکایت کنندہ نے غلط وصولی کی واپسی کے سلسلہ میں کوئی شواہد پیش نہیں کیے جس کی وجہ سے دیگر کارروائی بروقت نہیں ہو سکی اگر درخواست دہندہ بروقت شواہد پیش کرتا تو ٹھیکیدار کے خلاف گیارہ گنا کی واپسی کی کارروائی کی جا سکتی تھی۔ شکایت کنندہ کے گریزاں رہنے کی وجہ سے کارروائی نہیں ہو سکی۔

(د) لاہور ہائی کورٹ کے فیصلہ مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۹۵ء کی روشنی میں سابقہ ٹھیکیدار ضلع کونسل لاہور سے واجبات کی وصولی کے لئے قانون کے مطابق کارروائی کی جا رہی ہے واجبات وصول ہونے

کے بعد شکایت کنندہ کو ادائیگی کردی جائے گی۔

دکانوں کی الاٹمنٹ

*۱۴۲۹۔ سردار حسن اختر موکل، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کنگن پور ٹاؤن میں ریلوے کی زمین پر آباد لوگوں کی آبادی کو کچی آبادی کب اعلان کیا گیا؟ نوٹیفکیشن کس نے جاری کیا۔ سروے رپورٹ میں کتنے افراد کے نام شامل کئے گئے رپورٹ کے مطابق مالکانہ حقوق کب دیے گئے اور مالکانہ حقوق کے تحت کتنے افراد کو ان کے جائز حق کے تحت دکانوں اور گھروں کی جگہ الاٹ کر دی گئی۔

(ب) فی دکان ضابطہ کے تحت کتنی لمبی اور کتنی چوڑی رکھی گئی نیز کیا ضابطہ کے تحت موقع پر ہی پیمائش کے مطابق دکانیں الاٹ کی گئیں۔

(ج) ۸۵/۸۶ کی سروے رپورٹ کے علاوہ کتنے اشخاص کو دکانیں الاٹ کی گئیں اور کس معیار اور ضابطہ کے تحت نیز کس طریق کار کے تحت الاٹ کی گئیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) ٹاؤن کمیٹی کنگن پور میں محکمہ ریلوے کی زمین پر آباد لوگوں کو سال ۸۷-۱۹۸۶ء کے دوران کچی آبادی قرار دیا گیا۔ کیونکہ رقبہ پاکستان ریلوے کا ہے اور محکمہ ریلوے نے تاحال این او سی نہیں دیا ہے اس لئے اس کا ڈیکلریشن /نوٹیفکیشن تاحال جاری نہیں ہوا ہے۔ سروے لسٹ میں ۵۱ مکانات اور ۲۶۵ دکانات کے قابضین کے نام شامل ہیں۔ کیونکہ ابھی رقبہ بلدیہ کنگن پور کو ٹرانسفر نہ ہوا ہے۔ اس لئے تاحال کسی قابض کو مالکانہ حقوق نہ دیئے گئے ہیں۔

(ب) ہر دکان کا سائز جگہ اور موقع کے مطابق رکھا گیا ہے۔ ان دکانوں کا سائز ۹ + ۱۸ و ۸+۱۸ اور ۷+۱۸ فٹ رکھا گیا ہے جہاں تک موقع پر دکانوں کی الاٹمنٹ کا تعلق ہے' جواب مثبت ہے۔

(ج) ۸۶ /۸۵ کی سروے رپورٹ کے علاوہ ۳۲ دکانداران جو موقع پر ۸۵-۰۲-۲۳ کے بعد قابض ہو گئے تھے۔ اوران کی دکانیں سڑک میں آ گئی ہیں یا ری سیٹلمینٹ کی وجہ سے گرائی پڑی ہیں۔ انتظامی طور پر ان کو متبادل جگہ کی نشاندہی کی گئی ہے۔ تاہم کسی شخص کو مالکانہ حقوق نہ دیئے گئے ہیں تاہم یہ لوگ شرائط کچی آبادی کے تحت حکومت پنجاب کی ہدایات کے پابند ہیں۔

موضع روانی میں ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل

*۱۴۶۰۔میاں امتیاز احمد، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) موضع روانی تحصیل و ضلع لودھراں میں حکومت نے سال ۱۹۸۵ء سے تا حال کتنے ترقیاتی منصوبہ جات بتوسط اے ڈی ایل جی ، ضلع ،کونسل اور یونین کونسل متعلقہ مکمل کرائے ہیں۔

(ب) متذکرہ منصوبہ جات کی تفصیل، بمعہ لاگت اور منصوبہ کو سرانجام دینے والی ایجنسیوں کی تفصیل فراہم کی جائے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)،

(الف) موضع روانی میں حکومت نے سال ۱۹۸۵ء سے تا حال ۱۳ عدد منصوبہ جات بتوسط اے ڈی ایل جی و ضلع کونسل لودھراں اور یونین کونسل مکمل کرائے ہیں۔

(ب) جز "الف" میں دیے گئے منصوبہ جات کی تفصیل نام منصوبہ بمعہ لاگت کام کرنے والی ایجنسی کی تفصیل تتمہ "الف" پر ملاحظہ فرمائیں۔

گورنمنٹ گرانٹ

نمبر شمار	سال	نام منصوبہ	لاگت	کام کرنے والی ایجنسی
۱۔	۱۹۸۵۔۸۶ء	تعمیر نالیاں موضع روانی	۱۸۶۱۵ روپے	یونین کونسل
۲۔	۱۹۸۶۔۸۷ء	تعمیر نالیاں روانی	۱۳۴۰۰ روپے	یونین کونسل
۳۔	۱۹۸۷۔۸۸ء	تعمیر دفتر یونین کونسل روانی و تعمیر نالیاں بستی روانی	۳۵۲۹۵ روپے	یونین کونسل
۴۔	۱۹۸۸۔۸۹ء	تعمیر دفتر یونین کونسل روانی و تعمیر نالیاں بستی روانی	۳۴۰۰۰ روپے	یونین کونسل
۵۔	۱۹۸۹۔۹۰ء	تعمیر گورنمنٹ پرائمری سکول دولت پور موضع روانی	۳۱۲۰۰ روپے	یونین کونسل
۶۔	۱۹۹۰۔۹۱ء	تعمیر ۱۲ عدد پلیات موضع روانی	۳۰۰۰۰ روپے	یونین کونسل
۷۔	۱۹۹۰۔۹۱ء	فرش بندی و نالیاں موضع روانی	۱۲۰۰۰۰ روپے	اے ڈی ایل جی

۸۔	۱۹۹۱۔۹۲ء	تعمیر ۱۰ عدد پلیات موضع روانی	۲۵۰۰۰ روپے	یونین کونسل
۹۔	۱۹۹۱۔۹۲ء	پختگی گلیاں (سولنگ) و تعمیر نالیاں بستی روانی	۱۵۰۰۰ روپے	اے ڈی ایل جی
۔	۱۹۹۲۔۹۳ء	-------	---	-----
۔	۱۹۹۳۔۹۴ء	-------	---	----
			۴۵۷۵۱۰ روپے	

ضلع کونسل لودھراں

نمبر شمار	سال	نام منصوبہ	لاگت	کام کرنے والی ایجنسی
۱۔	۱۹۹۲۔۹۳ء	تعمیر سولنگ جلہ روڈ تا بستی روانی	۱۷۰۰۰۰ روپے	ضلع کونسل
			۱۷۰۰۰۰ روپے	

یونین کونسل روانی

نمبر شمار	سال	نام منصوبہ	لاگت	کام کرنے والی ایجنسی
۱۔	۱۹۸۶۔۸۷ء	تعمیر ۲ عدد پلیات موضع روانی	۴۰۰۰ روپے	یونین کونسل
۲۔	۱۹۸۷۔۸۸ء	تعمیر ۲ عدد پلیات موضع روانی	۵۰۰۰ روپے	یونین کونسل
۳۔	۱۹۹۰۔۹۱ء	تعمیر ۲ عدد پلیات موضع روانی	۴۰۰۰ روپے	یونین کونسل
		کل لاگت	۱۳۰۰۰ روپے	

گندگی اور ملبہ کے ڈھیر کا خاتمہ

*۱۴۶۵۔ ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سعدی پارک سے ملحقہ دل افروز سٹریٹ قبرستان میانی صاحب لاہور کا راستہ گندگی اور ملبہ کے انبار کی وجہ سے بالکل بند ہو گیا ہے۔ کیونکہ کارپوریشن کے عملہ نے قبرستان کی دیوار توڑ کر اندر تک گندگی اور ملبہ کے ڈھیر لگا دیئے ہیں۔ جس سے پرانی قبریں ختم ہو گئی ہیں اور نئی قبریں نہیں بن سکتیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گندگی کے ڈھیر سے اٹھنے والے تعفن کی وجہ سے علاقہ سعدی پارک کے لوگوں کا کھانا پینا مشکل ہو گیا ہے اور بیماری پھیلنے کا اندیشہ ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مکین اس گندگی کو ختم کرنے کے لئے متعلقہ محکمہ سے رجوع کر چکے ہیں۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا متعلقہ اتھارٹی دل افروز سٹریٹ سعدی پارک اور قبرستان میانی صاحب میں گندگی اور ملبہ کے ڈھیر کو ختم کر کے قبرستان کے تقدس کو بحال کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) یہ درست نہ ہے کہ دل افروز سٹریٹ میانی صاحب کی دیوار ایم سی ایل کے عملہ نے گرا دی ہے بلکہ یہ دیوار محکمہ واسا نے ٹیوب ویل نصب کرنے کے لئے گرائی تھی کیونکہ قبرستان کے اندر واسا ٹیوب ویل نصب کر رہا ہے۔ دوران نصب ٹیوب ویل ریت مٹی وغیرہ دل افروز سٹریٹ میں پھینک دی تھی جو کہ ایم سی ایل نے اٹھوا دی تھی۔ روزانہ عملہ صفائی ایم سی ایل گندگی /ملبہ اٹھانے کے عمل میں مصروف ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ اصل صورت حال یہ ہے کہ رات کے وقت گوالے، گدھابان اور تعمیر کنندگان اپنا ملبہ / گوبر پھینک جاتے ہیں جس کو عملہ ایم سی ایل روزانہ اٹھاتا رہتا ہے۔

(ج) اس سلسلہ میں علاقہ کے لوگوں کی کسی بھی قسم کی شکایت محکمہ ایم سی ایل کے علم میں نہ ہے۔

(د) قبرستان میانی صاحب کی دیکھ بھال ضلعی انتظامیہ کے زیر کنٹرول ہے۔

زاہد بٹ کے خلاف کارروائی

*۱۴۶۸۔ **جناب انعام اللہ خان نیازی**: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کچہری روڈ لاہور یونیورسٹی کی دیوار کے ساتھ ناجائز طور پر بیٹھے ہوئے مالشیوں کی تعداد بائیس کے لگ بھگ ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مورخہ ۴۔اگست ۱۹۹۴ء کو عملہ تہہ بازاری لاہور کارپوریشن نے زیر

قیادت مسٹر زاہد بٹ انسپکٹر زون نمبر ۵ ریڈ کرتے ہوئے ماہانہ ادائیگی نہ کرنے والے چار ٹائپسٹوں کا سامان اٹھایا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مورخہ ۷ اگست ۱۹۹۴ء کو سیکرٹری زون نمبر ۵ نے ان چاروں ٹائپسٹوں کو جرمانہ کی رسیدات جاری کرنے کے بعد سامان واپس کیا تھا۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مورخہ ۷۔اگست ۱۹۹۴ء کو جاری کردہ رسیدات کی کتاب ایوان کی میز پر رکھنے اور مورخہ ۴۔اگست ۱۹۹۴ء کو ریڈ کے وقت ناجائز طور پر بیٹھے ہوئے بقیہ ٹائپسٹوں کا سامان نہ اٹھانے پر زون نمبر ۵ کے انسپکٹر زاہد بٹ کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کے علاوہ ناجائز طور پر بیٹھے ہوئے دیگر ٹائپسٹوں کو اٹھانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) یہ درست ہے کہ علاقہ زون نمبر ۵ کی حدود میں کچہری روڈ انارکلی لاہور پر پنجاب یونیورسٹی کی عقبی دیوار کے ساتھ کچھ حصہ میں تقریباً (۱۴) چودہ ٹائپسٹ ناجائز طور پر بیٹھے ہیں جنہوں نے اسٹول اور میزیں رکھی ہوئی ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ عملہ تہہ بازاری زون نمبر ۵ نے مورخہ ۹۴۔۸۔۴ کو کچہری روڈ پر ریڈ کی اور صرف چار اشخاص ناجائز تجاوز کنندگان کا سامان گرفت کیا جا سکا اور سٹور میں داخل کر دیا گیا جو بعد میں جرمانہ وصول کر کے مالکان کو واپس کیا گیا ہے ۔ عملہ تہہ بازاری کا کوئی اہلکار ناجائز تجاوز کنندگان سے کوئی رقم ماہانہ وصول نہ کرتا ہے ۔

(ج) درست ہے ۔

(د) کچہری روڈ انارکلی لاہور سے مختلف تواریخ میں عملہ تہہ بازاری زون نمبر ۵ نے جن ناجائز تجاوز کنندگان کا سامان گرفت کیا تھا اور داخل اسٹور کر دیا گیا تھا مذکورہ ٹائپسٹوں کے علاوہ دیگر ٹائپسٹوں کا سامان اس وجہ سے گرفت نہ کیا جا سکا کہ مذکورہ جگہ بہت زیادہ پر رونق ہونے کی وجہ سے فائدہ اٹھا کر دیگر ٹائپسٹ اپنا سامان اٹھا کر بھاگ گئے لہذا مذکورہ انسپکٹر کے خلاف کارروائی کا جواز نہ بنتا ہے ۔ ریڈ کرنا عملہ تہہ بازاری کا ایک مسلسل عمل ہے اور آئندہ ریڈ کے دوران جو ٹائپسٹ بھی موقع پر موجود پائے گئے ان کا سامان وغیرہ قانون کے مطابق گرفت

میں لیا جائے کا مطالبہ کے مطابق رسیدات کی مصدقہ کاپیاں برائے ملاحظہ تتمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

بلدیہ وہاڑی کے تعمیراتی اور ترقیاتی منصوبہ جات

*۱۴۷۹۔میاں محمد ثاقب خورشید، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مالی سال ۹۴-۱۹۹۳ء کے دوران بلدیہ وہاڑی میں کتنا تعمیراتی کام ہوا۔ان تعمیراتی کاموں میں ایڈمنسٹریٹر بلدیہ نے کن کن تنظیموں سے مشورہ لیا۔

(ب) کیا ان تعمیراتی کاموں اور ترقیاتی منصوبوں کے لئے مقامی ایم پی اے سے مشورہ لیا گیا اور ان سے ترقیاتی تجاویز لی گئیں۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو ان منصوبوں کی تفصیل اور تحریری ثبوت فراہم کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ):

(الف) مالی سال ۹۴-۱۹۹۳ء میں ترقیاتی کاموں کے لئے بلدیہ وہاڑی نے ایک کروڑ دس لاکھ روپے کی خطیر رقم مختص کی تھی۔اس مختص رقم کے تحت ۹۴-۱۹۹۳ء کے آخر تک تقریباً تمام کام مکمل کر لیا گیا تھا۔جہاں تک بجٹ کی منظوری کا تعلق ہے تو یہ بجٹ لوکل کونسلوں کا انتظام سرکاری تحویل میں آنے سے پہلے عوامی نمائندگان یعنی چیئرمین بلدیہ اور کونسلرز / ممبران بلدیہ نے تیار کیا تھا۔

(ب) عام انتخابات اکتوبر ۱۹۹۳ء میں ہوئے تھے۔جبکہ بلدیہ کا بجٹ ۹۴-۱۹۹۳ء ماہ جون میں تیار کر لیا گیا تھا جس دوران کوئی منتخب نمائندہ (ایم پی اے) موجود نہ تھا۔اس لئے مشورہ وغیرہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ج) چونکہ جز (ب) کا جواب نفی میں ہے اس لئے حسب سوال منصوبوں کی تفصیل اور تحریری ثبوت کی ضرورت نہ ہے تاہم یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ چونکہ مالی سال ۹۴-۱۹۹۳ء کے تقریباً پونے دو ماہ بعد بلدیاتی اداروں کا انتظام سرکاری ایڈمنسٹریٹروں کے پاس تھا۔ اس لئے سالانہ ترقیاتی کاموں میں صلاح مشورہ کی گنجائش نہ ہے۔ تاہم ۹۵-۱۹۹۴ء میں مقامی ایم پی اے صاحبان سے بھرپور مشورہ کیا گیا اور ان کی کئی سکیمیں نئے ترقیاتی پروگرام میں شامل ہیں۔

بلدیہ وہاڑی کا سال ۹۴-۱۹۹۳ء کا ترقیاتی بجٹ

*۱۴۸۳۔ میاں محمد ثاقب خورشید، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) بلدیہ وہاڑی کا سال ۹۴-۱۹۹۳ء کا ترقیاتی بجٹ کتنا تھا۔ آیا اس ترقیاتی بجٹ کی تمام رقم استعمال کر دی گئی تھی۔

(ب) ترقیاتی بجٹ کے تحت منصوبہ جات کی تفصیل مہیا کی جائے اور مذکورہ مالی سال میں ایڈمنسٹریٹر بلدیہ کی رہائش گاہ پر کتنی رقم خرچ کی گئی ہے۔

(ج) کیا ایڈمنسٹریٹر بلدیہ کے گھر میں بجلی کا کنکشن منظور شدہ ہے۔ اگر ہاں تو اس منظور شدہ کنکشن میں کتنا لوڈ استعمال کرنے کی اجازت ہے۔

(د) کیا ایڈمنسٹریٹر بلدیہ وہاڑی کے دفتر اور رہائش گاہ میں ائیرکنڈیشنر لگانے کی قانوناً اجازت ہے؟

(ہ) مذکورہ مالی سال میں بلدیہ وہاڑی نے شجرکاری پروگرام کے تحت لوہے کی گرل اور گملے کتنے بنائے ہیں۔

(و) بلدیہ وہاڑی کی حدود میں کتنی ٹیوب لائٹس مذکورہ مالی سال میں فٹ ہوئی ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) بلدیہ وہاڑی کے بجٹ ۹۴-۱۹۹۳ء میں ترقیاتی کاموں کے لئے ایک کروڑ دس لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی۔ جس میں سے ۹۴-۶-۳۰ تک ۶۹۲۷۰۰۰ روپے خرچ کئے گئے۔ باقی رقم پچھلے بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں خرچ کی گئی۔

(ب) ترقیاتی منصوبہ جات کی تفصیل پرچم "الف" ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔ ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر (جنرل) وہاڑی بلدیہ کے ایڈمنسٹریٹر ہیں۔ چونکہ ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر (جنرل) کے لئے سرکاری رہائش گاہ ابھی تک تعمیر نہیں ہوئی اس لئے وہ بلدیہ کی رہائش گاہ میں عارضی طور پر منتقل ہو گئے ہیں۔ یہ پرانی عمارت تھی جس کی مرمت تمام قانونی مراحل طے کرنے کے بعد کرائی گئی ہے جس پر ایک لاکھ ستر ہزار روپے لاگت آئی ہے۔

(ج) بجلی کا کنکشن منظور شدہ ہے اور اس کا لوڈ (۲۰۰۰) دو ہزار وولٹ ہے۔

(د) ایڈمنسٹریٹر بلدیہ وہاڑی کے دفتر میں ایک ائیر کنڈیشنر پرانے دور کا لگا ہوا ہے جو ابھی تک

استعمال ہو رہا ہے لیکن قانونی طور پر اسے دفتر میں ایئر کنڈیشنر لگانے کی اجازت نہ ہے۔ ایڈمنسٹریٹر کی رہائش گاہ پر جو ایئر کنڈیشنر لگا ہوا ہے وہ اس کا ذاتی ہے جس کا بل ایڈمنسٹریٹر باقاعدگی سے ادا کر رہے ہیں۔ چونکہ ایڈمنسٹریٹر نے رہائش گاہ پر اپنا ذاتی ایئرکنڈیشنر لگایا ہوا ہے بل بھی وہ باقاعدگی سے ادا کر رہے ہیں لہذا اس کی قانوناً لگانے کی کوئی ممانعت نہ ہے۔

(ہ) شجر کاری کے سلسلے میں کوئی گرل اگلے وغیرہ نہیں بنائے گئے تھے۔ صرف وزیر اعلیٰ پنجاب کی شجر کاری مہم کے سلسلے ۵۷۴ آہنی پنگلے بنوائے گئے تھے جو کہ بڑی بڑی سڑکوں کے دونوں کناروں پر نصب کیے گئے ہیں۔

(و) بلدیہ وہاڑی کی حدود میں کل ۱۳۰۰ ٹیوب لائٹس اور ۴۶۰ بلب نصب ہیں جو کہ خراب ہونے پر تبدیل کر دیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ باغات شاہرات اور بلدیہ کے بڑے بڑے واٹر ورکس میں روشنی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے فل سیٹ ٹیوبیں لگائی گئی ہیں۔

سٹریٹ لائٹ کی درستی کے اقدامات

*۱۵۳۴۔ ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

علاقہ سعدی پارک لٹن روڈ میں کتنی سٹریٹ لائٹ خراب پڑی ہیں اور کتنی کام کر رہی ہیں اور انہیں کتنے عرصے سے تبدیل نہیں کیا گیا۔ نیز کیا حکومت مذکورہ علاقہ میں سٹریٹ لائٹ کا نظام درست کرنے یا نیا نظام لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

سعدی پارک لنک لٹن روڈ پر تمام سٹریٹ لائٹ روشن ہیں اور مورخہ ۹۵-۴-۱۱ تک تسلی بخش طور پر کام کر رہی ہیں اور اہل محلہ کو سٹریٹ لائٹ کے بارے میں کوئی شکایت نہ ہے۔

سڑکوں کی تعمیر کے اقدامات

*۱۵۴۱۔ خواجہ ریاض محمود: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کلیار روڈ نوناریاں چوک سے پل گلشن راوی اور نیو شالیمار روڈ (پل گلشن راوی سے واسا پل) لاہور عرصہ دس سال قبل تعمیر کی گئی تھی۔ لیکن بعد میں محکمہ ٹیلیفون اور سوئی گیس کی کھدائی کی وجہ سے مذکورہ سڑکوں کا نام و نشان تک مٹ چکا ہے۔ جس سے علاقے کے مکینوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔

(ب) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑکوں کی تعمیر کر کے علاقے کے مکینوں کی تکلیف کا ازالہ کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ):

(الف) نیو شالیمار روڈ از کلیار روڈ چوک نوناریاں سے پل گلشن راوی (پل گلشن راوی سے واسا پل) تک یہ سڑک تقریباً ۱۵/۲۰ سال پہلے تعمیر کی گئی تھی محکمہ سوئی گیس اور محکمہ ٹیلیفون نے اس سڑک پر روڈ کٹ لگائے ہیں۔ محکمہ سوئی گیس کو ڈیمانڈ نوٹس نمبری روڈ کٹ/۸۔ ایم ای (۵) مورخہ ۹-۹-۲۲ کو مبلغ۔/۶،۸۱،۰۰۰ روپے بھیجا گیا تھا جس کے بعد متعدد ریمائنڈر بھی دیئے جب کہ آخری ریمائنڈر مورخہ ۸ مارچ ۱۹۹۴ء کو بھیجا گیا مگر ابھی تک محکمہ ہذا سے فنڈز موصول نہ ہوئے ہیں اس طرح محکمہ ٹیلیفون (بی ایل ٹی) نے بھی اس سڑک پر روڈ کٹ لگایا ہے جس کی بحالی کا تخمینہ۔/۴،۸۲،۴۰۰ روپے ہے ابھی تک محکمہ کی طرف سے مذکورہ رقم موصول نہ ہوئی ہر دو کٹ لگنے کی وجہ سے سڑک کی حالت نہایت ہی ناگفتہ بہ ہے۔ اس سڑک پر ٹریفک کا رش بہت زیادہ ہے۔ ویگن روٹ بھی ہے جس کو دوبارہ تعمیر اور چوڑا کرنا ہے جس پر تقریباً ۲۰ لاکھ روپے لاگت آئے گی۔

(ب) بہر حال موجودہ مالی سال ۹۵-۱۹۹۴ء میں شالیمار روڈ کے حصہ نوناریاں چوک سے پل گلشن راوی تک کی تعمیر کے لئے ۵ لاکھ روپے کی منظوری ہو چکی ہے جو رواں مالی سال میں مکمل ہو جائے گا مزید برآں پل گلشن راوی لاہور سے واسا ٹیوب ویل تک سڑک کی لمبائی ۴ ہزار فٹ ہے کے لیے پہلے ہی گورنمنٹ کو بذریعہ چٹھی نمبری ۸۰ چیف انجینئر مورخہ ۹۴-۱۰-۲۷ ۔ ۴۰ لاکھ روپے کی گرانٹ کے لئے استدعا کی گئی ہے گرانٹ ملنے پر مذکورہ سڑک کی تعمیر ممکن

ہوسکتی ہے میٹروپولیٹن کارپوریشن کے پاس موجودہ رواں مالی سال کے فنڈز میں سے اس کام کو کرنے کے لئے گنجائش نہ ہے؟

گلی کو پختہ کرنے کے اقدامات

*۱۵۴۲۔ خواجہ ریاض محمود: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مدنی سٹریٹ نمبر ۲۵ نیو مسلم پارک غنی کالونی نواں کوٹ لاہور کو بارہ سال قبل پختہ کیا گیا تھا۔لیکن بعد میں محکمہ ٹیلیفون اور سوئی گیس کی طرف سے کھدائی کے باعث مذکورہ گلی میں جا بجا گڑھے پڑے ہوئے ہیں۔جس سے مکینوں کو گھروں تک پہنچنے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ب) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ گلی کو پختہ کر کے وہاں کے مکینوں کی مشکلات کا ازالہ کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ):

(الف) یہ گلی تقریباً بارہ سال قبل سولنگ کی گئی تھی محکمہ سوئی گیس اور محکمہ ٹیلی فون نے گلی میں روڈ کٹ لگائے تھے۔محکمہ سوئی گیس کو ریمائنڈر بھی دیئے جب کہ آخری ریمائنڈر مورخہ ۸۔۳۔۹۴ کو بھجوا دیا گیا مگر ابھی تک محکمہ ہذا سے فنڈز موصول نہ ہوئے ہیں مگر اسی طرح محکمہ ٹیلیفون(پی ایل ٹی) نے بھی اس گلی اور نیوشالیمار کالونی میں کٹ لگائے تھے جس کے موصول شدہ فنڈ مبلغ۔ /۵٬۶۸۰۰۰ روپے سے اس گلی کا تخمینہ مبلغ۔ /۳۰٬۰۰۰ روپے میں مرتب کیا گیا۔

(ب) کارپوریشن نے مدنی سٹریٹ نمبر ۲۵ نیو مسلم پارک غنی کالونی نواں کوٹ لاہور کی ری سولنگ کا کام نیو شالیمار کالونی کے روڈ کٹ کی بچت سے ۴۔ اپریل ۱۹۹۵ء کو تیس ہزار روپے کی لاگت سے مکمل کروا دیا ہے۔

چونگیوں کے ٹھیکے

*۱۵۷۵۔میاں عمران مسعود: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

بلدیہ گجرات میں چونگیوں کے ٹھیکے کن افراد کو دیئے گئے ہیں اور ۳۱دسمبر ۱۹۹۴ء تک کتنی

وصولی ہوئی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

ٹھیکہ چونگیات بلدیہ گجرات برائے سال ۹۵-۱۹۹۴ء حسب ضابطہ بذریعہ نیلام عام مسمی چودھری زاہدمسعود ولد چودھری علی احمد سکنہ گجرات کو بعوض مبلغ ۲۹۲۱۲۰۰۰ روپے میں دیا گیا ہے اور ۳۱ دسمبر ۱۹۹۴ء تک تمام متعلقہ واجبات / اقساط /۱۶۴۶۰۵۳۳ روپے وصول ہو کر خزانہ بلدیہ گجرات میں جمع ہو چکے ہیں۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

ایکسیئن میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کی تعیناتی

۶۴۷۔راجہ ریاض احمد، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مسمی بشیر اختر ایکسیئن میونسپل کارپوریشن فیصل آباد میں کتنے عرصہ سے متعین ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس نے اپنی ملازمت کا آغاز بہاولپور میں میٹ کی ملازمت سے کیا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ آج کل اس کی باقاعدہ تعیناتی گریڈ ۱۷ کی اسامی پر ہے مگر کام وہ گریڈ ۱۸ میں ایکسیئن کی اسامی پر کام کر رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) مسٹر بشیر احمد اختر کی فیصل آباد میونسپل کارپوریشن میں تعیناتی کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

۱۔ اسسٹنٹ میونسپل انجینئر از مورخہ ۸۳-۳-۶ تا ۸۷-۹-۲۰

۲۔ اسسٹنٹ میونسپل انجینئر / قائم مقام میونسپل انجینئر از ۸۹-۵-۲۴ تا ۹۲-۳-۲۸

۳۔ اسسٹنٹ میونسپل انجینئر / قائم مقام میونسپل انجینئر از ۹۳-۵-۹ تا امروز

(ب) احکام چیئرمین بلدیہ حاصل پور مورخہ ۶۲-۲-۹ کے تحت بشیر اختر جو کہ سابق ورک سپروائزر روڈ انسپکٹر محکمہ پی اینڈ آر (پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ) تحصیل حاصل پور تھا کو بطور اوورسیئر (ان ٹریننگ) بھرتی کیا گیا جس کو بعد ازاں ڈپٹی کمشنر بہاولپور کے حکم مورخہ ۶۴-۲-۱۲ کے تحت کنفرم کر دیا۔ ۱۹۶۸ء میں بشیر اختر مذکورہ کو ایل سی ایس میں شامل کیا گیا اور ۸۰-۳-۱۰ کو بطور ایس ڈی او ترقی پائی (نقل کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔

تاہم بلدیہ حاصل پور سے مہیا کردہ ریکارڈ کے مطابق ۱۹۷۱ء میں اس وقت کے چیئرمین نے ایک تحریک ڈپٹی کمشنر صاحب کو دی جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بشیر اختر مذکورہ محکمہ پی اینڈ آر (پی ڈبلیو ڈی) میں بطور میٹ تعینات تھا۔ اس کے علاوہ ریکارڈ میں کوئی چیز موجود نہ ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ وہ گریڈ ۱۸ کی آسامی کے محاذ بطور قائم مقام میونسپل انجینئر کام کر رہا ہے اسے گذشتہ دنوں انتظامی وجوہ کی بناء پر معطل کیا گیا تھا۔اور اس اسامی کے محاذ گریڈ۱۸ کا لوکل کونسل سروس کا افسر تعینات کر دیا گیا تھا۔ لیکن مسمی بشیر اختر نے عدالت عالیہ میں ایک رٹ دائر کی جس پر محکمہ کے احکامات معطل کر دیے گئے محکمہ نے عدالت عالیہ کے احکامات کی تعمیل میں اپنے احکامات بابت معطلی مسٹر بشیر اختر مورخہ ۹۴-۷-۲۶ اور احکامات بابت تعیناتی مسٹر شعیب طارق بجائے مسٹر بشیر اختر مورخہ۹۴-۹-۱ واپس لینے کے احکامات مورخہ ۹۴-۱۰-۲۴ کو جاری کئے بدیں وجہ مسٹر بشیر اختر گریڈ ۱۷فیصل آباد میونسپل کارپوریشن میں گریڈ ۱۸ کی اسامی کے محاذ کام کر رہا ہے رٹ مذکورہ کا ابھی تک حتمی طور پر فیصلہ نہ ہوا ہے۔

خواجہ ریاض محمود: جناب سپیکر! میں بڑا important سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ اجازت تو دیں۔

جناب سپیکر: جی۔

چودھری اختر رسول: جناب سپیکر! چیمہ صاحب نے جو ریمارکس دیے ہیں وہ یقیناً قابل قدر ہیں۔ ان کے اوپر پیسہ تو خرچ ہو گیا ہے۔ لیکن چیز اچھی بن گئے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیے' اچھی بات ہے۔ کچھ تو آپ کو بھی پسند آیا ہے۔

MIAN FAZAL-E-HAQ: I am on point of order Sir.

جناب سپیکر: جی' میاں فضل حق' on point of order.

میاں فضل حق: جناب والا! پچھلے اجلاس کے دوران آپ کو یاد ہوگا کہ ایک معزز رکن کی طرف سے ایک اخبار کی خبر آئی تھی ایک وزیر کے بارے میں میریٹ ہوٹل کے اوپر۔دستی صاحب نے یہ پوائنٹ raise کیا تھا اور اس کے اوپر لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ اگر واقعی ایسی کوئی بات ہے تو اس کی تحقیق ہونی چاہیے۔ اور آپ نے اس کے اوپر یہ کہا تھا کہ مجھے اگلے دن چھٹی تھی' اس سے اگلے دن اس کا جواب دوں گا۔ وہاں سے لاءمنسٹر کا جواب آیا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ کھوسہ صاحب نے کھڑے

ہو کر یہ فرمایا تھا کہ جناب' ٹھیک ہے۔ on the floor of the House اگر منسٹر صاحب نے یہ بیان دیا ہے تو ہم اس کو مانتے ہیں۔ لیکن اخبار میں جو خبر آئی ہے اس کی تحقیق ہونی چاہیے کہ اخبار والوں نے یہ خبر کیوں لگائی؟ یہ پورے ہاؤس کے استحقاق کا مسئلہ ہے سر۔ یہ کوئی چھوٹی بات نہ تھی۔ لوگ ہمیں پوچھتے ہیں کہ اخبار والے اس قسم کی خبریں لگا کر Honourable Members whether they belong to opposition or treasure benches, does not matter. یہ مسئلہ اپوزیشن یہ ٹریژری بنچوں کا نہیں ہے۔ اخبار میں یہ جو خبر آئی ہے' اس کے بعد آپ نے کہا تھا کہ اس کی تحقیق ہو گی اور میں اس معاملے کی چھان بین کروں گا۔ جناب سپیکر! میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ اس معاملے کو ہمیں سنجیدگی سے لینا چاہیے اور میں آپ سے گزارش کروں گا کہ جس اخبار نے یہ خبر لگائی ہے اس کے متعلق تحقیق کی جائے۔ یا تو ہاؤس کمیٹی بنا دی جائے۔ وہ اس اخبار والوں کو بلائے اور ان سے پوچھے کہ کس منسٹر کے متعلق انھوں نے وہ خبر چھاپی اور غلط تھی تو وہ معذرت کریں۔ اور اگر وہ صحیح ہے تو پھر اس کی صحیح تصویر آنی چاہیے۔

جناب سپیکر: نہیں' نہیں۔ جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری محمد وصی ظفر: یہ مسئلہ اسی طرح شروع ہو جاتا ہے۔ یا تو کوئی چیز تحریری ہوتی۔ ایک چیز کو بحث کر کے کمیٹی کے سپرد کر دیں یہ رولز میں کہیں بھی نہیں ہے۔ پہلے بھی اس پر بحث ہو چکی ہے۔ معاملہ dead ہو چکا ہے۔ اس پر آپ کی رولنگ آ چکی ہے۔

جناب سپیکر: معاملہ ختم ہو چکا ہے' اس پر کوئی بات نہیں ہو سکتی۔

میاں فضل حق: میں بات کو آگے بڑھاتا ہوں۔ یہ بات اس وقت آپ کی رولنگ کی ہے۔ میں آپ کو صرف یہ remind کرا رہا ہوں کہ آپ نے کہا تھا کہ آپ اخبار والوں کے متعلق کوئی ایکشن لیں گے۔ اور ہم اس کی تحقیق کریں گے کہ یہ خبر کیوں آئی ــــ

جناب سپیکر: میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔ میں نے کہا تھا لاء منسٹر اس واقعے کے بارے میں حقائق معلوم کریں اور ہاؤس کو brief کریں۔ انھوں نے categorically ایک بات کر دی۔ اور میں نے کہا' اب یہ معاملہ ختم ہے۔ اس پر کوئی بات نہیں ہو سکتی۔

میاں فضل حق: آپ بالکل صحیح فرماتے ہیں۔ اور میں نے بھی یہی کہا ہے کہ آپ نے یہ فرمایا اور لاء

منسٹر نے اس پہ یہی بات کی کہ جناب، کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ تو کھوسہ صاحب نے یہ کہا تھا کہ جناب، ٹھیک ہے۔ ہم ان کی بات مانتے ہیں۔ لیکن اخبار نے جو یہ خبر چھاپی ہے اس کی انکوائری ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر، وہ انھوں نے کہا تھا۔ میں نے کوئی بات نہیں کی۔

میاں فضل حق، اگر آپ کہتے ہیں تو میں آپ کو وہ ریکارڈ پیش کرتا ہوں جس میں آپ نے کہا تھا کہ آپ اخبار کے متعلق انکوائری کریں گے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ اس معاملے کو اتنا lightly نہیں لینا چاہیے۔ اخبار میں جو خبر آئی ہے Kindly go into it We must find out کہ اخبار والے کیوں ہمارے معزز ممبران کا اس طرح مذاق اڑاتے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ My ruling is that the issue is finished. No further discussion on that.

میاں فضل حق، آپ اس معاملے میں کوئی انکوائری نہیں کریں گے؟

جناب سپیکر، میں اس معاملے میں انکوائری نہیں کروں گا۔

اب معزز اراکین اسمبلی کی رخصت کی درخواستیں لیتے ہیں۔ سیکرٹری اسمبلی

اراکین اسمبلی کی رخصت

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب خالد جاوید ورک رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میرا حقیقی بھائی شاہد جاوید فوت ہو گیا تھا۔ جس وجہ سے میں پنجاب اسمبلی کا سیشن مورخہ 23 سے 30 اپریل 1995ء تک attend نہیں کر سکا۔ لہٰذا میری رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب راجا جاوید اخلاص رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

4 مئی 1995ء بوجہ ضروری کام اسمبلی اجلاس میں حاضر نہ ہو سکوں گا۔ براہ کرم خصوصی شفقت کر کے چھٹی عنایت فرمائیں۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! پریس گیلری کے سارے ارکان آج کالی سیاہ پٹیاں باندھے ہوئے ہیں اور وہ مارشل لاء دور کے پریس آرڈیننس ایسے کالے قانون اور اپنی آزادی کے تحفظ کے لیے، آزاد صحافت کے تحفظ کے لیے آپ کی اور ہماری حمایت چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پریس گیلری رسمی طو پر نہ سہی لیکن غیر رسمی طور پر اس ایوان کا حصہ ہے۔ اور اس کے ارکان جس بنیاد پر احتجاج کر رہے ہیں اس کا تقاضا یہ ہے کہ آپ براہ راست مداخلت کریں اور کوئی ایسا درمیانی راستہ نکالیں جس کے نتیجے میں اخبار نویسوں اور پارلیمنٹ کی جو محاذ آرائی شروع ہو رہی ہے اسے ختم کیا جا سکے۔ آپ خود بھی اس جد جہد کا حصہ رہے ہیں، شریک رہے ہیں جب ہم سب مل کر پریس لاز کے، کالے قوانین کے خلاف مؤ احتجاج کرتے تھے اور ہم نے عہد کیا تھا اور تمام بڑی بڑی جو سیاسی پارٹیاں ہیں ان کے منشور میں شامل تھا کہ پریس رجسٹریشن آرڈیننس ایسے کالے قانون کو ختم کر دیا جائے گا۔ یہ قانون ختم کر دیا گیا لیکن اس کے بعد پھر اس کو حال ہی میں ایک صدارتی آرڈیننس میں پھر لاگو کر دیا گیا ہے۔ جس سے ایک دفعہ پھر صحافت کے جسم پر زنجیریں لپیٹ دی گئی ہیں۔ آج وہ اسی احتجاج کے سلسلے میں سیاہ پٹیاں باندھے ہمارے درمیان موجود ہیں۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ان کے اعتراضات، ا کے معاملات اور ان کی احتجاجی احساسات اور کیفیات سے آپ آگاہی حاصل کریں اور اس سلسلے میں کو ایسا طریق کار وضع کریں جس سے صحافت کی آزادی کی ضمانت بھی دی جا سکے اور رپورٹر حضرات آزاد کے ساتھ اپنا فریضہ ادا کر سکیں۔

جناب سپیکر، آپ کا بہت بہت شکریہ۔ اس سلسلے میں صحافی حضرات مجھ سے مل چکے ہیں۔ میں ان موقف سن چکا ہوں۔ وہ میری بات سن چکے ہیں۔ میں نے درمیانی راہ ان کے سامنے رکھ دی ہے۔ اور

یہ سمجھتا ہوں کہ جب تک قوانین موجود ہیں اور یہ ایوان اسی لیے بنایا گیا ہے کہ جن قوانین کو آپ کالا سمجھتے ہیں آپ انھیں بدل دیں۔ لیکن جب تک وہ بدلے نہیں جاتے اس وقت تک وہی قوانین ہیں۔ اس پر میرا دل آپ کی آنکھیں روتی ہوں تب بھی قانون قانون ہے۔ ہم اس کو بدلنے کے لیے یہاں کارروائی کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے بڑی خوشی سے' آپ ارکان ہیں' حکومت کے لوگ ہیں' اپوزیشن کے لوگ ہیں' اس قانون کو بدلنے کے لیے نئے قانون کا بل لائیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں بھی پوری کوشش کروں گا کہ وہ نیا بل جلدی سے جلدی پاس ہو جائے۔ تحریک استحقاق ہے۔۔۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، اب تحریک استحقاق لیتے ہیں۔

جناب غلام عباس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب غلام عباس ، جناب سپیکر ! کالے دل والے بندے بھی بدل دیں ۔

جناب سپیکر ، بدل دیں گے انشاء اللہ ۔ فکر نہ کریں ۔

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر ، آپ بھی فرما لیجیے ۔

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی ،جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر خوراک صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کیوں کہ آج وہ تشریف لائے ہوئے ہیں ۔ گندم کی کٹائی کا سلسلہ شروع ہے اور مارکیٹ میں گندم آئی ہوئی ہے ۔ بازار میں تیزی سے اس کی فروخت شروع ہے اور گندم ٹرکوں کے ٹرک ہمارے صوبہ سے باہر جا رہی ہے ۔اضلاع سے باہر جا رہی ہے ۔ محکمہ خوراک اس کی خرید نہیں کر رہا ۔ اگر اسی طرح گندم باہر جاتی رہی اور دوسرے سٹاکسٹوں کے پاس جمع ہوگئی تو آنے والے وقت میں اس کا ریٹ اتنا زیادہ ہوگا کہ غریب مہنگائی میں پس جائے گا ۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر آپ کی وساطت سے یہ ہے کہ وزیر خوراک اس کا سختی سے نوٹس لیں ۔

جناب سپیکر ، یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں ہے ۔ لیکن میں نے کوئی ضروری بات پر اجازتیں دی ہیں ۔ آپ نے بھی خواہش کی ہے ۔ میں نے بات سن لی ہے ۔ اور میرا خیال ہے وزیر خوراک صاحب بیٹھے

ہیں انھوں نے بھی اس بات کو سنا ہے ۔ میں انھیں خصوصی تاکید کرتا ہوں کہ وہ اس معاملے میں ضروری کارروائی کریں ۔

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی: جناب والا! میں بڑا ہی مشکور ہونگا کہ اس پر فوری عمل ہو جائے ۔

جناب سپیکر: جی ہاں ۔ اب میاں احسان الدین قریشی صاحب کی تحریک استحقاق ہے ۔

جناب ایس اے حمید: پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر: جی ذرا موقع دیجیے ۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! میں تین دفعہ عرض کرچکا ہوں ۔ اور یہ تحریک استحقاق کا ہی مسئلہ ہے ۔

جناب سپیکر: ابھی شروع تو ہو ۔ اب تحریک استحقاق میاں احسان الدین قریشی صاحب کی آ رہی ہے۔ میرے پاس تو آج ایک ہی ہے۔

انتقامی کارروائی کے طور پر مسلم لیگی رکن اسمبلی کو خطرناک انجام کی دھمکیاں اور اس کے گھر کو آگ لگانے کی کوشش

میاں احسان الدین: شکریہ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ معاملہ یہ ہے کہ گذشتہ کئی روز سے مجھے ٹیلیفون پر دھمکیاں دی جا رہی تھیں کہ اگر تم نے مسلم لیگ کے اسیر ارکان کے مقدمات کی پیروی نہ چھوڑی اور میاں محمد نواز شریف کا ساتھ دیتے رہے تو انجام کے ذمہ دار تم خود ہوگے چنانچہ میرے برسراقتدار سیاسی مخالفین نے اپنی دھمکیوں کو عملی جامہ پہناتے ہوئے ۱۲ اور ۱۳ مئی ۱۹۹۵ء کی درمیانی رات قریباً اڑھائی بجے جبکہ میں اور میرے اہل خانہ سو رہے تھے میرے مکان کے دروازوں پر پٹرول چھڑک کر آگ لگا دی ۔ یہ میری خوش قسمتی تھی ' اللہ کا کرم تھا کہ کہ اہل محلہ نے شور مچا دیا اور انھوں نے پانی کی بالٹیاں بھر بھر کر میرے مکان کے دروازوں پر ڈالیں اور آگ کو پھیلنے سے بچا لیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میرے اہل خانہ کو بچا لیا۔ یہ تمام کارروائی صرف اس وجہ سے کی گئی ہے کہ میں اپنا سیاسی کردار اسمبلی کے اندر اور اسمبلی کے باہر مؤثر

طریقے سے ادا نہ کرسکوں ۔یہ واقعہ سیاسی رقابت کا منہ بولتا ثبوت ہے اور یہ امر کہ ابھی تک متعلقہ اداروں نے کوئی کارروائی نہ کی ہے ۔یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ میرے ساتھ جو واقعہ پیش آیا ہے وہ سیاسی رقابت کا نتیجہ ہے ۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔

جناب سپیکر : آپ شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں ؟

میاں احسان الدین قریشی: جی ہاں ۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے ۔

میاں احسان الدین قریشی : جناب سپیکر ! یہ واقعہ کوئی عام واقعہ نہیں ہے۔ اور آپ نے بھی جس مہربانی سے ٹیلی گرام بھیج کرمیرے لیے ہمدردی کے الفاظ ادا کیے ہیں اس کے لیے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ جناب سپیکر ! یہ اس قدر گھناؤنی سازش تھی کہ مجھے اور میرے اہل خانہ کو زندہ جلانے کی کوشش کی گئی ہے ۔ یہ معاملہ ایک ایسے موقع پر اور ایک ایسے وقت پر پیش آیا ہے جبکہ ہمارے ملتان سے دو قومی اسمبلی کے ممبران اور سیاسی راہنما اس وقت قید و بند کی صعوبتیں برداشت کررہے ہیں ۔ میرا کردار یہ ہے کہ میں ان کی کسی بھی تاریخ پر مقدمے کی پیروی کرنے کے لیے ضرور جاتا ہوں ۔ لیکن مجھے مختلف اوقات میں مختلف طرف سے یہ پیغام ملتے رہے ہیں کہ ان کا ساتھ چھوڑ دو اور حکومت کا ساتھ دینے کی بات کرو۔ اور حکومت کے لیے کام کرنے کی بات کرو ۔ آپ کو ہرقسم کی سہولت مہیا کی جائے گی ۔جناب سپیکر ! میں نے ان دھمکیوں کو اور اس لالچ کو اپنے نزدیک نہیں آنے دیا۔ تو یہ اس کا ثبوت ہے کہ انھوں نے میرے گھر پر پٹرول چھڑک کر آگ لگا دی ۔ میرے ہمسایوں نے ان کو پٹرول چھڑکتے ہوئے دیکھ لیا۔ اور انھوں نے ذرا شور کیا تو وہ بھاگتے ہوئے جلتی دیا سلائی وہاں پھینک گئے ۔ اور وہ آگ یک دم بھڑک اٹھی ۔ اگر خدانخواستہ وہ ہمسائے نہ دیکھتے اور وہ معاملہ جس طرح وہ کرنا چاہتے تھے کر جاتے ۔ میرے گھر کے دو دروازے ہیں ۔ اور میرا گھر اندرون شہر جیسے لاہور میں موچی دروازہ اور بھاٹی ہے اس قسم کی گلیوں میں میرا گھر واقع ہے۔ اگر وہاں آگ کا کوئی واقعہ پیش آتا ہے تو فائر بریگیڈ بھی وہاں نہیں پہنچ سکتا ۔ اور دوسرے طریقے سے بھی آگ بجھانا ناممکن ہو جاتی ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے لیے یہ قتل کا سامان پیدا کیا ۔ میرے بچوں کے لیے یہ قتل کی سازش تیار کی گئی ۔ تو میں آپ سے اور اس ہاؤس سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس معاملہ کی صحیح طور پر

چھان بین کی جائے ۔ اگر اس معاملے کو صرف یہ بات کہہ کر کہ یہ اپوزیشن کا رکن ہے دبا دیا گیا تو خدا نخواستہ جو لوگ یہ سمجھ کر اس بات کو محسوس کرکے کہ یہ اپوزیشن کا آدمی ہے اور اس بات کا نوٹس نہ لیا جائے تو آپ یقین رکھیں کہ خدا کے غضب سے وہ لوگ نہیں بچ سکتے ۔ جن لوگوں نے یہ کام کیا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کے ایما پر ہوا ہے ۔ اور وہ ایسے ہی لوگ تھے جو تخریب کار تھے اور بالکل ٹرینڈ قسم کے لوگ تھے ۔ میرا گھر جس جگہ پر واقع ہے وہاں آدمی پیدل جاتے ہوئے گھبرا جاتا ہے اور اس کو گلیوں کا پتا ہی نہیں چلتا ۔ میرے پاس جو دوست صرف افسوس کرنے کے لیے آئے وہ کہتے تھے کہ عجیب جگہ پر آپ کا گھر ہے کہ بڑی مشکل سے آپ کے ہاں آنا پڑتا ہے ۔ سواری وہاں نہیں جاسکتی ۔ موٹر سائیکل وہاں نہیں چل سکتی۔ تو یہ صرف اور صرف مجھے ختم کرنے کے لیے اور اس پاداش میں ختم کیا جارہا ہے کہ میں میاں محمد نواز شریف کا ایک ادنیٰ کارکن ہوں ۔ اور ان کا مجاہد ہوں۔ اسی بات کی سزا دینے کے لیے میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ۔ آپ یقین رکھیں یہ واقعہ کیا اس سے بڑا واقعہ بھی پیش آجائے اور اگر مجھے قتل بھی کردیا جائے تو انشاء اللہ میاں محمد نواز شریف کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا ۔ اور اس پارٹی کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا ۔ تو آپ اس واقعہ کو معمولی واقعہ نہ سمجھیے ۔ خدارا اس کو اسلامی ذہن سے، مسلمان کے ذہن سے لیجیے کہ یہ واقعہ جو میرے ساتھ پیش آیا کیوں پیش آیا؟ اس کا فوری نوٹس لیا جائے اور اس پر جو کارروائی مناسب ہے وہ کی جائے ۔ اور اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (چودھری محمد فاروق): جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق مجھے آج ہی موصول ہوئی ہے ۔ اور اسمبلی سیکرٹریٹ میں بھی آج ہی موصول ہوئی ہے ۔ اور اس کا جواب لینے کے لیے مجھے مہلت درکار ہے میں یہ چاہوں گا کہ آپ مہربانی فرما کر اسے pending کر دیں ۔ اور next sitting پر میں اس کا جواب دے دوں گا ۔اس لیے کہ یہ ابھی آئی ہے ۔ ابھی میں نے یہ تحریک استحقاق پڑھی ہے ۔ متعلقہ اداروں سے informations لینے کے لیے، اصل حقائق جاننے کے لیے اور اس ایوان کو آگاہ کرنے کے لیے next sitting تک اسے pending کر دیا جائے ۔

جناب سپیکر: جیسا کہ وزیر قانون صاحب آپ نے خواہش ظاہر کی ہے تو آپ کتنے دن لینا چاہتے ہیں؟ جتنی جلدی بھی ہوسکے آپ next sitting تک facts معلوم کریں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! اسمبلی سیشن کی جو بھی next sitting ہو گی اس میں میں ان کو information دوں گا۔

جناب سپیکر : مہلت دی جاتی ہے ۔ اور اس وقت تک کے لیے pend کی جاتی ہے ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی : پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر : تحریک استحقاق اور کوئی نہیں ہے اس لیے تحریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے ۔ جی خاکوانی صاحب فرمائیے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی : جناب سپیکر ! کل ملتان میں میرے ایم این اے حاجی محمد بونا صاحب گھر کو بھی جلا کر خاک کردیا گیا ۔اور بعینہ ان کے ساتھ وہی صورت حال پیش آئی جو ہمارے بھائی جناب احسان الدین قریشی صاحب کے ساتھ پیش آئی ۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون اور حکومتی وزراء سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کس طرف حالات جا رہے ہیں اور ان کے پیچھے وہ کونسی گہری سازش ہے؟ ان کو بے نقاب کرنے کے لیے حکومت نے اب تک کیا اقدام کیا ہے؟ اگر لاءمنسٹر صاحب یا وزیر اعلیٰ صاحب اپنے ہی ایک ساتھی جناب احسان الدین قریشی صاحب کے گھر کے واقعہ پر suo moto notice لیتے تو کم از کم آج ہمارے ایک نہایت ہی محترم پارلیمنٹ کے ممبر جو کہ اس وقت جیل کے اندر ہیں ان کے گھر کو خاک نہ کیا جاتا۔ اس لیے ہم لاء اینڈ آرڈر پر جب بھی بحث کرتے ہیں تو یہی رونا روتے ہیں۔ آپ سب اچھا کی جو رٹ لگاتے ہیں۔ سب اچھا نہیں ہے۔ آج عوام کے گھروں کو تحفظ دینے والے خود اپنے گھروں کا تحفظ نہیں کر سکتے اور ان کے گھر محفوظ نہیں ہیں۔ میں تو اس موقع پر اتنا کہوں گا کہ صرف ایم۔ این۔ اے اور ایم۔ پی۔ اے کے گھر نہیں جل رہے بلکہ پورا پاکستان جل رہا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے لاءمنسٹر صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ فوری طور پر اس واقعے کا بھی سختی سے نوٹس لے کر ان مجرموں کو بے نقاب کر کے انھیں کیفرکردار تک پہنچایا جائے۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔

جناب ایس۔اے۔حمید : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر : میں پہلے بات کر لوں۔ میں نے اس بات کی سنگینی اور اہمیت کا اندازہ کرتے ہوئے اس تحریک کو circulate کروایا ہے تاکہ یہ بات ہاؤس کے نوٹس میں آجائے۔ اس پر لاء منسٹر صاحب نے

وعدہ کیا ہے۔ آپ تسلی رکھیں۔ جہاں تک میرے علم کا تعلق ہے ' جہاں تک میرے معاملات کا تعلق ہے ' جیسے انھوں نے خود فرمایا۔ میں نے خود ان کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا۔ تو ہاؤس کے تمام ممبر محترم ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ سب کی عزت اور احترام میں ہماری طرف سے پوری پوری کوشش ہو گی کہ اس کا تحفظ کیا جائے۔ اب تحاریک التوائے کار کے وقت سے پہلے میں لاءمنسٹر اور اپوزیشن کے لیڈر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو کشمیر کے سلسلے میں قرار داد ہے ایسا نہ ہو کہ بہت سا وقت اور چیزوں پر لگ جائے اور پھر آپ دوستوں نے خواہش کی ہے کہ پانچ پانچ تقریریں بھی ہونی ہیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید : بہت ٹائم ہے۔

جناب سپیکر : جی بہت ہے اور بہت وقت گزر بھی جاتا ہے اور جب آپ مہربانی فرماتے ہیں تو کسی ایسے ہی نکتے پر ایک گھنٹہ لے جاتے ہیں۔ تو بہتر ہے کہ میں اس پر ذرا واضح طور پر پوچھ لوں کہ آپ کا اس پر کوئی consensus ہو گیا ہے یا تحاریک التوائے کار کے وقت کے بعد؟

وزیر قانون : جناب سپیکر ! تحاریک التوائے کار کے بعد۔

جناب سپیکر : اچھی بات ہے۔ جی اب آپ فرمائیے جناب ایس۔ اے۔ حمید ۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید : جناب سپیکر! میں یہ بات آپ کے نوٹس میں پہلے بھی لا چکا ہوں کہ جتنی بھی تحاریک التواء اور تحاریک استحقاق میں نے جمع کروائی ہیں وہ ۸۰ فیصدی آپ نے reject کر دی ہیں۔ یہ آپ کا سپیکر چیمبر ہے یا سلاٹر چیمبر بن گیا ہے؟

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے اسی ایوان میں پچھلے اجلاس میں یہ فرمایا تھا کہ گوجرانوالہ شہر کے بارے میں جو کھنڈرات میں تبدیل ہو رہا ہے اگر حکومت کوئی اقدام نہ کرے تو آپ تحریک استحقاق دیں۔

جناب سپیکر! میں نے تحریک استحقاق دی۔ اس کو بھی سلاٹر کر دیا گیا ہے۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ نے جو اپنی بات کہی تھی۔ کیا آپ کا کوئی استحقاق نہیں بنتا کہ آپ کی بات پر عمل نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر : جی ۔ آپ تشریف رکھیے۔ میں وضاحت کرتا ہوں۔ یہ آپ کی تحریک استحقاق چیمبر میں رد ہوئی ہے۔ اس لیے کہ ابھی اس پر اتنا وقت نہیں گزرا کہ اس کے بارے میں آپ یہ کہیں کہ حکومت نے کوئی اقدام نہیں کیا۔ ابھی جیسے ہی سیشن ختم ہوا تو اس کے ساتھ ہی ریکوزیشن آ گئی۔ یہ اجلاس

آ گیا۔ تو ابھی اس میں کوئی اتنی مدت نہیں ہوئی کہ ہم یہ کہیں کہ بھئی حکومت نے کیا اقدامات کیے ہیں؟ دس بارہ دن میں اتنے اقدامات نہیں ہو سکتے۔ تھوڑا وقت گزرنے دیجیے۔ اگر حکومت کی طرف سے اس میں کوتاہی ہو گی تو میرا وعدہ اپنی جگہ قائم ہے۔ آپ کی یہ بات ہاؤس میں ڈسکس کریں گے۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید : جناب سپیکر! میں صرف ایک بات کہنا چاہوں گا کہ اس وقت دو بجے گزر چکے ہیں اور گوجرانوالہ شہر کھنڈرات میں تبدیل ہو رہا ہے۔ یہ کب شروع کریں گے؟ دو دفعہ وزیر اعلیٰ صاحب گوجرانوالہ گئے اور انھوں نے وہاں پر یہ واضح طور پر کہا تھا کہ یہ کام بہت جلدی شروع ہو جائے گا۔ پھر اس بات کو بھی دو مہینے گزر گئے ہیں۔ تو مجھے نہیں سمجھ آتی کہ یہ کب کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر : چلیے آپ کو بات کرنے کا دوبارہ موقع مل گیا۔ لاء منسٹر صاحب سن رہے ہیں۔ آپ کو یاد ہو گا۔ میں نے تاکید کی تھی۔ از راہ کرم خصوصی طور پر جن لوگوں سے آپ نے کہا ہے انھیں کہیے کہ وہ اس سلسلے میں اقدامات کریں۔ اس لیے کہ میرا وعدہ ہے اگر یہ اقدامات نہیں ہوں گے اور تسلی بخش نہیں ہوں گے تو ہاؤس میں اس پر بحث ہو گی۔ تحاریک التوائے کار۔

سید تابش الوری : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر! میری ایک نہایت اہم دستور اور حلف کی خلاف ورزی سے متعلق ایک تحریک استحقاق آپ کی خدمت میں بھیجی گئی تھی جو گورنر کی جانب سے دستور کی خلاف ورزی کرتے ہوئے لوکل گورنمنٹ کے قانون کو بل کی بجائے آرڈیننس کی صورت میں نافذ کرنے سے متعلق ہے۔ اب دستور کے آرٹیکل (1) 128 کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : نہیں۔ آپ میری توجہ مبذول کروا چکے ہیں۔ اس پر میں غور کر چکا ہوں اور اس پر میں اپنا فیصلہ دے چکا ہوں۔ اس لیے اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

سید تابش الوری : جناب والا ---

جناب سپیکر : اس کو رد کر دیا گیا ہے اور اس لیے بھی کہ آج ---

سید تابش الوری : جناب والا ---

جناب سپیکر : میری بات سنیے۔ جب میں بات کر رہا ہوں تو مجھے بھی موقع دیا کیجیے۔ اس وقت آپ

میری بات بھی سنا کریں۔ جناب والا! آج آپ نے اسی موضوع پر پورے ہاؤس کو ایک ایجنڈا دیا ہے کہ آپ اس موضوع کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔ آج اس پر بات کر لیجیے۔ آپ کو موقع ملے گا۔ اب نہ یہ تحریک استحقاق بنتی ہے اور نہ اس کا کوئی جواز تھا۔ اس لیے کہ آج جب اس موضوع پر بحث ہو رہی ہے تو یہ بحث اس پر ہو جائے گی۔ آپ تشریف رکھیے۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! اگر آپ اس بنیاد پر مجھے یہ کہتے کہ چونکہ اس پر بحث ہو رہی ہے لہذا اگر یہ تحریک التوائے کار ہوتی تو میں یقیناً اس پر اصرار نہ کرتا۔ یہ دستور اور حلف کی خلاف ورزی کا اہم ترین مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر ، آپ یہ ساری باتیں اپنی تقریر میں کہہ سکتے ہیں۔

سید تابش الوری ، یہ صوبے کی خودمختاری کا مسئلہ ہے۔صوبائی مقننہ کی بالادستی کا مسئلہ ہے۔ اس سے زیادہ fool proof تحریک استحقاق ہو نہیں سکتی۔ آپ مجھے اجازت دیجیے کہ میں اپنا نقطۂ نظر آپ کے سامنے پیش کروں۔ آپ کو اختیار ہے کہ اسے آپ قبول کریں یا اسے آپ نامنظور کریں۔

جناب سپیکر ، جی نہیں۔ جب وہ circulate نہیں ہوئی تو اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ آپ تشریف رکھیے اور اپنی تقریر میں بات کیجیے گا۔

سید تابش الوری ، جناب والا! مجھے بتائیں پھر وہ کون سا ہے؟

جناب سپیکر ، یہ طریقہ ہے کہ جب آپ کی باری آئے گی تو اپنی تقریر میں بات کیجیے گا۔

سید تابش الوری ، جب دستور اور قانون کی دھجیاں بکھیر دی جائیں۔ ہم کس طرح سے کس کے سامنے فریاد کریں۔ ہم آپ کے سامنے فریاد کرنا چاہتے ہیں۔

کچھ تو دے اے فلک نا انصاف
آہ و فریاد کی رخصت ہی سہی

ہمیں معلوم ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہونا ہے لیکن آپ سن تو لیں۔

جناب سپیکر ، میں سنوں گا جب اس پر ہاؤس میں بحث ہو گی۔ آپ تشریف رکھیے۔یہ اس پر بحث موقع نہیں ہے۔

سید تابش الوری ، جناب والا! آپ نے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ میں اب privilege motions

ہاؤس میں پیش کروں گا اور اس معاملے میں آپ کی رائے لینے کے بعد kill کیا کروں گا لیکن آپ نے وہ وعدہ بھی پورا نہیں کیا۔

جناب سپیکر ، نہیں ۔ نہیں۔ ایسا کوئی وعدہ میں نے نہیں کیا کہ میں آپ سے پوچھ کر فیصلہ کیا کروں گا۔ میں نے ہمیشہ کوشش کی کہ زیادہ سے زیادہ باتیں یہاں ہاؤس میں آ جائیں لیکن یہ استحقاق میرا ہے کہ اگر کوئی چیز privilege motion یا adjournment motion نہیں بنتی تو میں ہاؤس کا وقت ضائع نہ کرنے کی خاطر اسے چیمبر میں رد کر دوں۔

سید تابش الوری ، جناب والا ! اس کا طریقہ ایک یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کم از کم مجھے چیمبر میں بلا کر تو سن لیتے کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر ، جناب ! ہم آپ کو چیمبر میں نہیں آج آپ کو ہاؤس میں سنیں گے اور آپ نے تقریر کیا کرنی ہے۔ یہی تو تقریر کرنی ہے۔ آپ کر لیجیے گا۔ آپ تشریف رکھیے۔ جانے دیجیے۔

سید تابش الوری ، جناب والا ! یہ صرف تقریر کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ حق کا مسئلہ ہے۔ یہ صوبائی مقننہ کے استحقاق کا مسئلہ ہے۔ یہ اراکین اسمبلی کے قانونی اور آئینی حق کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر ، یہ آپ اپنی تقریر میں کہہ لیجیے گا۔ موقع ہے۔ ضروری ہے کہ ہر بات کو دس دفعہ کیا جائے۔ آپ تشریف رکھیے۔

میاں فضل حق ، جناب سپیکر ! میں تحریک التوائے کار کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ، جی تحریک التوائے کار حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کی ہے۔

میاں فضل حق ، جناب سپیکر ! میں اسی مسئلے میں آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ، جی فرمائیے۔

میاں فضل حق ، جناب سپیکر ! میں نے کل اسی مسئلے پر ایک تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔

جناب سپیکر ، وہ اس پر رکھی ہوئی ہے۔

میاں فضل حق ، جناب سپیکر ! میں گزارش یہ کروں گا کہ اگر اسے out of turn لے لیا جائے تو میں ممنون ہوں گا This is very important

جناب سپیکر ، اگر اور لوگ اس میں رائے دیں۔ ترتیب سے آنے دیجیے۔ بقول آپ کے بڑا وقت

ہے۔ آج تو بالکل وقت ہی وقت ہے۔

میاں فضل حق ، تو آپ اس کو آج ہی ٹیک اپ کر لیں گے؟

جناب سپیکر ، اچھا۔ آپ تشریف رکھیے ناں۔ ذرا موقع تو آنے دیجیے۔

میاں فضل حق، شکریہ۔

جناب سپیکر ، حاجی مقصود احمد بٹ صاحب۔ ان کا کیا قصور ہے کہ ان کی تحریک نہ لی جائے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر ، فرمائیے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، جناب والا! گذشتہ اجلاس میں ' میں نے ہاؤس میں ایک پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی توجہ چاہی تھی جس میں میں نے کہا تھا کہ جب ہمارے گورنر صاحب امریکہ کے دورے پر گئے وہاں انھوں نے اپنا معائنہ کرایا۔ تو میں نے اخبار میں ایک خبر پڑھی کہ جو دوائیں ان کی پاکستان میں زیر استعمال تھیں Americans نے ان دواؤں کو جعلی قرار دیا تھا اور میں نے اس وقت آپ سے کہا تھا کہ مجھے آپ اجازت دیں۔ آپ نے کہا تھا کہ آپ اس پر تحریک التواء لے آئیں۔ تو میں نے تحریک التواء آپ کے چیمبر میں جمع کروائی جس کا آج مجھے پتا چلا ہے کہ چیمبر میں ہی kill کر دیا گیا ہے۔

جناب والا! میں اس میں گورنر کی ذات پر تنقید کرنا نہیں چاہتا تھا بلکہ میرا مقصد یہ تھا کہ وہ مافیا جو اس وقت پورے ملک میں جعلی دواؤں کا کاروبار کر رہا ہے اس تحریک التواء کے ذریعے ہم یہاں ہاؤس میں اس بات کو منظر عام پر لاتے اور اس مافیا کے خلاف جنگ کا آغاز کرتے۔

میرا مقصد حکومت کے خلاف جنگ کا نہیں تھا میں اس مافیا کے خلاف جنگ چاہتا تھا .....

جناب سپیکر، آپ کا حق ہے آپ حکومت کے خلاف بھی اگر جائز بات ہے تو آپ کر سکتے ہیں لیکن اگر وہ تحریک باقاعدگی سے کسی وجہ سے نہیں بنتی تو وہ اسی وجہ سے رد ہوئی ہو گی اور میرا سیکرٹریٹ اس بات کا پابند ہے کہ آپ کو reasons بھی بتائے کہ وہ کیوں رد ہوئی ہے۔

جناب میر بادشاہ خان آفریدی، جناب والا! اس سلسلے میں میں گزارش کرتا ہوں کہ جب لاکھوں

انسان ان جعلی دوائیوں کے ہاتھوں مر رہے ہیں اور یہ طے شدہ حقیقت ہے کہ اس وقت پاکستان میں سینکڑوں ایسی کمپنیاں ہیں جو جعلی ادویات بنا رہی ہیں اور یہ میرے استحقاق کا مسئلہ نہیں ہے آپ کے استحقاق کا مسئلہ نہیں ہے اس ہاؤس کے استحقاق کا مسئلہ نہیں ہے یہ لاکھوں کروڑوں انسانوں کی زندگیوں کا مسئلہ ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ اس اہم مسئلے کو وہاں ہی رد کر دیا گیا۔

جناب سپیکر، اس لیے کہ اس کی تردید گورنر ہاؤس سے آ گئی کہ یہ ساری بات غلط ہے اس میں کوئی صحیح بات نہیں ہے ----

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، کیا آپ بھی اس بات کی تردید کرتے ہیں کہ کیا اس ملک میں جعلی دوائیاں نہیں بن رہیں۔

جناب سپیکر، میں یہ نہیں کہہ رہا۔ جو واقعہ آپ نے بیان کیا میں تو اس حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ آپ تشریف رکھیے آپ جعلی دوائیوں کے بارے میں تحریک لے آئیے اس پر بحث ہو جائے گی۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، میں پھر لے آؤں گا جناب۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، جی ہاں۔ ---- حاجی مقصود احمد بٹ صاحب۔

حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر قرآن پاک کے ہزاروں بوسیدہ نسخوں کی بے حرمتی

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں اپنی طرف سے جناب محمد منشاء اللہ بٹ صاحب اور خواجہ ریاض محمود صاحب کی طرف سے تحریک التوائے کار پیش کرنے کی اجازت چاہ رہا ہوں۔

جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کاروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ قرآن پاک کی روشنی سے اس خطہ ارض کو منور کرنے والے بزرگ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر انتظامیہ کی بے حسی کے باعث قرآن پاک کی بے حرمتی کا سلسلہ جاری ہے۔ قرآن پاک کے ہزاروں بوسیدہ نسخے گٹھڑیوں میں باندھ کر کوڑے کے ڈھیروں پر پھینک دیے جاتے ہیں نہیں کسی محفوظ جگہ رکھنے کا کوئی انتظام نہیں ہے فائلوں میں تو درجنوں خادمائیں دربار شریف پر صفائی کے لیے متعین ہیں مگر عملی طور پر وہاں صرف دو خادمائیں کام کرتی رہتی ہیں اور وہ بھی زیادہ تر

زائرین سے نذر نیاز وصول کرتی رہتی ہیں ۔ باقی خادمائیں اپنے سپروائزروں کو منتھلی دے کر غائب رہتی ہیں یا افسروں کے گھروں میں کام کرتی رہتی ہیں یہ تمام واقعات ملک کے قومی اخبارات میں بھی شائع ہو چکے ہیں اس سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے ۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں ـــــ جناب وزیر اوقاف ۔

وزیر اوقاف (چودھری شاہ نواز چیمہ)، جناب سپیکر! مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو پیش کرنے والے تین بٹ برادر ہیں اور یہ حاجی منشاء اللہ بٹ حاجی محمد مقصود احمد بٹ اور جناب خواجہ ریاض محمود بٹ صاحبان ہیں لہذا میں ان کو جواب دیتا ہوں کہ کوئی بھی مسلمان یہ تصور نہیں کر سکتا کہ قرآن پاک کے نسخوں کو سنبھال کر نہ رکھا جائے داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے دربار پر ہم نے علیحدہ پاک صاف چادریں رکھی ہوئی ہیں اور ہم ان کو محفوظ مقام پر رکھتے ہیں اور اس وقت تک ان کی حفاظت کی جاتی ہے اور جب یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ ان قرآن پاک کے نسخوں کا کیا کیا جائے تو شریعت کی رو سے اور تمام علمائے دین کی رائے سے جب دریائے راوی پوری طغیانی پر ہوتا ہے تو اس وقت ان کو دریا میں ڈال دیے جاتے ہیں۔

دوسرے جناب والا! جو انہوں نے خادمین کے بارے میں فرمایا ہے تو جناب کل چودہ خادمین ہیں جن کو چوبیس گھنٹے کی ڈیوٹی میں مختلف اوقات میں وہاں ہم رکھتے ہیں اور وہ وہاں پر اپنی اپنی ڈیوٹی کرتی ہیں کوئی بھی خادمہ کسی کے پاس نذرانہ یا نیاز پر کام نہیں کرتی اور ہم یہ بڑے وثوق کے ساتھ کہتے ہیں اور بالکل صحیح کہتے ہیں۔

باقی جناب والا خواجہ صاحب میرے بھائی ہیں ان کو اگر کوئی تکلیف ہے تو یہ مجھے بتائیں میں ان تینوں بٹوں کا ہر کام کرنے کو تیار ہوں لیکن میں ان کے گھروں میں خادمین نہیں بھیج سکتا ۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر ۔

جناب سپیکر، جی رانا صاحب ۔ تنہاڈا کی مسئلہ اے ۔

رانا محمد اقبال خان، جناب میرا کوئی مسئلہ نہیں۔ جناب میں نے وزیر اوقاف کو سرکاری حج کی مبارکباد دینی تھی لیکن اس کے ساتھ ہی ہماری یہ سفارش ہے کہ ان کو ایک ٹوپی بھی دے دی جائے۔

جناب سپیکر: اچھا جی۔

خواجہ ریاض محمود: جناب سپیکر! اس میں میرا نام بھی شامل ہے لہذا میں بھی اس پر بات کرنی چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی خواجہ ریاض محمود صاحب۔

خواجہ ریاض محمود: جناب والا! چیمہ صاحب ماشاء اللہ ہمارے بھائی ہیں اور بہت ہی قابل احترام ہیں ---

جناب سپیکر: خواجہ صاحب جہاں سے آپ بات کر رہے ہیں کیا یہ آپ کی سیٹ ہے۔

خواجہ ریاض محمود: جی نہیں۔

جناب سپیکر: پھر آپ اپنی سیٹ پر آجائیں۔

خواجہ ریاض محمود: چیمہ صاحب ہمارے قابل احترام وزیر ہیں اور یہ ماشاء اللہ اس ایوان کے پرانے ممبر بھی ہیں اب تو یہ وزیر ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اور ترقی دے۔ یہ اب ماشاء اللہ نیا حج بھی کر کے آئے ہیں اور خاص طور پر یہ ننگی منڈ لے کر آئے ہیں تاکہ ہر آدمی کو پتا چلے کہ یہ حج کر کے آئے ہیں۔ میں سرکاری یا غیر سرکاری کی بات نہیں کرتا ہوں بہرحال یہ حج کر کے آئے ہیں اور میں ان کا احترام کرتا ہوں اور ان کو اس نیک مقصد کو حاصل کرنے کے لیے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: بہت اچھا۔

خواجہ ریاض محمود: چونکہ یہ داتا صاحب کا معاملہ ہے اور داتا حضور کے متعلق جو حاجی مقصود احمد بٹ اور میں نے بات کی ہے میں کسی اور الجھاؤ میں یا کسی اور انداز میں بات نہیں کرنی چاہتا کیونکہ میں اسے گناہ کے مترادف سمجھتا ہوں۔ میں وزیر موصوف سے یہی درخواست کروں گا کہ جب سے داتا صاحب میں تعمیر ہو رہی ہے اور اس کا اگلا حصہ بن رہا ہے یہ چھوٹی سی سڑک ہے وہاں پر گندگی بہت زیادہ ہوتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ داتا حضور کے تقدس کو بھی اس طرح سے مجروح کیا جا رہا ہے میں ان سے صرف یہی درخواست کروں گا کہ یہ خود موقع پر جائیں یہ بہت بڑی سعادت ہے اور وہاں پر جو کام ہو رہا ہے یا یہ جس انداز سے بھی ہو رہا ہے اس کو اس کی پلاننگ کے تحت جلد از جلد بنایا جائے تاکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی جو باتیں پیدا ہو رہی ہیں وہ پیدا ہونے سے رک سکیں۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک التوائے کار پر بات ہو گئی ہے یہی کافی ہے اور ہم اسے

یہاں پر ہی ختم کرتے ہیں لیکن میں وزیر اوقاف سے خاص طور پر تاکیداً" کہتا ہوں کہ دیکھیے ان معاملات میں جتنی بھی احتیاط ہو اچھا ہے اگر ان دوستوں کے ذہن میں یا ان کے نوٹس میں ایسی کوئی بات آئی ہے تو آپ اسے دیکھ لیجیے کہ مبادا وہاں کوئی اسطرح کی بے حرمتی کی بات ہو رہی ہو اور بہتر طریقہ یہ ہو گا کہ ان دوستوں کو اپنی خوبصورت جھنڈے والی گاڑی میں اپنے ساتھ بٹھائیے اور انہیں داتا صاحب لے جائیے ایک راؤنڈ لگوائیے اور دیکھیے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے اور اگر کوئی ایسی بات ہو رہی ہے جو حضور داتا صاحب کے احترام کے خلاف ہو یا دوستوں کے جذبات کو مجروح کرنے والی ہو تو اس کا تدارک کیا جائے

اب ہم آگے چلتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار ہے -------

وزیر اوقاف، جناب والا! آپ کے حکم کی تعمیل کی جائے گی اور خواجہ صاحب ہمیشہ مثبت بات کرتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اگر کوئی کوتاہی بھی ہوئی اس کو دور کیا جائے گا۔

جناب سپیکر، بٹ صاحب۔ آپ نے مزید کچھ کہنا ہے؟

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب وزیر موصوف نے ایک بہت غلط بات کہی ہے کہ میں خادمین کو خواجہ صاحب کے گھر نہیں بھیج سکتا تو جناب میری آپ کی وساطت سے ان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے یہ الفاظ واپس لیں یہ ابھی نیا نیا سرکاری حج کر کے آئے ہیں اگر حج پر اتنے پیسے خرچ ہو سکتے ہیں تو وہاں دو چار اور ملازمین رکھی جا سکتی ہیں اسلیے میری آپ سے درخواست ہے کہ یا تو یہ اپنے الفاظ واپس لیں --

جناب سپیکر، مقصود صاحب میری بات سنیے۔ اگر خواجہ صاحب کو اس بات پر کوئی اعتراض نہیں تو آپ خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، نہیں جناب مجھے تو اعتراض ہے۔ مجھے یہ اعتراض ہے کہ یہ سرکاری پیسہ خرچ کر سکتے ہیں یہ تو ان ہی کی عادت ہے۔

جناب سپیکر، چلیے اب آگے بڑھتے ہیں۔

اب تحریک التوائے کار جناب ارشد عمران سلہری صاحب جناب عبیداللہ شیخ اور میاں معراج الدین صاحب کی ہے۔ اور اسے جناب ارشد عمران سلہری صاحب پیش کرنے لگے ہیں۔

لاہور سٹی پولیس کی جانب سے ملزمان سے برآمد شدہ چرس کی "کھل بنولہ" میں تبدیلی

جناب ارشد عمران سلہری، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" لاہور مورخہ 7-5-95 کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ لاہور سٹی پولیس کے پاس ملزموں سے برآمد ہونے والی 11 من چرس میں سے پولیس کے "پھومنتر" کے ذریعہ 120 کلو چرس "کھل بنولہ" میں تبدیل ہو گئی۔ ڈی ایس پی کے عہدے کا ایک اعلیٰ افسر منشیات کے اس بڑے کیس میں مبینہ طور پر مفرور ملزم کا ساتھی بن گیا۔ حالانکہ ایس ایس پی لاہور نے 11 من چرس پکڑے جانے کے متعلق ایک پریس کانفرنس بھی کی تھی اور آٹھ ملزم گرفتار کر کے 11 من چرس برآمد کرنے کا دعویٰ کیا تھا۔ ایسے واقعات آئے دن رونما ہوتے رہتے ہیں کہ پولیس منشیات کے ملزموں کو گرفتار بھی کرتی ہیں۔ "مال" برآمد بھی ہو جاتا ہے اسے پریس کانفرنس کر کے پریس والوں کو دکھایا بھی جاتا ہے مگر یہ بھی پولیس کا کمال ہے کہ وہی پکڑی جانے والی چرس یا ہیروئین چند گھنٹوں یا چند دنوں بعد اپنی "اصلیت" بدل لیتی ہے اور گرفتار ہونے والے ملزم باعزت اپنے گھروں کو تشریف لے جاتے ہیں۔ اس خبر سے صوبے بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! ارشد عمران سلہری صاحب کی تحریک التوائے کار ایک اخباری خبر پر مبنی ہے۔ اور انھوں نے جو ذکر کیا ہے اس کے بارے میں میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ متعلقہ محکمے سے جو میں نے انفرمیشنز حاصل کی ہیں ان کے مطابق 11 اپریل 1995ء کو محمد عارف عرف لبھا وغیرہ پانچ ملزمان تھانہ بی سی کے علاقہ سے گرفتار کیے گئے۔ پولیس کی کارروائی اور تفتیش کے نتیجے میں ان کے قبضہ سے 66 کلو گرام چرس برآمد ہوئی۔ انھوں نے مزید ملزمان کی نشاندہی کی جن کے نتیجے میں تین اور افراد گرفتار کیے گئے۔ اور ان سے بھی 67 کلوگرام چرس اور دس کلو افیون برآمد ہوئی۔ جناب سپیکر، جب ان کی تفتیش کی گئی تو اس برآمدگی کے علاوہ مزید انھوں نے کچھ

لوگوں کے نام لیے ۔ جس کے نتیجے میں 56 کلو گرام چرس اور 5 کلو گرام افیون برآمد ہوئی ۔ جناب سپیکر ' یہ محض ایک اخباری خبر کی بنیاد پر انھوں نے یہ الفاظ کہے کہ مال برآمد ہوتا ہے لیکن پولیس کا کمال ہے کہ پکڑی جانے والی چیز اصلیت بدل لیتی ہے ۔ یہ اپریل کا واقعہ ہے ۔ مئی کا مہینہ گزر رہا ہے ۔ اور اس عرصہ کے اندر پولیس نے اپنی تمام تر ذمہ داریاں مذکورہ واقعہ میں ادا کی ہیں۔ اور جو افیون یا چرس برآمد ہوئی تھی وہ کیمیکل ایگزامینر کی رپورٹ حاصل کرنے کے لیے لیبارٹری میں بھجوا دی گئی ہے ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ محض اخباری خبر پر مبنی یہ رپورٹ ہے ۔ اور انتظامیہ نے اپنی ذمہ داریاں ادا کی ہیں ۔ اس واقعہ کے علاوہ تقریباً گیارہ مقدمات اس سلسلہ میں درج کیے گئے ۔ اس سلسلہ میں مختلف برآمد گیاں بھی ہوئیں۔ میں یہ ایوان کی اطلاع کے لیے انتظامیہ کی کارروائی کے مطابق تفصیل ایوان میں رکھتا ہوں اور کہنا یہ چاہتا ہوں کہ رول 67 کے تحت یہ تحریک التوائے کار خلاف ضابطہ ہے' اخباری خبر پر مبنی ہے ۔ اس پر بحث کے لیے اسمبلی کی کارروائی معطل نہیں کی جا سکتی۔

جناب سپیکر، اس وضاحت کے بعد امید ہے کہ آپ اصرار نہیں کریں گے ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! اس میں بات صرف یہ ہے کہ ایسے واقعات ہر روز ہو رہے ہیں۔ یا وزیر قانون یہ کہہ دیں کہ اس وقت صوبے میں منشیات کا کہیں بھی کاروبار نہیں ہو رہا۔ جناب سپیکر' وزیر قانون کا شروع سے ہی کوئی بھی تحریک ہو ' تحریک التوائے کار ہو ' تحریک استحقاق ہو ان کا ایک لکھا پڑھا جواب ہوتا ہے کہ یہ تحریک استحقاق کے زمرے میں نہیں آتی یا یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی ۔ لیکن جو اخبارات میں شہ سرخیاں لگتی ہیں اور رپورٹس آتی ہیں ' پریس کانفرنسیں ہوتی ہیں پولیس کی انتظامیہ خود پریس کانفرنسیں کرتی ہے لیکن اس کے باوجود یہ کہنا کہ یہاں پر اس قسم کے واقعات نہیں ہوئے ۔ یہ محض ایک اخباری رپورٹ ہے ۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ رپورٹ پریس کانفرنس کی ہے ۔ یہ ایک اخباری خبر نہیں ہے ۔ جس کے حقائق کو جاننے کی کوشش کی جائے ۔ اور میں یہ چاہوں گا کہ آپ اس کو منظور کریں اور اس کے اوپر دو گھنٹے کی بحث ہو ۔ یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے ۔ یہ اس وقت ہر گلی محلے کے اندر چرس اور افیون بک رہی ہے ۔ اور ہماری انتظامیہ اگر اس طرح کے آدمی پکڑتی ہے تو ان کے اوپر معمولی سی ہیروئن ڈال دی جاتی ہے تاکہ ان کی کورٹ سے ضمانت ہو سکے ۔ لیکن یہ کلو گرام کے حساب سے برآمد بھی ہوتی ہیں لیکن کارروائی کہیں بھی نہیں ہوتی ۔ تو میں یہ چاہوں گا کہ یہ ایک سنگین مسئلہ ہے اور پوری قوم کا مسئلہ ہے کہ جس سے ہماری پوری نوجوان نسل تباہ

ہو رہی ہے۔ آپ اس کو منظور کریں اور دو گھنٹے کی بحث کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ جہاں تک اس ایک واقعہ کا تعلق ہے اس حد تک جو وضاحت لاء منسٹر صاحب نے کی ہے وہ قابل قبول ہے البتہ یہ بجا ہے کہ منشیات کا مسئلہ اور پولیس جس طرح سے اسے deal کرتی ہے یہ غور طلب ہے اور اس کے لیے یقیناً کسی موقع پر بحث بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن اس ایک واقعے کے حوالے سے میں نہیں سمجھتا کہ ایوان کی کارروائی کو دو گھنٹے کے لیے معطل کر کے اور خاص طور پر آج جبکہ اس اجلاس میں اس کی کوئی ضرورت ہے۔ اگر اس پر کبھی عمومی بحث کی خواہش ہو گی تو پھر اس کو کسی طریقے سے زیر بحث لے آئیں گے۔ لیکن اس ایک واقعے کے حوالے سے کہ یہ تحریک التوائے کارقبول کی جا سکتی ہے۔ میں اسے rule out کرتا ہوں۔ اگلی تحریک التوائے کار جناب ارشد عمران سلہری، جناب حاجی عبدالرزاق اور جناب عبیداللہ شیخ کی طرف سے ہے۔

ایجرٹن روڈ، لاہور پر ڈاکہ اور قتل کی واردات

جناب عبیداللہ شیخ، میں یہ تحریک پیش کرنے اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ 8-5-95 کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ ایجرٹن روڈ لاہور پر مسلح ڈاکوؤں نے کوہ نور انڈسٹریز کے احاطہ میں کیش جیپ کے ڈرائیور کو گولی مار کر قتل اور چوکیدار کو زخمی کر کے قریباً دو لاکھ روپے لوٹ کر "کامیابی" سے فرار ہو گئے۔ یہ واقعہ لاہور کی مصروف ترین شاہراہ پر وقوع پذیر ہوا جہاں سے چند گز کے فاصلے پر گورنر ہاؤس اور قریباً فرلانگ کے فاصلے پر پولیس لائن واقع ہے جہاں ہر وقت پولیس کی پارٹیاں گشت میں مصروف رہتی ہیں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام کارروائی پولیس کی ملی بھگت سے ہوئی ہے کیونکہ جس وقت یہ واقعہ رونما ہوا اس وقت وہاں پر پولیس والوں کا نام و نشان تک نہ تھا۔ موجودہ حکومت کا ڈاکوؤں، لٹیروں، دہشت گردوں اور دیگر سماج دشمن عناصر سے گہرا گٹھ جوڑ معلوم ہوتا ہے۔ جس سے شریف شہریوں کی جان و مال اور عزت محفوظ نہیں ہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی، اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (چودھری محمد فاروق)، جناب سپیکر! عبیداللہ شیخ صاحب نے جو تحریک

التوائے کار پیش کی ہے یہ بیشک اخباری خبر پر مبنی ہے لیکن واقعہ کا جہاں تک تعلق ہے ۔ یہ واقعہ رونما ہوا۔ اور اس میں دو لاکھ کی بجائے ایک لاکھ اسی ہزار روپے ڈرائیور اور چوکیدار مذکور جب بنک سے لے کر اپنے دفتر کے پورچ میں پہنچے تو ملزمان نے ان پر فائر کیے جس کے نتیجے میں طارق محمود چوکیدار میو ہسپتال میں پہنچ کر جاں بحق ہو گیا۔ اس واقعے پر مقدمہ درج ہو چکا ہے ۔ مقدمے کا نمبر 234/95 ہے اور یہ مقدمہ پولیس کے زیر تفتیش ہے ۔ تھانہ قلعہ گجر سنگھ میں یہ مقدمہ درج ہوا ۔ اس وقوعے کی خبر ملتے ہی پولیس کی گشتی پارٹیاں بھی موقع پر پہنچ گئیں اور ضروری قانونی کارروائی عمل میں لائی گئی۔ جناب سپیکر ! ملزمان کی گرفتاری کے لیے انتظامیہ اپنے تمام وسائل بروئے کار لا رہی ہے ۔ اس ایک واقعے کی بنیاد پر فاضل محرک نے اپنی تحریک کے متن میں یہ بات کہی ہے کہ موجودہ حکومت کا ڈاکوؤں کے ساتھ گہرا گٹھ جوڑ ہے ۔ میں اس بارے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت تو دہشت گردوں ' لٹیروں اور دیگر سماج دشمن عناصر کی سرکوبی کے لیے پوری تن دہی کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں ادا کر رہی ہے ۔ البتہ حکومتی معاملات اچھے طریقے سے چلائے جانے میں رکاوٹ ڈالنے والوں کے خلاف بے شمار ایجنسیاں اپنی جگہ پر سرگرم عمل رہتی ہیں ۔ ہماری حکومت نے دہشت گردوں کی سرکوبی کے لیے واضح اقدامات کیے ہیں اور ان اقدامات کے نتیجے میں پورے صوبے کے اندر عوام نے یہ محسوس کیا ہے کہ موجودہ حکومت نے دہشت گردی کی جو فضا تھی اس کو کنٹرول کیا ہے اور ایسے واقعات اب کم ہونا شروع ہو گئے ہیں ۔ البتہ معاشرے کے اندر اس قسم کے اکا دکا واقعات ہوتے رہتے ہیں ۔ جرائم کو بالکل ختم کرنا کسی کے لیے بھی ممکن نہیں ۔ بے شک حکومتوں کی یہ ذمہ داری ہے لیکن جرائم سرے سے ختم نہیں ہوا کرتے ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ رول 67 کے تحت یہ معاملہ ایسا نہیں ہے کہ اس کے لیے اسمبلی کی کارروائی معطل کی جائے ۔ لہذا یہ تحریک التوائے کار ناقابل پذیرائی ہے۔

جناب عبیداللہ شیخ، جناب سپیکر ! یہ ایک بڑا اہم مسئلہ ہے۔ جس طرح وزیر موصوف نے یہ فرمایا کہ ایک چوکیدار کا قتل ہو جانا کوئی اہم واقعہ نہیں ہے ۔ جناب والا ! ایک لاکھ اسی ہزار روپے دن دیہاڑے لوٹ کر ڈاکو بڑی آسانی سے چلے جائیں تو کیا یہ کوئی بڑا واقعہ نہیں ہے ۔ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ لاہور کے تمام چوکوں میں ' ہر سڑک پر پولیس نے ناکے لگائے ہوئے ہیں ۔ اور یہ چند دن پہلے کا واقعہ ہے ۔ ابھی وزیر موصوف فرما رہے تھے کہ اس قسم کے واقعات اب بہت کم ہو رہے ہیں ۔ جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ اعظم مارکیٹ کے بینک سے 89 لاکھ روپے بڑی آسانی سے لوٹ

لیے گئے ۔ آپ اخبارات اٹھا کر دیکھیں تمام قومی اخبارات نے ایک صفحہ ایسا رکھ دیا ہے کہ جس میں تمام ڈکیتیاں، چوریاں، قتل یعنی اس قسم کی واردات کی خبریں روزانہ چھپتی ہیں جس سے عوام میں گہری تشویش پائی جاتی ہے لہذا میری یہی گزارش ہے کہ اس واقعے کو سامنے رکھتے ہوئے میری اس تحریک التوائے کار کو منظور کیا جائے ۔ اسی طرح ہمارے میاں معراج دین ' ایم پی اے کے ہاں پانچ لاکھ کی ڈکیتی ہوتی ہے اور ایک آدمی کو قتل کر دیا جاتا ہے ۔ جناب والا ! کیا یہ چھوٹے چھوٹے واقعات ہیں ؟ اور پھر ان مزمان کا ابھی تک کسی کو علم نہیں ہوسکا ۔ لہذا جناب سپیکر میری یہی گزارش ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے تاکہ پورے صوبے کے اندر امن و عامہ قائم رہ سکے ۔ کیونکہ بقول آپ کے کہ پورے صوبے پنجاب کی عوام کی نظریں اس ہاؤس پر لگی رہتی ہیں۔ جناب والا! اگر روزانہ لوگ اسی طرح لٹتے رہے ' قتل ہوتے رہے ' اسی طرح ڈکیتیاں ہوتی رہیں تو پھر ان ایوانوں سے عوام کا اعتماد اٹھ جائے گا ۔ شکریہ ۔

جناب سپیکر، وزیر قانون نے وضاحت کی ہے ۔ آپ نے اپنے موقف کو واضح طور پر بیان کیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس واقعے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے ۔ اس کا اور اسی طرح کے دوسرے واقعات کے سلسلے میں حکومت ایسی مناسب کارروائی کرے گی کہ اس کا تدارک ہو سکے ۔ لیکن میں یہ واضح طور پر محسوس کرتا ہوں کہ اس ایوان میں حال ہی میں جو اجلاس ہوئے ہیں ان میں امن و امان کی عام صورت حال پر بڑی طویل بحثیں ہوئی ہیں اس لیے اس کے پیش نظر میں محسوس کرتا ہوں کہ اس تحریک التوائے کار کے لیے مزید دو گھنٹے صرف کرنا مناسب نہیں ہو گا ۔ میں اسے rule out کرتا ہوں ۔ تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

مسودہ قانون (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

ہنگامی قانون (ترمیم) مقامی حکومت، پنجاب مجریہ 1995ء

MR. SPEAKER: Now, we take up government business Minister for Law and Parliamentary Affairs.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Mr Speaker Sir, I lay -

"The Punjab Local Government (Amendment) Ordinance, 1995" on

the Table of the House.

MR SPEAKER: "The Punjab Local Government (Amendment) Ordinance, 1995" has been laid on the Table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 75 (6) of the Rules of Procedure. It is referred to the appropriate Standing Committee for report within two months.

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر : جی فرمائیں ۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر ! یہ amendment Bill جو کہ ابھی وزیر قانون صاحب نے lay down کیا ہے ۔ اب میں دس پندرہ منٹ واپس جاتا ہوں سید تابش الوری صاحب کے اس پوائنٹ کے حوالے سے ' اس تحریک استحقاق کے بارے میں جو کہ kill ہو چکی ہے اور اس پر جناب نے پوائنٹ آف آرڈر بھی allow نہیں کیا ۔ اب اسی حوالے سے میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں کہ 4 تاریخ کو جبکہ یہ اجلاس ' یہ ہاؤس in progress تھا --------

جناب سپیکر: شاہ صاحب ایک منٹ آپ میری بات سنیے ۔ اب لوکل گورنمنٹ ہی زیر بحث آ رہی ہے اس پر تقریریں ہوئی ہیں ۔ آپ مہربانی سے یہ سارے پوائنٹ اپنی تقریر میں بیان کر لیجیے گا ۔ اب بہتر یہ ہے کہ آپ ایک فہرست مجھے مہیا کر دیجیے اور اس کے مطابق آپ دوست جو اس issue پر بولنا چاہتے ہیں انھیں موقع دیا جائے گا ۔ آپ کا نام almost سرفہرست ہے ۔ اس میں تابش الوری صاحب کا نام بھی ہے ۔ راجہ محمد بشارت صاحب ہیں اور اسی طرح دوسرے دوست بھی ہیں ۔ میاں فضل حق صاحب آپ شاید کوئی رپورٹ پیش کرنا چاہتے ہیں؟

مجلس استحقاقات کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

میاں فضل حق: جی جناب۔ جناب سپیکر ! میں تحریک استحقاق نمبر 11 پیش کردہ نواب زادہ سید شمس حیدر ' ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

(رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی)

لوکل گورنمنٹ کے نظام پر بحث

جناب سپیکر، اب لوکل گورنمنٹ پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ جو اراکین اس میں حصہ لینے چاہتے ہیں ان میں سے اپوزیشن کے دوستوں کی فہرست میرے پاس آ گئی ہے۔۔۔ اور حکومت کی فہرست بھی میرے پاس آ گئی ہے۔ سب سے پہلے راجہ محمد بشارت صاحب۔

جناب محمد بشارت راجہ، جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع فراہم کیا کہ لوکل گورنمنٹ آرڈی ننس جو کہ ابھی حال ہی میں جاری ہوا ہے اور جسے ابھی ابھی وزیر قانون صاحب نے lay کیا ہے اس پر میں اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ آرڈی ننس پر بات کرنے سے پہلے وہ تحریک استحقاق جس پر تابش الوری صاحب بات کرنا چاہتے تھے اور جس پوائنٹ پر سید ظفر علی شاہ صاحب بات کر رہے تھے میں اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری جو یہ موجودہ اسمبلی ہے اور اس اسمبلی میں جو اراکین اس وقت موجود ہیں ان سب کا بنیادی کام قانون سازی ہے۔ اور حکومت کی یہ ذمہ داری بنتی ہے، حکومت کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ایوان میں بزنس فراہم کرے تاکہ جو اراکین منتخب ہو کر آئے ہیں وہ قانون سازی کر سکیں۔ لیکن ہمیں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ حکومت ان تمام پارلیمانی روایات اور اصولوں سے ہٹ کر ایک ایسی ڈگر پر چل رہی ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کا ہر آنے والے روز کا اقدام پارلیمانی روایات کے قتل کے مترادف ہے۔ جناب سپیکر، ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے اور یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ جب گزشتہ اجلاس in progress تھا اجلاس چل رہا تھا تو کابینہ نے اس آرڈیننس کی منظوری دی۔ جناب والا، میں انتہائی ذمہ داری سے یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب کابینہ نے اس آرڈیننس کی منظوری دی تھی تو اس وقت یہ معاملہ ایوان میں اٹھایا گیا تھا اور میں نے بھی اس وقت اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے اس بات کا اعادہ کیا تھا کہ حکومت کو خاص طور پر اس وقت جب کہ ایوان in session ہو کوئی آرڈیننس جاری نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن ہمیں اس وقت یہ کہا گیا تھا کہ چونکہ اجلاس جاری ہے کابینہ نے منظوری دی ہے لیکن ابھی آرڈیننس جاری نہیں ہوا۔ اس میں سب سے ستم ظریفی کی بات یہ ہے کہ کابینہ کی منظوری کے بعد گورنر پنجاب کا اخبارات میں ایک بیان آتا ہے اس میں گورنر پنجاب یہ فرماتے ہیں کہ آرڈیننس میرے پاس پہنچ چکا ہے۔ لیکن اس بات کا انتظار کیا جا رہا ہے کہ اسمبلی کا اجلاس کب ختم ہو تاکہ آرڈیننس کو جاری کیا جا سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان

کے ساتھ اس ایوان کے اندر بیٹھنے والے لیجسلیچرز کے ساتھ اس سے بڑا کوئی مذاق ہو نہیں سکتا کہ اس بات کا انتظار کیا جائے کہ ایوان کا اجلاس کب ختم ہو اور آرڈیننس کو جاری کر دیا جائے ۔ جناب والا! یہ بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی بلکہ اگر آپ اس بات کا جائزہ لیں کہ بعد میں جن حالات میں گورنر ہاؤس سے یہ آرڈیننس جاری ہوتا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ وہ اور بھی زیادہ مضحکہ خیز بات سامنے آتی ہے ۔ جناب سپیکر ، جمعہ کے دن جس طرح گورنر ہاؤس میں دربار لگا کر اس آرڈیننس پر دستخط کرنے کی تقریب منعقد کی گئی میں سمجھتا ہوں کہ وہ گورنر صاحب کی اپنی اتھارٹی exert کرنے کا ایک مظاہرہ تو ہو سکتا ہے ۔ وہ لوگ تو متاثر ہو سکتے ہیں جن کو یہ متاثر کرنا چاہتے ہیں ۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس ایوان کے ساتھ ایک بہت بڑی زیادتی ہے ۔ اور اس زیادتی کا ازالہ کسی طور پر بھی نہیں ہو سکتا ۔ اس لحاظ سے آپ ، آپ سے میری مراد سپیکر پنجاب اسمبلی اس وقت آپ موجود تھے یا ڈپٹی سپیکر صاحب تھے میری مراد سپیکر پنجاب اسمبلی سے ہے کہ ہمیں اس لحاظ سے ضرور افسوس کرنا پڑتا ہے کہ جب اخبارات میں یہ خبر آئی کہ پنجاب کابینہ نے آرڈیننس کی منظوری دی اور جس دن اجلاس ختم ہوا اس کے دوسرے دن ہی گورنر صاحب نے آرڈیننس جاری کر دیا ۔ تو چیئرمین سینٹ جناب وسیم سجاد صاحب نے اس سارے عمل پر افسوس کا اظہار ضرور کیا اور انھوں نے اس بات کا اعادہ کیا کہ یہ پارلیمانی روایات سے انحراف ہے ۔ لیکن جناب کی طرف سے اس پر کوئی ردعمل نہیں ہوا اس کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس لحاظ سے افسوس ضرور ہوا کہ جناب کی طرف سے بھی پارلیمانی روایات کے قتل پر ردعمل ضرور آنا چاہیے تھا ۔ جناب والا ، یہ جو موجودہ آرڈیننس جاری کیا گیا ہے ۔ یہ 1979ء کے بلدیاتی آرڈیننس میں ترامیم کے حوالے سے بات ہوئی ہے ۔ اگر اس ترمیمی آرڈیننس کا بغور جائزہ لیا جائے تو ماسوائے ایک بات جو کہ ہمیں سمجھ آتی ہے کہ حکمران جماعت جس کی بنیادی طور پر عوام میں کوئی جڑیں نہیں ہیں ۔ وہ عوام میں اپنی تنظیم نو کے لیے تو اس آرڈیننس کو استعمال کر سکتی ہے ۔ لیکن اس کے علاوہ لوکل گورنمنٹ کے institution کو as a institution ان ترامیم سے کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ جناب سپیکر ، میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر اس آرڈیننس کا بغور جائزہ لیا جائے تو جس طرح بیوروکریسی کو منتخب عوامی نمائندوں پر مسلط کیا جا رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ماسوائے اس بات کے کوئی بھی دوسری بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ دیہاتوں کی سطح پر جو لوگ منتخب ہو کر آئیں گے ان کو ڈپٹی کمشنر کے ذریعے ان کو اسسٹنٹ کمشنر کے ذریعے اور دوسری انتظامی مشینری کے ذریعے

ان لوگوں پر تسلط قائم کر کے اپنی مرضی کے ساتھ کسی طرف لگایا جائے گا۔ اس کے علاوہ کوئی دوسری بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ جناب والا' یہاں پر میں خاص طور پر اس بات کا بھی اعادہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے جو دوست جن کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی کے ساتھ ہے ہمیں ان سے اس بات کا گلہ نہیں ہے کیونکہ پاکستان پیپلز پارٹی کی تاریخ میں یہ بات درج ہے کہ وہ جماعت جب بھی برسر اقتدار آئی انھوں نے بلدیاتی اداروں کے انتخابات کبھی بھی نہیں کروائے۔ اور بنیادی طور پر وہ اس تصور کے حق میں ہے کہ اقتدار کی نچلی سطح پر منتقلی اس کی روح کے منافی ہے۔اس لیے میں ان سے گلہ نہیں کرتا لیکن ہمیں ان لوگوں پر افسوس ضرور ہے کہ جو انہی بلدیاتی اداروں کی وجہ سے آج اس صوبے کے انتظامی اعلیٰ منصب پر فائز ہیں۔ وہ پہلے انہی بلدیاتی اداروں کے چیئرمین یونین کونسل بنے پھر چیئرمین ضلع کونسل بنے اور اگر آج اللہ تعالیٰ نے انھیں وزیر اعلیٰ بنایا ہے تو انہی بلدیاتی اداروں کی وجہ سے بنایا تھا۔ جو بلدیاتی ادارے تقریباً گزشتہ 16 سالوں سے انتہائی کامیابی کے ساتھ اپنا tenure پورا کر رہے تھے۔ اور اپنی کارکردگی دکھا رہے تھے ان کو بیک جنبش قلم ختم کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی زیادتی کی بات ہے۔ جناب سپیکر' میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ بلدیاتی آرڈیننس کی جو ترامیم ہیں اگر ان کو بغور دیکھا جائے تو میں جو سب سے پہلی شق لینا چاہتا ہوں وہ یہ اس آرڈیننس کا preamble ہے۔ اور preamble میں جناب گورنر صاحب کی طرف سے یہ درج ہے کہ

Provincial Assembly of the Punjab is not in session and Governor of the Punjab is satisfied that immediate action is necessary.

جناب والا' اب بھی یہاں پر یہ بات ہو رہی تھی کہ 4 تاریخ تک اسمبلی جاری تھی کابینہ نے اسمبلی کے اجلاس کے دوران ہی اس کی منظوری دی۔ 4 تاریخ کو آرڈیننس گورنر صاحب کے پاس پہنچ چکا تھا اور اس وقت پہنچ چکا تھا جب کہ یہ اسمبلی جاری تھی۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جس آرڈیننس کی بنیاد ہی جھوٹ پر رکھی گئی ہو تو اس سے آگے خیر کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اگر میں دوسرے لفظوں میں اس طرح کہوں کہ اگر گورنر صاحب یہ لکھ دیتے کہ

Provincial Assembly of the Punjab was in session and Governor of the Punjab has awaited anxiously for its prorogation so that the ordinance can be made and promulgated.

تو درست ہوتا اور ہم بھی مان لیتے کہ ہمارے اس صوبے کی سب سے بڑی شخصیت نے کم از کم ایک آرڈیننس جاری کرتے ہوئے سچ تو بولا ہے۔ جناب سپیکر، میں اس آرڈیننس کا 1979ء کے آرڈیننس سے موازنہ کرتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہوں گا اور جس طرح میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ حکمران اپنے اقتدار کو قائم رکھنے کے لیے بنیادی سطح پر جہاں پر ان کا کوئی اثر و رسوخ نہیں ہے وہاں پر اپنی جڑیں قائم کرنے کے لیے یہ آرڈیننس جاری کر رہے ہیں۔ اور اس کی ایک سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ باقی سارے آرڈیننس کو intact رکھتے ہوئے دو نئے tiers شامل کیے گئے ہیں۔ ایک ویلج کونسل کا اور دوسرا محلہ کونسل کا۔ اور اس نئے آرڈیننس کے تحت سیکشن 6 میں ترمیم کر کے جو کہ Constitution of local counsil سے متعلقہ ہے اس میں دو tiers کا اضافہ کیا گیا ہے۔ ان دونوں tiers کا اضافہ کرنے کے بعد سیکشن 49 میں ترمیم کرکے functions تفویض کیے گئے ہیں۔ اب جب ان دونوں tiers یعنی ویلج کونسل اور محلہ کونسل کو جو function تفویض کیے گئے ہیں اگر آپ ان کا بغور جائزہ لیں تو آپ پر یہ بات عیاں ہو گی کہ یہ exactly وہی functions ہیں کہ جو ہماری یونین کونسلیں already take up کر رہی ہیں۔ لیکن اس آرڈیننس میں جو ابہام ہے وہ یہ ہے کہ ان دونوں tiers کو محلہ کونسل کو اور ویلج کونسل کو اختیارات تو تفویض کر دیے گئے ہیں فرائض بھی تفویض کر دیے گئے ہیں لیکن یہاں پر یہ نہیں بتایا گیا کہ ان functions کی implementation کے لیے ان کے پاس فنڈز کہاں سے آئیں گے۔ جناب والا، جب کسی ادارے کے پاس فنڈز نہیں ہوں گے۔ جب ادارے کے پاس مالی وسائل نہیں ہوں گے تو وہ اپنے ان functions کو کیسے بروئے کار لائیں گے۔

جناب سپیکر، اس سے پہلے ہمارے پاس یونین کونسلز کی مثال موجود ہے کہ 1979ء کے بلدیاتی آرڈیننس میں ہماری یونین کونسلز کا جو ایک set up تھا۔ اس set up کی ناکامی کی وجہ بھی یہی تھی کہ اس کے پاس فنڈز نہیں تھے اور فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے ہماری یونین کونسل وہ functions سر انجام نہیں دے سکتی تھی جو کہ انھیں دینے چاہییں تھے۔ اور یہاں پر بھی وہی بات کی گئی ہے کہ یہ جو دو نئے tiers قائم کیے گئے ہیں۔ ان دونوں tiers کو فنڈز کی فراہمی کا اس میں کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ جناب والا، اس کے بعد بلدیاتی آرڈیننس میں ایک Chapter II-A کا اضافہ کیا گیا ہے اور اس Chapter II-A کے اضافے کی وجہ سے یہاں پر ایک نیا concept دیا گیا ہے اور وہ concept ہے ڈسٹرکٹ اسمبلی کا۔ جناب والا، اگر ڈسٹرکٹ اسمبلی کے constitution اور اس کے functions کو دیکھا جائے تو میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ ہمارے سابقہ 1979ء کے بلدیاتی

آرڈیننس کے ایک executive order کے تحت قائم شدہ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن کمیٹی کا ایک چربہ ہے ۔ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن کمیٹیز اس سے پہلے اسی صوبے میں اسی 1979ء بلدیاتی آرڈیننس کے تحت احسن طریقے سے کام کرتی رہی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی احسن طریقے سے کام کرتی رہی ہیں لیکن اب ان کو ختم کرکے ڈسٹرکٹ اسمبلی کا اضافہ کیا گیا ہے اور اس میں ڈسٹرکٹ اسمبلی کے function کے علاوہ ماسوائے ایک function کے اور وہ بھی سیکشن ۳۵ کے تحت Liability for loss etc;and surcharge. کا اضافہ کیا گیا ہے ۔

جناب سپیکر ! میں یہاں پر یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ سیکشن ۳۵ کے تحت بلدیاتی کارکنوں کے سر پر ایک تلوار لٹکا دی گئی ہے جو کہ صرف اور صرف ڈپٹی کمشنر کے ہاتھ میں ہوگی اور ڈپٹی کمشنر جس وقت چاہے گا اس تلوار کو استعمال کرتے ہوئے بلیک میلنگ کے ذریعے ان بلدیاتی اراکین کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کر سکے گا ۔ جناب سپیکر اسی آرڈیننس میں سیکشن ۲۱ میں بھی ترمیم کی گئی ہے جناب والا سیکشن ۲۱ disqualification کو deal کرتا ہے ۔ اس سے پہلے بھی یہ سیکشن موجود تھا اور آج بھی موجود ہے اور اس میں جو ترمیم کی گئی ہے اس میں اضافہ کس بات کا کیا گیا ہے وہ صرف ایک لفظ کا اضافہ کیا گیا ہے اور یہ سیکشن salaried official کے متعلق ہے اور ۱۹۷۹ء کے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں بھی یہ سیکشن موجود تھا اس کے مطابق صرف وہ لوگ salaried official میں آتے تھے جو کہ وفاقی حکومت کے وزیر تھے یا وفاقی حکومت میں وزیرمملکت تھے یا صوبائی حکومت میں وزیر تھے یا صوبائی حکومت میں مشیر تھے لیکن اس میں ایک لفظ سپیشل اسسٹنٹ کا اضافہ کیا گیا ہے تاکہ وہ بھی exempted ہو ۔ جناب سپیکر یہ بات انتہائی قابل غور ہے پورے آرڈیننس میں سپیشل اسسٹنٹ کا لفظ لکھنے کے لیے ترمیم کی گئی ہے ۔ اس بات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس آرڈیننس کا جو محرک ہے اس آرڈیننس کو تیار کرنے والا جو ذہن ہے وہ ایک غیرمنتخب شخص ہے جو کہ ہمارے اسی معزز ایوان کے ایک رکن سے الیکشن ہارے ہیں ۔ انہوں نے ایک تیر میں دو شکار کرنے کی کوشش کی ہے ۔ ان کا یہ خیال ہے کہ وہ اس ترمیم کے ذریعے سپیشل اسسٹنٹ کی پوسٹ پر گورنر صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب کے ساتھ کام بھی کرتے رہیں اور ساتھ ہی ساتھ ڈسٹرکٹ اسمبلی کے لیے منتخب ہو کر اس کے چیئرمین بھی بن جائیں ۔ جناب سپیکر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک غیر منتخب شخص کی سوچ اپنی ذات کو مسلط کرنے کے لیے اگر اس حد تک جا سکتی ہے اور ہماری حکومت اس

ایک شخص کی سوچ کے آگے اس حد تک بے بس ہوسکتی ہے کہ اس ایک غیر منتخب شخص کے لیے ترمیموں پر ترمیمیں لا رہے ہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر زیادتی کی کوئی اور بات ہو نہیں سکتی ۔ اس کے باوجود میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں لاکھ کوششوں کے باوجود غیر منتخب شدہ شخص کو اگر حکومت نے کسی بھی سطح پر مسلط کرنے کی کوشش کی تو ان شاء اللہ تعالیٰ پوری پوری مزاحمت کی جائے گی اور ان کو مسلط نہیں ہونے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر ، آپ کا بہت بہت شکریہ۔

راجہ محمد بشارت ، جناب والا میں دو منٹ میں wind up کرتا ہوں

جناب سپیکر ، دیکھیں میرے پاس بہت لمبی لسٹ ہے

راجہ محمد بشارت، جناب سپیکر! میں دو منٹ میں wind up کرتا ہوں۔

جناب سپیکر ، فرمائیں

راجہ محمد بشارت، اس کے علاوہ جناب والا! سیکشن ۵۱ میں بھی ترمیم کی گئی ہے ۔ اس کے تحت یونین کونسلوں کو نئے اختیارات دیے گئے ہیں اور وہ اختیارات بیسک ہیلتھ یونٹ ، رورل ہیلتھ سنٹر، سکول اور Farm to market roads. کی maintenance ہے ۔ جناب سپیکر میں ابتداء میں اپنا رونا رو چکا ہوں کہ ہماری یونین کونسلوں کے پہلے سے مالی حالات اس قسم کے ہیں کہ وہ یہ function take up نہیں کر سکتیں لیکن ان کو مزید مفلوج کرنے کے لیے انہوں نے یہ ترامیم کی ہیں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی زیادتی ہے ۔ جناب سپیکر اپنی بات کو ختم کرنے سے پہلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ساری ترامیم ماسوائے لولی لنگڑی حکومت کا عوام میں اپنا وجود قائم کرنے کے لیے ایک ناکام کوشش ہے ۔ میری آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کے توسط سے حکومت سے یہ استدعا ہے کہ اس آرڈیننس کو منسوخ کیا جائے اور پہلے سے جو ۱۹۷۹ء کا آرڈیننس موجود ہے اس کو رائج کرکے اسی کے تحت الیکشن کروائے جائیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ یہ ایک طے شدہ اصول ہے اس سے پہلے بھی اس کے تحت انتخابات میں حصہ لے چکے ہیں اور آئندہ بھی اسی کے تحت حصہ لیں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا ۔ اور ان کو یہ بھی پتا چل جائے گا کہ عوام میں ان کی پذیرائی کتنی ہے اور عوام کس حد تک کس کا ساتھ دینا چاہتے ہیں ؟ ۔ شکریہ جناب

سپیکر۔

جناب سپیکر ، رانا محمد اکرام ربانی صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر۔۔

جناب سپیکر ، آپ پہلے بات کرنا چاہتے ہیں؟

قرارداد

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! آج صبح جب سانحہ چرار شریف پر جب میں نے قرارداد پیش کرنے کی اجازت چاہی تھی اس پر آپ نے یہ فیصلہ دیا کہ ایوان کے اندر متفقہ قرار داد لائی جائے۔ یہ واقعہ چونکہ انتہائی اہم ہے بے شک لوکل گورنمنٹ پر اس وقت بحث جاری ہے۔ لیکن تمام اراکین اسمبلی اپنے ملک کے مسلمانوں کے اور عوام کے جذبات کو محسوس کرتے ہوئے یہ چاہتے ہیں کہ سانحہ چرار شریف پر متفقہ قرار داد پیش کرنے کے لیے موقع دیا جائے۔ جس کے لیے میں عوامی جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے اور اس ایوان کے جذبات کو مد نظر رکھتے ہوئے رول ۲۰۲ کے تحت یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ سانحہ چرار شریف پر متفقہ قرار داد متعلقہ قواعد معطل کرکے پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب! بات یہ ہے کہ اب باہمی مشورے سے مجھے یہ بھی بتا دیجیے کہ جو بحث اس وقت چل رہی ہے کیا متفقہ قرار داد پیش ہو جانے کے بعد جو یہ بات طے ہوئی تھی کہ پانچ پانچ دوست کشمیر کے مسئلے پر دونوں سائیڈوں سے بات کریں گے ۔ وہ تقریریں اس قرار داد کے بعد ہوں گی یا نہیں ہوں گی یا لوکل گورنمنٹ کی بات چلتی رہے گی اور جب وہ بات ختم ہوگی تو اس کے بعد وہ تقریریں ہوں گی۔ آپ کوئی لائحہ عمل طے کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! طرفین سے تقریریں ہوں گی اور اس کے بعد سانحہ چرار شریف پر جب قرار داد پاس ہو جائے گی اس کے بعد جو وقت بچے گا پھر لوکل گورنمنٹ پر بات ہوگی۔

جناب سپیکر، تقریریں پہلے ہوں گی یا پہلے قرار داد پاس ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! پہلے قرار داد پیش ہو گی۔

جناب سپیکر، پیش ہو گی اس کے بعد تقریریں ہوں گی پھر اس کے بعد پاس ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، متفقہ طور پر پاس ہو جائے گی ۔ پہلے آپ رول ۲۰۲ کے تحت متفقہ قواعد معطل کرنے کے لیے ایوان سے اجازت لیں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے ۔ میں ایوان سے یہ اجازت چاہتا ہوں کہ رول نمبر ۲۰۲ کے تحت متفقہ قوانین کو معطل کر کے چرار شریف پر متفقہ قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔ کیا ہاؤس اس بات کی اجازت دیتا ہے ۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر ، جناب وزیر قانون آپ متفقہ قرار داد جو چودھری محمد فاروق صاحب اور چودھری پرویز الٰہی صاحب کی طرف سے پیش ہو رہی ہے آپ اسے پیش کریں ۔

وزیر خزانہ ، جناب سپیکر چرار شریف کا جو واقعہ ہے یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ اس ملک کا ہر شہری ہر مسلمان اس سے متاثر ہوا ہے ۔ ہر پاکستانی کے جذبات یکساں ہیں .....

لالہ مہر لال بھیل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ اس ملک کا ہر مسلمان اور میں اس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس ملک کی اقلیت بھی اس قرار داد میں شریک ہے.... (نعرہ ہائے تحسین) ....

جناب سپیکر ، بہت خوب ۔ ماشاء اللہ

وزیر خزانہ، جناب والا! میں ہر شہری کا لفظ بھی استعمال کر چکا تھا ۔ میرے بھائی نے غالباً سنا نہیں ہے 'ہر پاکستانی کا بھی لفظ میں نے استعمال کیا ہے ۔ بہرحال میں ان کے جذبات کی قدر کرتا ہوں۔

جناب والا! اس واقعہ پر پوری قوم کے جذبات ایک جیسے ہیں یکساں ہیں اور پوری قوم اس پر متحد ہے اور اس واقعہ پر ہمارا جو reaction ہے 'ہماری خواہش تو یہ تھی کہ جو احتجاجی پروگرام مرتب کیا گیا ہے وہ بھی بحیثیت ایک ہی قوم کے اس پر عمل درآمد کرتے بہرحال اس بحث سے نپٹتے ہوئے اور اس پر نہ پڑتے ہوئے ۔ وزیر قانون وپارلیمانی امور نے بھی حکومت کی طرف سے قرار داد پیش کی ہے ۔ میرے بھائی جو حزب اختلاف کے بنچوں پر تشریف فرما ہیں ان کی طرف سے بھی یہ قرار داد پیش ہوئی ہے ۔ دونوں طرف سے یہ خواہش تھی کہ قرار داد ان کی طرف سے پیش کی جائے ۔ یہ مسئلہ کھڑا ہوا تھا اور ڈیڈ لاک سا بنا ہوا تھا۔ as a gesture of goodwill ہم نے ' حکومت نے طے کیا ہے کہ ہم حزب اختلاف کے لیڈر محترم پرویز الٰہی صاحب کو دعوت دیں کہ ہماری طرف سے بھی یہ

قرار داد وہ پڑھیں۔ ہم ان کو support کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین۔۔۔۔)

جناب سپیکر: محترم چودھری پرویز الٰہی قائد حزب اختلاف۔

قائد حزب اختلاف (چودھری پرویز الٰہی): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

جناب والا! سب سے پہلے میں جناب مخدوم الطاف صاحب کا جو کہ سینئر منسٹر ہیں اور لاء منسٹر صاحب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ اہم مسئلہ جو کہ پوری قوم کا مسئلہ ہے۔ جو ہم ایک قرار داد کی شکل میں پیش کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ موقع فراہم کیا ہے۔ جو انہوں نے مشترکہ مظاہروں کا ذکر کیا ہے۔ ابھی وہ سلسلہ اور وہ مذاکرات جاری تھے کہ سینیٹ جو ہمارے قائد حزب اختلاف ہیں راجہ ظفر الحق صاحب اور جناب گوہر ایوب خان صاحب جو کہ ڈپٹی اپوزیشن لیڈر ہیں۔ ان کی قیادت میں مسلم لیگ کا ایک جلوس صرف ایک یاد داشت پیش کرنے کے لیے یونائیٹڈ نیشن کے دفتر تک جا رہا تھا۔ یہ ہماری سمجھ سے باہر ہے کہ پاکستان ہی کی پولیس اور پاکستان ہی کی انتظامیہ، ان پر جس طرح سے تشدد کرتی ہے، اس میں گوہر ایوب صاحب زخمی ہوئے، راجہ ظفر الحق صاحب زخمی ہوئے، ان کے کپڑے پھاڑے گئے۔ خواتین زخمی ہوئیں۔ یہ ہماری سمجھ سے باہر ہے کہ ایک طرف تو مذاکرات ہو رہے تھے کہ جی حکومت اور اپوزیشن کو اس قومی مسئلے پر کوئی مشترکہ لائحہ عمل اپنانا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو خود اپنی صفوں میں ایسے لوگوں کو تلاش کرنا چاہئے جنہوں نے اس موقع پر ایسی حرکت کی۔ جس مقصد کو اب ہم سب مشترکہ کہہ رہے ہیں میرے خیال میں یہ بہت بڑی زیادتی تھی وفاقی حکومت کے under جو پولیس آتی ہے۔ انہوں نے ان کو اس طرح سے روکا۔ حالانکہ وہ تو صرف ایک یاد داشت پیش کرنے کے لیے جا رہے تھے۔ اور کچھ بھی ہونے والا نہیں تھا۔ بہرحال میں مخدوم صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور جناب سپیکر سے گزارش کرتا ہوں کہ مجھے یہ قرار داد پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمائیے۔

سانحہ چرار شریف پر سلامتی کونسل کا اجلاس بلا کر بھارتی عزائم کا پردہ چاک کیا جائے

قائد حزب اختلاف: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

یہ ایوان چرار شریف میں درگاہ شیخ نور الدین ولی، اس سے ملحقہ مسجد، مزارات اور مدرسے کی شہادت پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ اور بھارتی حکومت کو اس کا ذمہ دار قرار دیتے ہوئے اس کی شدید مذمت کرتا ہے۔ بھارتی حکومت نے مقبوضہ کشمیر میں عوام کی جد و جہد آزادی کو کچلنے کے لیے

گزشتہ چھ سالوں سے جو فوج کشی کر رکھی ہے اور جس طرح وہاں انسانی حقوق پامال کیے جارہے ہیں اسے انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور ضرورت محسوس کرتا ہے کہ بھارت کی انسانیت دشمن کارروائیوں سے عالمی رائے عامہ اور خصوصاً اسلامی برادری کو بہتر انداز میں باخبر کرنے کے لیے حکومت پاکستان کو زیادہ وسیع، مؤثر اور منظم مہم چلانے کے لیے اپنی کوششیں تیز کردینا چاہییں۔ بھارتی حکمرانوں نے کشمیری مسلمانوں کی جد و جہد آزادی کی حمایت کرنے پر پاکستان کو جارحیت کی جو دھمکیاں دی ہیں یہ ایوان انہیں مسترد کرتے ہوئے اس عزم کا اعادہ کرتا ہے کہ پاکستان کشمیری مسلمانوں کے ساتھ اپنے تاریخی وعدے ہر قیمت پر نبھائے گا۔ اقوام متحدہ کی قرار دادوں کی روشنی میں کشمیری عوام کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا جو حق حاصل ہے اس کے حصول تک ان کی بھرپور حمایت جاری رکھے گا۔ اس حمایت کے جرم میں اگر پاکستان کو بھارتی جارحیت کا سامنا کرنا پڑا تو ہم اس کے لیے بھی تیار ہیں۔ اور بھارتی حکمرانوں کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ پاکستانی قوم نہ صرف اپنی آزادی کا تحفظ کرسکتی ہے بلکہ دشمن کو تباہ و برباد کرنے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین-----) یہ ایوان تجویز پیش کرتا ہے کہ حکومت پاکستان چرار شریف کے سانحہ پر فوری طور پر سلامتی کونسل کا اجلاس بلانے کی درخواست کرے جس میں مقبوضہ کشمیر کے اندر بھارت کے جنگی جرائم کی تفصیل بتا کر اس کے حقائق سے پردہ اٹھائے۔

بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین------)

جناب سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے۔ یہ ایوان چرار شریف میں درگاہ شیخ نور الدین ولی، اس سے ملحقہ مسجد، مزارات اور مدرسے کی شہادت پر دلی رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔ اور بھارتی حکومت کو اس کا ذمہ دار قرار دیتے ہوئے اس کی شدید مذمت کرتا ہے۔ بھارتی حکومت نے مقبوضہ کشمیر میں عوام کی جد و جہد آزادی کو کچلنے کے لیے گزشتہ چھ سالوں سے جو فوج کشی کر رکھی ہے اور جس طرح وہاں انسانی حقوق پامال کیے جارہے ہیں اسے انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور ضرورت محسوس کرتا ہے کہ بھارت کی انسانیت دشمن کارروائیوں سے عالمی رائے عامہ اور خصوصاً اسلامی برادری کو بہتر انداز میں باخبر کرنے کے لیے حکومت پاکستان کو زیادہ وسیع، مؤثر اور منظم مہم چلانے کے لیے اپنی کوششیں تیز کردینا چاہییں۔ بھارتی حکمرانوں نے کشمیری مسلمانوں کی جدوجہد آزادی کی حمایت کرنے پر پاکستان کو جارحیت کی جو دھمکیاں دی ہیں یہ ایوان انہیں مسترد کرتے ہوئے اس عزم کا اعادہ کرتا ہے کہ

پاکستان کشمیری مسلمانوں کے ساتھ اپنے تاریخی وعدے ہر قیمت پر نبھائے گا۔ اقوام متحدہ کی قرار دادوں کی روشنی میں کشمیری عوام کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا جو حق حاصل ہے اس کے حصول تک ان کی بھرپور حمایت جاری رکھے گا۔ اس حمایت کے جرم میں اگر پاکستان کو بھارتی جارحیت کا سامنا کرنا پڑا تو ہم اس کے لیے بھی تیار ہیں۔ اور بھارتی حکمرانوں کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ پاکستانی قوم نہ صرف اپنی آزادی کا تحفظ کرسکتی ہے بلکہ دشمن کو تباہ و برباد کرنے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین-----) یہ ایوان تجویز پیش کرتا ہے کہ حکومت پاکستان چرار شریف کے سانحہ پر فوری طور پر سلامتی کونسل کا اجلاس بلانے کی درخواست کرے جس میں مقبوضہ کشمیر کے اندر بھارت کے جنگی جرائم کی تفصیل بتا کر اس کے حقائق سے پردہ اٹھائے۔

صاحب زادہ محمد فضل کریم، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر، دیکھئے ایک سیکنڈ۔ سب سے پہلے میں دعوت دوں گا جناب پرویز الٰہی صاحب کو کہ وہ اس قرار داد کی حمایت میں اپنے خیالات سے آگاہ کریں۔

صاحب زادہ محمد فضل کریم، جہاں پر درگاہ شریف کو شہید کرنے کا ذکر کیا گیا ہے وہاں پر سینکڑوں مسلمان بھی شہید ہوئے ہیں ان کا بھی اگر ذکر کر لیا جائے تو یہ بہتر ہوگا۔ آپ اس میں سینکڑوں مسلمانوں کا لفظ بھی درج فرمالیں۔

جناب سپیکر، جی بالکل ٹھیک ہے اور اچھی تجویز ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تجویز سب کو قبول ہوگی۔ کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے۔ بجا ہے۔ سب دوستوں کی یہ تجویز آئی ہے لیکن منظور تو بعد میں ہونی ہے۔ لیکن اس میں incorporate کر رہے ہیں۔ آپ کی اچھی تجویز ہے۔ اس دوران میری یہ گزارش ہوگی کہ اپنی list بنالیں جن پانچ دوستوں نے آپ کی طرف سے تقریر کرنی ہے وہ چیئر پر آجانی چاہیے۔ میری ایک خاص گزارش ہوگی کہ دیکھیے یہ بات آپ اتفاق رائے سے کر رہے ہیں۔ ساری دنیا کو آپ نے بتانا ہے کہ اس پر قوم متحد ہے۔ ازراہ کرم کم از کم اس مسئلے پر بحث کرتے ہوئے باہمی الزام تراشی سے پرہیز کیا جائے۔ اب آپ نماز کے لیے اجلاس بند کرنا چاہتے ہیں۔(ہاؤس کی آواز ہاں----) پندرہ منٹ کے لیے یعنی سوا سات بجے تک کے لیے اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔ (اور اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لیے وقفہ کردیا گیا۔ اجلاس دوبارہ سوا سات بجے ہوگا۔)

(اسمبلی کی کارروائی نماز مغرب کے بعد ۷ بج کر ۱۷ منٹ پر

زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر دوبارہ شروع ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر : قرارداد چرار شریف پر اب بحث کا آغاز ہوتا ہے۔ اس کو قائد حزب اختلاف چودھری پرویز الٰہی صاحب شروع کریں گے۔ کیوں کہ یہ ان کی طرف سے پیش ہوئی تھی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ۔ جناب سپیکر! چونکہ قرارداد خود انھوں نے پیش کی تھی تو ان کی طرف سے میں درخواست کررہا ہوں کہ اب ہمارا next speaker بلا لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ نے جو لسٹ دی ہے اس کے مطابق بلایا جائے؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ :جی ہاں۔ چونکہ ابھی تک صاحبزادہ فضل کریم صاحب نماز پڑھ رہے ہیں اس لیے اگلے مقرر کو بلا لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سید تابش الوری صاحب بحث کا آغاز فرمائیں گے۔ سید تابش الوری صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: شکریہ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر! آج ہم جس مشترکہ قرارداد پر اظہار خیال کر رہے ہیں وہ چرار شریف کی درگاہ ' مسجد اور آبادی کو بھارتی فوج کی جانب سے شہید کرنے سے متعلق ہے۔ آتش زدگی کا یہ واقعہ انتہائی قابل مذمت ' انتہائی شرمناک اور انتہائی الم ناک ہے۔ جس سے پورے مقبوضہ کشمیر میں ہی نہیں سارے پاکستان میں کہرام بپا ہے اور بپھرے ہوئے عوام اپنے جذبات و احساسات کے طوفان کے ساتھ سڑکوں پر نکل آئے ہیں۔

جناب سپیکر! یوں تو پورے بھارت میں مسلم کشی ایک مستقل فیچر کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ کروڑوں مسلمانوں کو پاکستان بنانے کے جرم میں آج بھی سنگین سزائیں دی جا رہی ہیں اور نہ صرف سینکڑوں فرزندان توحید ہندو عصبیت کی قربان گاہ کی بھینٹ چڑھ رہے ہیں بلکہ جابجا اور شہر بہ شہر مسلمانوں کی عبادت گاہیں مسمار کی جا رہی ہیں۔ بابری مسجد کی شہادت کا واقعہ اس سلسلے کی ایک بدترین مثال ہے۔ ابھی بابری مسجد کے سانحے کی مذمت اور احتجاج و اضطراب کی لہر ختم نہیں ہوئی تھی کہ مقبوضہ کشمیر میں چرار شریف کی تاریخی درگاہ ' مسجد اور قصبے کو جلا کر راکھ کر دیا گیا ہے لیکن ہم بھارتی استبدادی قوتوں کو خبردار کرنا چاہتے ہیں کہ انھوں نے چرار شریف میں جو آگ بھڑکائی ہے اسی آگ کے ردعمل میں انشاء اللہ بہت جلد آزادی کشمیر کا سورج طلوع ہو کر رہے گا اور ساری دنیا میں غلامی

کے اندھیرے چھٹتے چلے جائیں گے اور آزادی کی تحریکیں ابھرتی چلی جائیں گی۔

جناب سپیکر! تاریخ شاہد ہے کہ استبدادی قوتوں نے ہمیشہ آزادی کی تحریکوں کو اور حریت کے متوالوں کو جبر و تشدد کا نشانہ بنایا ہے لیکن تاریخ اس کی بھی شاہد ہے کہ جتنا ظلم بڑھا ہے اتنا ہی آزادی کی تحریکیں ابھری ہیں۔ جتنا عمل شدید ہوا ہے اتنا ہی ردعمل شدید ہوا ہے۔ آج بھی مقبوضہ کشمیر میں مجاہدین پر تاریخ کے بدترین مظالم توڑے جا رہے ہیں۔ چھ لاکھ فوج نے پورے مقبوضہ کشمیر کو یرغمال بنا لیا ہے اور طاقت کی اندھی قوس انسانی حقوق کی شرمناک خلاف ورزیاں کر رہی ہے۔۶۵ ہزار مکانات اور ۹۰ ارب روپے کے جنگل اور غلے کو جلایا جا چکا ہے۔ ہزاروں مجاہدین جہاد آزادی میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر چکے ہیں۔ وقت آ گیا ہے کہ پوری پاکستانی قوم کے احساسات و جذبات کے پیش نظر ہندوستان کو خبردار کر دیا جائے کہ پاکستان کشمیر کے سوال پر نہ بک سکتا ہے، نہ جھک سکتا ہے۔ کشمیر پاکستان کی شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ کشمیر کی آزادی کی تحریک پاکستان ہی کی نہیں پوری ملت اسلامیہ کی تحریک ہے۔ ہندوستان نے اگر اس سلسلے میں پاکستان کی طرف میلی آنکھ سے دیکھا تو اس کی آنکھیں نکال دی جائیں گی اور اگر اس نے ہماری طرف ہاتھ بڑھایا تو اس کا ہاتھ قلم کر دیا جائے گا۔ کشمیر کی آزادی اور پاکستان کی سالمیت ہمارے دین اور ایمان کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہم ہندوستانی حکمرانوں کی کسی دھمکی کو خاطر لانے میں تیار نہیں ہیں۔ ہم انھیں بتانا چاہتے ہیں کہ یہ قومی مسئلہ ہے۔ قومی اتفاق رائے کا مسئلہ ہے اور پوری پاکستانی قوم میں اس پر دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔ اس لیے ہم کشمیر کے مسلمانوں کی اخلاقی، مادی، سیاسی حمایت کے لیے اپنی تمام تر توانائیاں وقف رکھیں گے اور اس وقت تک ہماری یہ جدوجہد، ہماری یہ جنگ جاری رہے گی جب تک کشمیر کے مسلمانوں کو ان کا حق خود ارادیت نہیں مل جائے گا۔ ہم بھارت کے بزدلوں کو خبردار کرنا چاہتے ہیں کہ انھوں نے کشمیر کے جہاد آزادی سے گھبرا کر اپنے عوام کی توجہ ہٹانے کے لیے پاکستان کے خلاف جنگی جنون کا آغاز کیا ہے۔ دھمکیاں دینی شروع کی ہیں۔ ہم پر حملے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ ہمیں سبق پڑھانے کے بیانات جاری کیے جا رہے ہیں لیکن ہم بتانا چاہتے ہیں کہ ہمارے اندر سیاسی سطح پر، قومی سطح پر لاکھوں اختلافات ہو سکتے ہیں لیکن پاکستان کی سالمیت اور کشمیر کی آزادی کی بنیاد پر ہمارے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

ایک ایک مسلمان، ایک ایک پاکستانی کشمیر کے جہاد میں ان کی اخلاقی اور مادی حمایت کے لیے دنیا کے ایک ایک گوشے میں اپنا علم بلند رکھے گا اور ہماری حمایت اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کشمیر کو اس کا بنیادی پیدائشی حق نہیں مل جاتا اور وہاں آزادی کا پرچم لہرا کر کشمیر کو پاکستان کا حصہ نہیں بنایا جاتا۔ اس وقت تک ہر سطح پر، ہر مرحلے پر، ہر فورم پر ہماری جنگ جاری رہے گی۔

ہم وفاقی حکومت سے مطالبہ کرنا چاہتے ہیں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ رسمی اور لفظی حمایت سے آگے بڑھ کر ملت اسلامیہ بلکہ پورے عالم انسانیت کو بیدار کرنے کے لیے معارتی سطح پر غیر معمولی تدابیر اور اقدامات کیے جائیں۔ آئندہ کے لیے ایسی حکمت عملی تیار کی جائے کہ قومی اتفاق رائے کی بنیاد پر بین الاقوامی اتفاق رائے پیدا کیا جا سکے۔ ہم دیکھتے رہے ہیں کہ ماضی قریب میں وفاقی حکومت کی بعض کوتاہیوں کی وجہ سے غلط حکمت عملی کی وجہ سے بین الاقوامی سطح پر کشمیر کی قرارداد کی واپسی کے حوالے سے اور دوسرے اقدامات کے حوالے سے ہمیں پسپائیاں ہوئی ہیں جسے پوری پاکستان قوم نے محسوس کیا ہے اب پوری پاکستانی قوم توقع رکھتی ہے کہ نئے جذبوں نئے ولولوں اور نئی حکمت عملی کے ساتھ کشمیر کے مسئلے کو عالمی سطح پر ابھارا جائے گا چاہے سلامتی کونسل ہو چاہے جنرل کونسل ہو چاہے اسلامی سربراہوں کی کانفرنس ہو ہمیں عہد کرنا ہے کہ معذرت خواہی کا انداز ترک کر کے آئندہ کے لیے سینہ سپر ہو کر کشمیر کے cause کے لیے ہر forum اور ہر پلیٹ فارم پر آواز اٹھائی جائے گی حزب اختلاف اس سلسلے میں اپنا کردار ادا کر رہی ہے ہم یقین دلاتے ہیں کہ جہاں تک کشمیر اور پاکستان کی سالمیت کا سوال ہے ہم کسی قربانی سے کسی بھی مرحلے پر دریغ نہیں کریں گے لیکن حکومت کو بھی اپنی انتظامیہ کو لگام دینی ہو گی کہ ایک طرف تو ہم خود مقبوضہ کشمیر میں ہندوستانی پولیس اور جبر و استبداد کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں اور دوسری طرف ہمارے ملک ہی میں اگر مسلمانان پاکستان اگر شہریان پاکستان مظاہرے کر رہے ہیں تو پولیس انہیں لاٹھی چارج آنسو گیس اور تشدد کے ذریعے کچلنے کی کوشش کر رہی ہے یہ منافقانہ کردار کسی بھی مہذب اور سچی قوم کو زیب نہیں دیتا اس لیے اس سطح پر بھی یہ کردار ادا کیا جا رہا ہے کہ عوام کو کچلنے کے لیے پولیس کی طاقت استعمال کی جا رہی ہے ان کے خلاف فوری طور پر سنگین اقدامات کیے جانے چاہییں اور ایسے لوگوں کو جو کشمیر کی آزادی کی حمایت پر مظاہرین کے خلاف تشدد کر رہے ہیں ان کو سر عام معطل کر کے سزائیں دینی چاہیں تاکہ آئندہ کے لیے کسی بھی انتظامی فرعون کو

آزادی اور سالمیت کے مظاہروں پر تشدد کا تصور پیدا نہ ہو سکے۔

جناب سپیکر! ان الفاظ کے ساتھ میں اس قرارداد کی پر زور حمایت کرتا ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ یہ قرارداد پورا ہاؤس متفقہ طور پر منظور کرے گا۔ شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔۔۔۔ صاحبزادہ محمد فضل کریم۔ ٹریژری بنچز سے اگر کسی نے تقاریر کرنی ہیں تو نام مجھے بھجوا دیے جائیں۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! آج پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان سراپا احتجاج ہے کہ چرار شریف جو ہندوستان کے اندر مسلمانوں کی ایک مقدس درگاہ ہے نہ صرف درگاہ ہے بلکہ حضرت شیخ نور الدین ولی رحم اللہ نے کئی صدیوں تک دین اسلام کے کام سرانجام دیے ہیں اور آپ کو یہ یاد ہے کہ گزشتہ کئی سالوں سے ہندوستان کی حکومت عالمی سطح پر اور پاکستان کے اندر یہ باور کرانے کی کوشش کر رہی ہے کہ مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کا مسئلہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے حل کی بجائے صرف اپنی طاقت کے بل بوتے کے حل کی فکر میں مبتلا ہے۔ جناب والا! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام ایسا عالمگیری مذہب اور دین ہے کہ جس دین نے ہمیشہ اخوت محبت بھائی چارے اور رواداری کا ثبوت دیا اور میں بطور مسلمان کہتا ہوں کہ خطبہ تحتہ الوداع کے اندر نبی محترم حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ کسی کالے کو گورے پر فوقیت نہیں کسی حاکم کو محکوم پر فوقیت نہیں کسی امیر کو غریب پر فوقیت نہیں فوقیت اگر ہے تو صرف اعمال کے لحاظ سے ہے ادنیٰ کو اعلیٰ پر فوقیت اس لیے نہیں دی گئی کہ اسلام نے ایک ایسا متوازی نظام وضع کیا ہے کہ جس کی دنیا میں نظیر اور مثال ملنا بہت ہی مشکل ہے۔

جناب سپیکر! ہندوستان کے مسلمان اس وقت جس چکی میں پس رہے ہیں جس سفاکانہ انداز کا مظاہرہ ہندوستان کی حکومت نے کیا جس بربریت کا مظاہرہ ہندوستان کی فوج نے کیا شاید اس کی مثال پیش نہ کر سکے میں چند ایک واقعات پیش کرنا چاہتا ہوں حکومت ہند کا یہ کہنا سراسر جھوٹ دھوکہ اور فراڈ پر مبنی ہے کہ چرار شریف کی درگاہ کو پاکستان کے دہشت گردوں نے نذر آتش کیا اقوام متحدہ نے بھی اس بات کی گواہی دی اور خود ہندوستان کی حکومت اور ہندوستان کے آرمی چیف نے بھی یہ کہا کہ درگاہ نورالدین ولی کے مزار کے ارد گرد ہندوستان کی فوج کے دو لاکھ آدمیوں کا

محاصرہ ہے تو جناب والا! ہماری سمجھ سے یہ بات بالا ہے کہ کونسے فرشتے آئے جن فرشتوں نے آ کر درگاہ کو شہید کیا نہ صرف اسے شہید کیا بلکہ جس وقت مسلمانوں پر گولیاں ماریں تو اس وقت اس درند صفت انسانوں نے انہیں کہا کہاں ہے تمہارا خدا کہاں ہے تمہارا رسول کہاں ہے تمہارا دین یہ کہہ کر انہوں نے نہ صرف ہندوستان کے مسلمانوں کو للکارا میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو للکارا ہے جبکہ قرآن یہ کہتا ہے

اللہ بری بات کے مشہور کرنے کو پسند نہیں فرماتا سوائے اس کے کہ جس پر ظلم نہ کیا گیا ہو پوری قوم نے دیکھ لیا اب تو ہندوستان کی اپوزیشن نے بھی نرسیما راؤ اور ہندوستان کی حکومت کو اس کا مجرم ٹھہرا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ چرار شریف کی درگاہ پر حملہ نہ صرف کشمیر کے مسلمانوں کی آزادی کو دبانے کے لیے ہے در حقیقت وہ حملہ پاکستان کی نظریاتی سرحدوں پر حملہ ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہندوستان کے وزیر خارجہ کے وہ بیان پر پاکستان کی حکومت کو جس جرأت جس جوانمردی اور جس دلیری کا مظاہرہ کرنا چاہیے تھا جناب سپیکر! اس نے نہ کیا اگر ہندوستان کے وزیر خارجہ کی اس دھمکی کے بعد پاکستان کا صدر یا پاکستان کا وزیر خارجہ اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے وجاھدو الکفار والمنافقوں کے مصداق ہو جاتا تو پوری قوم آج جہاد کے لیے تیار ہوتی لیکن جہاد کی بجائے پاکستان کی موجودہ حکومت نے جو کاوشیں اور کوششیں کیں یہ ہمارے نقطہ نظر سے ناکافی ہیں اس لیے کہ اگر اس وقت موجودہ حکومت نے اس پر کوئی مؤثر فعال مضبوط منظم اور کوئی کھلی قسم کی پالیسی نہ اپنائی تو چرار شریف تو کیا میں آپ کو دعوے سے کہتا ہوں کہ کشمیر کے وہ مجاہدین جو اس وقت آزاد کشمیر میں موجود ہیں ہمارے پاس شواہد ہیں کہ بعض ایجنسیوں نے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے ان مجاہدین کشمیر کے نام بھی ان کو پہنچا دیے جو اس وقت آزادی کشمیر کی جنگ لڑنے میں مصروف عمل ہیں اور جناب سپیکر! جیسا کہ میرے پیشرو جناب تابش الوری صاحب نے فرمایا کہ یہ مسئلہ نہ حزب اقتدار کا ہے نہ حزب اختلاف کا ہے یہ مسئلہ خالصتاً" ایک نظریاتی مسئلہ ہے اور مقبوضہ کشمیر کی آزادی کا مسئلہ ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لیے جو نعرہ لگایا تھا اور اس کے پیچھے جدو جہد کے جو عوامل کارفرما تھے اس کے ساتھ ساتھ ان تنظیموں نے اور سیاسی جماعتوں نے کشمیر کی آزادی کے لیے جو جدو جہد کی ہے وہ بھی کسی سے مخفی نہیں۔ آخر میں میں یہ گزارش کروں گا کہ اسمبلی کے اندر جو قرارداد پیش

ہوئی ہے اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کر کے اقوام عالم کو یہ باور کرا دیا جائے کہ مسلمانوں کا مسئلہ چاہے کشمیر میں ہو چاہے مقبوضہ کشمیر میں ہو چاہے انڈیا کے اندر ہو اس کے ساتھ پوری قوم ہے آپ دیکھیں کہ اس سے قبل بابری مسجد کا واقعہ رونما ہوا OIC کو بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیے اور میں اس ہاؤس میں یہ کہوں گا کہ اقوام متحدہ جو انسانی حقوق کی دم بھرنے کی سب سے بڑی علمبردار جماعت کہلواتی ہے انہوں نے بھی اب تک سرکاری طور پر بتایا ہے کہ چرار شریف کی درگاہ کے اندر صرف آدھ گھنٹا کے اندر بارہ سو کے قریب مسلمان شہادت کا لقمہ اجل نوش کر چکے ان کے خلاف احتجاج نہ کیا۔ مغربی اقوام بھی آج خاموش تماشائی ہیں۔ ہندوستان کی حکومت کا یہ وتیرہ بن چکا ہے کہ اقلیتوں کے حقوق کو تحفظ دینے کی بجائے اقلیتوں کے حقوق کو عدم تحفظ کا شکار بنانے میں اہم کردار ادا کر رہی ہے ۔ دربار صاحب جو سکھوں کی مقدس درگاہ تھی اس کو بھی شہید کیا گیا۔ مجھے یہاں پر خوشی ہوئی اقلیتوں کے حضرات نے بھی اس سانحہ پر اپنے آپ کو شامل کر کے قومی دائرے کے اندر یہ ثابت کر دیا کہ پاکستان کے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ پاکستان کی اقلیتیں بھی اس وحشیانہ اور سفاکانہ عمل کے خلاف سراپا احتجاج ہیں۔ میں آپ کا مشکور و ممنون ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ جناب ریاض حشمت جنجوعہ !

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

فصیل آتش و آہن بہت بلند سہی
بدلتے وقت کی رفتار کون روکے گا
نئے خیال کی پرواز روکنے والو
نئے عوام کی تلوار کون روکے گا

ذی جاہ و ذی وقار جناب سپیکر! یہ مہذب ایوان جسے پنجاب کا نمائندہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے ۔ آج اس ایوان میں بیک زبان ہو کر چرار شریف کے اندوہناک سانحہ پر ہم اپنے غم و غصے کا اظہار کر رہے ہیں۔ جناب والا! آپ کا بیحد شکریہ کہ آپ نے اس سانحہ پر مجھے اپنے جذبات ' اپنے احساسات اس ایوان میں پیش کرنے کی اجازت عطا کی۔ جناب والا! آج اس معتبر ایوان میں ایک قرارداد پیش ہے جس میں اہل کشمیر کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کیا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی وفاقی حکومت سے یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ وہ کشمیر کاز کے لیے سفارتی اور سیاسی جدوجہد کرے اور مثبت عملی اقدامات میں مزید اضافہ

کرے۔ جناب والا! جہاں میں ایک طرف اس قرارداد کی حمایت میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا وہاں میں وفاقی حکومت، وفاقی کابینہ، کشمیر کمیٹی کے اراکین کی خدمت میں ہدیہ تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جنھوں نے عالمی سطح پر مسئلہ کشمیر کو روشناس کرانے کے لیے ایک تاریخی کردار ادا کیا۔ جناب والا! وفاقی کابینہ کا یہ فیصلہ کہ آئندہ جمعہ کو یوم سیاہ منایا جائے گا میں اس فیصلے کی تائید اور حمایت کرتے ہوئے پنجاب کے غیور عوام سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ وہ یوم سیاہ کے احتجاجی پروگراموں میں جن میں جلسے اور جلوس وغیرہ شامل ہیں بھرپور شرکت کر کے ملی غیرت کا ثبوت فراہم کریں۔ جناب سپیکر! سری نگر جو کہ مقبوضہ کشمیر کا ایک اہم شہر ہے اس سے صرف چالیس کلو میٹر کے فاصلہ پر آزادی کے لیے برسر پیکار کشمیری مجاہدین کی سرگرمیوں کا اہم مرکز چرار شریف آتش و آہن کی آزمائش سے گزرا۔ عینی شاہدوں کے مطابق عیدالضحیٰ سے صرف چند گھنٹے قبل مسلمانوں کی آبادی کے شہر پر ہندوستان کے ہیلی کوپٹروں نے آسمان سے گولہ بارود کی بارش کر دی اور زمین سے مارٹر گنوں اور راکٹ لانچروں کی فائرنگ کر کے مسلمانوں کے عظیم روحانی پیشوا اور برگزیدہ ہستی حضرت نورالدین شاہ ولی کی درگاہ مقدس کو جلا کر راکھ کر ڈالا اور اس درگاہ مقدس کے پہلو میں تعمیر مسجد اور مدرسہ کو شہید کر ڈالا۔ نا صرف بر صغیر بلکہ پوری دنیا کے مسلمان مضطرب نظر آتے ہیں۔ عینی شاہدوں کے مطابق صرف چرار شریف کے قصبہ میں سینکڑوں مسلمان مجاہدین اور نہتے شہریوں کو موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ ہزاروں انسانوں کو گھروں میں محبوس کر کے ظلم و ستم اور تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ اور اس طرح چناروں کی سرسبز و شاداب وادی آگ اور خون کے اس کھیل میں بالآخر بھسم ہو کر رہ گئی۔ جناب والا! انسانی حقوق کی علمبردار تنظیموں کے اعداد و شمار اور سروے کے مطابق اہل کشمیر پر جو قیامت ٹوٹ رہی ہے اور اس کے نتیجہ میں گزشتہ تین چار سالوں میں چالیس ہزار سے زیادہ مسلمان مجاہدین کو جام شہادت نوش کرنا پڑا ہے۔ تیس سے چالیس ہزار مجاہد ہندوستان کے عقوبت خانوں میں قید و بند کی صعوبتوں سے گزر رہے ہیں۔ پچاس سے ساٹھ ہزار نوجوان بوڑھے بچے اور عورتیں بھارتی درندوں کی فائرنگ کا شکار ہو کر زخمی ہو کر معذور ہو چکے ہیں۔ سینکڑوں کی تعداد میں طلباء کو درسگاہوں میں زندہ جلا دیا گیا ہے۔ اور ہزاروں کی تعداد میں مکانات کو نذر آتش کر دیا۔ باراتوں پر حملہ کر کے دلہنوں کو جبراً اغوا کر کے ان کی آبرو ریزی کرنا بھارتی درندوں کا روز کا معمول بن چکا ہے۔ اس کے باوجود بھی بھارتی حکومت کی ایجنسیاں، بھارتی حکومت کے ذرائع ابلاغ اور ان کے سفارتی

ذرائع دنیا بھر میں کشمیر کے اندر برپا آزادی کی اس جنگ کو دہشت گردی سے تعبیر کر رہے ہیں۔ جناب والا! مشرقی پنجاب میں سکھوں کے متبرک مقام گولڈن ٹیمپل پر فوج کشی کا معاملہ ہو یا بابری مسجد کو شہید کر کے مندر تعمیر کرنے کا منصوبہ ہو درگاہ حضرت بل کے محاصرہ کی بات ہو یا کشمیر کے اندر اسلامی مقدسات کی توہین اور بے حرمتی کا مسئلہ ہو یا چرار شریف کے اندر پیش آنے والے انسانیت سوز واقعات کی بات ہو یہ وہ آئینہ ہے جس میں آہنسا کے پجاریوں اور بھارتی سیکولرازم کے علمبرداروں کا مکروہ چہرہ صاف نظر آتا ہے۔ لیکن مقام ماتم ہے کہ دنیا کی وہ قومیں جو ہر جگہ آزادی کی جنگوں کی حمایت کرتی ہیں۔ نہ جانے وہ عالمی ضمیر آج کہاں سو گیا ہے اور چیختے چلاتے مظلوم کشمیریوں کی چیخیں اقوام متحدہ کی شیشے کی دیواروں سے ٹکرا کر ناکام لوٹ رہی ہیں۔ جناب سپیکر! مجھے یہاں پر یہ ذکر بھی کرنا پڑتا ہے کہ دنیا کے وہ روشن خیال دانشور جو ہمیشہ آزادی کی جنگوں کو منصفانہ قرار دے کر ان کی حمایت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ کشمیر کے مسئلہ پر اور کشمیر میں آزادی کی جنگ کے مسئلے پر انھوں نے کیوں خاموش تماشائی کا کردار ادا کرنا شروع کر رکھا ہے۔ جناب سپیکر! اعتراف حقیقت کرنا بھی بڑے حوصلے کی بات ہے اور میں کسی خوف اور بات کا لحاظ رکھے بغیر یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ جب بھی اس ملک پر پیپلز پارٹی کی حکومت آتی ہے وہ وادی کشمیر میں ٹمٹماتے ہوئے روشنی کے آزادی کے اس دیئے کی لو ہمیشہ تیز ہو جاتی ہے۔ جناب والا! آج ملک میں پی ڈی ایف اور اس کی اتحادی جماعتوں کی حکومت ہے اور یہ جماعتیں سماجی اور اخلاقی نقطۂ نظر سے ہر محاذ پر کشمیریوں کی مدد کر رہی ہے۔ کشمیر کمیٹی میں تمام پارلیمانی گروپوں کو نمائندگی دے کر پوری دنیا کے سامنے پاکستانی قوم کا سر فخر سے بلند کر دیا ہے اور یہ حکومت سیاسی' سماجی اور اخلاقی نقطۂ نظر سے ہر محاذ پر کشمیریوں کی مدد کر رہی ہے۔ کشمیر کمیٹی میں تمام پارلیمانی گروپوں کو نمائندگی دے کر پوری دنیا کے سامنے پاکستانی قوم کا مشترکہ مؤقف پیش کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور اسی طرح اقوام متحدہ کی قرار دادوں کی روشنی میں کشمیریوں کو حق خود ارادیت دلانے کے لیے اور Human Charter کے مطابق ان کے حقوق بحال کروانے کے لیے سفارتی سرگرمیوں کو مربوط کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! آج کی حکومت دنیا کے عالمی ضمیر کی عدالت میں جس انداز سے کشمیر کا مقدمہ لڑ رہی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہندو سامراج پر یہ بات واضح ہو جانی چاہیے' اسے یہ نوشتہ دیوار پڑھ لینا چاہیے کہ سینے میں ابلتے ہوئے آزادی کے جذبوں کو ظلم و تشدد کے ذریعے دبایا نہیں جا سکتا۔ اگر

ایسا ممکن ہوتا تو آج دنیا میں بہت سی محکوم اور غلام قومیں آزادی کی نعمتوں سے ہمکنار نہ ہو پاتیں اور امریکہ جیسا بڑا ملک بھی ویت نام میں شرم ناک اور ذلت آمیز شکست سے دوچار نہ ہوتا۔ افغانستان سے روس جیسی دنیا کی دوسری بڑی طاقت بھی دم دبا کر بھاگنے پر مجبور نہ ہوتی۔ جناب سپیکر ! آج اگر وادی کشمیر میں 6 لاکھ بھارتی درندے موجود ہیں شاید انھیں اس بات کا احساس نہیں ' اس بات کا شعور نہیں ہے کہ تیر و تفنگ ' دار و رسن ' تختہ دار ' قید و بند کی صعوبتیں ' جنگی طیاروں کی سیٹیوں کا شور ' توپوں کی گھن گرج اور آگ اگلتی مشینوں کا شور آزادی کی روح کا نغمہ تو ہو سکتے ہیں لیکن ان حربوں کے ذریعے سے آزادی کی تحریکوں کو کچلا نہیں جا سکتا۔ جناب سپیکر ! آج کشمیر میں جو تحریک جاری ہے وہ دراصل تکمیل پاکستان کی تحریک ہے اور کشمیر بنے گا پاکستان کا نعرہ ہی اس تحریک کا اصل محور ہے۔ اگر تاریخی اور جغرافیائی طور پر دیکھا جائے تو کشمیر پاکستان کی شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر پاکستان جسم ہے تو کشمیر اس کی روح ہے۔ جناب والا ' آج اگر پاکستانی کشمیریوں کی حق خود ارادیت کے لیے آواز اٹھاتے ہیں تو کسی پر احسان نہیں کرتے۔ یہ ہر پاکستانی کا فرض عین ہے اور دنیا کی کوئی طاقت پاکستانیوں کو یہ فرض ادا کرنے سے روک نہیں سکتی۔ جناب سپیکر ! میں پاکستان کے مقتدر ' پاکستان کے مہذب ' پاکستان کے محب وطن سیاسی رہنماؤں سے یہ التجا کرتا ہوں کہ وہ مسئلہ کشمیر پر متنازعہ بیانات دے کر پاکستان اور کشمیر کاز کی کوئی خدمت انجام نہیں دے رہے۔ اگر انھیں اس مٹی سے پیار ہے ' اگر انھیں تحریک آزادی کے ساتھ کوئی سروکار ہے تو پھر انھیں چاہیے کہ مسئلہ کشمیر پر تو کم از کم ایک متفقہ قومی موقف اختیار کر کے ہندو سامراج کے مقابلے میں ڈٹ جائیں۔ جب ہندوستان کے لیڈر نرسیما راؤ اور راجیش پائلٹ پاکستان کو دھمکیاں دیتے ہیں تو یہ دھمکیاں پاکستان کی حمیت ' پاکستان کی غیرت اور پاکستان کی سالمیت کے لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جناب والا ! اگر ان لمحات میں بھی ہم لوگوں نے کوئی متفقہ موقف اختیار نہ کیا ' ایک دوسرے کی leg-pulling کی روش ترک نہ کی اور دانستہ طور پر یا نادانستہ طور پر عدم استحکام پیدا کرنے کی کوشش جاری رکھی تو پھر نہ تو ہم جہاد کشمیر سے سرخرو ہو کر نکل سکتے ہیں ' نہ پاکستان کے ایٹمی طاقت بننے کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے۔ جناب والا ' آخر میں ' میں ہندوستانی سامراج اور اس کے حلیفوں پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ موجودہ صدی آزادی کی ' انقلاب کی اور عرفان و ادراک کی صدی ہے۔ اس صدی میں قوموں نے خود مختاری حاصل کی ہے۔ اس صدی میں استحصال زدہ عوام نے حقوق حاصل کیے

ہیں ۔ اس صدی میں محکوم ملکوں نے آزادی کی جنگیں جیتی ہیں ۔ یہ اس صدی کا اعجاز ہے کہ آج دیوار برلن ٹوٹ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو چکی ہے اور آج سوویت یونین شکست و ریخت کے عمل سے گزر رہا ہے ۔ اس صدی میں ایک کروڑ اور بیس لاکھ کشمیریوں کو غلام بنا کر رکھنا فطرت کے اصولوں کے منافی ہے جو کہ ہندوستان کے بس میں نہیں ہے ۔ جناب سپیکر ! آخر میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج کشمیر کے مجاہدین جس انداز میں بھارتی درندوں کے خلاف سینہ سپر ہو چکے ہیں ' جس انداز میں مادر وطن کی آبرو کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر رہے ہیں ' جس استقامت کے ساتھ ' جس صداقت کے ساتھ ' جس پامردی کے ساتھ ' جس مستقل مزاجی کے ساتھ جس صبر آزما آزادی کی جدوجہد سے گزر رہے ہیں وہ پوری دنیا میں یہ احساس اجاگر کر رہا ہے کہ اب کشمیر کی وادی میں آزادی کی صبح طلوع ہونے والی ہے اور موجودہ حکومت کی کاوشوں نے ایسا نفسیاتی ماحول مہیا کر دیا ہے کہ کشمیر کی آزادی قریب آن پہنچی ہے اور بقول حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ۔

ھنر تھی فریدا شاد ول
موچھاں کوں نہ کر یاد ول
جھوکاں تھیسن آباد ول
ایں نیں نہیں وہندی ہک منزیں

شکریہ' جناب والا!

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ ۔ فاضل اراکین ' مقرر وقت کا ضرور خیال رکھیں کیونکہ پانچ پانچ فاضل اراکین نے تقاریر کرنی ہیں ۔ پھر ہم نے لوکل باڈیز پر بھی تقاریر کرنی ہیں ۔ اگلے مقرر سید ظفر علی شاہ صاحب ہیں ۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر ! ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ اجلاس آج ہی آپ ختم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی مجھے اس بارے میں علم نہیں ہے ۔ جی سید ظفر علی شاہ صاحب!

سید ظفر علی شاہ ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر! معزز ممبران اسمبلی آج یہ معزز ایوان جس میں چرار شریف کے مسئلے کے حوالے ایک قرار داد جناب قائد حزب اختلاف نے پیش کی ہے ۔ اس کے حق میں اور جو کچھ اس وقت پاکستان کے ساتھ ہو رہا ہے ' ہونے والا ہے اور ہندوستان ' ہندوستانی

حکومت دنیا کی بعض بڑی طاقتوں کے اشارے پر جو یہ خواب دیکھ رہی ہیں کہ وہ ایک ایسا بدمست ریچھ بن جائیں گی ۔ اور وہ طاقت جو انھیں ایشیا کا بدمست ریچھ بنانے پر تلی ہوئی ہے میں ان کی خدمت میں ایک پاکستانی ہونے کی حیثیت سے ' پاکستان کے سب سے بڑے صوبے کے ایک منتخب ادارہ کا رکن ہونے کی حیثیت سے حزب اختلاف کی طرف سے یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ new world order کے شاید باقی سارے منصوبے اور ساری شقیں تو وہ پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں مگر میں بڑے وثوق سے یہ کہتا ہوں کہ ان کا یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو گا جو وہ یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہم اس ایشیا میں ہندوستان کی hegemony اور برتری کو قائم کر کے چھوڑیں ۔ جناب سپیکر ! یہ چرار شریف کی آگ کا مسئلہ نہیں ہے ۔ ہندوستان کو یہ بات بڑے غور سے دیکھ ' سمجھ اور سن لینی چاہیے کہ چرار شریف کی آگ کی تپش ہم نے تو بطور مسلمان ہونے کے ' بطور مسلمان بھائی ہونے کے محسوس کی ہے مگر چرار شریف کی وہ آگ اب دہلی کے دروازوں تک پہنچ چکی ہے ۔ جناب سپیکر ! ان کی یہ بربریت ' ہندوستانی فوج کی یہ شرم ناک حرکت کوئی ایک نئی بات نہیں ہے ۔ آج اس پر ہم بحث کر رہے ہیں یہ کوئی بالکل نئی بات نہیں ہے ۔ اس کا یہ وتیرہ ہے ۔ اس سے پہلے بہت بڑی وارداتیں وہ کر چکا ہے ۔ اب تو اس کو بہت بڑی طاقتوں کی شہ بھی حاصل ہے مگر میں ہندوستان اور اس کی حکومت کو یہ بھی یاد دلانا چاہتا ہوں کہ بے وقوفو اور احمقو کس کس زیارت کو جلاؤ گے ؟ کس کس مسجد کو جلاؤ گے ؟ ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک ہر گلی میں ' ہر محلے میں ' ہر جگہ پر آپ کو مسجد اور درگاہ ملے گی ۔ ہر جگہ پر آپ کو اللہ اکبر کی اذان سنائی دے گی ۔ کس کس مسجد کو آپ آگ لگاؤ گے ؟ اس لیے میں ہندوستان کو یہ باور کروا دینا چاہتا ہوں کہ یہ خواب دیکھنے چھوڑ دو ۔ اور شاید ان کے ذہن پر یہ بات ہو --- یہ 1970ء اور 1971ء نہیں ہے ۔ جیسا کہ ابھی میرے بھائی نے فرمایا ہے کہ یہ اب آپ 1995ء cross کر چکے ہیں ۔ اور آج میں ہندوستانی قوم کو اور ساتھ پاکستانی قوم کو بھی یہ یاد دہانی بھی کرا دینا چاہتا ہوں کہ جس طرح پہلے میرے فاضل دوست نے یہ کہا ہے کہ ہمارے اپنے اختلافات تو ہیں اور وہ رہیں گے ۔ اور میں یہ بھی عرض کر دوں کہ ہمارے وہ اختلافات بھی national issue پر ہیں۔ آج میں اپنی مرکزی حکومت سے بھی کچھ باتیں کرنا چاہوں گا ۔ ہندوستانی حکومت کی یہ جرأت کبھی نہ ہوتی ۔ وہ کبھی بھی اتنی جرأت نہ کرتے کہ ان کے ہاتھ مسلمانوں کی مسجدوں اور ان کی زیارتوں پر پڑ جاتے ۔ اس سے پہلے جب حزب اختلاف کے لیڈر میاں نواز شریف نے اور آزاد کشمیر کے وزیر اعظم

جناب سردار قیوم نے اپنے اسی آزادکشمیر کی وادی پر کھڑے ہو کر یہ کہا تھا کہ پاکستان ایک نیو کلئیر پاور ہے ۔ تو اس وقت یہاں پر پاکستان کے لوگوں نے اور بالخصوص برسر اقتدار طبقے کے لوگوں نے اس بات کا مذاق اڑایا۔ اس پر اداریے لکھے گئے اور یہ کہا گیا کہ یہ ایک قومی راز کا افشاء ہے ۔ جناب سپیکر! قومی راز کیا ہوتے ہیں ؟ یہی کہ اپنی قوم ' اپنی قوم کی صحیح صورت حال اپنے گھوڑوں کی صحیح صورت حال اپنی گنوں کی صحیح صورت حال اپنی طاقت کی صحیح صورت حال دشمن کو دکھانی پڑتی ہے اور یہ ایک اسلامی فلسفہ ہے۔ جناب والا! میں ہندوستان کو یہ بتا دوں کہ مسلمان بنیادی طور پر امن پسند ہے کیونکہ ہمارے مذہب میں اور ہماری گھٹی میں یہ بات شامل ہے کہ ہم امن پسند ہیں ۔ ہمیں یہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات گھٹی میں دی ہے اور ہم امن کی حفاظت کے لیے جنگ لڑنا بھی جانتے ہیں ۔ آج پوری دنیا کے لوگ اسلامی امہ سے کیوں خائف ہیں ؟ اسی لیے کہ وہ یہ جانتے ہیں کہ مسلمان امن کے لیے نہ جنگ سے گریز کرتا ہے بلکہ وہ جنگ میں کود بھی پڑتا ہے ۔ جناب سپیکر! میں اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ آج ہم جس ڈگر پر اور جس مقام پر پہنچ چکے ہیں ۔ مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے ابھی میرے بھائی نے مرکزی حکومت کی بڑی بات کی ہے بڑی تعریف کی ہے ۔ لیکن جناب والا! بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے اور یہی وہ فورم ہے جہاں پر قومی باتیں کی جاتی ہیں ۔ آج بھی وقت ہے ابھی کچھ نہیں گیا ہماری حکومت پاکستان national issue پر قوم کو اعتماد میں لے ۔ حزب اختلاف کو اعتماد میں لے ۔ ان چکروں کو چھوڑ دے کہ میاں نواز شریف کے خاندان کے خلاف ایف آئی آروں کی تعداد کتنی ہو گئی ہے ۔ چودھری شجاعت کے خاندان کے خلاف ایف آئی آروں کی تعداد کتنی ہو گئی ہے ۔ ان کو کتنے سیلوں میں کتنا عرصہ ہو چکا ہے ۔ آیا حزب اختلاف کے لوگوں کو جیلوں میں سہولتیں مل رہی ہیں یا نہیں مل رہیں ۔ ان باتوں کو چھوڑ دو ۔ انتقام لینا چھوڑ دو ۔ اپنے ازلی دشمن کے عزائم کی طرف توجہ رکھو ۔ اپنے ازلی دشمن کی طرف تو آپ کی حالت یہ ہے کہ جب جنیوا میں human rights کے بارے میں قرار داد پیش ہوتی ہے اور آپ کا وزیر خارجہ پیش نہیں کر سکتا۔ جناب سپیکر! آپ کو پتا ہے اور یقیناً پتا ہو گا کہ وہ قرار داد پیش کیوں نہیں کی گئی ۔ جب ہاؤس میں اسی طرح ڈیسک لگے ہوئے تھے اجلاس ہو رہا تھا۔ قرار داد پیش ہونے سے پہلے ہمارے وزیر خارجہ صاحب کی تقریر کی کاپیاں تمام ڈیسکوں پر رکھ دی گئیں اور جناب والا! اس تقریر میں کیا تھا؟ اس تقریر میں یہ تھا کہ پاکستان ایک terrorist country ہے ۔ جناب والا! آپ کی وساطت سے مرکزی حکومت

پاکستان کی خدمت میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ national issue پر نیو کلیئر ایشو پر کشمیر ایشو پر قوم کی یکجہتی نظر آئے تو سب سے پہلا کام یہ کرو کہ سردار آصف کو کوئی اور منسٹری دے دو ۔ میں اس کی منسٹری کے خلاف نہیں ۔ اس کا بھتہ کسی اور طریقے سے لگا دو ۔ لیکن national issue کی جنگ لڑنے کے لیے وہاں پر ان لوگوں کو رکھو جن کے اندر national spirit ہو اور جو قومی مسئلے کو صحیح طریقے سے پیش کرنا جانتے ہوں ۔ جناب والا! اس آگ کے سلسلے میں بھی جب انھوں نے جواب دیا اور جب ان کی سٹیٹمنٹ آئی ------

جناب ڈپٹی سپیکر : شاہ صاحب رول نمبر 102 میں یہ ہے کہ

102- The discussion on a resolution shall be strictly limited to the subject matter of the resolution.

strictly کا لفظ ہے ۔ اب ہماری جو قرار داد ہے وہ چرار شریف کے متعلق ہے ۔ وہ اتفاق رائے سے پیش ہو رہی ہے ۔ آپ اس سے ذرا ہٹ کر دور نکل رہے ہیں ۔میری یہی request ہے کہ آپ ذرا اس کے اندر ہی رہیں ۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر ! میں آپ کا مشکور ہوں کہ سیکرٹری صاحب نے آپ کی توجہ اس رول کی طرف دلائی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : قطعاً سیکرٹری صاحب نے مجھے یہ نہیں کہا ۔ سیکرٹری صاحب نے تو مجھے نام دیا تھا ۔ میں نے تو پہلے سے ہی نکالا ہوا ہے ۔ قطعاً ایسی بات نہیں ہے کہ رول کے بارے میں سیکرٹری مجھے گائیڈ کرے ۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے رولز کی طرف میری توجہ دلائی اور میں اسی رول کے حوالے سے ہی یہ بات کروں گا کہ یہ اس بات سے strictly relevant ہے ۔ اگر چرار شریف کی آگ پر میں سردار آصف کو condemn نہیں کروں گا تو کل کو وہ آگ میرے گھر لگ جائے گی -----

جناب ڈپٹی سپیکر : دیکھیں میری بات سنیں ۔ قرار داد یہ ہے کہ چرار شریف میں انڈیا نے جو ظلم و ستم کیا جو بربریت ہوئی ہم یعنی یہ ہاؤس اس پر اتفاق رائے رکھتا ہے ۔ ہمارا ذہن ایک ہے ہم ان کے خلاف ہیں ۔ اب یہاں اس پر آ کر وفاقی حکومت کو اور اس کے وزراء کو زیر تنقید بنانا میرے خیال میں

مناسب نہیں ہے ۔ میں نے آپ کو تھوڑا سا وقت دیا اور آپ نے اس کو touch کیا ۔ تو بہر حال اب میں نے اپنی ایک observation دی ہے ۔ شکریہ

جناب باد شاہ میر خان آفریدی : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی آفریدی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب باد شاہ میر خان آفریدی: جناب والا! اس سے پہلے ان بنچز سے میرے ایک فاضل دوست نے تقریر کرتے ہوئے بار ہا حزب اختلاف کو مورد الزام ٹھہرایا کہ چرار شریف میں آگ لگی ہے لیکن حزب اختلاف اپنے اختلاف کو ہوا دے رہی ہے ۔ اور اس موضوع پر حکومت سے اتفاق نہیں کر رہی ---

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں نہیں ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ۔

جناب باد شاہ میر خان آفریدی : میں relevant بات کر رہا ہوں ----

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں This is no point of order. ان کو بات کرنے دیں ۔ دیکھیں یہ بات نہیں ہوتی کہ ایک فاضل رکن تقریر کر رہا ہے سپیکر نے اس کو ذرا ایک راستہ دکھایا ہے ۔ تو ایک فاضل ممبر اس پر -----

جناب باد شاہ میر خان آفریدی: جناب والا! آپ میری بات تو مکمل ہونے دیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں نے سن لی ہے ۔ آپ یہی بات کرنا چاہتے ہیں ۔ اب مجھے اتنا تجربہ بھی نہیں ہے ؟

جناب باد شاہ میر خان آفریدی : جناب والا! آپ مجھے بات مکمل کرنے دیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی کریں۔

جناب باد شاہ میر خان آفریدی : جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں حزب اختلاف کے بنچز کی طرف سے بات کر رہا ہوں کہ ہم چرار شریف کے مسئلے پر پوری قوم کے ساتھ ہم آواز ہیں ۔ ہم نے 15 مئی کی کال دی تھی کہ چرار شریف کے سانحہ کے خلاف پورے ملک میں احتجاج کیا جائے ۔ لیکن آپ نے سنا ہو گا کہ ہماری 15 مئی کی کال کے بعد پیپلز پارٹی پنجاب نے 16 مئی کی کال دی پھر اس کو ملتوی کر دیا مرکزی حکومت نے -----

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ۔ یہ آپ کی ایک رائے ہے ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : میں بتا رہا ہوں کہ حکمران پارٹی کتنی مخلص ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی سید ظفر علی شاہ صاحب!

سید ظفر علی شاہ : جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں اور میں آپ کی observation کی بھی قدر کرتا ہوں لیکن بعض باتیں تلخ ہوتی ہیں لیکن وہ حقیقت ہوتی ہیں اس لیے کہنی پڑتی ہیں ۔ اور حقیقت پر مبنی ہوتی ہیں ۔ میں کوئی ایسی بات نہیں کر رہا جو off the record ہو یا subject سے ہٹ کر ہو ۔ subject تو چرار شریف کا ہی ہے ہم تو اس حوالے سے بات کر رہے ہیں ورنہ تو بڑی simple سی بات ہے کہ چرار شریف میں آگ لگی ہے اور ہم نے مذمت کی ہے" اللہ اللہ خیر سلہ السلام علیکم وعلیکم السلام گھر" جناب والا! جب تک ہم ہندوستان کے فارن ڈیسک کو ہندوستان کے mind کو اور اپنے mind کو جن کا مقابلہ ہے ۔ ہندوستان جب بھی کوئی حرکت کرتا ہے ہماری حکومت کو پڑھ کر ہماری حکومت کے mind کو پڑھ کر کرتا ہے ۔ تو جناب والا! میرا بطور شہری کے یہ فرض ہے کہ میں اپنی حکومت کو مطالبے کی شکل میں ایڈوائس کی شکل میں اپنی بات پہنچاؤں۔ آگے مانے یا نہ مانے وہ حکومت کا کام ہے ۔ اور اس کا جو طریقہ ہے وہ یہی ہے کہ میں آپ کی وساطت سے اس فورم کی حیثیت سے وہاں پر بات کروں۔ اس کے علاوہ میں اور کیا کر سکتا ہوں ۔ بہر حال اس کے باوجود بھی اگر میں irrelevant ہوں تو میں اس پر معذرت خواہ ہوں ۔ میں ایک دو باتیں کر کے جناب سے اجازت چاہوں گا ۔ جناب سپیکر! یہ انڈین Indian hegemony جو کہ اس کے ذہن میں یہ بات ہے اور اس کے پیچھے تھپکی ہے ۔ بات پھر وہی فارن پالیسی پر آئے جائے گی ۔ کہ ایک طرف ہمارے حالات یہ ہیں کہ ہماری قوم کے کروڑوں ڈالر امریکہ کے پاس پڑے ہوئے ہیں لیکن ہم ایف 16 کا ایک پرزہ بھی اپنے گھر تک نہیں پہنچا سکے ۔ یہ ہے ہماری فارن پالیسی ؟ دوسری طرف یہ ہے کہ ہندوستان جو اپنا defence pact کر رہا ہے ۔ اس کو امداد مل رہی ہے وہ اگنی اور پرتھوی میزائل بنا رہا ہے اور ہم ابھی تک اس چکر میں پڑے ہوئے ہیں کہ ------

وزیر بلدیات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ناظم شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں ۔ جی ناظم شاہ صاحب!

وزیر بلدیات ، جناب والا! ہمارے بھائی ظفر علی شاہ صاحب کی جب تقریر ہو تو ہم بڑی دلچسپی سے سنتے ہیں اور یہ بھی توقع کرتے ہیں کہ ہم ان کے علم سے مستفید ہوں گے ۔ پہلی گزارش یہ ہے کہ آپ نے

بھی پوائنٹ آؤٹ کیا ہے میں لابی میں سن رہا تھا کہ جب ایک قرار داد ہو تو strictly اسی کے اوپر رہنا چاہیے ۔ دوسری بات کہ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ Can we discuss the foreign policy of Pakistan in this House? مطلب یہ ہے کہ خارجی پالیسی کا فورم نیشنل اسمبلی ہے ۔ ٹھیک ہے ہر ورکر اپنے لیڈر کی تعریف کرتا ہے ہم اس سے ان کو نہیں روکتے یہ ضرور کریں مگر پھر ہمیں بھی یہ حق حاصل ہونا چاہیے یہ مسجد کی بات کر رہے ہیں تو یہ بھی سب کو پتا ہے کہ بابری مسجد کس دور میں شہید ہوئی۔ سید ظفر علی شاہ میرے بھائی بھی ہیں اور میں ان کا بے حد احترام کرتا ہوں' میں ان سے یہی گزارش کروں گا کہ ہم بڑے ہمہ تن گوش ہو کر ان کی تقریر سن رہے ہیں اور ان کی تقریر سے پہلے بھی ان سے کہا تھا کہ ہم نے آپ کی تقریر سننی ہے اور آپ صرف چرار شریف کے موضوع پر بات کریں اور اسی کے دائرے میں رہیں اور خارجہ پالیسی جس کو ہم یہاں زیر بحث بھی نہیں لا سکتے اس کو یہاں پر زیر بحث نہ لائیں ۔ شکریہ ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ ۔ سید ظفر علی شاہ صاحب!

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں اور شاہ صاحب کا بھی مشکور ہوں .....

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ اپنی تقریر کریں ۔

سید ظفر علی شاہ : جناب والا! میں wind up کر رہا ہوں ۔ چونکہ اسی قرار داد میں ہی ہم نے اپنی حکومت پاکستان سے مطالبہ بھی کرنا ہے اور کر بھی رہے ہیں اس لیے بات تو کی جائے گی ۔ لیکن یہ جو ہمیشہ کہا جاتا ہے کہ ہم کسی مرکزی منسٹری کو یہاں پر زیر بحث نہیں لا سکتے میرا اس سے اختلاف ہے اور پھر کبھی اس پر بات کریں گے ۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہندوستان جس کی یہ خواہش ہے اور جیسا کہ وقتی طور پر اس نے سکھوں کی تحریک کو دبا لیا ہے ۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ نیو ورلڈ آرڈر کی یہ شق کبھی پوری نہیں ہو گی ۔ ہندوستان میں سکھوں کی آزادی کو بھی میں سلام کرتا ہوں ' وہ بھی ہرصورت میں ہندو ذہنیت سے آزاد ہو کر رہیں گے اور اسی طرح مقبوضہ کشمیر کے مسلمان بھی آزاد ہو کر رہیں گے۔ جناب سپیکر! جب ہم یہ کہتے ہیں کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ یہ کسی ڈائیلاگ کے طور پر ہم نہیں کہتے اس کا ایک فلسفہ ہے ۔ اسی لیے بار بار ہر پاکستانی چیختا ہے اسی لیے کارن ڈیسک کی بات آتی ہے اسی لیے خارجہ پالیسی کی بات آتی ہے اسی لیے مرکزی حکومت کی بات آتی ہے۔ جناب سپیکر! آج حزب اختلاف مل کر متفقہ طور پر ایک قرار داد پیش کر رہی

ہے اور ان کا ساتھ دے رہی ہے ۔ جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف جناب نواز شریف نے ۱۵ مئی کو کال دی تھی کہ یکجہتی کے طور پر کشمیری مسلمان جو وہاں پر ہزاروں کی تعداد میں ہندوستانی فوجیوں کے ہاتھوں شہید ہوئے ہیں ان کے لیے ایک احتجاجی دن منایا جائے ۔ لیکن اس پر حکومت کی طرف سے کوئی response نہیں آیا ۔ حکومت نے تو یہ ٹھان رکھی ہے کہ حزب اختلاف اگر یہ کہے کہ اللہ ایک ہے تو ہم نے کہنا ہے کہ نہیں استغفر اللہ اللہ دو ہیں ۔ ورنہ یہ ایک سنہری موقع تھا کہ قائد حزب اختلاف اور وزیر اعظم پاکستان یہ کہتے کہ ہاں بسم اللہ ۔ قائد حزب اختلاف نے ایک بہت اچھی بات کی اور پوری قوم ان کے ساتھ ہے اور ۱۵ تاریخ کو قومی دن کے طور پر منایا جائے لیکن مخالفت برائے مخالفت کے انہوں نے اپنی ۱۹ تاریخ علیحدہ رکھ دی ۔

جناب سپیکر ! اگر قوم کو آپ اس طرح سے تقسیم کریں گے قومی معاملات پر اس طرح سے ڈویژن کریں گے تو ٹھیک نہیں ہو گا ۔ مقامی معاملات پر تو اس طرح کی بات ہو سکتی ہے ۔ گلی محلے کے ترقیاتی کام اپوزیشن کے روک دیے جائیں اور حکومتی بنچوں کے فنڈز بحال رکھے جائیں اس پر تو اختلاف بھی ہوتا رہے گا ' لڑائی بھی ہوتی رہے گی لیکن national issue پر اپنے دفاع کے خانوں کو کھول دیں ۔ اور ان کو کھلا رکھیں اس پر وسیع القلبی کا مظاہرہ کریں اور اگر ایسا نہیں کریں گے تو مجھے خدشہ ہے کہ خدانخواستہ ہمیں پھر ۱۹۷۰ء یا ۱۹۷۱ء کی طرح کی کوئی تصویر نہ دیکھنی پڑے ۔ بس اتنی سی میری بات ہے اور میں آپ کا بہت مشکور ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ ۔ چودھری محمد وصی ظفر!

چودھری محمد وصی ظفر ، انتہائی شکریہ جناب سپیکر! کشمیر کا مسئلہ ہندو پاک کی آزادی سے لیکر شروع ہوا اور یہ ایک مصدقہ متنازعہ مسئلہ ہے ۔ یہ بھی کہا جاتا ہے اور درست بھی محسوس ہوتا ہے کہ دانستہ اس مسئلے کو ایک شوشے کے طور پر بقایا چھوڑ دیا گیا ہے تاکہ یہ آگ سلگتی رہے ۔ بار بار مطالبوں کے اور اقوام متحدہ کی قرار دادوں پر بھی عمل نہ کرنے کی وجہ سے زبردستی گن پوائنٹ پر ان مظلوموں پر اور آج بھی نہیں بلکہ ۱۹۴۷ء سے یہ ظلم ہوتے آئے ہیں ۔ جب بھی انہوں نے تحریک چلائی آزادی حاصل کرنے کی کوشش کی اسے گولی سے دبایا گیا اور گولیوں سے اڑایا گیا عورتوں کی بے حرمتی کی گئی بچوں کو نیزوں پر ٹانگا گیا ۔ اور اب حالت یہ ہے کہ وہاں پر مسجدوں کو درگاہوں کو اس طرح سے شہید کیا جا رہا ہے اور مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اب

ہندوستان کو اپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہیں ہوگی ۔ اب پرانے وقت ختم ہو گئے جو کسی ملک کو یا شہر کو فتح کر کے یا غاصبانہ قبضہ کر کے ان کو چلایا جائے ۔ اب جو آزادی کی لہر اٹھی ہے وہ انشاء اللہ ان حرکتوں سے تیز تر ہو گی اور کم نہیں ہوگی ۔ جیسا کہ صدر پاکستان نے سارک ممالک کی کانفرنس میں اور وزیر اعظم انڈیا کی موجودگی میں ان کے سامنے یہ اعلان کیا اور برملا کہا کہ ہم اخلاقی طور پر ذہنی طور پر انسانی ہمدردی کے طور پر کشمیریوں کے ساتھ ہیں۔ حق خود ارادیت ان کا حق ہے اور یہ حق ان کو ملنا چاہیے ۔ ایسا ۱۹۴۷ء سے لیکر آج تک کوئی لیڈر بھی نہ کر سکا۔ جناب سپیکر! ادھر باتیں ہوئیں اور کہہ دینے کا یہ مطلب نہیں کہ یہ ثابت بھی ہو گیا قوم اندھی نہیں ہے ۔ قوم سب کچھ دیکھ رہی ہے اس وقت تو دیہاتوں میں اور دیہاتوں کی گلیوں میں بھی سیاست زیر بحث آتی ہے ۔ اور ان کو پتا ہے کہ کشمیر میں کیا ہو رہا ہے اور کشمیر کا مسئلہ کس طرح اٹھایا جا رہا ہے یا دبایا جا رہا ہے یہ سب کے سامنے روز روشن کی طرح عیاں ہے ۔ جتنے انٹرنیشنل فورم پر اس دور میں اس مسئلے کو اٹھایا گیا پاکستان کی پوری تاریخ میں کبھی اس طرح سے نہیں اٹھایا گیا ۔ اس بات سے اگر کوئی مخالفت برائے مخالفت کے طور پر انکار کرے تو اس کا کسی کے پاس بھی کوئی حل یا علاج نہیں ہے ۔ لیکن ذہنوں کا پتا چلتا ہے۔ اسلامی وزراء کی جو کانفرنس ہوئی وہ کہتے ہیں کہ یہ قرار داد پیش کی اور واپس لے لی گئی ۔ اس قرار داد کا شور تو اٹھا اس سے پہلے تو کسی کو اتنی توفیق بھی نہیں ہوتی تھی کسی فورم پر ایسی قرار دادیں پیش کرتے۔ اس کا اپنی جگہ پر ایک اثر ہوا لوگوں کے ذہن بنے لوگوں کو معلوم ہوا کہ ادھر کوئی ایسا issue ہے کوئی مسئلہ ہے کوئی چیز ہے اور جن کو نہیں بھی پتا تھا کانفرنس میں سینکڑوں ممالک بیٹھے تھے انہیں بھی پتا چل گیا کہ کشمیر بھی کوئی خطہ ہے اور وہاں پر کوئی متنازعہ مسئلہ ہے اور انڈیا نے بھی جو مخالفانہ مہم چلائی اس سے بھی یہ پتا تو چلا کہ There is some dispute اور اس کی کسی کو توفیق نہیں ہوئی تھی جس طریقے سے یہ مسئلہ اٹھایا اور اجاگر کیا گیا اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا ۔ جناب والا! ادھر سے میرے ایک فاضل دوست نے مرکزی حکومت کو نشانہ بنایا حالانکہ سید تابش الوری صاحب کی بہت خوبصورت تقریر تھی ان کی شاید آپس میں co-ordination نہیں ہے یا ان کی پارلیمانی پارٹی میں لائحہ عمل طے نہیں ہو سکا ۔ کیونکہ ایک صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم اہم قومی معاملات پر مکمل یکجہتی کا مظاہرہ کریں گے اور دوسرے صاحب پتا نہیں کس لہر میں اتنا کچھ بیان فرما گئے ہیں اور وہ جناب کے سامنے ہے اور دونوں ریکارڈ جب جناب ملاحظہ

فرمائیں تو ایسے لگتا ہے جیسے اسمبلی میں کوئی تیسری پارٹی بیٹھی ہے اور اس نے یہ تقریر کی ہے۔ جناب والا! اب بھی وقت ہے اور میاں صاحب نے ایسی کوئی کال بھی مرکزی حکومت کو نہیں دی تھی کہ آپ اس میں شامل ہوں ہم نے بھی تمام اخبارات پڑھے ہیں۔ اب بھی وقت ہے اور ۱۹ تاریخ کو پھر حکومت نے کال دی ہوئی ہے اور جیسا کہ سید تابش الوری صاحب نے فرمایا کہ کم از کم یہ بتانے کے لیے کہ ہم قومی معاملات اور مسئلوں پر اکٹھے ہیں یہ اس کال میں تشریف لائیں اس احتجاج میں شامل ہوں یہ ہمارے آگے چلیں اور ہم ان کے پیچھے چلیں گے۔ ابھی بھی وقت ہے اور جیسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ ڈلے بیراں دا کچھ نہیں گیا۔ اگر پہلے نہیں تو اب ہی آجائیں۔ اور میرے فاضل دوست تو تقریر کرتے کرتے ایف ۱۶ پر چل پڑے۔ اور یہ کہتے ہیں ایف ۱۶ کے پیسے پڑے ہیں جن کا کمشن ضیاء الحق دور میں حاصل کر لیا گیا ہے اس کا یہ ذکر کر رہے ہیں جس کا چرار شریف کے ساتھ کوئی ربط ہی نہیں ہے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: No cross talk please اور آپ بھی اپنی تقریر جاری رکھیں اور ذرا چرار شریف کی حد تک رہیں کیونکہ اگر آپ ان کو کچھ کہیں گے تو وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو جائیں گے اور پانچ منٹ اس پر ضائع ہو جائیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! تمام قوموں میں یہ spirit ہوتی ہے چاہے صدارتی نظام ہو یا پارلیمانی نظام ہو۔ natrional level پر چاہے شدید اختلاف ہی کیوں نہ ہو لیکن جب اس طرح کا national issue آئے تو ہمیشہ تمام قومیں اکٹھی ہوتی ہیں۔ سید ظفر علی شاہ پہلے پارلیمینٹرین ہوں گے جنہوں نے اس قسم کے issue پر اس طرح کی تقریر کی ہے نہیں تو آپ تمام دنیا سے ریکارڈ منگوا لیں۔ یہ میرا دعویٰ ہے اور میں فلور آف دی ہاؤس پر یہ بات کہہ رہا ہوں اور یہ اس طرح سے ہوا نہیں کرتا۔

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! point of personal explanation۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہی بات ہوئی ناں۔ جی سید ظفر علی شاہ صاحب!

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! انہوں نے میرا نام لیا ہے کہ بھئی یہ میری پہلی speach ہو گی۔ میں اس سے بالکل اتفاق کرتا ہوں۔ کہ واقعی یہ میری پہلی speach ہے۔ اور یہ بھی پہلے اور آخری آدمی ہوں گے پوری پارلیمانی history میں جن کو میری speach سمجھ نہیں آئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی، شکریہ۔

چودھری محمد وصی ظفر، ہم تو جناب بے وقوف ہیں۔ قوم بے وقوف نہیں ہے وہ صبح کو پڑھ لے گی۔ میں تو مانتا ہوں کہ اس ہاؤس میں مجھ سے بڑا بے وقوف اور کوئی ہے ہی نہیں۔ سب سے زیادہ بے وقوف میں ہی ہوں۔ میں یہ floor of the House پر admit کر رہا ہوں۔ اب ایسا ہوں تو میں خود تو عقل نہیں لاسکتا۔ جتنی اللہ نے دی ہے اتنی ہی رہنی ہے۔ جب وہ ہے تو وہ میری ایک short comming ہے۔ چلیں جی اس کو تو میں نے تسلیم کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جو قوم ہے وہ صبح دیکھ لے گی کہ کس نے کیا بات کس لچ میں اور کس سطح پر کی وہ پڑھ لے گی اور فیصلہ کردے گی۔ اور صرف یہ قوم ہی نہیں بلکہ دوسرے بھی پڑھ لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی۔

چودھری محمد وصی ظفر، مہربانی کا مطلب ہے کہ بس کردوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

چودھری محمد وصی ظفر، ٹھیک ہے جناب!

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلے مقرر، حاجی مقصود احمد بٹ صاحب ہیں۔

سید تابش الوری، وصی ظفر صاحب نے اپنے متعلق جو کچھ کہا ہے کیا یہ سچ ہے یا جھوٹ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چھوڑیں۔ میرے خیال میں اب ہم آگے چلیں۔ مہربانی۔ جی ایس اے حمید صاحب! میں آپ کو بتاتا ہوں ذرا بیٹھ تو جائیں۔ میں بھی اس وقت ہاؤس میں تھا، فیصلہ یہ ہوا تھا کہ رامے صاحب نے کہا تھا کہ دو دو ممبر پھر تین تین۔ تو چودھری پرویز الٰہی صاحب نے پانچ پانچ کا کہا تھا تو رامے صاحب نے کہا تھا کہ ٹھیک ہے۔ دونوں طرف سے پانچ پانچ ممبر بولیں گے۔ یہ بات طے ہوئی تھی۔ میرے سامنے جو نام آئے ہیں جس ترتیب سے، وہ یہ تھی کہ صاحب زادہ محمد فضل کریم ۲۔ سید تابش الوری ۳۔ سید ظفر علی شاہ، ۴۔ حاجی مقصد بٹ صاحب، ۵۔ صاحب زادہ میاں سعید احمد شرقپوری۔ یہ میرے پاس پانچ نام ہیں۔ لیکن ۶ اور ۷ نمبر پر بھی ہیں وہ ہیں ایس اے حمید صاحب اور شیخ محمد انور

سعید ۔ یہ فہرست آپ کی طرف سے تھی۔ ادر ادھر سے جو فہرست آئی وہ ہے ریاض حشمت جنجوعہ صاحب ' وصی ظفر صاحب ' سعید ظفر پڈھیار صاحب ' چودھری غلام حسین صاحب اور محمد منیر اظہر صاحب اور چھٹے نمبر پر ہیں اظہر حسن ڈار صاحب۔ یہ میرے پاس ایک فہرست ہے جس کے مطابق میں چل رہا ہوں۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا! ایک بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں ایس اے حمید صاحب آپ ہمیشہ ایسی بات کرتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید: بات تو سن لیں جناب!

جناب ڈپٹی سپیکر: یہی تو بات ہے کہ آپ ہر بات کو سنانا چاہتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ سپیکر ہر بات کو سنے۔ نہیں میں نے مقصود بٹ کا نام پکارا ہے۔ آپ کی بات پر میں نے اتنا لمبا لیکچر دیا ہے صرف آپ کے کہنے پر۔ اب آپ کیا فرماتے ہیں؟

جناب ایس اے حمید: جناب والا! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ لوکل گورنمنٹ میں آج میرا نام دیا ہوا ہے۔ آج میں بات نہیں کر سکوں گا۔ میرا نام کل تک کے لیے رکھ لیا جائے۔ میں نے صرف یہی بات کرنی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' مقصود بٹ صاحب۔۔۔ دیکھیں یہ ایسی باتیں 248 ممبر اگر کھڑے ہو کر کہیں کہ کل کو میرا یہ کرلیں وہ کہے کہ پرسوں میرا یہ کرلیں۔ یہ ایسے بات نہیں چلتی۔ ہاؤس چل ہی نہیں سکتا۔ جی مقصود احمد بٹ صاحب!

وزیر قانون: جناب والا! میں نے بھی اپنا نام دیا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے پتا ہے آپ نے تو تقریر کرنی ہی ہے۔ جی میرے پاس آپ کا نام نہیں آیا۔

ایک معزز ممبر: جناب وہ تو میں نے چٹ دے کر بھیجا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے پاس پہنچی نہیں ۔ اگر پہنچی ہوتی تو ضرور آپ کا نام پکارتا۔ دیکھیں میں نے پانچ ممبران تک چلنا ہے۔

ایک معزز ممبر: اچھا جیسے آپ کا حکم۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی مقصود احمد بٹ صاحب!

حاجی مقصود احمد بٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! میں ----

جناب غلام عباس: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب غلام عباس پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب غلام عباس: جناب والا! یہ ناموں کی ترتیب کیسے رکھی گئی ہے؟ آپ مجھے بھول ہی گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اپنے ناموں کی فہرست مجھے اپوزیشن والوں نے دی تھی۔ مجھے جس طرح سے چٹیں آتی رہیں میں اسی کے مطابق لکھتا رہا۔ یہ جو میں نے لکھی تھی ۔ تو ظفر علی شاہ صاحب نے کہا کہ سیکرٹری نے بتایا ہے۔ حالانکہ انہوں نے تو مجھے ایک نام کی چٹ دی تھی۔ وہ میں نے نوٹ کرکے کہا تھا۔ دیکھیں میرے بھائی غلام عباس صاحب! یہ بھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ کہ آپ ہر بات سپیکر سے کہیں کہ یہ آپ نے کیسے کیا ہے؟ یہ آپ نے کس طرح کیا ہے؟

جناب غلام عباس: کیا اس پر بولنے کی اجازت نہیں ہو گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے وہ تو بتایا ہے کہ دونوں طرف سے پانچ پانچ سپیکر بولیں گے۔ آپ تو پانچ کی لسٹ سے آگے ہیں۔ میں نے تو پانچ پانچ کو وقت دینا ہے۔ نہیں سات نہیں پانچ ہوسکتا ہے کہ میں پانچ سے بھی شاید کم کردوں۔ کیونکہ آگے وقت کم ہے۔ چلیں جی' حاجی مقصود احمد بٹ صاحب!

حاجی مقصود احمد بٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں ۔ کہ آج چرار شریف کے مسئلے پر جو مشترکہ قرار داد پیش کی گئی ہے مجھے بھی اس پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع ملا ہے۔ مجھ سے پہلے میرے فاضل ممبران جس میں عالم بھی ہیں فاضل بھی ہیں۔ جس خوبصورتی کے ساتھ' جس ولولہ انگیز الفاظ کے ساتھ انہوں نے چرار شریف اورکشمیری بھائیوں کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں ان کی برابری تو نہیں کرسکتا ' جو کچھ کہوں گا وہ ایسے ہے کہ جیسے سورج کو چراغ دکھانے والی بات ہو۔ لیکن جناب والا! آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ جب سے یہ چرار شریف کا مسئلہ اخبارات میں آیا تو اسی دن سے جہاں عالم اسلام کی سطح پر پوری دنیا میں مسلمانوں کو اس بات کا رنج ہوا ہے۔ پاکستان کی سطح سے پورے پاکستان کے عوام سراپا احتجاج بنی ہے

وہاں پر پورے پاکستان کی تاجر برادری بھی اس سے پیچھے نہیں رہی۔ آج سے چند دن پہلے تاجر برادری نے ایک اجلاس کے حوالے سے حکومت پاکستان کو یہ باور کروایا تھا کہ حکومت پاکستان احتجاج کے لیے یا ہڑتال کے لیے جو بھی اعلان کرے گی۔ پورے پاکستان کی تاجر برادری اسے اپنے مکمل تعاون کا یقین دلاتی ہے۔ آج سے کچھ دن پہلے لاہور کی سطح سے تاجر ایک جلوس کی شکل میں اسمبلی ہال تک آئے اور حکومت پنجاب سے یہ اپیل کی کہ چرار شریف کے مسئلے کو اسمبلی کے ایوان میں لایا جائے اور آج یہ آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی سطح سے بہت سارے شہروں میں تاجروں نے اپنے کاروبار کو بند کیا ہوا ہے۔ اور آج لاہور میں تقریباً دو سو کے قریب تجارتی منڈیاں اپنا کاروبار بند کرکے اپنے کشمیری بھائیوں کا ساتھ دینے کے لیے احتجاج کر رہے ہیں۔ آج بھی تاجر برادری کا ایک جلوس احتجاج کرتے ہوئے اس اسمبلی کی حدود تک پہنچا تو میرے قائد جناب چودھری پرویز الٰہی صاحب، سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب اور بہت سارے ساتھی باہر تشریف لے گئے اور انہوں نے اپنی تاجر برادری کو اس بات کا یقین دلایا کہ جس طرح آپ کشمیری بھائیوں کے غم میں شریک ہیں جس طرح آج آپ احتجاج کر رہے ہیں ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کی آواز آج ہم اس اسمبلی میں ضرور اٹھائیں گے۔ جناب والا! میں بھی ایک محب وطن ہونے کی حیثیت سے ایک اسمبلی کا رکن ہونے کی حیثیت سے آپ کے ذریعے حکومت پاکستان کو یہ باور کروانا چاہتا ہوں۔ کہ جس طرح ابھی کچھ دیر پہلے میرے ایک فاضل رکن نے کہا کہ ابھی وقت بہت ہے اب بھی بہت کچھ ہوسکتا ہے تو میں حکومت پاکستان سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو انہوں نے جمعے کے دن احتجاج کا دن رکھا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی مناسب نہیں ہے یہ وقت کو ٹالنے والی بات ہے اگر حکومت وقت کوئی احتجاج کرنا چاہتی ہے حکومت وقت کوئی آواز اٹھانا چاہتی ہے تو اس کے طریق کار کو بدلا جائے۔ چھٹی کے دن صرف یہ موقع دیا گیا ہے جبکہ پورے پاکستان کی تاجر برادری سراپا احتجاج ہوتے ہوئے یہ بات کہہ رہی ہے کہ حکومت کی طرف سے جو بھی آواز آئے گی ہم اس پر لبیک کہنے کے لیے تیار ہیں۔ جناب والا! آپ کو میں وہ واقعہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جب بابری مسجد کا واقعہ پیش آیا تھا تو یہ پاکستان کے تاجر کئی دن تک اپنے کاروبار کو بند رکھے رہے، اور اپنے ان کشمیری بھائیوں کا ساتھ دیتے رہے ہیں۔ آج بھی اس پورے پاکستان کی تاجر برادری کی یہ آواز ہے کہ حکومت ایک مرتبہ کہے، حکومت آواز دے ہم اپنا کاروبار بند رکھنے کے لیے تیار ہیں۔ یہاں تک کہ ہم تاجر برادری جانی و مالی طور

بھی اس کے لیے تیار ہیں۔ لیکن وہ وقت کب آئے گا' مدتوں سے یہ سنتے آ رہے ہیں کہ " کشمیر بنے پاکستان"۔ اکثر بینروں پر' دیواروں پر یہ لکھا ہوتا ہے کہ کشمیر کی آزادی تک جنگ رہے گی' کشمیر ی آزادی تک جنگ رہے گی۔۔عام طور پر خبروں میں' رسالوں میں' کتابوں میں یہ پڑھا جاتا ہے کہ کشمیر کستان کی شہ رگ ہے۔ اور یہ تمام باتیں جو کہی جاتی ہیں ان کو کب پورا کیا جائے گا۔ جناب سپیکر! ج چرار شریف کے واقعے کو دیکھیں کہ حضرت نور الدین ولی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کو جس طرح مسمار کیا یا' ان کی جس طرح بے حرمتی کی گئی۔ اور جناب سپیکر! آپ کے علم میں بھی یہ بات ہے کہ چرار ریف کے اس واقعے کے ساتھ ساتھ جہاں حضرت نور الدین ولی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے تقدس کو ال کیا گیا وہاں سینکڑوں مسلمانوں کو گھروں میں زندہ جلا دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! آج ریڈیو پر' ٹیلی یژن پر' اخباروں میں ہم یہ خبریں پڑھ رہے ہیں۔ لیکن وہ وقت کب آئے گا جب کہ عملی طور پر اپنے کشمیری بھائیوں کا ساتھ دیں گے۔ جناب سپیکر! آج اس اسمبلی کے ایوان سے حکومت پاکستان سے یہ یل کرنا چاہتا ہوں کہ تاجر برادری اس بات پر متفق ہے کہ ہندوستان سے تمام کاروبار ختم کر دیا ئے۔ آج ہندوستان کو پالنے کے لیے' اس ہندوستان کو اپنی موت کا سامان دینے کے لیے ہم جو ان کا امان خریدتے ہیں پاکستان میں جو کروڑوں کی تعداد میں ویڈیو کیسٹ ان کی فلمیں آتی ہیں ان پر ری طور پر پابندی لگانی چاہیے۔ جناب سپیکر! ان کشمیری بھائیوں کے لیے جہاں ہم آج اس ایوان میں ں سے ہمدردی کا اظہار کر رہے ہیں' ان کا ساتھ دینے کا اعلان کر رہے ہیں تو ہمیں پاکستان کی سطح پر میں مالی طور پر بھی امداد پہنچانی چاہیے۔ عملی طور پر بھی ان کا ساتھ دینا چاہیے۔ لیکن جناب سپیکر! اگر ی طرح کے حالات رہے کہ کل کے بابری مسجد کے واقعے کو آج ہم بھول چکے ہیں۔ آج وہ بےغیرت وزیر داخلہ راجیش پائلٹ ہمیں دھمکیاں دے رہا ہے کہ ہم نے مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنا یا تھا اور مقبوضہ کشمیر کو بھی ہم چھین لیں گے۔جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری خاموشی ہے۔ آج ہماری اس خاموشی سے وہ لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ ج اس اسمبلی کے ذریعے' آج اس ایوان کے ذریعے ان کشمیری بھائیوں کی ہمدردی کے لیے ہم نے جو تحریک قرارداد پیش کی ہے۔ میں آپ سے یہ اپیل کروں گا کہ ایوان کی آج کی اس قرارداد کے ذریعے ومت پاکستان تک یہ بات پہنچائی جائے کہ جو احتجاج کا سلسلہ ہے اسے موثر اور بہتر طریقے سے کیا ئے۔ تمام پاکستان اس کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اگلے سپیکر ہیں سعید ظفر پڈھیار صاحب۔ میرے خیال میں اگر ہم کسی ممبر کو وقت دے دیں تو بہتر نہیں ہوگا؟ ــــ یہ مقرر تو بڑے اچھے ہیں۔ انھوں نے مجھے نام اپنا تیسرے نمبر پر دیا تھا۔

وزیر اطلاعات: آپ کا حکم سر آنکھوں پہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیونکہ کافی دوست ہیں۔ ان کو بولنے کا موقع نہیں ملتا۔ اگر آپ یہ کہیں۔ ویسے حق تو آپ کا بنتا ہے۔

وزیر اطلاعات: سر تسلیم خم جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ تو اگلے سپیکر ہیں چودھری خادم حسین۔ جی۔

چودھری خادم حسین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ مجھے بھی آپ نے موقع دیا۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ جب قرارداد متفقہ طور پر ہم نے پیش کی ہے تو تقریریں تو وہاں ہونی چاہئیں کہ جہاں ایک حق میں ہو اور دوسرا مخالف ہو۔ تو دلائل کے ذریعے ہمیں یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ ہماری تحریک کی اہمیت کیا ہے۔ میں ایک بات عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ہماری قراردادیں وقتی طور پر ہوتی ہیں اور وقت گزر جانے کے بعد ہم اس جذبے کے ساتھ جس کے ساتھ ہم کسی تحریک کو پیش کرتے ہیں اس پر عمل جاری نہیں رہتا۔ میں جس طرح کہ میرے اپوزیشن کے بھائیوں نے ادھر سے آوازیں بھی دی ہیں کہ ہمیں ٹائم دے دیا جائے۔ مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ لیکن ایک دو باتیں مختصر سی کروں گا۔ اور ہندوستان کی حکومت کو یہ باور کرا دینا چاہتا ہوں کہ مسلمان قوم میں ایک جذبۂ جہاد ہے۔ لیکن جذبۂ جہاد سے پہلے ہمیں محمد بن قاسم جیسے لوگ پیدا کرنے ہوں گے۔ ہمیں خالد بن ولید جیسی شخصیتیں پیدا کرنی ہوں گی۔ ہمیں طارق بن زیاد جیسے آدمی پیدا کرنے ہوں گے۔ اور یہ اس وقت ہوگا جب ان جیسی مائیں ہماری پرورش کریں اور ان کی پرورش میں ایک صحیح مسلمان ہونے کا جذبہ پیدا ہوگا۔ ایک تحریک ہوگی۔ ایک تربیت ہوگی۔ اس وقت ہم کسی تحریک کو، کسی جہاد کو اور انشاء اللہ تعالیٰ اسی طریقے سے کریں گے جب سومنات کے مندر پر پورے ہندوستان کے راجوں نے اپنی طاقت جمع کر رکھی تھی۔ تو محمود غزنوی نے یہ دعا مانگی تھی:

حق پرستوں کی اگر کی تو نے دل جوئی نہیں
طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

جناب والا! وہ جذبہ ہمیں چاہیے۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

جب تک ہم متحد نہیں ہوں گے۔ ہم میں وہ جذبۂ جہاد پیدا نہیں ہوگا' قراردادوں سے نہ کشمیریوں کی امداد ہوگی' نہ کشمیری آزاد ہوں گے۔ کشمیریوں کی آزادی کے لیے' خواہ وہ مسلمان کشمیر میں ہوں' بوسنیا میں ہوں یا کسی بھی جگہ ہوں' جب تک ہم مسلمانوں کے اندر جذبۂ جہاد پیدا نہیں ہوگا اس وقت تک ہمارے مسائل حل نہیں ہوں گے۔

جناب سپیکر! چونکہ میرے اپوزیشن بھائیوں نے ٹائم کے لیے کہا تھا تو میں اپنا ٹائم بھی ان کو دیتا ہوں۔ تاکہ باقی اپنی تقریریں کر لیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ صاحب زادہ سعید احمد شرق پوری!

(نعرہ ہائے تحسین)

صاحب زادہ میاں سعید احمد شرقپوری: نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم () اما بعد' اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمO بسم اللہ الرحمٰن الرحیمO الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہO الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ ()

جناب سپیکر! کشمیر کا واحد حل جہاد ہے۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ بات آتی ہو کہ جہاد سے پاکستان کو خطرہ ہے۔ یا پاکستان کو loss ہوگا تو اس پر میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وہاں loss کس کا ہو رہا ہے؟ ہماری مائیں ہماری بہنیں قتل ہوئی ہیں۔ ہمارے باپ شہید ہوئے ہیں۔ ہمارے بھائی شہید ہوئے ہیں۔ اگر کوئی یہ سوچتا ہے' اگر کوئی آفیسر یہ سوچتا ہے' اگر کوئی وزیر یہ سوچتا ہے' اگر حکومت کا کوئی نمائندہ یہ سوچتا ہے' اگر کوئی شخص بھی پاکستان کے کسی کونے میں بیٹھ کر یہ سوچتا ہے' کوئی بھی اگر سوچتا ہے وہ تو اللہ بہتر جانتا ہے کہ کون سوچتا ہے۔ اگر کوئی یہ سوچ رکھتا ہے کہ جہاد سے پاکستان کو loss ہوگا' اس کو یہ سوچنا چاہیے۔ میں نمبر بنانے کے لیے نہیں کھڑا ہوا۔ میں تو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے لیے کھڑا ہوا ہوں۔ اور اس موقع پر پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کو اکٹھے ہوکر جہاد کرنا چاہیے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور جہاد کا طریقہ کیا ہوگا؟ کہ پاکستان کی فوج حکومت پاکستان اعلان جہاد کرے۔ اور جہاد ہی اس مسئلے کا حل ہے۔ جہاد کے بغیر یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ یہ کافی

عرصہ سے وہاں مسلمان شہید ہو رہے ہیں ۔ درگاہ حضرت نورالدین کو شہید کردیا گیا۔ مساجد شہید ہوئی ہیں ۔ اور آگے بھی ان کا پروگرام ظلم کا ہے ۔ تو جہاد کے بغیر یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا ۔ فوج جہاد کرے۔

چودھری خادم حسین ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ،خادم حسین صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

چودھری خادم حسین ، جناب عالی ! ایک اہم قرارداد پر بحث ہو رہی ہے اور شرقپوری صاحب کے خیالات ویسے ہی سننے کو جی چاہتا ہے ۔ لیکن ہماری طرف بھی اور ان کی طرف بھی ہنسی مذاق ہو رہا ہے۔ ۔ کیا یہ قرارداد پیش کرنے کے لیے ایسا ہی طریقہ ہونا چاہیے ۔ میں اس سلسلہ میں احتجاج کرتا ہوں ۔

ایک معزز رکن ، واک آؤٹ کریں ۔

چودھری خادم حسین ، جناب والا ! میں واک آؤٹ نہیں کروں گا کیونکہ واک آؤٹ تو پاگل آدمی کرتے ہیں ۔ میں واک آؤٹ نہیں کروں گا ۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر ، مہربانی شکریہ !ٹھیک ہے ۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے ۔ جی شرقپوری صاحب ! دیکھیں کہ ہم جان قربان کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن بات سننے کے لیے تیار نہیں ہیں ۔

رانا محمد اقبال خان، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، رانا صاحب ! اب بات ختم کریں ۔ کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔ مہربانی شکریہ ! جی شرقپوری صاحب۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب والا ! کوئی لمبی بات کرنے کی اتنی ضرورت نہیں ہے ۔ جہاد ہی حل ہے ۔ فوج جہاد کرے ۔ فوج کے ساتھ اگر عوام کی ضرورت ہو تو عوام بھی جہاد کرے ۔ ہم اپنا خون کا آخری قطرہ بھی بہانے کو تیار ہیں ۔ جناب سپیکر! اگر آپ غور فرمائیں تو آپ کی کافی لائٹ ہے ۔ آپ میری طرف دیکھیں ، غور کریں کہ میں دل کی گہرائی سے بات کررہا ہوں ۔ میں صدق دل سے بات کررہا ہوں ۔ ہم حضرت مجدد الف ثانی کے غلام ہیں ۔ میں دل کی گہرائی سے بات کررہا ہوں۔ اور میں خدا کی قسم آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں ۔ میں صرف تقریر نہیں کررہا۔ تقریر کرنا ہوتی تو میں گھنٹا بولتا ۔ تقریر نہیں کررہا خدا کی قسم دل خون کے آنسو روتا ہے ۔ جہاد ہی حل ہے ۔ جہاد ہی حل ہے ۔ جہاد ہی

حل ہے ۔ کوئی نہ سوچے ۔ کوئی نہ پلاننگ کرے ۔ کوئی نہ غورکرے۔جہاد کے بغیر یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ جہاد ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ ۔ مہربانی ۔ اب ادھر سے چودھری فاروق صاحب ! wind up کیجیے اور بیس منٹ سے زیادہ نہ لیجیے ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، خاکوانی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب سپیکر ! اس سے پہلے کہ وزیر قانون صاحب اس ساری debate کو wind up کریں ، جناب چودھری خادم حسین صاحب نے ابھی ایک فقرہ کہا----------

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں ۔ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ہر بات کا جواب دیا جائے ۔ انھوں نے بات کی اور میں نے جواب دیا۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب سپیکر ! میں بالکل سنجیدگی سے بات کررہا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کی بات سنتا ہوں لیکن میں آپ کو ساتھ ساتھ بتاتا بھی جاتا ہوں کہ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ کوئی فاضل رکن کسی فاضل رکن کی بات کا جواب دے ۔ جی فرمایے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب سپیکر ! میں آپ کی خدمت میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے جو یہ الفاظ ادا کیے کہ واک آؤٹ جو ہے وہ پاگل کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا اس سے اختلاف ہو سکتا ہے لیکن کوئی ان کی یہ بات حرف آخر نہیں ہے۔ کوئی دوست ، کوئی فاضل رکن کوئی بات کہہ سکتا ہے ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: یعنی یہاں بالکل مادر پدر آزادی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں ۔ مادر پدر آزادی نہیں ہے۔ بلکہ جس sense میں انھوں نے کہا تھا وہ sense آپ نے بھی نوٹ کی ہے اور میں نے بھی نوٹ کی ہے ۔ وہ ایک مذاقاً بات کردی ۔ وہ ایک مزاحیہ انداز میں بات کردی ۔(قطع کلامیاں) مہربانی ۔ خادم صاحب بیٹھیے ۔ تشریف رکھیے ۔ یہ دعوے کا جواب دعویٰ نہیں ہے ۔ جی فاروق صاحب ! آپ 9.00 بجے تک ختم کر دیجیے کیوں کہ ٹائم بھی 9.00 بجے تک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر ! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے چرارشریف کے سانحہ پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا ہے ۔ معذرت چاہتا ہوں کہ گلے کی خرابی کی وجہ سے میری آواز آپ تک ٹھیک طریقے سے نہیں پہنچ رہی ۔ جناب سپیکر ! یہ سانحہ عالم اسلام کو ہلا دینے کے لیے کافی ہے ۔ آج پنجاب اسمبلی کی یہ متفقہ قرارداد اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ سیاسی اختلافات ہونے کے باوجود اور ملک کے اندر سیاسی کشیدگی کے باوجود سیاسی جماعتوں اور اس کی قیادت کے نظریات کی سوچ میں اختلافات ہونے کے باوجود سیاسی محاذ آرائی کی کیفیت ہونے کے باوجود پنجاب اسمبلی کے اس ایوان نے صوبہ بھر اور پاکستان کے عوام کے جذبات کو محسوس کرتے ہوئے اپنے اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر آج اس قرارداد کے حق میں متفقہ بات کی ہے اور اسے متفقہ طور پر پاس کرنے کے لیے ایوان کے اندر پیش کیا ہے ۔ میں اراکین اسمبلی کا اس بات پر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے محاذ آرائی کے اس ماحول میں پنجاب اسمبلی کے اندر ' اس ایوان کے اندر افہام و تفہیم کا مظاہرہ کرکے پاکستان بھر کے عوام کی طرف ایک message دیا ہے کہ عوام جس بات کے لیے جس نمائندگی کے لیے ان اراکین کو منتخب کر کے ایوانوں میں بھیجتے ہیں یہ نمائندے ان کا احساس کرتے ہیں ۔ ان کے جذبات کا احساس رکھتے ہیں ۔ اور قومی مفادات کے اوپر ہم متفقہ لائحہ عمل اختیار کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں جناب سپیکر! آج مقبوضہ کشمیر لہو لہو ہے ۔ آج ہندوستان سیکولرزم کا نعرہ لگانے کے باوجود اور سیکولرزم سٹیٹ کہلوانے کے باوجود جمہوریت کا ڈھنڈورا پیٹنے کے باوجود جہاں انسانی حقوق کا غاصب ہے وہاں اس نے ہندوستان کے اندر مقبوضہ کشمیر کے اندر مسلمانوں کا جینا دوبھر کر رکھا ہے ۔ جناب سپیکر ! ہندوستان کی حکومت ' بھارتی حکومت اور بھارتی افواج جس طریقے سے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل رہے ہیں ' جس طریقے سے وہ مسلمان عورتوں کی عصمتوں سے کھیل رہے ہیں ' جس طرح انھوں نے مسلمانوں کے جان ومال کو عدم تحفظ کا شکار بنا دیا ہے ۔ اور جس طریقے سے نہتے مسلمانوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے یہ بے شک مقبوضہ کشمیر کے اندر آئے دن کا معمول ہے ۔لیکن سانحہ چرار شریف کے بعد اب ہم لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ ہماری پاکستان حکومت کو بین الاقوامی سطح پر اور بالخصوص عالم اسلام کے اندر سفارتی کوششوں کو تیز کرنا ہوگا۔ عالم اسلام کو ساتھ لے کر اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم سے اور سلامتی کونسل کے ذریعے سے اور ورلڈ سپر پاورز کو بھی ساتھ لیتے ہوئے ہمیں انڈین عزائم کو بے نقاب کرنا ہوگا کہ جس طریقے سے وہ مسلمانوں

کو تہس نہس کرنا چاہتے ہیں، جس طریقے سے وہ مسلمانوں کو مقبوضہ کشمیر کے اندر زندہ نہیں دیکھنا چاہتے، جس طریقے سے انڈیا اقوام متحدہ کی قرار دادوں کو ایک طرف رکھ کر بین الاقوامی رائے کا کوئی پاس نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر! اس سانحے کے بعد ہمیں بین الاقوامی ضمیر کو جھنجھوڑنا ہو گا اور بین الاقوامی سطح پر ہمیں اس بات کو منوانا ہو گا کہ مقبوضہ کشمیر کے اندر ہونے والے ظلم وستم اور خونریزی کو روکنا صرف مقبوضہ کشمیر کے آزادی کے متوالوں کا کام نہیں ہے، یہ پاکستان کے مسلمانوں کا بھی کام ہے۔ یہ پاکستانیوں اور پاکستان کے تمام شہریوں کی بھی ذمہ داری ہے۔ یہ عالم اسلام کی بھی ذمہ داری ہے اور وہ سپر طاقتیں جو کسی چھوٹے سے خطے کے اندر دو انسانوں کے ساتھ کوئی واقعہ ہو جانے، کوئی ایک شخص قتل ہو جائے تو وہ اس کے اوپر مسلمان ملکوں کے خلاف اقتصادی پابندیاں عائد کر دیتی ہیں۔ ہمیں انھیں یہ بات بتانا ہو گی کہ جہاں ایک یا دو لوگوں کے بارے میں کوئی کارروائی انھیں پسند نہ آئے تو اقتصادی پابندیاں لگ جاتی ہیں وہاں پر انڈیا کے خلاف بھی ایسی طاقتوں کو ایسی کارروائی کرنی چاہیے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ انڈیا کو مجبور کرنے کے لیے، انڈیا کے خلاف بین الاقوامی سطح پر یہ آواز اٹھنی چاہیے۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں ہم اپنی ذمہ داریاں ادا کرنا چاہتے ہیں، جہاں ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم کشمیریوں کے ساتھ ہیں، ہم کشمیریوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہیں وہاں ہم بین الاقوامی سطح پر مطالبہ کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ مقبوضہ کشمیر کے اندر ہونے والے ظلم و ستم انسانی بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہیں اور جو طاقتیں بنیادی انسانی حقوق کی دعویدار بنتی ہیں، جو چمپیئن بنتی ہیں انھیں عملی طور پر ایسی کارروائی کرنی چاہیے جو دنیا کے اندر محسوس کی جائے کہ انھوں نے مسلمانوں پر ہونے والے ظلم و ستم کا نوٹس لیا ہے۔

جناب سپیکر! ہم کہتے ہیں کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ یہ بات درست ہے۔ پاکستان کا ایک ایک بچہ اور آزاد کشمیر کا ایک ایک بچہ مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کی آزادی اور ان کے منزل تک پہنچنے تک ان کے ساتھ ہے۔ ہمارا خون پسینہ ان کے لیے ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے اندر جو لوگ سیاست کرتے ہیں وہ بے شک پاکستان کے لیے سیاست کرتے ہیں لیکن ہماری سوچ و فکر، ہماری سیاست عالم اسلام کی بہتری، عالم

اسلام کے مسلمانوں کی آزادی ' ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے ہے اور اسلام کے دعویدار انسانی حقوق کے دعویدار ہیں۔ ہم غیر مسلموں کے حقوق کا بھی اسی طرح تحفظ چاہتے ہیں لیکن کشمیر کے اندر ہونے والے ظلم و ستم کو ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے کشمیری عوام کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لیے جمعتہ المبارک کے روز صوبہ بھر کے اندر اور پی۔ ڈی۔ ایف کی حکومت نے پاکستان بھر کے اندر احتجاجی مظاہرے کرنے کا اعلان کیا ہے۔ میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چاہے کوئی تاجر طبقے سے تعلق رکھتا ہو' مزدور طبقے سے تعلق رکھتا ہو' وکلاء سے تعلق رکھتا ہو ' کسان ہو ' زمیندار ہو' سیاستدان ہو لیکن جس طبقے سے بھی کوئی تعلق رکھتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ سانحہ چرار شریف اگر آج ہمارے ضمیر کو نہیں جھنجھوڑ سکتا ' اگر آج ہم سیاسی جماعتوں کے مفادات کو آگے رکھیں گے تو پھر یہ مقبوضہ کشمیر کے مظلوموں کے ساتھ زیادتی ہے۔ آج ہماری تمام سیاسی جماعتوں کی قیادتوں کو یہ فیصلہ کرنا ہو گا کہ جماعتی مفادات اپنی جگہ لیکن کشمیر کے معاملے میں ' پاکستان کے معاملے میں ہم قومی مفادات آگے رکھیں گے اور انشاء اللہ اسی طریقے سے سیاستدان سرخرو ہو سکتے ہیں۔ اسی طریقے سے مقبوضہ کشمیر کے مظلوم کشمیری آزادی حاصل کر سکتے ہیں۔ ہماری دعائیں ' ہماری تمنائیں مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کے لیے ہیں۔ ان کی آزادی کے لیے ہیں اور جو شہداء ہیں ہم انھیں سلام پیش کرتے ہیں۔ خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! اسی کے ساتھ ہی میں اجازت چاہتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

جناب غلام عباس: پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: متفقہ قرارداد منجانب چودھری محمد فاروق وزیر قانون پنجاب' چودھری پرویز الٰہی قائد حزب اختلاف کی طرف سے ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ،

"یہ ایوان چرار شریف میں درگاہ شیخ نورالدین ولی رحمۃ اللہ علیہ ' اس سے ملحقہ مسجد ' مزارات ' مدرسے اور کشمیری مسلمانوں کی شہادت پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور بھارتی حکومت کو اس کا ذمہ دار قرار دیتے ہوئے اس کی شدید مذمت کرتا ہے۔ بھارتی حکومت نے مقبوضہ کشمیر میں عوام کی جدوجہد آزادی کو کچلنے کے لیے گذشتہ چھ سالوں سے جو فوج کشی کر رکھی ہے اور جس طرح وہاں انسانی

حقوق پامال کیے جا رہے ہیں اسے انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ضرورت محسوس کرتا ہے کہ بھارت کی انسانیت دشمن کارروائیوں سے عالمی رائے عامہ اور خصوصاً اسلامی برادری کو بہتر انداز میں باخبر کرنے کے لیے حکومت پاکستان کو زیادہ وسیع، مؤثر اور منظم مہم چلانے کے لیے اپنی کوششیں تیز کر دینا چاہییں۔ بھارتی حکمرانوں نے کشمیری مسلمانوں کی جدوجہد آزادی کی حمایت کرنے پر پاکستان کو جارحیت کی جو دھمکیاں دی ہیں یہ ایوان انھیں مسترد کرتے ہوئے اس عزم کا اعادہ کرتا ہے کہ پاکستان کشمیری مسلمانوں کے ساتھ اپنے تاریخی وعدے ہر قیمت پر نبھائے گا اور اقوام متحدہ کی قرار دادوں کی روشنی میں کشمیری عوام کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا جو حق حاصل ہے اس کے حصول تک ان کی بھرپور حمایت جاری رکھے گا۔ اس حمایت کے جرم میں اگر پاکستان کو بھارتی جارحیت کا سامنا کرنا پڑا تو ہم اس کے لیے بھی تیار ہیں اور بھارتی حکمرانوں کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ پاکستانی قوم نہ صرف اپنی آزادی کا تحفظ کر سکتی ہے بلکہ دشمن کو تباہ و برباد کرنے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے۔ یہ ایوان تجویز پیش کرتا ہے کہ حکومت پاکستان چرار شریف کے سانحے پر فوری طور پر سلامتی کونسل کا اجلاس بلانے کی درخواست کرے جس میں مقبوضہ کشمیر کے اندر بھارت کے جنگی جرائم کی تفصیل بتا کر اس کے حقائق سے پردہ اٹھائے۔

(قرار داد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: نعرہ تکبیر (اللہ اکبر) کشمیر بنے گا (پاکستان)۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اب میں ٹائم کو ایک گھنٹا کے لیے اور بڑھاتا ہوں۔ جی غلام عباس صاحب۔ ایک گھنٹا تک میں نے وقت بڑھا دیا ہے۔

جناب غلام عباس: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ میں اس معزز ایوان کی توجہ اس اپیل کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو کہ اس بیمار طالب علم کی طرف سے آئی ہے۔

Reference to my previous communication vide letter No. so and so, dated 7.5.1995, copy enclosed, nothing has been heard so far in this connection. I would request the honourable members of the House to kindly expedite the case and help save the precious life of the student of our institute.

یہ انسٹی ٹیوٹ کے سربراہ نے اپیل بھیجی ہے اس کینسر کے طالب علم کے لیے جس کے لیے میں نے پہلی دفعہ اپیل کی تھی اور اس کو برا منایا گیا تھا کہ شاید یہ خبر لگانے کے لیے بات کی گئی ہے۔ مگر انتہائی افسوس کی بات ہے کہ ابھی تک ایک penny بھی اس طالب علم تک نہ پہنچی ہے اور نہ کوئی رابطہ ہوا ہے۔ میں آج اس معزز ایوان کو یہ گزارش کروں گا کہ آپ براہ کرم ایسا کریں کہ تین دن کی تنخواہ اگر ہم سب لوگ دے دیں تو وہ بچہ کینسر کے علاج کے لیے لندن جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں آپ نے یہ پہلے بھی آواز اٹھائی تھی اور وزیر قانون نے اس پر مثبت جواب بھی دیا تھا۔

جناب غلام عباس، مگر کچھ بھی نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ ہو گا انشاء اللہ۔

جناب غلام عباس، جناب ان کا یہ آج کا خط ہے میں کوئی پرانی تاریخ کی بات نہیں کرتا ہوں

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ میں بات سمجھتا ہوں

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! یہ انتہائی افسوسناک بات ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر؛ جیما کے پاس بیشمار پیسہ ہے یہ ان سے رابطہ کریں بہرحال ہم سے جو بھی ہو سکا ہم بھی کریں گے۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر؛ یہ مسئلہ نہیں ہے -------

جناب ڈپٹی سپیکر، غلام عباس صاحب! آپ کھڑے ہوئے میں نے آپ کو وقت دیا۔ مقصد یہ ہے کہ اس وقت جو مرحلہ ہے اب ہم نے اس ایجنڈے پر آج -----

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے -----

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ نہیں۔ آپ میری بات سنیں۔ آپ کی بات ٹھیک ہے میں بھی اور سب ممبران اس کی تائید کرتے ہیں یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے یہ کوئی بری بات نہیں ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس وقت اور اس مرحلے پر یہ بات آ سکتی ہے یا نہیں حکومت کے نوٹس میں پہلے بھی بات آئی اب بھی میرے خیال میں آ گئی ہے یہ کوئی بری بات نہیں ہے اور میں بھی اس حق میں ہوں کہ حکومت کو اس بارے میں ضرور توجہ دینی چاہیے اور اس کا علاج ہونا چاہیے۔ شکریہ مہربانی۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب سپیکر ------

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اب اس کے بعد کوئی فائدہ نہیں ہے

جناب غلام عباس: جناب سپیکر! آپ کیسے کہہ رہے ہیں کہ فائدہ کوئی نہیں ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب سپیکر! قوم کے ایک بچے کے لیے اگر ہمیں پورے مہینے کی بھی تنخواہ دینی پڑے یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ ٹھیک ہے غلط نہیں ہے۔ اب ہم لوکل باڈیز کے آرڈیننس پر --------

جناب غلام عباس: جناب والا! آپ مجھے بولنے کی اجازت تو دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میں اجازت نہیں دیتا۔

جناب غلام عباس: جناب والا! جب باہر سیر کے لیے جانا ہوتا ہے تو پیسے مل جاتے ہیں مگر ایک غریب طالبعلم آپ نے فرمایا تھا کہ ہو جائے گا مگر یہ ابھی تک نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: غلام عباس صاحب! لیکن یہ بات ایسے نہیں ہو سکتی۔ میں آپ کی بات کو rule out کرتا ہوں۔ یہ اس مرحلے پر پیش نہیں ہو سکتی۔ اس کا مطلب ہے جو فاضل رکن جو بات کرنا چاہے وہ اٹھ کر کہہ دے کہ اس بات پر فیصلہ کرو میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔

مقامی حکومت کے نظام پر بحث(---جاری)

اب ہم لوکل باڈیز پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ میرے خیال میں راجہ بشارت صاحب نے بحث کا آغاز کر دیا تھا اب ان کے بعد سید تابش الوری صاحب ہیں۔-- جی سید تابش الوری صاحب۔-- لوکل باڈی پر آج بحث ہے تابش الوری صاحب۔ آپ نے اب بحث کرنی ہے پہلے راجہ بشارت صاحب اس پر تقریر کر چکے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! پہلے بھی اس قسم کی اسی مسئلے پر ایک بحث چل چکی تھی غلام عباس صاحب نے پہلے بھی یہ مسئلہ ایوان میں پیش کیا تھا اور میرا خیال ہے کہ یہ بہت ہی اچھی بات تھی اور اس کو سب نے کافی سراہا تھا اور وزیر قانون صاحب نے اٹھ کر اس بات کی گارنٹی دی تھی کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اس بچے کے علاج کے لیے سارے بندوبست کریں

گے ------

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ تشریف رکھیں ۔ میں آپ کا پوائنٹ سمجھ گیا ہوں

جناب انعام اللہ خان نیازی، لیکن اس بارے میں وزیر قانون صاحب کی خاموشی ذرا پریشان کر رہی ہے ----

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ تشریف رکھیں ۔

دیکھیں یہاں پر ایک مسئلہ پوائنٹ آف آرڈر پر agitate ہوا اس پر وزیر قانون صاحب نے بات کی اب بھی یہاں کوئی ایسی بات نہیں تھی یا تو آپ اس کو کسی شکل میں یہاں لاتے ۔ میرے فاضل رکن نے مجھے چٹ لکھی ہے کہ مجھے ایک منٹ دیا جائے اس کا مطلب ہے کہ میں آئندہ کبھی کسی کی چٹ پر اعتبار نہیں کروں گا۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! آپ نے خود فرمایا تھا کہ مجھے لکھ کر دیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ آپ دیکھیں یہ بات ایسے نہیں بنتی رامے صاحب بھی یا میں بھی ہم میں سے کوئی بھی قانون سے بالا تر نہیں ہے اس لیے دیکھنا یہ ہے کہ اس وقت سامنے مسئلہ کونسا ہے اس حدود و قیود کے اندر رہتے ہوئے ہم بات کر سکتے ہیں یہ تو ایسے بھی ہو سکتا ہے ملک میں اور بھی بڑے بڑے مسائل ہیں ----

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! میں نے تو صرف پوچھا ہے

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ میری بات تو سنیں میں ایسی روایت ڈالنا نہیں چاہتا جو رولز کے خلاف ہو یا رولز سے ہٹ کر ہو اس طرح تو تمام فاضل اراکین کے پاس ایسی ایسی باتیں ہیں اور ایسی ایسی مشکلات ہیں اور ہر ممبر ہر وقت کھڑا ہو کر کہے گا کہ جی اس کا فیصلہ کرو ۔

جناب غلام عباس، جناب والا! ایک انسانی زندگی کا مسئلہ ہے اور ایک معصوم کی زندگی کا مسئلہ ہے یہ ان بچوں کا مسئلہ ہے جو اپنی زندگی کی بھیک مانگ رہے ہیں -----

جناب ڈپٹی سپیکر، تابش الوری صاحب۔ ہمیں پتا ہے یہ ایسی بات نہیں ہے آپ بیٹھ جایئے have a seat please. --- جی تابش صاحب ۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! بلدیاتی نظام جمہوری نظام کی بنیاد اور اساس ہوتا ہے اور مختلف

ملکوں میں ----------

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس سے پہلے کہ تابش الوری صاحب اپنی تقریر شروع کریں میں پہلے آپ کی خدمت میں گزارش کر دوں کہ حزب اختلاف کی طرف سے ۱۲ فاضل اراکین کے نام میرے پاس پہنچے ہیں اور حزب اقتدار کی طرف سے چار نام پہنچے ہیں تو یہ بارہ جمع چار سولہ فاضل اراکین بنتے ہیں تو میرے خیال میں اس پر ہم اگر پانچ پانچ منٹ دے دیں --------

اپوزیشن اراکین، جناب والا! یہ سراسر نامناسب ہے آپ ہمیں پورا پورا وقت دیں

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! آپ کیا یہ طے کر کے بیٹھے ہیں کہ آج اجلاس ختم ہونا ہے آپ کو ایوان کا consensus لینا چاہیے اگر وہ اس کو جاری رکھنا چاہتے ہیں تو جاری رکھیں ابھی تو بحث ہی شروع نہیں ہوئی۔ ابھی تو صرف ایک تقریر ہوئی ہے ۔ بلدیاتی نظام جس کے لیے ہم نے requisition دی ہے ------

جناب ڈپٹی سپیکر، بہر حال آپ وقت کو ذرا مد نظر رکھنا۔ آپ شروع کیجیے ۔

سید تابش الوری ، ابھی تو ایک تقریر ہوئی ہے ------

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر ! یہ اجلاس اپوزیشن نے requisition کیا تھا اور ایجنڈے پر صرف ایک آئٹم ہی رکھی گئی تھی اور وہ تھی to discuss Local Government system ۔ لیکن ایک ایسا سانحہ چرار شریف کا ہوا جس کی وجہ سے ایک متفقہ قرارداد پر سب کو بولنا ضروری سمجھا اور ہمارا جو اصل میں دوسرا ایجنڈا تھا اس پر تو بات ہی نہیں ہوئی صرف راجہ بشارت صاحب نے ہی اپنی تقریر کی ہے ۔ تو جناب والا! کل کا دن پورا ہے ------

جناب ڈپٹی سپیکر ، قائد حزب اختلاف کی بات ٹھیک ہے کہ ایک فاضل رکن بولے ہیں ۔ دیکھیے سات بجے تک تو سوالات اور privilege motions وغیرہ چلتی رہیں اور سات بجے ہم نے دوسری کارروائی شروع کی اور یہ دو گھنٹے تک جاری رہی اسطرح سے یہ نو بجے تک جاری رہی ۔ لہذا اب اگر میں آپ کو دو گھنٹے اور دے دوں تو آپ کا مسئلہ ختم ہو جاتا ہے ۔

اپوزیشن ارکان، نہیں جناب یہ مناسب نہیں ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، چلو اس کو ابھی دیکھتے ہیں ----- جی تابش صاحب ۔ (قطع کلامیاں) I call the

House to order.

جناب غلام عباس، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! میں بہت معذرت سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ نے پچھلے اجلاس میں یہ وعدہ فرمایا تھا کہ اس بچے کے علاج کا بندوبست ہو جائے گا۔ جناب والا! یہ ایک بچے کی زندگی کا مسئلہ ہے اس پر آپ ضد نہ کریں آپ یا تو ہاؤس کو اجازت دیں تاکہ وہ اپنی تنخواہ اس بچے کو دے دے ۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر قانون صاحب۔ غلام عباس صاحب اس بات کو agitate کر رہے ہیں۔۔

جناب غلام عباس، جناب ان میں سے ایک لڑکا مر گیا ہے اور دوسرا موت کے دہانے پر کھڑا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی وزیر قانون صاحب ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! تجویز پیش کی گئی ہے کہ تین دن کی تنخواہ اس بچے کے لیے دی جائے جناب میں تین یوم کی بجائے پانچ یوم کی تنخواہ دینے کو تیار ہوں۔ جہاں تک اس بچے کے علاج کا تعلق ہے وزیر اعلیٰ کے سیکرٹریٹ میں اس کا کیس گیا ہے ------(قطع کلامیاں)

MR. DEPUTY SPEAKER: I call the House to order.

وزیر قانون، جناب سپیکر! چیف منسٹر صاحب کی طرف سے میں نے ایوان کے اندر جو یقین دہانی کروائی تھی میں اس یقین دہانی پر اب بھی قائم ہوں ۔ رہی بات اب اس ایوان کی ۔ اب جب ایوان میں ایسا موقع نہیں ہے اگر یہ الگ بھی مجھ سے پوچھتے تو میں انہیں بتا دیتا ۔ اس میں اگر کسی شعبے کی طرف سے تساہل سے کام لیا جا رہا ہے میں اس کا فوری طور پر نوٹس لوں گا اور اس معاملے کو تیزی سے حل کروانے کی کوشش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے ۔ شکریہ ۔ اب اس بات کو یہیں ختم کرتے ہیں ۔ اب وزیر قانون صاحب نے categorically کہہ دیا ہے آپ ان کو علیحدہ بھی مل سکتے ہیں ۔

اب میں آپ کی اطلاع کے لیے گزارش کرتا ہوں کہ اجلاس آج ہی prorogue ہو گا اس کے لیے آپ اگر دو گھنٹے چاہیں تین گھنٹے چاہیں یا جتنا بھی آپ وقت لیں ہم آپ کو دینے کے لیے تیار ہیں مگر اجلاس آج ہی prorogue ہو گا۔-------

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پھر یہ کہتے ہیں کہ حزب اختلاف

گورنمنٹ کو تنگ کرتی ہے ، گورنمنٹ کو کام نہیں کرنے دیتی ۔ جناب سپیکر! ایک اہم ایشو پر requisitioned شدہ اجلاس ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سپیکر کو prorogue کرنے کا اختیار ہے ۔ لیکن prorogue کرنے کے پیچھے اور requisition کرنے کے پیچھے بھی یہ فلسفہ ہے ۔ ابھی اس اہم ایشو پر صرف ایک تقریر ہوسکی ہے ۔ 248 ممبران میں سے صرف ایک معزز ممبر نے اپنا نقطہ نگاہ پیش کیا ہے ۔ جبکہ 247 اراکین نے ابھی اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شاہ صاحب ، اتنے لمبے پوائنٹ آف آرڈر کی کم از کم میں اجازت نہیں دوں گا۔ میں relevaint بات کرنے دوں گا۔ آپ نے یہی بات کی ہے کہ ابھی تک ایک تقریر ہوئی ہے اور وقت تھوڑا ہے ۔ میں اس کی آپ کو وضاحت کردیتا ہوں۔ میں آپ کو سارے ہاؤس کا وقت کیسے دے سکتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں ۔ (قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں ۔ میں آپ کو اس طرح بات کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ میں آپ کا مقصد سمجھ گیا ہوں ۔ آپ اس پہ چاہے آدھا گھنٹا تقریر کر لیں ۔

سید ظفر علی شاہ ، آپ میری بات نہیں سمجھ رہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کی ساری بات سمجھ گیا ہوں ۔ آپ چاہتے ہیں کہ آپ نے ہمیں وقت نہیں دیا ہے ۔ ہم نے ایجنڈا دیا ہے ۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ نے ابھی یہ اعلان کیا ہے کہ اجلاس آج ہرصورت prorogue ہو جائے گا۔ آپ دس گھنٹے لے لیں ، بارہ گھنٹے لے لیں۔ یہی آپ نے فرمایا ہے ۔ اب اس پر میرا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنے گا تو اور کونسا بنے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر مختصر ہوتا ہے نہ کہ اس پر آدھا گھنٹا تقریر ہوتی ہے ۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! میں تقریر نہیں کر رہا ۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ کیا سپیکر صاحب کہ جنھوں نے prorogue کرنے کی ابھی آپ کے پاس چٹ بھیجی ہے کیا وہ اپوزیشن کو یہ دعوت دے رہے ہیں کہ ہم پھر requisition پیش کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ میری بات سنیں ۔ میں آپ کو بتاتا ہوں ۔ آپ نے ایک نکاتی ایجنڈا دیا۔ جیسا کہ آپ نے بھی کہا کہ اس میں قدرتی طور پر ایک ایسا سانحہ آ گیا جو ہم سب مسلمانوں کے لیے تکلیف کا باعث تھا۔ اس لیے ہم نے رولز کو relax کر کے اس پر بحث شروع کر دی۔ اور پانچ پانچ

فاضل اراکین نے اس پر تقاریر کیں۔ جب نو بج گئے تو اجلاس کا وقت ختم ہو گیا جس پر میں نے وقت بڑھا دیا۔ اب جو 247 ممبران کی آپ بات کرتے ہیں ۔ آپ نے 12 فاضل اراکین کی لسٹ دی ہے ۔ جس طرح آپ اس حق کو استعمال کرتے ہیں کہ اجلاس ختم ہوا ادھر آپ نے requisition دے دی ۔ یہ آپ کا آئینی حق ہے ۔ اسی طرح سپیکر کا بھی یہ ایک استحقاق ہے کہ اس نے prorogue کرنا ہے ۔ تو میں آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر تحاریک التوائے کار کو لیں پھر تحاریک استحقاق کو لیں اور اس کے بعد تقاریر کریں تو زیادہ سے زیادہ دو اڑھائی گھنٹے بچتے ہیں۔ میں آپ کو اس پر تین گھنٹے کی اجازت دے دیتا ہوں کہ آپ تین گھنٹے تک اس پر بات کر سکتے ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی قائد حزب اختلاف۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب سپیکر! ابھی میری بات منسٹر لوکل گورنمنٹ سے ہو رہی تھی ۔ تو میں نے ان سے کہا کہ اگر ہم کل کا دن بول لیں گے تو اس میں آپ کو کیا ہو جائے گا۔ انھوں نے کہا کہ مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ لاء منسٹر صاحب سے میں نے بھی کہا ہے کہ کل کا دن رکھیں۔ بیشک اس پر بحث ہونی چاہیے ۔ پھر لاءمنسٹر صاحب کو کونسا اہم کام پڑ گیا ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ کل اجلاس نہیں ہونا چاہیے ۔ کل کا دن رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، لاء منسٹر صاحب ' اس پر آپ اپنے خیالات بتا دیجیے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! اپوزیشن کا حق ہے کہ ----------

وزیر بلدیات، جناب سپیکر ' point of personal explanation لیڈر آف اپوزیشن نے میرا نام لیا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کا نام لیا ہے ؟ میں نے تو نہیں سنا۔

وزیر بلدیات ، انھوں نے منسٹر لوکل گورنمنٹ کا نام لیا ہے تو منسٹر لوکل گورنمنٹ آپ کے سامنے کھڑا ہے ۔ میں نے قائد حزب اختلاف سے یہی عرض کی ہے کہ اگر 16 کی بجائے اگر 5 آدمی بات کرلیں تو اس میں کیا مضائقہ ہے ۔ اس پر انھوں نے کہا کہ کل کا اجلاس اگر ہو جائے تو اس میں کیا مضائقہ ہے ۔ میں نے ان سے کہا کہ کوئی مضائقہ نہیں ہے ۔ میں تو اس حق میں ہوں کہ سال کے دس

مہینے اجلاس چلنا چاہیے ۔ I believe in that کہ جب تک پارلیمنٹ چلتی رہے ۔ ہم لوگ منتخب اسی لیے ہوتے ہیں ۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ۔ آپ کو یاد ہے کہ 1970ء میں دس دس مہینے اجلاس چلا کرتے تھے ۔ یہی میں وضاحت کرنی چاہتا تھا ۔ اب لاء منسٹر صاحب کھڑے ہیں ۔ ان سے پوچھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! اپوزیشن کا حق ہے ۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ یہ ان کا آئینی حق ہے کہ وہ اجلاس requisition کر سکتے ہیں۔ اور ان کے اجلاس requisition کرنے پر سپیکر پنجاب اسمبلی اجلاس بلاتے ہیں اور اس کا وقت اور تاریخ طے کرتے ہیں۔ اور سپیکر پنجاب اسمبلی نے ہی اجلاس prorogue کرنا ہوتا ہے ۔ اس معاملے میں گزشتہ اجلاس جو کہ اپوزیشن کی requisition پر بلایا گیا تھا ۔ اس میں ہمارے درمیان افہام و تفہیم سے طریق کار طے ہوا۔ سات دن کے لیے فاضل اراکین اپوزیشن اور ان کی قیادت اور ان کے نمائندہ ممبران نے۔۔۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! جس طرح سید ظفر علی شاہ صاحب بات کر رہے تھے تو ان کی لمبی بات سننے کے لیے تیار نہیں تھے ۔ اب انھوں نے لیلیٰ مجنوں کی کہانی شروع کر دی ہے ۔ تو آپ سن رہے ہیں اور سنوا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تشریف رکھیں۔ آپ میری بات سنیں۔ ظفر علی شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کر رہے تھے ۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں ہیں۔ میں نے ان کو اس problem کے لیے ہاؤس دیا ہے جو کہ اس وقت ہمارے سامنے ہے ۔ میں سیشن کے بارے میں ہی ان سے تفصیل پوچھ رہا ہوں کہ تفصیل کیا ہے ۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پہ نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! سات دن کا طے ہوا اور وہ اجلاس پندرہ روز تک چلا۔ اور جب سات روز کے لیے وقت طے ہوا جو نمائندہ حضرات اسمبلی کا اجلاس ' اس کے معاملات اور وقت طے کرنے کے لیے ہمارے پاس سپیکرز چیمبر میں بھجوائے گئے تھے ۔ انھوں نے یہ فرمایا کہ اگر سات روز اجلاس چلے تو بجٹ سے پہلے ہم requisition نہیں دیں گے ۔ سات روز کے بعد تین دفعہ وقت میں توسیع کی گئی ۔ فاضل اراکین اپوزیشن نے ڈپٹی لیڈر آف اپوزیشن اور اپوزیشن لیڈر نے جس دن کی خواہش کی اتنے روز کے لیے اسمبلی بزنس بڑھایا گیا۔ اور یہی بات کہی گئی کہ ہم بجٹ سے پہلے requisition نہیں دیں گے۔ جناب سپیکر! یہ چرار شریف کا واقعہ واقعی ایسا ہے کہ جس پر اسمبلی کا اجلاس ہونا چاہیے تھا اور ہمارے جذبات اس ایوان کے سامنے آنے چاہییں تھے ۔ لیکن اس معاہدے

کے باوجود اور اس معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یہ requisition اگر دی گئی تو اس کو اپوزیشن کا جمہوری حق سمجھتے ہوئے تسلیم کیا اور آپ نے یہ اجلاس بلایا۔ آج کا یہ اجلاس آگے بڑھانے یا چلانے کے لیے اجلاس شروع کرنے سے قبل ڈپٹی لیڈر آف اپوزیشن یا لیڈر آف اپوزیشن نے نہ میرے ساتھ کوئی بات کی ہے اور نہ ہی انھوں نے چاہا ہے ۔ بے شک یہ اجلاس اپوزیشن کے طلب کرنے پر بلایا گیا اور اس میں آپ نے وہی ایجنڈا رکھا جو اپوزیشن نے چاہا۔ اگر اسمبلی اجلاس کے لیے معینہ وقت کے اندر وہ issue discuss نہیں ہو سکتا تو اس میں وزیر قانون یا حکومت کا قصور نہیں ہے ۔ آپ وقت بڑھا کر انھیں بات کرنے کے لیے مہلت دے رہے ہیں جب انھیں مہلت مل رہی ہے ' وقت مل رہا ہے اس وقت کے اندر اگر وہ بات نہیں کرنا چاہتے تو میں یہ نہیں سمجھتا کہ محض اس لیے کہ وہ اجلاس طلب کرنے کا حق رکھتے ہیں ۔ بات آگے چلی جائے ایک دن سے دو دن ' دو دن سے پانچ دن اور چھ دن اگر یہ جمہوری روایات ہیں تو وہ اس کے لیے بات کرتے ۔ جناب سپیکر ! حکومت کی بے شمار ترجیحات ہیں یہ نہیں ہے کہ صرف اسمبلی کا اجلاس چلایا جائے یہی حکومت کا کام ہے ۔ حکومت کو عوام کی خدمت کے لیے ' دوسرے نظام چلانے کے لیے بھی وقت چاہیے ہوتا ہے اور اگر ساری مشینری ' سارا سیکرٹریٹ صرف اسمبلی اجلاس میں through out مصروف رکھا جائے تو اس سے عوام کی خدمت کے لیے جو جاری منصوبے اور سسٹم ہے وہ بھی متاثر ہوتا ہے ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج کے اجلاس کے لیے سپیکر صاحب جس طرح مناسب سمجھتے ہیں وہ فیصلہ کرنے کا اختیار رکھتے ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج کا دن اجلاس کافی ہے ۔ جس معاملے کو وہ زیر بحث لانا چاہتے ہیں وہ تو اب مجلس قائمہ کے حوالے ہو گیا ہے ۔ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجلس قائمہ کے حوالے ہو گیا ہے ۔ وہ اب ایوان کی پراپرٹی نہیں ہے ۔ اگر اراکین اس میں کوئی تبدیلی لانا چاہتے ہیں تو مجلس قائمہ کے ممبرز کے ذریعے لائیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت اس پر بحث کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی فرمایئے۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر ! ایک بڑی عجیب بات ہے کہ جب ادھر اپوزیشن کی طرف سے کوئی آدمی کھڑا ہوتا ہے تو آپ کو اس کی بات سمجھ آجاتی ہے لیکن جب ادھر حزب اقتدار کی طرف سے کوئی کھڑا ہوتا ہے تو آپ کو سمجھ نہیں آتی ---

جناب ڈپٹی سپیکر، دیکھیے میرے بھائی آپ سپیکر کے conduct کو زیر بحث نہیں لا سکتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب ادھر سے یا ادھر سے کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہو ---- جیسے غلام صاحب جب کھڑے ہوئے تو میں نے ان کی بات کو بھی ٹوکا کہ یہ بات پہلے ہو چکی ہے، نوٹس میں آ چکی ہے۔ وزیر موصوف کو میں نے از خود آپ کے مسئلے کو کچھ سلجھانے کے لیے وقت دیا۔ تاکہ ہم کوئی بہتر راستہ نکال سکیں۔ اس لیے میں نے انھیں وقت دیا ہے ورنہ میں نے کبھی ایسا نہیں کیا کہ کسی کے ساتھ میں نے تخصیص کی ہو۔

سردار سکندر حیات خان، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔ میرے بھائی ایس اے حمید صاحب نے بتایا کہ مجھے یہ بات نہیں سمجھ آئی۔ کہ ایک طرف تو آرڈی ننس رکھا جا رہا ہے اور اس پر بحث کی اجازت ہی نہیں ہے دوسری طرف اسی دن لوکل گورنمنٹ پر بات کرنے کے لیے اپوزیشن کو موقع دیا جا رہا ہے کہ آپ اس پر بات کریں -----

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار سکندر حیات صاحب یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی سید ظفر علی شاہ صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر ، میں آپ کا مشکور ہوں کہ مسئلہ سلجھانے کے بارے میں آپ نے مجھے بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ جناب والا ! اس مسئلے کے حوالے سے اور پچھلے اجلاس کے حوالے سے چونکہ یہ بھی حوالہ دیا گیا ہے کہ اپوزیشن کے وہ حضرات جنھوں نے ان سے بات کی تھی اور یہ طے ہوا تھا، افہام و تفہیم ہوئی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پارلیمانی نظام میں اجلاس کو چلانے کے لیے افہام و تفہیم بھی ہوتی ہے۔ میری اپنی اطلاع کے مطابق پہلی بات تو یہ ہے کہ ہماری اس ٹیم نے قطعاً یہ بات ان سے نہیں کی تھی کہ ہم آئندہ ریکوزیشن نہیں دیں گے۔ دوسری بات جہاں تک اپوزیشن ریکوزیشن دینے یا جناب سپیکر کا اجلاس prorogue کرنے کا حق ہے اس بارے میں آپ کو علم ہے اور تمام ممبران بھی جانتے ہیں۔ اس پر میں آپ کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا کیونکہ یہ دونوں کے اپنے rights ہیں۔ اسی طرح ریکوزیشن پر اجلاس بلانے کا right دو چار چھ آدمیوں کے کہہ دینے سے ختم نہیں ہوتا۔ اور سب سے اہم جو بات ہے وہ یہ ہے کہ اس ریکوزیشن اجلاس میں Constitution invo ہے ، Rules involve ہیں۔ پورے پنجاب کے صوبے کے بارے میں ہونے والے لوکل کے نظام کو درہم برہم کرنا اور اس کے اثرات کو پھر باقی صوبوں پر ڈالنا یہ ایک بہت لمبی بحث

ہے جب آپ سنیں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ اس پر حزب اختلاف کتنی سنجیدہ ہے ۔ حزب اختلاف پنجاب کی ' پنجاب کے لوگوں کی نمائندگی کرتی ہے ۔ وزیر قانون صاحب نے فرمایا کہ ہمارا کام صرف اسمبلی کا اجلاس منعقد کرنا ہی نہیں ہوتا ہم نے اور کام بھی کرنے ہوتے ہیں ۔ بھلے کرتے رہیں ' خوشی سے کرتے رہیں ' حکومت چلاتے رہیں ۔ لیکن ان کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ان کی حکومت نے اس اسمبلی سے جنم لیا ہے ۔ اسمبلی مقدم ہے ' اسمبلی پرائمری ہے ' اسمبلی نمبر 1 ہے اس کے بعد گورنمنٹ ہے ۔ حکومت نے جس اسمبلی سے جنم لیا ہے اگر اس اسمبلی کے تیور بدل گئے تو ان کی حکومت دھری کی دھری رہ جائے گی ۔ اس لیے ان کو زعم اپنے ذہن سے نکال دینا چاہیے کہ حکومت سپریم ہے ۔ پارلیمانی نظام میں ہمیشہ پارلیمنٹ اور ایوان سپریم ہوا کرتے ہیں ۔ اور آخری بات میں جناب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر exchequer کا بھی سوال ہے ۔ آج کے ایک اجلاس کے لیے کتنے اخراجات اٹھے ہوں گے ؟--- ---اس میں کوئی شک نہیں کہ چرار شریف کا مسئلہ بڑا اہم ہے یعنی انھوں نے ہماری ریکوزیشن کا فائدہ اٹھایا ۔ ہم نے ان کے ساتھ اتفاق کیا ہے ہمارے بھی جذبات وہی تھے ' ان کے بھی جذبات وہی تھے ۔ جس طرح ہم نے ان کا ساتھ دیا ہے اسی طرح وہ بھی اس spirit کو سمجھیں کہ اصل میں ریکوزیشن جس subject پر ہوئی ہے اس subject پر بات ہونے دیں ' سننے دیں۔ انھوں نے ایک اور بات یہ کی ہے کہ ہم نے مسودہ ٹیبل کر دیا ہے ۔ اگر آپ نے ٹیبل کر دیا ہے تو اس کا right الگ ہو گا ۔ جو آپ نے Bill move کیا ہے اس کے ایک ایک فل سٹاپ ' قومے اور ایک ایک فقرے پر ہم بحث کریں گے لیکن اس وقت کریں گے جب مجلس قائمہ کی رپورٹ آئے گی لیکن over all جس پر ہم نے ریکوزیشن دی ہے اس پر تو بات کرنے دیں حزب اختلاف کا تو نقطہ نگاہ ابھی تک عوام تک پہنچا ہی نہیں ہے ۔ اب آپ فرما رہے ہیں کہ میں تین گھنٹے دینے کے لیے تیار ہوں ۔ یہ بحث تو صبح تک بھی ختم نہیں ہو گی ۔ public opinion ' اس میں پریس بھی involve ہے ۔ public opinion کس طرح سنے گا کہ حزب اختلاف کا opinion کیا ہے ؟ پریس والے ہمارے پابند نہیں ہیں کہ وہ پریس کی کاپیاں روکے رکھیں گے اور دیکھتے رہیں گے کہ جناب حزب اختلاف کا نقطہ نظر کیا تھا اور حزب اقتدار کا نقطۂ نظر کیا ہے ۔ ایک working times ہیں ۔ اجلاس کا وقت بڑھانا سپیکر صاحب کے اختیار میں ہے لیکن وہ ایمرجنسی میں ہے یہ نہیں کہ چونکہ well of the Government آ گئی ہے لہٰذا پانچ منٹ بڑھا دیے جائیں ' دس منٹ بڑھا دیے جائیں یا بارہ بجے تک بڑھا دیا جائے ۔ چونکہ

آپ نے اجلاس ہر صورت prorogue کرنا ہے ۔ کیا یہ کہیں لکھا ہوا ہے ۔ جناب والا ! آپ کی وساطت سے حکومت کی خدمت میں یہ میری عرض ہے کہ اس طرح قومی خزانے کو تباہ نہ کریں ' اس طرح حزب اختلاف کے گلے کو مت دبائیں ' اس طرح عوام کو بے وقوف مت بنائیں اور اس طرح حکومت کو مت چلائیں ۔ آپ کی حکومت اس طرح نہیں چل سکتی ۔ اگر آج یہ اجلاس prorogue ہو گیا تو ہم اپنے قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ التماس کریں گے اور مجبور ہو جائیں گے کہ ہم پھر ریکوزیشن کریں ۔ اور ہم اپنے اس آئینی حق کو جائز طریقے سے استعمال کریں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، سید تابش الوری صاحب اب آپ تقریر شروع کریں ۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ' جناب وزیر قانون نے بعض معاملات میں غلط بیانی سے کام لیا ہے ۔ بعض معاملات کو مبہم رکھا ہے ۔ میں آپ کے توسط سے اس ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلا اجلاس بھی ہماری ریکوزیشن پر طلب کیا گیا تھا اور ہم نے جو ایجنڈا ترتیب دیا تھا اس میں سے دو اہم آئیٹم ....

جناب ڈپٹی سپیکر، سید تابش الوری صاحب اب آپ کس طرف جا رہے ہیں ۔ سید ظفر علی شاہ صاحب نے اس پر بڑی تفصیل سے بات کر لی ہے ۔ اب آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں یا نہیں ؟

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ' میں نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کر رہا ہوں ۔ میں تقریر نہیں کرنا چاہتا ۔ صرف وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر قانون نے یہ فرمایا ہے کہ پچھلا اجلاس پندرہ دن تک ہم نے چلایا لیکن وہ یہ بھول گئے کہ انھوں نے اس میں سے پانچ دن ہمارے ریکوزیشن اجلاس میں سرکاری کام انجام دیا۔ پانچ دن بارانی زرعی یونیورسٹی کے بل پر بحث ہوئی ۔ انھوں نے ہمارے ریکوزیشن اجلاس میں اپنا کام کیا اور ہمارے جو اہم ترین آئیٹم تھے ۔ un-employment دوسرا ایجوکیشن ان پر بحث نہیں ہو سکی اور ہیلتھ پر بھی جزوی طور پر بحث ہوئی ۔ جو اجلاس بڑھا وہ اس لیے بڑھا کہ ان کی جانب سے ان سے اختلاف رکھنے والے باغی ارکان نے یہاں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے کورم پوائنٹ آؤٹ کیا ۔ اور یہ طے ہوا تھا کہ اگر وہ کورم پوائنٹ آؤٹ کریں گے تو اجلاس کا دن بڑھا دیا جائے گا ۔ اس کے جرمانے میں وہ بڑھاتے رہے ۔ انھوں نے ہم پر کوئی احسان نہیں فرمایا ۔ اس دوران تقریباً چھ چھٹیاں آ گئیں تو اس اعتبار سے پچھلی دفعہ بھی ہم نے جو ریکوزیشن کی تھی اور جو ایجنڈا دیا تھا ۔ اس کے مطابق بحث نہیں ہو سکی ۔ اور آج بھی ہم نے جو ایجنڈا دیا ہے ابھی تک اس پر ایک مقرر کی تقریر ہوئی ہے ۔ چونکہ ہم سب نے چرار شریف کے مسئلے کو متفقہ طور پر اہمیت دی اس لیے سارا وقت اس پر

صرف ہو گیا ۔ آخر یہ فرار کیوں اختیار کرنا چاہتے ہیں ؟ یہ مباحثے سے انحراف کیوں کرنا چاہتے ہیں ؟ یہ عوام کے جذبات و احساسات سے گریز کیوں کرنا چاہتے ہیں ؟ یہ ہاؤس اسی لیے ہے کہ صوبے کے جو اہم ترین مسائل ہیں ہم ان پر اظہار خیال کریں ۔ جناب والا! میں آپ سے عرض کروں گا کہ اس دفعہ آپ نے بھی سپیکر نے بھی فریق بن کر ہماری ریکوزیشن پر نہ ہمیں بلایا نہ ایجنڈے پر بات کی اور نہ ہی ہم سے رابطہ قائم کیا ۔ہمارے نزدیک یہ پارلیمانی روایات سے انحراف کے مترادف ہے ۔ سپیکر کو غیر جانبدار ہونا چاہیے ۔ اگر سرکاری پارٹی نہیں آتی تو نہ آئے ۔لیکن ان کا فرض تھا کہ حزب اختلاف کی ریکوزیشن پر ہمیں وہ بلاتے کہ آپ کا کیا ایجنڈا ہے اور کتنے دن discuss کرنا چاہتے ہیں ۔ ہم تو اس پر سات روز تک بحث کرنا چاہتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ ۔ جی قائد حزب اختلاف

قائد حزب اختلاف (چودھری پرویز الٰہی) ، جناب سپیکر ! لاء منسٹر صاحب نے دو تین باتیں کی ہیں وہ اس پر مختصر بھی بول سکتے تھے لیکن انھوں نے انھی باتوں کو کافی لمبا کیا ہے ۔ اس سلسلے میں خاص طور پر انھوں نے جو ایک چیز کا ذکر کیا ہے کہ ہمارے ساتھیوں کے ساتھ یہ بات طے ہوئی تھی کہ ہم آئندہ ریکوزیشن نہیں دیں گے ۔ میں نے تمام ساتھیوں سے پوچھا ہے ۔ کسی بھی موقع پر بالکل یہ طے نہیں ہوا تھا کہ ہم آئندہ ریکوزیشن نہیں دیں گے ۔ کیونکہ یہ تو ہمارا حق ہے ۔ اور ہم یہ پہلے بھی دیتے آئے ہیں آئندہ بھی دیں گے ۔ اور خاص طور پر جب ایک نیا issue آ جائے ۔ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس جو کہ اجلاس ختم ہوتے ہی جاری ہو گیا اس سے ایک نئی صورت حال پیدا ہو گئی تو اس کے اوپر لامحالہ اپوزیشن نے اپنا حق استعمال کرتے ہوئے دوبارہ ریکوزیشن دے دی ۔ اور اس دفعہ ایک ہی آئیٹم ایجنڈے پر دی گئی to discuss Local Government system تو ایک آئیم والے ایجنڈے پر صرف ہمارے ایک ہی ساتھی بول سکے ہیں ۔ تو اس میں انھیں کیا رکاوٹ ہے ۔ انھوں نے کل کہاں جانا ہے ؟ یہ جاتے ہیں تو چلے جائیں یہاں پر اور دوسرے وزراء صاحبان ہیں ۔ یہاں پر لوکل گورنمنٹ منسٹر موجود ہیں اور وہ بھی اپنی consent دے چکے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ تو کل کا دن debate کے اوپر رکھ لیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تو اب ہم تقاریر شروع کریں ۔ اللہ اچھی کرے گا ۔ جی تابش الوری صاحب!

آوازیں، کل کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : تابش صاحب اب ہم ایک دو تقاریر تو شروع کریں ۔ میں نے ایک گھنٹا تو وقت بڑھایا ہے ۔ ایک گھنٹا تو میرے پاس ہے ۔ آپ اس پر تقاریر کریں ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! اگر آپ اجلاس ختم کرنے کا اعلان نہ کرتے پھر تو ٹھیک تھا ۔ اب آپ under coercion چلا رہے ہیں ۔ آپ نے فرما دیا کہ prorogue کر دینا ہے ۔ under coercion کوئی پارلیمنٹ نہیں چل سکتی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مجھے تو ابھی پتا چلا ہے ۔ میں نے ایسی کوئی سازش نہیں کی ۔ جس وقت مجھے پتا چلا میں نے آپ کو بتا دیا ۔

سید ظفر علی شاہ : جناب والا ' under coercion کوئی اسمبلی نہیں چل سکتی سیدھی سی بات ہے ۔

وزیر بلدیات، پوائنٹ آف رڈر !

جناب ڈپٹی سپیکر : جی ناظم حسین شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں ۔

وزیر بلدیات، جناب والا! میں ظفر علی شاہ صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم ان کو بہت بہتر سمجھتے ہیں اور اپنے آپ کو ان سے مستفید کرتے ہیں ۔ یہ تو ایک بہت پرانی بات ہے میں Magna Carta کی بات کروں گا کہ There is no conviction with out giving the right of explanation تو جناب والا! وہ پہلے ہی فیصلہ دے دیتے ہیں ۔ جب آپ نے یہ فرما دیا ہے کہ اللہ اچھی کرے گا ۔ تو ان کو positive طریقے سے سوچنا چاہیے ۔ وہ negative طریقے سے کیوں سوچتے ہیں ؟ جب سپیکر صاحب نے بڑی positive بات کی ہے وہ تقاریر شروع کریں ۔ آپ خود دیکھ لیں کہ اسی بات کے اوپر آدھہ گھنٹا ضائع ہو گیا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ہاں بالکل ۔

وزیر بلدیات، آپ نے ایک گھنٹے کا ٹائم دیا ہے ۔ قائد حزب اختلاف نے بھی بات کی ہے اور دوستوں نے بھی بات کی ہے ۔ لاء منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں ۔ پھر آپ نے بھی بات کی ہے کہ اللہ تعالیٰ بہتری کرے گا ۔ تو کم از کم positive طریقے سے سوچنا چاہیے negative طریقے سے نہیں سوچنا چاہیے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ ۔ جی تابش صاحب ' میرے خیال میں اب آپ تقریر شروع کریں ۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی مولانا فضل کریم صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں

صاحبزادہ محمد فضل کریم: جناب والا! وزیر موصوف نے فرمایا کہ جب آپ نے فرمایا کہ اللہ بہتر کرے گا تو میں چاہتا ہوں کہ اس بارے میں حدیث کا ایک حوالہ دے دوں۔ حدیث میں ہے کہ السعی منی والاتمام من اللہ دعا من اللہ یعنی کوشش کریں گے تو پھر اللہ برکت عطا فرمائے گا۔ اگر یہ کہیں کہ کوشش نہ کریں تو پھر اللہ برکت نہیں فرمائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بات ٹھیک ہے۔ آپ کی بات جائز ہے۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم: جناب والا! میں دوسری بات عرض کروں ------

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں پوائنٹ آف آرڈر پر ایک ہی بات ہو سکتی ہے۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم: آپ کو معلوم ہے کہ میں بہت کم بولتا ہوں۔ میں صرف ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں پوائنٹ آف آرڈر پر ایک ہی بات ہوتی ہے۔ ظفر علی شاہ صاحب ذرا ساتھیوں کو سمجھائیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر بلدیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اقبال خاکوانی کو فلور دے دیا ہے اس کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔ جی خاکوانی صاحب

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب سپیکر، غالباً آپ پانچ چھ الیکشن لڑ چکے ہیں اور پتا نہیں کہ اور کتنے لڑیں گے اور ہم بھی الیکشن لڑ کر یہاں آ چکے ہیں۔ آپ کو اور ہمیں جو ایک مشترکہ صورت حال کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ جو ووٹر ہمیں کہیں کہ اللہ اچھی کرے گا۔ اس کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ آپ کو پتا ہے؟۔ آپ کو بھی پتا ہے اور ہمیں بھی پتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ خاکوانی صاحب۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سید ناظم حسین شاہ صاحب کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔ جی شاہ صاحب

وزیر بلدیات: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ہمارے بھائی صاحبزادہ فضل کریم صاحب نے بات کی ہے کہ اللہ تعالیٰ بہتر کرتا ہے۔ یہ میری بات نہیں ہے قرآن شریف میں یہ بات کہی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب زمین کے اوپر اپنا خلیفہ آدم کو منتخب کیا تو وہاں پر یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات میں سے۔ کیونکہ جب انسان کو اشرف المخلوقات بنایا گیا ہے تو اس نے کہا کہ میں نے اپنی صفات میں سے انسان میں صفات رکھی ہیں۔ اپنی صفات میں سے ------

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

وزیر بلدیات: جناب والا! میری بات سن لیں۔ اور ان صفات میں سے سب سے پہلی صفت کیا ہے؟ کہ جیسے اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ رحمۃ العالمین اس نے انسان میں پہلے رحم رکھا ہے۔ اس کے بعد جیسے اللہ تعالیٰ کی یہ صفات ہیں جبار بھی ہے قہار بھی ہے ذوئے انتقام بھی ہے بڑے بڑے مکاروں کے مکر بھی سمجھتا ہے ------

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ ناظم حسین شاہ صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

وزیر بلدیات: جناب والا! آدھہ منٹ تابش الوری صاحب نے جو ریمارکس دیے ہیں ----

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پھر بات کریں نا۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ پھر دوسری طرف سے یہ بات ہو گی۔ ان کو آپ نے ٹائم دے دیا۔ جی سعید شرقپوری صاحب

وزیر بلدیات: میں ایک فقرے میں اپنی بات مکمل کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں نہیں۔ وزیر اپنی جگہ پر لیکن قانون اپنی جگہ پر۔

وزیر بلدیات: جناب والا! میں ایک فقرہ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، فقرہ کہیں ناں۔ لیکن آپ نے تقریر شروع کر دی ہے۔

وزیر بلدیات: نہیں جناب والا! میں ایک فقرے میں بات مکمل کر رہا ہوں۔ اتنے میں بات بھی ختم ہو جاتی تھی۔ تو اس لیے جیسے آپ نے کہا ہے کہ رحم کی طرف دیکھنا چاہیے۔ باقی تابش الوری صاحب نے

جو فقرہ کہا ہے وہ انگریزی کا مقولہ ہے کہ When a thing is inevitable then enjoy. تو میں اس میں یہ add کروں گا when an act is complete then relax

MR. DEPUTY SPEAKER: This is no point of order I rule it out . The point of order raised by lemend Minister for Local Bodies جی صاحبزادہ سعید احمد شرقپوری صاحب۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری: جناب سپیکر، آپ حکم فرمائیں کہ میں کیا بولوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری: آپ حکم فرمائیں میں کیا بولوں۔ اگر آپ نے مجھے ڈنڈا مارنا ہے تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کھڑے ہوئے ہیں۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری: اگر آپ نے ڈنڈا مارنا ہے تو میں بات نہیں کروں گا۔ اگر ڈنڈا نہیں مارنا تو آپ مجھے اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ آپ کس بات پہ کھڑے ہیں؟

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری: آپ مجھے اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کس پوائنٹ پہ؟

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری: بس مجھے پتا ہی نہیں چل رہا کہ بات کیا کرنی ہے۔ بہر کیف آپ مجھے اجازت دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کتنا ٹائم لیں گے۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری: دو منٹ ٹائم لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اجازت ہے۔

چودھری محمد منیر ازہر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب مولانا صاحب کھڑے ہیں۔ ان کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری ، جناب والا! بلدیاتی آرڈیننس پر بات ہو رہی ہے .....

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر 'بلدیاتی آرڈیننس پر تقریر شروع کر دیں۔ آپ کا نام تو لسٹ میں ہے۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب والا! آپ نے تو مجھے بات ہی نہیں شروع کرنے دی۔ جناب سپیکر !بلدیات سید ناظم حسین شاہ صاحب ' اور ناظم کا مطلب یہ ہوتا ہے جو انتظام کرے ۔ انہوں نے پہلے یہ فرمایا کہ کل کا وقت دے دیا جائے اور وہ ایسے ناظم ہیں جو اپنے آپ پر نظم وضبط قائم نہیں کر سکتے اور بات کرکے وہ پھر گئے ہیں اور بلدیات کا مسئلہ زیر غور ہے ہندوؤں نے چرار شریف کی بلدیہ کو تباہ کیا ہے اور چرار شریف کے مکانوں کو تباہ کیا ہے اور ہمارے پاس جو بلدیاتی مسئلہ ہے اس کو بھی ہندو تباہ کرنا چاہتے ہیں ۔ (قہقہے) ۔ جناب والا ابھی میرے دو منٹ نہیں ہوئے 'میوں وزیر قانون چودھری فاروق صاحب نال محبت اے ۔ (قہقہے) ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب والا! ابھی دو منٹ نہیں ہوئے ۔ آپ ڈنڈی نہ ماریں ۔ بات یہ ہے کہ چرار شریف کے مسئلے کی اہمیت اس اعتبار سے زیادہ ہو گی اگر ہم اس ایجنڈے کو دوسرے دن بھی رکھ لیں اور اگر ہم اس ایجنڈے کو کینسل کرتے ہیں تو ہندوؤں کے عزائم پورے ہوتے ہیں ۔ کیونکہ وہ تو چاہتے ہیں کہ پاکستان میں بلدیات ختم ہوں ۔ اس لیے آپ اس ایجنڈے کو ختم نہ کریں اور ابھی اتحاد کی باتیں ہو رہی تھیں .....ابھی دو منٹ نہیں ہوئے .....موہل صاحب بزرگ صاحب (قہقہے) وڈے نیں لیکن داڑھی نہیں ۔ وچوں بڈھے نیں ۔ (قہقہے) داڑھی رکھ لو سنت اے ۔ جناب والا! ابھی دو منٹ نہیں ہوئے .....

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب میں نے دیکھ لیا ہے اور دو منٹ ہو گئے ہیں ....

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری ، نہیں جناب ابھی نہیں ہوئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں آپ ایسے نہ کریں۔ آپ بڑے دیندار اور نیک آدمی ہیں۔ آپ نے دو منٹ مانگے تھے اور دو منٹ ہو گئے ہیں۔ میں نے گھڑی پر نوٹ کیا ہے ۔ شکریہ سید تابش الوری صاحب تقریر فرمائیں گے اور اس کے بعد مجھے ختم کرنے دیں۔

وزیر بلدیات ، جناب والا! میرے بھائی نے جو بات کی ہے .....

جناب ڈپٹی سپیکر ، میاں ازہر منیر

چودھری محمد منیر ازہر ، جناب سپیکر! سید ناظم حسین شاہ نے قرآن کریم کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی صفات کا ذکر فرماتے ہوئے ۔ رحمۃ العالمین کا ذکر کیا تو ان کی خدمت اقدس میں عرض ہے ارحم الرحمین کا ذکر اللہ تعالیٰ کی صفت میں آتا ہے ۔ رحمۃ العالمین کا ذکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں آتا ہے ۔ میں گزارش کروں گا کہ قران کریم کے حوالے دینے سے پہلے ، کسی بھی رکن اسمبلی کو کسی بھی شخص کو پوری تیاری کے ساتھ آنا چاہیے۔ قرآن کا حوالہ بغیر تیاری کے دینا گناہ کے زمرے میں آتا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔ شاہ صاحب اب آپ دو باتوں کی وضاحت کریں گے ؟

وزیر بلدیات ، جناب والا! میں ذاتی نکتہ وضاحت پر آدھے منٹ میں بات ختم کردوں گا ۔ پہلے تو میں ' جناب منیر ازہر صاحب کا مشکور ہوں he corrected me میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ جیسے اللہ تعالیٰ ہر انسان پر پہلے رحم نازل کرتا ہے ۔ انہوں نے correct کیا ہے تو I am thank ful to him. اور ان کا مشکور ہوں' باقی جہاں تک ذاتی نکتہ وضاحت کی بات ہے ۔ جناب والا! آپ بھی اس بات کے گواہ ہیں' پورا ہاؤس بھی گواہ ہے میں نے کونسی commitment سے back out کیا ہے اور باقی میں چودھری فاروق صاحب سے پوری ہمدردی کرتا ہوں کہ جن کے عاشق یہ ہوں اس معشوق کا کیا حال ہو گا۔ (قہقہ)

جناب ڈپٹی سپیکر ، سید تابش الوری صاحب ۔ سید ظفر علی شاہ صاحب تقریر کریں گے ۔...

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر میں .....

جناب ڈپٹی سپیکر ، چودھری محمد ریاض صاحب ۔ اگر نہیں کرتے تو اگلے رکن میاں عبدالستار صاحب ۔ اور اگر وہ نہیں کرتے تو میاں عمران مسعود صاحب اور وہ بھی نہیں کرتے تو رانا محمد اقبال خان ۔ سید سلطان عظمت ایاز صاحب ۔ راجہ جاوید اخلاص صاحب ۔ شیخ محمد انور سعید صاحب ۔ جناب ایس اے حمید صاحب ۔ ڈاکٹر محمد شفیق صاحب ۔

ایک معزز رکن ، جناب والا! اس طرح سے نہ کریں یہ بالکل غلط ہو گا .....

MR. DEPUTY SPEAKER: In exercise of the powers conferred on me under Clause 3 of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Muhammad Haneef Ramay, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, hereby prorogue the Provincial

(قطع کلامیاں) (اس مرحلے پر اپوزیشن کے اراکین نے واک آؤٹ کیا)

Assembly of the Punjab with immediate effect.

اجلاس کی طلبی کا فرمان

"In exercise of the Powers conferred by clause (3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Muhammad Haneef Ramay**, *Speaker, Provincial Assembly of the Punjab*, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Thursday, Ist June, 1995 at 10.00 a. m.in the Assembly Chambers, Lahore.

LAHORE,
27th May, 1995

MUHAMMAD HANEEF RAMAY
SPEAKER
Provincial Assembly of the Punjab"

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا بیسواں اجلاس)

جمعرات یکم جون' 1995ء

(پنج شنبہ' یکم محرم الحرام' 1416ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بجے زیر صدارت جناب سپیکر جناب محمد حنیف رائے منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى
بَيْنَهُمْ ۪ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ
الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ
فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾

سورۃ الشوریٰ 38 تا 40

اور جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور وہ نماز کے پابند ہیں اور ان کا ہر کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے اور ہم نے جو کچھ ان کو دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں ۝ اور جو ایسے ہیں کہ جب ان پر ظلم واقع ہوتا ہے تو وہ برابر کا بدلہ لیتے ہیں ۝ اور برائی کا بدلہ برائی ہے ویسی ہی پھر جو شخص معاف کر دے اور اصلاح کرے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے واقعی ظالموں کو پسند نہیں کرتا ۝

وما علینا الا البلاغ ۝

چیئرمینوں کا پینل

جناب سپیکر، سیکرٹری اسمبلی صدر نشینوں کے اسمائے گرامی پڑھ کر سنائیں گے۔

سیکرٹری اسمبلی، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب ۱۹۷۲ء کے قاعدہ ۔ ۱۴ کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے،

1۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ (پی پی۔۶۶، جھنگ)

2۔ جناب چودھری محمد وصی ظفر (پی پی۔۲۵، فیصل آباد)

3۔ ملک سلیم اقبال (پی پی۔۱۹، چکوال)

4۔ جناب امان اللہ خان (پی پی۔ ۵۲، فیصل آباد)

جناب سپیکر، جی، وزیر قانون صاحب!

تعزیت

پنجاب کے گورنر چودھری الطاف حسین کی روح کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق)، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں کہ صوبہ پنجاب کے گورنر چودھری الطاف حسین صاحب قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے ہیں۔ یہ ہمارے صوبے کے لیے ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ وہ ہمارے صوبے کے آئینی سربراہ تھے۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ اس ایوان میں ان کی روح کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کروائی جائے۔

جناب سپیکر، گورنر الطاف حسین مرحوم کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب سپیکر، اس سلسلے میں رانے اعجاز احمد خان صاحب کی طرف سے بھی ایک قرارداد آئی ہے۔ ان کے اظہار افسوس کے لیے اگر کوئی متفقہ طور پر قرارداد آ جائے تو بہتر ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اظہار افسوس کے لیے میرے خیال میں اب بات کرنے کی اجازت دے

دی جائے۔ کیونکہ تعزیتی قرارداد کے لحاظ سے فاتحہ خوانی ہو گئی۔ گورنر صاحب کی وفات کے حوا۔
سے جو دوست بات کرنا چاہتے ہیں انھیں اجازت دے دی جائے۔

جناب سپیکر، جی۔

وزیر قانون، اور میں اجازت چاہوں گا اگر مجھے پہلے اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر، بسم اللہ۔ آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو کہہ لیجیے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! چودھری محمد الطاف حسین صوبہ پنجاب کے گورنر کی حیثیت سے ۲۱۔ مئی
اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ چودھری الطاف حسین نے ایک بھرپور زندگی گزاری ہے۔ سیاست کے
تمام نشیب و فراز سے وہ گزرے اور مارشل لاء کے ادوار سے لے کر آج کے اس موجودہ جمہوری دو
تک انھوں نے اپنی بے پناہ صلاحیتوں کے ساتھ عوام کی ترجمانی کا جہاں حق ادا کیا وہاں انھوں نے
سیاسی بحران کے دنوں میں دلیری، حوصلے اور دانش مندی کے ساتھ جو سیاسی فیصلے کیے اس کے نتیجے
میں آج جمہوریت اپنی منزل کی طرف بڑھ رہی ہے۔ میں یہاں پر انھیں خراج عقیدت پیش کرتے
ہوئے یہ کہنے میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ چودھری الطاف حسین صاحب نے جہاں اس صوبے کے
اندر ایک سیاسی رہنما کی حیثیت سے اپنی زندگی گزاری اور اپنی ذمہ داریاں ادا کیں وہاں انھوں نے
ایک ماہر قانون دان، ایک مفکر، ایک ادیب کی حیثیت سے بھی عوام کی خصوصی توجہ حاصل کی۔ انھوں
نے قانون کے حوالے سے قصاص اور دیت پر جو کتاب لکھی اس کو بین الاقوامی سطح پر پذیرائی ملی
جناب سپیکر! اس کے علاوہ بھی جب وہ ایک قانون دان، ایک وکیل کی حیثیت سے عدالتوں کے اندر
عوام کو انصاف دلانے کے لیے اپنی ذمہ داریاں ادا کر رہے تھے، اس وقت بھی انھیں فوجداری او
دیوانی مقدمات کے حوالے سے ایک ماہر قانون دان سمجھا جاتا تھا۔ جب ۱۹۹۳ء میں انھیں گورنر کی حیثیت
سے ملک کے سب سے بڑے صوبے پنجاب کے اندر آئینی ذمہ داریاں سونپی گئیں تو اس وقت بھی او
اب ۱۹۹۴ء میں جب وہ دوبارہ گورنر کی حیثیت سے صوبہ پنجاب میں اپنی ذمہ داریاں ادا کر رہے تھے اس
دور کے دوران ایک سیاسی بحرانی کیفیت کا زمانہ تھا۔ سیاسی لحاظ سے بے شمار دفعہ بحرانی صورت پیدا
ہوئی۔ لیکن چودھری الطاف حسین نے اپنی بہترین صلاحیتوں کے ساتھ جمہوریت کو آگے بڑھانے کے
لیے اپنا رول ادا کیا۔ صوبے کے گورنر کی حیثیت سے وزیر اعلیٰ پنجاب کی ترجیحات کو آگے بڑھانے
کے لیے اور اس صوبے کے اندر امن بحال کرنے کے لیے، فرقہ واریت کے خاتمے کے لیے، امن عامہ

کی بحالی کے لیے، عوام کو انصاف فراہم کرنے کی آئینی ، قانونی اور انتظامی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لیے انھوں نے جس طریقے سے اپنا رول ادا کیا اور دلیرانہ تائید اور فیصلوں کے ذریعے وزیر اعلیٰ پنجاب اور اس صوبے کی حکومت کو، صوبے کے عوام کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے جس طرح امن عامہ کی بحالی میں جو کردار ادا کیا میں اس پر بھی انھیں خراج تحسین پیش کرتا ہوںاور یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کی رحلت سے صرف ان کے خاندان کو صدمہ نہیں پہنچا بلکہ یہ صوبہ پنجاب ایک ماہر ، قانون دان ، ایک بہت بڑے ادیب اور ایک بلند پایہ سیاست دان سے محروم ہو گیا ہے ۔ اور ان کی رحلت ان کی موت کا سانحہ ہمارے صوبہ پنجاب کے لیے انتہائی دکھ اور رنج کا باعث ہے ۔ ہم ان کی رحلت پر افسوس کا اظہار کرتے ہیں ۔ اور اس ایوان کے ذریعے جس طرح یہاں پر فاتحہ خوانی کی گئی ہم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انھیں غریق رحمت کرے ۔ انھیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے ۔ شکریہ!

جناب سپیکر ، رائے اعجاز صاحب ! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں ؟

رائے اعجاز احمد خان ، جناب سپیکر! بحرانوں سے نہ ڈرنے والا عظیم لیڈر ۲۱ مئی کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔ جہاں ہم سب نے جانا ہے اور ہمارا وہاں آخری مسکن ہے ۔ جس کی فکر ہر آدمی کو وقت سے پہلے کرنی چاہیے ۔ وہ ایک ایسا عظیم لیڈر تھا کہ جب، وہ دور اقتدار میں آیا تو جس طرح اس نے بلدیاتی نظام میں گھر گھر لڑائی کے خاتمے کے لیے آرڈیننس کا اجرا کیا اور امن عامہ ، علماء کے مسائل ، آئینی مسائل سب پر اس کو عبور تھا۔ اس کی زندگی اپنی ذات میں ایک چھپی ہوئی زندگی تھی ۔ جس کا ظاہر اور باطن ایک تھا ۔ وہ وہ بات کہہ دیتے تھے جو عام آدمی کہنے سے ڈرتا تھا۔ وہ لگی لپٹی باتوں کی بجائے اصول پرستی اور حق گوئی کی بات کرتے تھے ۔ وہ ہم میں نہیں ہیں ۔ میری تمام ایوان سے یہ درخواست ہے کہ اس کی روح کے لیے مغفرت کی جائے کہ اللہ تعالیٰ انھیں جنت میں اعلیٰ ترین مقام سے نوازے۔ آمین!

جناب سپیکر ، جنجوعہ صاحب !

جناب ریاض حشمت جنجوعہ ، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔عالی مرتبت جناب سپیکر ! آج اس مقتدر ایوان میں پنجاب کے مرحوم گورنر کے لیے دعائے مغفرت کی گئی ہے ۔ اور ساتھ ہی معزز ارکان اسمبلی انھیں خراج عقیدت پیش کررہے ہیں ۔ جناب والا! پنجاب کے مرحوم

گورنر چودھری الطاف حسین ایک محب وطن سیاست دان ' ایک روشن خیال مصنف ' ایک نکتہ شناس جیورسٹ اور ایک نامور پارلیمینٹیرین تھے جو ملک کے استحکام ' ملک کے اندر جمہوریت کی نشوونما ' حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے درمیان خوشگوار تعلقات اور مفاہمت کی امنگیں اور آرزوئیں اپنے سینے میں لیے ہم سے جدا ہوگئے ۔ جناب والا ! کلُ نفسٍ ذائقۃ الموت ۔ خالق عالم کا ایک تلخ مگر اٹل اصول ہے ۔ موت سے نہ کسی کو انکار ہے نہ فرار ہے ۔ ہر ذی روح نے ۔ ہر ذی نفس نے موت کا مزا چکھ کر فنا کے گھاٹ اتر جانا ہے ۔ لیکن کچھ لوگ جناب والا ! ایسے ہوتے ہیں کہ جو اپنی زندگی کے درمیان اہل زمانہ کی ناقدری کا نشانہ بنے رہتے ہیں۔ لیکن پس مرگ وہی اہل زمانہ ان کی خوبیوں ان کے اعمال اور ان کی اچھائیوں کے معترف ہو کر ان کے لیے رطب اللسان ہو جایا کرتے ہیں۔ جناب والا! بشریت کا تقاضا ہے کہ ہر انسان میں کمزوریاں ہوا کرتی ہیں ۔ لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی خوبیاں ان کی لغزشوں پر غالب آ جایا کرتی ہیں۔ جناب والا! مرحوم گورنر نے بحیثیت گورنر جن اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا اور جس طرح صوبہ پنجاب میں پی ڈی ایف کی مخلوط حکومت کے پودا کی آبیاری کی اور پی ڈی ایف کی مخلوط حکومت کے بدخواہوں کی خواہشات کو موت کے گھاٹ اتارا میں اس پر انھیں خراج عقیدت پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ بحیثیت منصف انھوں نے بہت سی کتابیں تخلیق کیں۔ اور ان کی ایک معرکۃ الآرا کتاب جو قصاص اور دیت کے موضوع پر لکھی گئی اسے پوری اسلامی دنیا میں تحسین کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ۔ جناب والا ! بحیثیت قانون دان وہ وکلاء کی انجمنوں کے متواتر عہدیدار رہے اور انھوں نے ایک کامیاب وکیل کی حیثیت سے اپنی زندگی کے سفر کا جو آغاز کیا تھا اسے انتہا تک پہنچایا۔ جناب والا! بحیثیت سیاستدان وہ رنگ و نسل' زبان ' قوم' علاقہ اور عقیدہ کی تفریق کے سخت مخالف تھے ۔ وہ جمہوریت میں رواداری نفاست اورآداب کے علم بردار تھے ۔ وہ ایک ہنگامہ خیز بھرپور زندگی گزار کر ہم سے جدا ہوئے ہیں۔ حق مغفرت کرے ایک عجب مرد آزاد تھا۔ میری اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا ہے کہ وہ انھیں اپنی قرب رحمت میں جگہ دے ۔ اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے ۔ آمین ' ثُم آمین ۔ شکریہ !

جناب سپیکر : اپوزیشن کی طرف سے کوئی صاحب بولنا چاہتے ہیں ؟

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری : جی جناب !

جناب سپیکر : ڈاکٹر محمد شفیق چودھری صاحب !

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، جناب سپیکر! مرحوم چودھری الطاف صاحب یہاں سے تشریف لے جا چکے ہیں۔ ہمیں بھی کل کو جانا ہے۔ اور ہمارے ساتھیوں نے ان کی جو تعریفیں کی ہیں' ان کی ذاتی حوالوں تک تو بات صحیح ہے۔ وہ ایک اچھے انسان' اچھے باپ' اچھے دوست' اچھے شوہر یہ تمام چیزیں اچھے قانون دان تک بھی بات چل سکتی تھی۔ لیکن جب قانون اور آئین اور ملک کے احترام اور قانون کی بالا دستی کی بات آئے گی تو تاریخ واضح طور پر لکھے گی کہ یہ ایسا عظیم قانون دان تھا جس نے ساری زندگی کی وکالت کے بعد یہ بات بھی نہ سیکھی تھی کہ عدالتوں کا احترام ہونا چاہیے۔ اسی اسمبلی کو انھوں نے دو بار توڑا۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب! میری suggestion ہے ----

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، جناب والا! جو حقائق ہیں ان کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

جناب سپیکر، آج کے دن ذرا نرم رہیے۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ ہم سب نے مرنا ہے۔ لیکن ہمارے ہاں یہ جو روایت ہے' اگر اچھائیاں ہو رہی ہیں تو اس سلسلے میں بھی تھوڑا سا تذکرہ ہونا چاہیے کہ انھوں نے کیا خدمات سرانجام دیں۔ باقی انھوں نے پی ڈی ایف کے پودے کی آبیاری کی ہے' یہ جنجوعہ صاحب نے فرمایا ہے۔ بہت اچھا کیا ہے۔ کیوں کہ وہ ان کی پیداوار تھے۔ باہمی روابط کے لحاظ سے بہت اچھی بات ہے۔ اس سے صوبہ پنجاب پر کلی طور پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اور وہ ایک صوبے کے آئینی سربراہ کے طور پر کیا فرائض سرانجام دیتے تھے۔ اور جو صوبے کا آئینی سربراہ ہوتا ہے وہ فیڈرل گورنمنٹ کا نمائندہ ہوتا ہے۔ پارلیمنٹ کی پاس کی ہوئی قرارداد کا وہ کہاں تک احترام کرتے ہیں۔ یہ تمام چیزوں کا اگر ابھی تذکرہ ساتھ کر لیتے تو بہت اچھا ہوتا۔ بہرحال آخر میں میں بھی دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ ان کے گناہوں کو بخشے۔ لیکن جہاں جس شخص کی اچھائیاں بیان کی جائیں وہاں تھوڑی سی ان کے معائب پر بھی روشنی ڈال دینی چاہیے۔ شکریہ!

جناب سپیکر، جناب ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب! آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

نواب زادہ سید شمس حیدر، جناب والا! میں بھی اس سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی بسم اللہ کیجیے۔

نواب زادہ سید شمس حیدر، جناب سپیکر! گورنر صاحب کی وفات پر میں بھی چند الفاظ کہنا چاہوں گا۔ میرا تعلق جہلم سے ہے اور ان کے ساتھ میرا رابطہ عرصہ دراز سے تھا۔ گو کہ میں ضلع میں ان کے مخالف بیٹھا رہا۔ جو ڈاکٹر صاحب فرما رہے تھے گو وہ باتیں بہت ساری ہیں۔ اور میرے خیال میں میں وہ باتیں critics کے لیے رکھ دوں گا، کیوں کہ تاریخ دان جو لکھیں گے ان کی سوچ کا اپنا ایک انداز ہوتا ہے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میرے ساتھ گورنر صاحب کے بڑے اچھے مراسم رہے۔ گو کہ گورنر بننے کے بعد میری ان کے ساتھ ملاقات نہ ہو سکی۔ کیوں کہ ایک پارٹی affiliation کی وجہ سے یا اپنی پارٹی کے ساتھ تعلق رکھتے ہوئے ملاقات نہ ہو سکی۔ لیکن آج وہ ہم میں موجود نہیں ہیں اور میاں صاحب کا شعر ہے کہ۔۔"دشمن مرے تے خوشی نہ کریے سجناں وی مر جاناں" اس واسطے ان کے لیے میں چند الفاظ ضرور کہوں گا کہ مخالفت کے باوجود میں واحد ممبر پنجاب اسمبلی ہوں جو کہ جہلم سے مسلم لیگ کے ٹکٹ پر جیتا ہوں۔ اس کے باوجود کبھی بھی گورنر صاحب نے ہمارے حلقے میں یا میرے ساتھ کوئی ایسی زیادتی نہیں کی یا میرے لوگوں کے ساتھ زیادتی نہیں کی جو کہ ان کے کردار کا ایک خوش آئند پہلو تھا۔ In short words I would like to say that all his shortcomings he was a great man. Thank you Sir.

جناب سپیکر، آگے چلتے ہیں۔ میاں احسان الدین قریشی کی تحریک استحقاق ہے۔

حاجی محمد افضل چن، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

حاجی محمد افضل چن، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ "روزنامہ جنگ" لاہور ۳۰ تاریخ کے اخبار میں آپ کا بیان لگا ہوا ہے جس میں آپ نے واضح طور پر جاگیرداروں پر بہت تنقید کی ہے حتیٰ کہ ان کو غدار بھی کہا ہے۔ تو میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بڑی مدت سے آپ کے بیانات پڑھتے ہیں لیکن کبھی بھی میں نے ان میں انصاف نہیں دیکھا کہ بات ہمیشہ انصاف سے کرنی چاہیے میں ایک تو جاگیردار کا آج آپ سے مطلب پوچھنا چاہتا ہوں تاکہ ہمیں پتا چل جائے کہ وہ کون سے جاگیردار ہیں جو پاکستان کے لیے غدار ہیں یا وہ کون سے جاگیردار ہیں جن کے کندھوں پر بیٹھ کر آپ

اس ایوان میں آج تک نہیں آئے۔ ان جاگیرداروں کا بھی نام بتایا جائے۔

معزز ممبران حزب اختلاف : (نعرہ ہائے تحسین)

حاجی محمد افضل چن: میں تو آپ کی بڑی عزت کرتا تھا۔ کیونکہ میں ہمیشہ اس آدمی کے خلاف ہوتا ہوں جو زبان سے کچھ کہے اور اس کا عمل کچھ ہو۔

معزز ممبران حزب اختلاف: واہ واہ۔

حاجی محمد افضل چن: اگر جاگیردار غدار ہیں تو ان کی وضاحت کی جائے ورنہ یہ ہر روز کی دلآزاری مناسب نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں قوم کے سامنے ایک غلط بیانی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ برائے مہربانی آپ ان جاگیرداروں کے نام بتائیں اور ساتھ ہی جاگیردار کی تعریف بھی بتائیں۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری: جناب سپیکر! ہمارے بہت ہی معزز دوست حاجی افضل چن صاحب ماشاء اللہ بہت پڑھے لکھے اور سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ لفظ "جاگیر" کی origin کیا ہے اور پھر اس کی insertion کیا ہے؟ اگر تو جاگیر ان معنوں میں ہے کہ اگر وہ کہیں سے ودیعت ہوئی ہے، کہیں سے دی گئی ہے، بخشش کے طور پر آئی ہے اور اس کے اندر ہمارے وہ سابقہ حکمران جنھوں نے دو صدیوں تک یہاں استحصال کیا ہے، وہ جاگیردار جنھوں نے ان کی چمچہ گیری کی ہے یا عرف عام میں ان کے کتے نہلائے ہیں، انھوں نے اگر اس آب و خاک کے ساتھ غداری کی ہے، یہاں کے لوگوں کے ساتھ غداری کی ہے اور انھوں نے مراعات حاصل کی ہیں تو وہ غدار ہیں۔ باقی جن لوگوں نے محنت سے، کوشش سے اگر اپنی کوئی زمین بنائی ہے، اس کے لیے خدمات سرانجام دے رہے ہیں وہ اتنے ہی محب وطن ہیں لیکن وہ جاگیردار خاندان جنھوں نے انگریزوں کی چاپلوسی کی اور اب تک وہ directly یا indirectly ہم پر مسلط ہیں تو میرا خیال ہے کہ وہ اسی زمرے میں آتے ہیں۔

رائے اعجاز احمد خان ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی رائے اعجاز صاحب۔

رائے اعجاز احمد خان، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اسمبلی کے ممبران جو پلاٹ لیتے ہیں کیا وہ غدار نہیں ہیں؟ کیا وہی غدار ہیں جو جاگیر لیتے ہیں؟ جو پلاٹ لیتے ہیں ان کا نام بھی لیا جائے اور بتایا جائے کہ انھوں نے کس استحقاق کے تحت وہ پلاٹ حاصل کیے ہیں۔ ان کا کیا حق تھا جس وجہ سے انھوں نے پلاٹ لیے ہیں۔ اگر جاگیر دار غدار ہیں تو وہ رکن بھی غدار ہیں جو پلاٹ حاصل کرتے ہیں۔

وزیر اوقاف (چودھری محمد شاہ نواز چیمہ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، فرمایئے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، نہیں۔ ذرا چیمہ صاحب بات کر لیں۔ آپ کی بعد میں باری آ جائے گی۔

وزیر اوقاف (چودھری محمد شاہ نواز چیمہ)، جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب نوں پچھیا جائے کہ چیمڑے قبیلیاں دے سردار نیں اوہ اپنی طاقت نال آندے نیں جس طرح سردار کھوسہ صاحب نیں۔ تے اج ایہہ کھلو کے کہہ دین کہ ایہہ جاگیردار نیں۔ ایہہ غدار نیں۔ ایتھاں دی تاریخ سامنے اے۔ کتھے ایتھاں نے غداری کیتی اے؟ ایس واسطے ساریاں سرداراں نے contribution کیتی اے۔ جمال خان لغاری نیں گرفتاریاں دتیاں نیں۔ اوہ مسلم لیگ وچ سی۔ پاکستان بنان والے لوکاں وچ سی۔ ایہہ ضروری نہیں کہ جے کوئی بڑا زمیندار اے تے اوہ غدار اے۔ ایس واسطے ایہہ نہیں کہیا جا سکدا۔ غدار دی qualification ایہہ وے کہ چیمڑا اپنے ملک تے قوم دے نال غداری کرے۔

جناب سپیکر، تشریف رکھیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! Point of personal explanation

جناب سپیکر، ایک منٹ۔ میں نے پہلے انھیں موقع دینا ہے۔ اس کے بعد آپ کی باری ہے۔ جی۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ، جناب عالی! میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ عرض یہ ہے کہ میں جاگیرداری کی definition دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ میرے خیال کے مطابق جاگیرداری کی definition یہ ہے کہ گورنمنٹ کسی کو کوئی جاگیر یا سالانہ کوئی فنڈ دے۔ گورنمنٹ اسے کوئی سپیشل رعایت دے۔ اگر کسی کی کوئی وراثت ہے تو وہ جاگیرداری نہیں۔ وہ زمین کا مالک ہے۔ وہ جاگیردار

نہیں کہلا سکتا۔ جاگیردار وہ ہے جسے گورنمنٹ کچھ دے۔ میری استدعا یہ ہے کہ جاگیردار کبھی غدار نہیں ہوا۔ اس سے پہلے اسمبلیاں بنیں۔ آپ بتا سکتے ہیں کہ کسی وزیر نے، کسی پرائم منسٹر نے، کسی چیف منسٹر نے پچاس یا چالیس ملیں لگا لی ہوں۔ کوئی بنک کھا گیا ہو۔ کسی غریب کا سرمایہ کھا گیا ہو۔ کسی غریب کی زمین خرید لی ہو۔ کبھی کسی زمیندار نے یہ نہیں کیا۔ وہ اپنی گرہ سے خرچ کرتے تھے اور گورنمنٹ کے لیے خرچ کرتے تھے۔ عوام کے لیے خرچ کرتے تھے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جاگیردار کبھی غدار نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر : جناب کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب سپیکر! ابھی جناب حاجی ---

جناب سپیکر : افضل چن صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : نہیں۔

جناب سپیکر : جناب حاجی شاہنواز چیمہ صاحب۔

معزز ممبران اپوزیشن : سرکاری حاجی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : حاجی شاہنواز چیمہ صاحب، جہاں حاجی افضل چن صاحب کی طرف سے جاگیرداری کا ذکر کیا گیا ہے تو وہ سرداری پر اتر آئے۔ جہاں میرا نام لیا گیا اور سردار فاروق لغاری صاحب کا بھی نام لیا گیا جو اس وقت ملک کے صدر ہیں---

وزیر اوقاف : جمال خان لغاری۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جی I stand correct وہ فرما رہے ہیں کہ جمال خان۔ پہلے تو میں ریکارڈ کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ سرداری اور جاگیرداری کا آپس میں کوئی remote تعلق بھی نہیں۔ سرداری صدیوں سے بلوچ قبائل میں ورثے میں چلی آ رہی ہے۔ اس کے ساتھ کوئی جاگیر، کوئی سرکار کی مراعات، کوئی عنایات، اس کا کوئی دور کا تعلق بھی نہیں۔ لیکن جن سرداروں نے، میں اس پر stress کر رہا ہوں کہ جن سرداروں نے برطانیہ حکومت کی اطاعت کی ان کے لقب القاب بھی ہیں۔ نواب سر محمد جمال خان۔ ان کی جاگیریں بھی ہیں۔

معزز ممبران اپوزیشن : (نعرہ ہائے تحسین)

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، اور حاجی صاحب کی اطلاع کے لیے ہے کہ نواب سر محمد جمال خان لغاری ایک دن بھی مسلم لیگ کی خاطر جیل میں نہیں گئے۔ میں اس ضلع سے تعلق رکھتا ہوں۔ وہ میرے بزرگ تھے۔ میں ان کا دل سے احترام کرتا ہوں۔ وہ میرے دادا کے ہم عصر تھے لیکن وہ ایک دن بھی مسلم لیگ کی خاطر جیل میں نہیں گئے۔ نواب سر محمد جمال خان۔

دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے فاضل رکن نے اس طرف سے ٹریژری بنچز سے کہا ہے۔ مختلف لوگوں کو صوبہ بھر میں بلکہ ملک بھر میں ' اس وقت تو sub-continent کے انگریز حاکم تھے انھوں نے جاگیریں عطا کی تھیں لیکن خدمات کے صلے میں۔ وہ خدمات برٹش کراؤن کی خدمات تھیں ان کو وہ جاگیریں دی گئی تھیں۔ وہی جاگیریں پھر ورثے میں ان کی اولادوں کو ملتی رہیں لیکن جو پوائنٹ یہاں وہ کہہ گئے کہ جن کی جائیداد ورثے میں آتی ہے وہ جاگیر نہیں۔ وہ ورثے والی جاگیر رہے گی۔ وہ حکومت کی عنایات عطیات تھیں۔ لیکن اس میں جو آپ سب زمین دار طبقے کو شامل کر لیتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی بے انصافی ہے۔ زمین دار طبقہ جتنی محنت اور جتنی ملک کی خدمت کر رہا ہے اتنی ہی کوئی اور کر سکتا ہو گا اس سے زیادہ نہیں کر سکتے اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ جہاں زمیندار کو تھوڑا سا دھچکا لگتا ہے وہاں ملک کی معیشت up set ہو جاتی ہے۔ خوراک میں کمی ہونا شروع ہو جاتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو زمین دار کی یہ خدمات سامنے رکھتے ہوئے آپ سب کو جاگیر دار کی qualification میں نہ لائیے گا۔ زمین دار ' کاشت کار یہ بھی زمینوں کے مالک ہیں لیکن جاگیر دار نہیں ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر : تشریف رکھیے۔ چونکہ اس سلسلے میں میرا حوالہ بھی ہے۔ اس لیے میں اب اس بحث کو ختم کرتا ہوں۔ اس سے آگے یہ بحث آج نہیں چلے گی۔ اس پر اور ہزار مرتبہ بات ہو سکتی ہے۔ آپ ملکی نظام پر اس اسمبلی میں جب چاہیں بات کر سکتے ہیں۔

حاجی محمد افضل چن : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیے۔ میں بات کر رہا ہوں۔

حاجی محمد افضل چن : میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر : نہیں۔ میں بات کر رہا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں گے۔ آپ میری بات سنیں گے۔ آپ

تشریف رکھیں گے۔ میں نے آپ کی بات سنی ہے۔ آپ کی بات پر لوگوں کو بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ اب آپ کو میری بات بھی سننی چاہیے۔

گزارش یہ ہے کہ یہ جس بیان کا آپ حوالہ دے رہے ہیں یہ واپڈا کے سٹاف ٹریننگ کالج میں میری تین گھنٹے کی ایک تقریر کے چند جملے ہیں جو out of context میں لیے گئے ہیں۔ سب جانتے ہیں اسی اسمبلی میں، میں فنانس منسٹر رہا ہوں۔ میں چیف منسٹر رہا ہوں۔ میرے اپنے دور میں بھی یہ بحث چلتی تھی اور اب بھی یہ چلتی ہے یہ ایک نظام کی بحث ہے اس وقت بھی زمینوں کے بے شمار مالک لوگ اس اسمبلی میں تھے وہ گواہی دیں گے کہ بطور وزیرخزانہ اور بطور وزیر اعلیٰ ذاتی طور پر میری طرف سے کبھی بھی کسی کی عزت پر ایک ذرہ برابر حرف آیا ہو لیکن میں ایک اصول اور ایک سوچ کا آدمی ہوں میں سیاست میں ایک نظریے کے تحت آیا ہوں میں اس نظریے کے تحت آیا ہوں جس کے مطابق قرآن کی زبان میں کہتے ہیں (الارض للہ) ۔ زمین کا مالک اللہ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب میں نے اور میرے ساتھیوں نے ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی سرکردگی میں پاکستان پیپلز پارٹی بنائی تھی تو اس کا ایک منشور ایک دستور تھا اور اس کے مطابق ہم نے یہ سوچا تھا اور اس پر لکھا تھا کہ ہم جاگیرداری نظام کی ہر طرح کی باقیات کو ختم کریں گے ----(قطع کلامی)

آپ مہربانی سے میری بات سن لیجیے یہ روز بات آتی ہے۔ پہلے میں یہاں نہیں تھا تو اس وقت بھی بیان دیے تھے اور میں نے اس کو بھی نظرانداز کیا لیکن آپ اتنی بات سوچیں کہ تین گھنٹے کی ایک تقریر ہے اس میں سے یہ چند جملے اٹھائے گئے ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ میں جاگیرداری نظام کے مخالف ہوں اور میں سمجھتا ہوں اور دیانتداری سے سمجھتا ہوں کہ جب تک جاگیرداری نظام موجود رہتا ہے اس وقت تک جمہوریت نہیں آ سکتی ہر socio economic system کا political system ہوتا ہے جب تک پرانا socio economic system وہی رہتا ہے تو اس پر ایک نیا political system نہیں ہو سکتا اس لیے اگر ہم نے جمہوریت لانی ہے تو جاگیردار نظام کو ---(قطع کلامی) یہاں کون جاگیرداری نظام کا ترجمان بیٹھا ہے تو بات نہیں سنتا ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا۔

جناب سپیکر، آپ کیا کچھ فرمانا چاہتے ہیں ۔

جناب ارشد عمران سلہری، نہیں جناب ۔

جناب سپیکر، تو آپ میری بات سن لیجیے۔

تو جب تک socio economic system سماجی اور اقتصادی نظام وہی پرانا رہتا ہے اور اس پر آپ ایک نیا نظام لائیں گے جو ابھی کمزور ہے تو پرانا مضبوط نظام نئے نظام کو کھا جائے گا یہی وجہ ہے کہ بار بار جب ہم جمہوریت لاتے ہیں اور socio economic system کو تبدیل نہیں کرتے تو جمہوریت ختم ہو جاتی ہے اس لیے میں یہ بات تسلسل سے کرتا ہوں میں نے کسی ذات کی کسی انسان کی کسی فرد کی شان میں آج تک اپنی ذاتی سطح پر کبھی بھی گستاخی نہیں کی آپ تو میرے بہت ہی محترم ہیں مجھے پتا نہیں تھا میں آپ کو درمیانے درجے کا زمین دار سمجھتا تھا مجھے نہیں پتا تھا کہ آپ اپنے اندر جاگیردار بیٹھے ہوئے ہیں۔ اصل میں جیسے سردار صاحب نے وضاحت کی جاگیردار اس شخص کو کہتے ہیں جسے انگریز نے اپنی اطاعت اور اپنی خدمت گزاری کے لیے جاگیر بیدی تھیں۔ اگر آپ کا تعلق ان لوگوں سے ہے تو پھر آپ کی مرضی۔ اور بقول آپ کے ان لوگوں نے غداری نہیں کی کس کے ساتھ برطانوی تاج کے ساتھ۔ انہوں نے برطانوی تاج کے ساتھ کبھی غداری نہیں کی یہ میں مانتا ہوں لیکن شاید ان معنوں میں انہوں نے غداری کی کہ انہوں نے اپنے عوام اپنے طبقات اپنے غریب غربوں کے ساتھ برطانیہ کی خدمت کی جو یہاں ہمیں غلام بنانے کے لیے کیا تھا انہوں نے یہاں ہم غلاموں کی بھی خدمت کی میں یہ سمجھتا ہوں کہ نہیں کی البتہ شخصی سطح پر اسے generalize نہیں کیا جا سکتا کہ ہر بندہ برا ہے میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ میری ایک سوچ ہے اور اس سوچ کے تحت میں بات کرتا ہوں اخبار والے دوستوں کو چٹکلے بازی کا شوق ہے اور وہ اس میں ایک جملہ اٹھا کر ایسی بات کر دیتے ہیں جیسے پتا نہیں کہ میں نے وہاں تین گھنٹے کھڑے ہو کر پیپلز پارٹی میں نقص نکالے ہیں یا نوابزادہ صاحب کی ذات پر نکالے ہیں ایسا نہیں ہے میں ایک سسٹم کے حوالے سے بات کرتا ہوں اور اسے سارے دوست جانتے ہیں کہ میں اس سلسلے میں واضح رائے رکھتا ہوں کہ اگر اس ملک میں جمہوریت نے آنا ہے تو جمہوریت تو تب ہی آئے گی جیسے دوسری دنیا کے ملکوں میں یہ اسی وقت آئی جب وہاں جاگیرداری نظام ختم ہوا اور زمینیں چھوٹے زمینداروں میں اور مالک کاشت کاروں میں بٹیں اور میں مالک کاشت کاروں میں زمینداروں میں اور جاگیرداروں میں واضح تفریق کرتا ہوں۔ میں جاگیرداروں سے بھی زیادہ جاگیرداری نظام کے خلاف بات کرتا ہوں اس نظام نے ہمارے سوشل سسٹم کو ہماری ثقافت کو اور ہمارے رسم و رواج کو متاثر کر رکھا ہے۔ غریب آدمی کی بھی

بیٹی یہ خواہش رکھتی ہے کہ جس طرح جاگیردار اپنی بیٹی کی شادی کرتا ہے ویسے ہی اس کی بھی شادی ہو ہم سارے رسومات میں ان کے پابند ہیں اس لیے اگر ہم تبدیلی لانا چاہتے ہیں تو اس سسٹم میں بھی ایک تبدیلی لانے کی ضرورت ہے میں نے ہمیشہ سسٹم کی بات کی ہے میں نے افراد کی بات نہیں کی۔

میں اب اس بحث کو ختم کرتا ہوں۔ یہ آج کے ایجنڈے پر نہیں ہے۔ اور اس سے زیادہ اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

حاجی محمد افضل چن: جناب والا! آپ نے میرے حوالے سے بات کی ہے اور میں وضاحت کرنی چاہتا ہوں۔

جناب والا! پہلے تو میں یہ عرض کروں کہ میں ایک چھوٹا سا کاشت کار ہوں اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے سچی بات سننے کا بھی حوصلہ رکھتا ہوں اور میں سچی بات کر بھی سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

حاجی محمد افضل چن: جناب والا! میں نے آپ سے بات صرف اس لیے کی کہ آپ اس پنجاب کے وزیر اعلیٰ بھی رہے ہیں اور چیف منسٹر Chief Executive ہوتا ہے۔ آپ جتنے بھی دور دیکھ لیں جس میں آپ بھی شامل ہیں اور آپ بھی چیف منسٹر رہے ہیں جب دور گزر جاتا ہے تو اس دور پر تنقید کرتے ہیں اور جب وہ چیف منسٹر ہوتے ہیں تو وہ دور بڑا کامیاب گنا جاتا ہے۔ تو جناب والا! اس میں میری گزارش صرف اتنی ہے کہ جناب! آپ وزیر خزانہ بھی رہے ہیں آپ ہمارے چیف منسٹر بھی رہے ہیں میں نے پنجاب کے لیے آج تک کوئی بھی نمایاں کارکردگی کسی بھی چیف منسٹر کی نہیں دیکھی کہ پنجاب کے لوگوں کو ان کے حقوق لے کر دیے ہیں یا آپ پنجاب کی جن بچیوں کی بات کر رہے ہیں ان کے لیے آپ نے باقاعدہ کوئی سسٹم دیا ہو اڑتالیس سال ہو چکے ہیں پنجاب کا غریب آج تک پستا چلا آ رہا ہے سسٹم تو آپ دے سکتے تھے میں میں جاگیردار سسٹم کے بالکل خلاف ہوں میں تو ان کو سننا بھی نہیں چاہتا لیکن انصاف ضرور کروں گا آپ پاکستان کی تاریخ پڑھیں ان اڑتالیس سالوں میں جاگیرداروں کا کتنا دور ہے سرمایہ داروں کا کتنا دور ہے اور فوجیوں جرنیلوں اور بیوروکریٹوں کا کتنا دور ہے آپ اس کو ذرا نکال دیں میرے خیال میں جاگیرداروں کا دور حکومت بہت کم ہے تو جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ ۹۵ فیصد لوگ جو رزق حلال کھاتے ہیں ----- خدا

کے لیے ہم رزق حلال کھاتے ہیں ہم نے تو حرام کا کبھی سوچا بھی نہیں ہے۔ چار دفعہ زرعی اصلاحات ہو چکی ہیں میری تو صرف پانچ مربع زمین ہے میں تو جاگیردار ہو ہی نہیں سکتا۔

جناب سپیکر! تو آپ کیوں ان کی وکالت کر رہے ہیں۔

حاجی محمد افضل چن، جناب والا! میں کسی کی وکالت نہیں کرتا۔ میں تو کہتا ہوں کہ انصاف کیا جائے۔ آپ اس کرسی پر رہے ہیں اگر میں بھی یہاں ہوتا تو میں بات نہ کرتا کیونکہ میں نے ان اڑتالیس سالوں میں کبھی دیکھا نہیں ہے کہ پاکستان کے لیے پنجاب کے لیے کوئی کام کیا گیا ہو ورنہ میں بات نہ کرتا۔

جناب سپیکر، آپ نے دوبارہ بات کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے کہا تھا کہ میں اس بحث کو wind up کرتا ہوں۔ آج بہت لمبا ایجنڈا ہے اور اپوزیشن نے اجلاس بلایا ہے۔ میرے لیے تو بہت اچھی بات ہے کہ میں اپنے نظریات بیان کرتا رہوں گا اور اللہ نے مجھے پوری پوری زبان دی ہوئی ہے میں بات کر سکتا ہوں اور مجھے یہ بھی استحقاق ہے کہ میں بات کر رہا ہوں تو آپ کو میری بات سننی پڑے گی اس لیے میں آپ کا وقت اس پر نہیں خرچ کرنا چاہتا۔ میں آپ سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو بحث آپ کر رہے ہیں اللہ آپ کو توفیق دے اور آپ نظام پر یہاں بات کریں چونکہ آپ نے یہ سوال بھی چھیڑا کہ کیا خدمات کی ہیں جب میں اپنی خدمات گنوانے پر آؤں گا تو تب بھی لمبی چوڑی بات ہوگی بہرحال ہر آدمی نے اپنی بساط میں شاید کوشش کی ہو اور میں آپ کو کم از کم دو باتیں ضرور بتانا چاہتا ہوں کہ یہی حنیف رامے تھا جس نے پنجاب میں چھ لاکھ بے زمین گھرانوں کو پانچ پانچ مرلے کی زمین دے کر ان کو زمین کا مالک بنایا اور یہ اس نے ابتدا کی۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہی حنیف رامے تھا جس نے لوکل گورنمنٹ کا لاء بنایا جسے آج آپ مختلف صورتوں میں اتنے سالوں کے بعد دوبارہ لانے کی کوشش کر رہے ہیں یہ میرے زمانے میں یہاں اسی اسمبلی میں پاس ہوا اس پر اس وقت بھی آپ جیسے محبت کرنے والے دوستوں نے یہاں کھڑے ہو کر کہا کہ ہمیں یہ intellectual یہ دانشور نہیں چاہیے ہمیں جاگیردار چاہیے اور میں نے اسی قائداعظم کی تصویر کی طرف اشارہ کر کے کہا تھا کہ قائداعظم آپ اچھے وقت پر اس دنیا سے رخصت ہو گئے ورنہ آپ بھی تو کسی جاگیردار کی اولاد نہیں تھے آپ بھی تو ایک دانشور ہی تھے بہرحال اس زمانے میں بھی اس بات پر میری مخالفت ہوئی تھی آج آپ کر رہے ہیں اور اس وقت

اور لوگوں نے کی تھی لیکن میں بہرحال دیانتداری سے یہ یقین رکھتا ہوں اور میری ساری عمر اس بات پر لگ گئی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم نے جمہوریت کا سیاسی نظام لانا ہے تو ہمیں جاگیرداری کا socio economic system ختم کرنا ہو گا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! جہاں آپ اپنے وزارت اعلیٰ کے دور کی خدمات کا ذکر کرتے ہیں اس پر ہمیں نہ کوئی اختلاف ہے اور نہ کوئی اعتراض ہے۔ آپ بار بار socio economic system کی بات کر رہے ہیں تو جناب والا! جاگیرداری نظام لے جانے سے یا کوئی اور ترمیم کر لینے سے آپ socio economic pattern کو درست نہیں کر سکیں گے چودہ سو سال پہلے ہمیں socio economic order مل چکا ہے اس پر جب عمل ہو گا تو یہ irregularities سوسائٹی میں ختم ہوں گی۔ آپ لینڈ ریفارمز کی بات کر گئے ہیں۔ آپ دوسری چیزوں کی بات کر گئے ہیں۔ لینڈ ریفارمز کا یا کسی سے زمین لے لینے کا کہیں نہیں لکھا ہوا۔

جناب سپیکر، یہ ایک لمبی بحث ہے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ کہیں نہیں لکھا ہوا اور ہم نے دیکھا ہے کہ ہر جگہ لکھا ہوا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، اسلام میں ہی ہماری برائیوں کا علاج ہے۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، بالکل ہے۔ میں اس بات سے متفق ہوں۔ آپ تشریف رکھیے ---- اب تحریک استحقاق کا وقت ہے۔ میاں احسان الدین قریشی صاحب کی تحریک استحقاق تھی۔ کال اٹینشن نوٹس کے سلسلے میں جناب چیف منسٹر تشریف لے آئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کے بعد جناب چیف منسٹر صاحب کال اٹینشن نوٹس کا جواب دیں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ تحریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کے بعد چیف منسٹر صاحب تشریف لے آئیں گے۔ میرے خیال میں وہ اسمبلی premises میں تشریف رکھتے ہیں اور آپ انہیں بروقت اطلاع دے دیجیے گا تاکہ وہ تشریف لے آئیں۔ جناب میاں احسان الدین قریشی صاحب کی تحریک استحقاق تھی۔ جس کے بارے میں وزیر قانون نے فرمایا تھا کہ وہ اس کے بارے میں اگلے اجلاس میں

کچھ بتائیں گے ۔ لا منسٹر صاحب کچھ فرمائیں گے ؟

ملتان کے رکن اسمبلی کو ٹیلی فون پر دھمکیاں اور گھر کے دروازوں پر پٹرول چھڑک کر آگ لگانے کی کوشش

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! میاں احسان الدین قریشی صاحب کی تحریک استحقاق گزشتہ سیشن میں پیش ہوئی ۔ اور اس میں انھوں نے فرمایا تھا کہ ان کے سیاسی مخالفین نے ان کے گھر کو بارہ اور تیرہ مئی کی درمیانی رات دروازوں پر پٹرول چھڑک کر آگ لگا دی ۔ جناب سپیکر! جہاں تک تحریک استحقاق کے متن کا تعلق ہے اس حوالے سے تکنیکی طور پر یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی ۔ اس لیے کہ اس میں بیشک واقعہ مخصوص ہے لیکن کسی شخص پر الزام نہیں ہے کہ جو اس تحریک استحقاق میں مورد الزام ٹھہرایا گیا ہو ۔ جسے کل مجلس استحقاقات طلب کر سکے ۔ یہاں پر یہ ایک کھلی سی تحریک ہے جس میں قطعی طور پر کوئی نامزدگی موجود نہیں ہے کہ کن لوگوں نے ان کے گھر پر آگ لگائی ۔ کسی کا نام نہیں ہے ۔ کسی کے where about کا ذکر نہیں ہے ۔ اور اس طریقہ سے یہ ایک vague قسم کی تحریک استحقاق ہے ۔ تکنیکی طور پر یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی ۔ کسی کے گھر کو آگ لگنے کی قانون میں remedy موجود ہے ۔ آئین اور قانون نے اس کے لیے ضابطے دیے ہیں اور اس کے لیے پلیٹ فارمز دیے ہیں۔ اور مقدمے کے اندراج کے ذریعے یہ عدالت سے انصاف حاصل کر سکتے ہیں۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ تکنیکی طور پر یہ تحریک استحقاق نہیں ہے ۔ لیکن فاضل رکن اسمبلی اگر یہ سمجھتے ہیں کہ تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد کر دی جائے تو انھیں remedy مل سکتی ہے تو جناب سپیکر! میں اس کی مخالفت نہیں کروں گا۔ لیکن اس تحریک استحقاق کو اگر آئندہ کے لیے روایت بنایا جائے کہ اس تحریک استحقاق کو ہم نے سپورٹ کیا اور یہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کی گئی ۔ لہذا اگر ایسی کوئی اور مبہم قسم کی تحریک استحقاق آ گئی تو اسے روایت بنا کر استحقاق کمیٹی کو نہیں بھیجا جا سکتا ۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں۔ میاں احسان الدین قریشی صاحب ' میں آپ سے دو باتیں پوچھنا چاہتا ہوں ۔ ایک تو یہ ہے کہ کیا آپ نے اس سلسلہ میں پولیس میں یا قانونی طور پر کوئی کارروائی کرنے کے سلسلہ میں ایف آئی آر درج کروائی ہے ۔

میاں احسان الدین قریشی، جی ہاں ' کروائی ہے ۔

جناب سپیکر ، ایک تو آپ نے یہ راستہ اختیار کر لیا کہ عدالت اس کا کوئی فیصلہ کر سکتی ہے ۔ دوسری بات میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ اس میں آپ نے کسی کا نام نہیں لیا کہ جس کو استحقاق کمیٹی بلا کر پوچھے کہ تم نے یہ کیا کیا۔ استحقاق کمیٹی کا مقام عدالت کا تو نہیں ہوتا۔ اگر کوئی specific بات ہو تو اس کے مطابق وہ عمل کر سکتی ہے ۔ آپ کے اب تک کے علم کے مطابق آپ نے ایف آئی آر میں کسی کو نامزد کیا ہے ۔

میاں احسان الدین قریشی ، جناب سپیکر! میں نے نامزد تو نہیں کیا۔ لیکن مقامی انتظامیہ اور پولیس یہ بات بخوبی جانتی ہے۔ آپ ان کو کمیٹی کے روبرو پیش کروائیں۔ وہ ملزم کو پکڑ سکتے ہیں ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ ان کو پتا نہیں ہے ۔ وہ سب بات کو جانتے ہیں لیکن اس معاملہ میں چونکہ میں سمجھتا ہوں کہ میرے ساتھ امتیازی سلوک ہو رہا ہے۔ چونکہ میں اپوزیشن کا رکن اسمبلی ہوں اسی وجہ سے اس سلسلہ میں پیش رفت نہیں ہوئی ہے۔ کوئی ایسی بات ہے کہ یہ بات ثابت نہ ہو جائے اور انتظامیہ مجرموں کو تلاش نہ کر سکے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ملی بھگت ہے اور سازش ہے ۔ جس سے مجھے اور میرے اہل خانہ کو جلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور اس میں ابھی تک کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ہے۔ میرے نظریہ میں یہ بات آتی ہے کہ چونکہ میں اپوزیشن کا ممبر ہوں اور میاں محمد نواز شریف کی جماعت سے تعلق رکھتا ہوں اور اس کا وفادار مجاہد ہوں اس لیے میرے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے ورنہ یہ ممکن بات نہیں ہے کہ ملزمان گرفتار نہ ہوں اور انتظامیہ اور پولیس کو پتا نہ ہو ۔ وہ تو ایسے کونے کھدروں سے بھی نکال لیتی ہے کہ جہاں سے کسی کو پتا ہی نہیں ہوتا وہاں سے مجرمان برآمد کر لیتی ہے۔ یہ اتنا بڑا واقعہ ہو گیا ہے کسی شخص نے مجھے آ کر پوچھا ہے کہ آپ کے ساتھ کیا واقعہ ہوا اور کیسے ہوا۔ ایک دفعہ ایس پی سی آئی اے میرے پاس آیا اور اس نے حالات و واقعات کو دیکھ کر بہت افسوس کیا اور وہ اس قدر پریشان ہوا اور کہا کہ قریشی صاحب ' اگر آپ کا یہ معاملہ بروقت نہ دیکھ لیا جاتا تو اس محلے میں شاید کوئی آدمی زندہ نہ بچتا۔ میرا گھر ایسی گلی اور ایسے محلے میں واقعہ ہے جہاں فائر بریگیڈ کیا موٹر سائیکل نہیں گزر سکتا۔ اور اگر وزیر قانون یہ سمجھتے ہیں تو خدا کے غضب کو نہ للکاریں اور اس بات کو صحیح طریقے سے لے کر چلیں ۔ اگر انھوں نے اس طرح سے اس بات کو رول آؤٹ کیا اور کہا کہ یہ استحقاق نہیں بنتا تو آج نہیں تو کل ان کی بھی باری آ سکتی ہے ۔ اس معاملہ کو سیاست سے نہ لیا جائے بلکہ ذاتی انداز سے لیا جائے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر ! یہ مجھے خدا کے قہر و غضب سے ڈرا رہے ہیں ۔ یقیناً سب کو ڈرنا چاہیے لیکن جو بات میں نے ان کے حق میں کی ہے ۔ اس کے بارے میں بھی یہ جذبات میں آ کر مخالفت کی رو میں بہہ گئے ہیں کہ اسے بھی ان کے ذہن نے قبول نہیں کیا۔ میں نے واضح طور پر یہ بات کی ہے کہ بیشک تکنیکی طور پر یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی ۔ یہ استحقاق کمیٹی کو نہیں بھیجی جا سکتی۔ لیکن چونکہ فاضل رکن اسمبلی کے گھر کا معاملہ ہے اور وہ کہتے ہیں کہ میں استحقاق کمیٹی سے remedy حاصل کرنا چاہتا ہوں ۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ وہاں سے ان کو remedy مل سکتی ہے تو میں اس کی مخالفت نہیں کرتا۔ اور یہ بیشک استحقاق کمیٹی کو بھیج دی جائے ۔

چودھری محمد اقبال ، جناب سپیکر! میں نہایت افسوس سے عرض کرنی چاہتا ہوں کہ چاہیے تو یہ تھا کہ وزیر قانون اس پر کوئی پیش رفت بتاتے کہ ہمارے ایس پی نے ' ہمارے ڈپٹی کمشنر نے فاضل ممبر کی اس تکلیف کا یہ ازالہ کیا ہے ' یہ بندے گرفتار کیے ہیں یا ان سے پوچھ گچھ کی ہے ۔ جناب والا! technicalities میں پڑ کر ایک ایسے فاضل ممبر کہ جس کے گھر کو آگ لگانے کی کوشش کی گئیے اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بچ گئے ۔ اس پہ وزیر قانون یہ بیان جاری فرما رہے ہیں کہ یہ تحریک استحقاق تکنیکی طور پر بنتی نہیں ہے ۔ یہ اس پر کوئی پیش رفت بتائیں کہ انھوں نے کیا کیا ہے ۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب ' آپ خود جانتے ہیں کہ ہاؤس کی کارروائی تو قاعدے قوانین کے مطابق ہی چل سکتی ہے ۔ اور اس سلسلہ میں یہ ہے کہ انھوں نے ایک فراخدلانہ پیشکش کی ہے کہ اگرچہ it is not specific لیکن اس کے باوجود انھوں نے اعتراض نہیں کیا۔ میں نے کوشش کی تھی کہ میاں صاحب کو موقع دوں کہ اگر وہ تھوڑا سا specific ہو جائیں تو اور بھی بہتر ہو جائے گا تاکہ یہ اعتراض بھی ختم ہو جائے۔ لیکن انھیں یاد ہو گا کہ میں نے انھیں تار بھیجی تھی اور اس میں اظہار افسوس کیا تھا۔ سب کو اس پر اظہار افسوس کرنا چاہیے کہ اگر ہمارے ایک معزز رکن کے ساتھ ایک ایسا واقعہ ہوا ہے ۔ ہم سب اس افسوس میں شریک ہیں اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو ایک روایت تو نہیں بنایا جائے گا۔ Privilege motion has to be specific اس میں باقاعدہ وقت کا اور افراد کا تعین ہوتا ہے ۔

کمیٹی عدالتوں کا رول نہیں ادا کر سکتی ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم استثنیٰ کے طور پر اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتے ہیں اور کمیٹی اس کی رپورٹ ایک ماہ کے اندر پیش کرے ۔

میاں فضل حق ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ' آج صبح میں نے اور ارشد عمران سلہری صاحب نے ایک تحریک استحقاق دی ہے جو کہ ہمارے ڈویلپمنٹ فنڈ کے متعلق ہے ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو اگر آج ٹیک اپ کر لیا جائے تو بڑی مہربانی ہو گی ۔ اگر اس کو آؤٹ آف ٹرن لے لیں تو بہت ہی بہتر ہے ۔ یہ آپ سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیں۔

جناب سپیکر ، میں اسے دیکھ لیتا ہوں۔۔۔ اگلی تحریک استحقاق چودھری شوکت داؤد صاحب کی طرف سے ہے ۔

چودھری شوکت داؤد ، جناب والا ' پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر ۔ جی فرمائیے ۔

چودھری شوکت داؤد ۔ جناب سپیکر ! میں تحریک استحقاق کی طرف بعد میں آؤں گا ۔ اس وقت میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں میرا پوائنٹ آف آرڈر بھی میاں فضل حق صاحب کے ساتھ related ہے۔ انھوں نے تو اپنی تحریک استحقاق اب دی ہے جبکہ میں نے کافی دن پہلے یہ تحریک استحقاق دی تھی ۔ جس دن پچھلا اجلاس ختم ہوا اسی دن میں نے اپنی تحریک استحقاق دی تھی جو کہ فنڈز اور وزیر منصوبہ بندی و ترقیات کے بارے میں ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب ایک سرکاری آفیسر کے خلاف تحریک استحقاق دی جاتی ہے تو پھر ایک وزیر کے خلاف بھی غلط بیانی پر تحریک استحقاق دی جا سکتی ہے ۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ نے میری اس تحریک استحقاق کو entertain نہیں کیا بلکہ میری تحریک استحقاق reject کر دی گئی ہے ۔ میری تحریک استحقاق میاں فضل حق کی طرح فنڈز سے متعلق میری ذات سے متعلق اور وزیر کی غلط بیانی سے متعلق ہے ۔ میں تین بار وزیر صاحب کے دفتر میں گیا جہاں مجھے غلط طور پر کہا گیا کہ آپ کی فائل نکال دی گئی ہے ' آپ کی فائل پر دستخط کر دیے گئے ہیں' آپ کی فائل نیچے department میں بھیج دی گئی ہے ۔ جب میں نے department والوں سے رابطہ کیا تو وہاں سے مجھے معلوم ہوا کہ ان کے خلاف ایکشن لیا گیا ہے کہ تم نے صحیح بات کیوں

بتائی کہ فائل ابھی تک وزیر صاحب کے دفتر میں ہے ۔

جناب سپیکر ، چودھری شوکت داؤد صاحب! آپ خود فرما رہے ہیں کہ آپ کی تحریک استحقاق reject ہو گئی ہے اس لیے سیکرٹریٹ نے ضرور کوئی وجوہات بیان کی ہوں گی کہ آپ کی تحریک استحقاق کیوں reject ہوئی ہے اگر اس پر آپ کو کوئی اعتراض ہے تو آپ کسی وقت میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں میں آپ کی اس پر بات سن لوں گا۔ اس وقت آپ اپنی تحریک استحقاق پیش کیجیے ۔ کیا یہ circulate ہو گئی ہے؟

میاں فضل حق : یہ آپ سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیں۔

جناب سپیکر، میں اسے دیکھ لیتا ہوں۔ اگلی تحریک استحقاق چودھری شوکت داؤد صاحب کی طرف سے ہے ۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر، جی فرمایئے ۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر ! میں تحریک استحقاق کی طرف بعد میں آؤں گا۔ اس وقت میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں میرا پوائنٹ آف آرڈر بھی میاں فضل حق صاحب کے ساتھ related ہے ۔ انھوں نے تو اپنی تحریک استحقاق اب دی ہے جب کہ میں نے کافی دن پہلے یہ تحریک استحقاق دی تھی ۔ جس دن پچھلا اجلاس ختم ہوا اسی دن میں نے اپنی تحریک استحقاق دی تھی جو کہ فنڈز اور وزیر منصوبہ بندی و ترقیات کے بارے میں ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب ایک سرکاری آفیسر کے خلاف تحریک استحقاق دی جاتی ہے تو پھر ایک وزیر کے خلاف بھی غلط بیانی پر تحریک استحقاق دی جا سکتی ہے ۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ نے میری اس تحریک استحقاق کو entertain نہیں کیا بلکہ میری تحریک استحقاق reject کر دی گئی ہے ۔ میری تحریک استحقاق میاں فضل حق کی طرح فنڈز سے متعلق ، میری ذات سے متعلق اور وزیر کی غلط بیانی سے متعلق ہے۔ میں تین بار وزیر صاحبکے دفتر میں گیا جہاں مجھے غلط طور پر کہا گیا کہ آپ کی فائل نکال دی گئی ہے ، آپ کی فائل پر دستخط کر دیے گئے ہیں ، آپ کی فائل نیچے department میں بھیج دی گئی ہے ۔ جب میں نے department والوں سے رابطہ کیا تو وہاں سے مجھے معلوم ہوا کہ ان کے خلاف ایکشن لیا گیا ہے کہ تمنے صحیح بات کیوں بتائی

کہ فائل ابھی تک وزیر صاحب کے دفتر میں ہے ۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر: جی فرمایں ۔

خواجہ محمد اسلام: جناب والا! اسی طرح کی ایک تحریک استحقاق میری بھی ہے ۔ مجھے بھی فنڈز مہیا نہیں کیے گئے ۔ میں نے بھی کل اس بارے میں تحریک استحقاق دی ہے ۔

جناب سپیکر: دیکھیں یہ فنڈز کا معاملہ بار بار آتا ہے ۔ اس پر ایک جنرل طریقے سے یہی طے پایا ہوا ہے کہ یہ فنڈز کا معاملہ کوئی استحقاق کا معاملہ نہیں ہے ۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! بات یہ نہیں ہے ۔ بات یہ ہے کہ اگر ہمارے وزراء صاحبان یہاں ایوان میں جھوٹ بولیں گے تو پھر عام آدمی کا کیا حال ہو گا؟ حکومت کی طرف سے کہا جا رہا ہے کہ اپوزیشن کے ممبران نے ابھی تک اپنی سکیمیں ہی نہیں بھیجیں ۔ میرے پاس یہ ثبوت ہے کہ میں نے 19 مارچ کو سکیمیں دے دی ہیں جو کہ منظور ہو کر آ چکی ہیں۔

جناب سپیکر: خواجہ محمد اسلام صاحب! کیا آپ کی تحریک استحقاق circulate ہوئی ہے؟

خواجہ محمد اسلام: میں نے کل یہ تحریک استحقاق دی ہے ۔ اب معلوم نہیں کہ یہ circulate ہوئی ہے یا نہیں ہوئی ۔

جناب سپیکر: میں دیکھ لوں اگر circulate ہوئی ہے تو پھر کچھ کرتے ہیں ۔

جناب ارشد عمران سلہری: پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر: جی فرمائیں ۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! میاں فضل حق صاحب نے جو بات کی ہے میرے، میاں فضل حق اور حکومتی پارٹی کے ایک رکن پیر گل صاحب کی سکیموں کے ٹینڈرز "پاکستان" اخبار میں 10 تاریخ کو شائع ہوئے ۔21 تاریخ کو ہم تینوں ممبران کے ٹینڈرز ایک بکس کے اندر ڈالے گئے اور متعلقہ

اسے ڈی ایل جی اور ان کے سٹاف نے اسی دن اس پر کارروائی کی لیکن 24 تاریخ کو میرے اور میاں فضل حق صاحب کی جو سکیمیں تھیں ان کو منظور نہیں کیا گیا جبکہ پیر گل صاحب جو کہ حکومتی پارٹی کی طرف سے ہیں ان کے ٹینڈرز کو منظور کر لیا گیا۔ جناب سپیکر! اس سے ہمارا نہیں بلکہ پورے ہاؤس کے ممبران کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ یہ تحریک استحقاق ہم نے جمع کروائی ہے۔ جناب سپیکر! ایک تو ہمیں فنڈز مالی سال ختم ہونے سے کچھ دن پہلے دیے جا رہے ہیں اور اس کے بعد میرے پاس یہ چٹھی ہے کہ جس میں ڈائرکٹر لوکل گورنمنٹ نے باقاعدہ ہمارے ان ٹینڈرز کو 24-5-95 کو نامنظور کر کے ہماری جیب کتر لی ہے۔ لہٰذا ہم چاہیں گے کہ اس پر تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ اس پر ہم بات کر سکیں۔

ملک محمد عباس کھوکھر: جناب سپیکر! میں بڑی دیر سے کھڑا ہوں میری بات بھی سن لیجیے۔

جناب سپیکر: جی آپ پہلے اپنی بات کر لیجیے۔

ملک محمد عباس کھوکھر: جناب سپیکر! میں نے بھی اسی طرح کی ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی۔ آپ نے اسے اپنے چیمبر میں ہی kill کر دیا۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میرا معاملہ ان سے بالکل مختلف ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر انھوں نے ہمیں فنڈز نہیں دینے تو نہ دیں۔ آپ نے بھی اس ہاؤس میں یقین دلایا کہ آپ لوگوں کو فنڈز دیے جائیں گے وزیراعلیٰ صاحب خود کئی دفعہ وہاں کھڑے ہو کر یہ کہہ چکے ہیں کہ ہم اپوزیشن کے تمام ممبران کو فنڈز دیں گے۔ ہمارے فنڈز ہمیں نہیں دیے گئے' نہ دیں ہمیں جو مشکلات ہیں ہم نے ان کا سامنا کرنا ہے۔ اس کے علاوہ اور جو کچھ ہمارے ساتھ ہو رہا ہے وہ بھی ہم برداشت کر رہے ہیں لیکن ہمارے فنڈز ہمارے ان مخالفین کے نام پر دے دیے گئے ہیں جو کسی کی نمائندگی نہیں کرتے۔ آپ آج سپیکر ہیں تو صرف اس لیے ہیں کہ آپ اپنے علاقے کے نمائندے ہیں۔ آپ اگر ایم پی اے نہ ہوتے تو سپیکر نہ بنتے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ میری جو سکیمیں پہلے بن چکی ہیں' جو سکیمیں میں نے پہلے دور میں بنوائی تھیں۔ وہاں بھی آج انھوں نے اپنے بورڈ لگوا دیے ہیں۔ اور وہ بورڈ لاکھوں روپے سے لگے ہیں۔ ان لاکھوں روپوں سے کچھ ترقیاتی کام ہو سکتے تھے۔ میاں صاحب کے نام کی جو تختی لگتی ہے وہاں ایک ایک افتتاح پر لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔ میرے فنڈز لے کر میاں صاحب نے میرے مخالفین کو دے دیے ہیں جو کہ کسی کی نمائندگی نہیں کرتے۔ جب میں نے اپنی تحریک استحقاق دی تو آپ نے اسے اپنے

چیمبر میں kill کر دیا۔ آپ نے یہاں ہاؤس میں ہمیں یقین دلایا تھا۔ ہم آپ کے خلاف بھی تحریک استحقاق move کریں گے اور وزیر اعلیٰ کے خلاف بھی تحریک استحقاق دیں گے۔ آپ نے چند آدمیوں کے ناموں پر دائرے لگا دیے ہیں اور ان دائروں کے مطابق آپ یہ کہتے ہیں کہ ان کو فنڈز نہیں دینے۔ میں جب ان کے پاس گیا تو انھوں نے کہا کہ آپ کے فنڈز اعتراضاً واپس بھیج دیے گئے ہیں۔ فروری میں جب میں نے لوکل ایڈمنسٹریشن سے جا کر پوچھا تو انھوں نے کہا کہ واپس تو آئے ہی نہیں۔ میں نے ایک آفیسر سے بات کی تو اس نے کہا کہ جناب اگر آپ نے فنڈز لینے ہیں تو آپ وزیر اعلیٰ صاحب سے مل لیں ورنہ آپ کو فنڈز نہیں ملیں گے۔ اس لیے آپ انصاف کی دھجیاں نہ اڑائیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہمیں آپ فنڈز دیں۔ ہمیں اس بات کی سزا دی جا رہی ہے کہ ہم نے وزیر اعلیٰ صاحب کو وہاں سے ہرایا ہے۔ ------

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بہت لمبا ہو گیا ہے۔

ملک محمد عباس کھوکھر: پوائنٹ آف آرڈر۔ تو بہت لمبا ہو گیا مگر آپ یہ بھی دیکھیں کہ ہمارے خلاف ایک ایک دن میں دس دس جھوٹے پرچے درج ہوتے ہیں۔ اور دوسری بات میں آپ سے یہ کہوں گا کہ یا تو آپ کسی کو بھی فنڈز نہ دیں یا پھر ہمیں بھی دیے جائیں۔

جناب پیئر گل: جناب سپیکر! میں نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی فرمایئے۔

جناب پیئر گل: جناب سپیکر! جیسا کہ میرے فاضل رکن ارشد عمران سلہری صاحب نے فرمایا ہے کہ حکومتی رکن پیئر گل اور فضل حق صاحب کے ٹینڈرز اکٹھے تھے۔ یہ سراسر بے بنیاد اور جھوٹ ہے۔ اس لیے کہ جو میرے ٹینڈرز تھے وہ 17 تاریخ کو ہوتے ہیں جبکہ ان کے ٹینڈرز 21 تاریخ کو کھولے گئے ہیں۔ اس لیے میرے ٹینڈرز کا منسوخ ہونا یا نہ منسوخ ہونا ان کے ساتھ کسی قسم کا کوئی link نہیں بنتا۔ ان کے ٹینڈر 21 تاریخ کو کھلے ہیں اور انھوں نے ٹھیکیداروں کو جو چٹیں دی تھیں اس کی وجہ سے ان کے ٹینڈرز منسوخ ہوئے ہیں۔ اس سے میرا کوئی واسطہ نہیں ہے۔

میاں فضل حق: جناب سپیکر! میں نے اسی واسطے آپ سے عرض کی تھی کہ ہماری تحریک استحقاق کو out of turn لے لیں۔ جو پیئر گل صاحب نے فرمایا ہے وہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے گا۔

میں بتاؤں گا کہ لوکل گورنمنٹ کے ڈائرکٹر علی رضا نے کیا کیا؟ ایڈیشنل کمشنر نے کیا کیا؟ اور ڈائرکٹر جنرل لوکل گورنمنٹ نے کیا کیا؟ ۔ میں اگر پیر گل صاحب کی بات کا جواب ابھی دوں گا تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا ۔ اگر آپ ہماری تحریک استحقاق کو out of turn لے آئیں تو پھر ہم بتائیں گے کہ ان کے ٹینڈروں کے ساتھ کیا ہوا اور ہمارے ساتھ کیا ہوا اور کون کس طریقے سے ان کو handle کرنا چاہتا تھا ۔

جناب سپیکر: میاں فضل حق صاحب اگر آپ کی تحریک circulate ہو گئی ہے تو میں اسے دیکھ لیتا ہوں ۔

میاں فضل حق: جناب والا ! یہ circulate ہو گئی ہے ۔

جناب سپیکر: اچھی بات ہے دیکھتے ہیں ۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب سپیکر ! سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ development کے کام ہیں یہ کسی کا استحقاق نہیں۔ یہ تو شکر کریں کہ ان کو development مل رہی ہے ۔ جب ہم 1988ء میں اپوزیشن میں تھے تو ہمیں development تو کیا مرکزی حکومت کی طرف سے جو پیسے ملے اور ان سے جو تعمیرات ہوتی تھیں ان پر بھی یہ بلڈوزر چلاتے تھے ۔ انھوں نے گلیاں بنی ہوئی اکھیڑ دیں ' سڑکیں بنی ہوئی اکھیڑ دیں ۔ اس کی ویڈیو فلمیں بنی ہوئی ہیں ۔ اب ان کو development مل رہی ہے یہ شکر کریں ۔ اس سے اچھی حکومت اور کیا آئے گی؟ یہ اور کیا چاہتے ہیں؟ جناب والا ! کچھ ممبران ہیں جن کے منہ میں بواسیر ہے جو بیٹھے بیٹھے بولتے رہتے ہیں ۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ چودھری شوکت داؤد صاحب ۔ I call the House to order. معزز اراکین کو یہ علم ہے کہ یہ ہاؤس جیسا کہ اپوزیشن اور حکومت کے درمیان طے پایا۔۔۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب سپیکر ! ہاؤس کا بھی کوئی تقدس ہے یہ کوئی طریق کار نہیں ہے کہ ممبرز اٹھ کر خود بخود بات کرنا شروع کر دیں ۔

جناب سپیکر: جی بجا ہے۔ آپ تشریف رکھیں ۔ میں دیکھتا ہوں کہ سارے دوست کتنا ہاؤس کے تقدس کا خیال رکھتے ہیں۔ اور ذرا خیال کیجیے میں بات کر رہا ہوں ۔ I call the House to order.

میری بات سنیے ۔معزز اراکین آپ کے علم میں ہے کہ یہ اجلاس اپوزیشن کی requisition پر اور گورنمنٹ اور اپوزیشن کے درمیان طے شدہ ایجنڈے کے مطابق بلایا گیا ہے ۔ آپ کے علم میں ہے کہ یہ اجلاس کل جمعہ کو ایک بجے تک چلنا ہے ۔ آپ کی مرضی ہے کہ آپ اسے باتوں میں ضائع کر دیں اور یہ ثابت کر دیں کہ آپ کے پاس ۔دراصل ایجنڈے پر کہنے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا ۔ اس لیے ازراہ کرم ---

جناب ارشد عمران سلہری، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب سپیکر، میری بات سنیں ' آپ تشریف رکھیں ۔ تقدس جس کا ابھی ذکر ہوا اس کا تھوڑا سا ثبوت دیجیے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہر بار یہی ہوتا ہے کہ ایک ایجنڈا لایا جاتا ہے ۔ اور پوری کوشش کی جاتی ہے کہ آخری وقت تک کم از کم اس ایجنڈے پر کوئی بات نہ ہو ۔ از راہ کرم سنجیدگی کا ثبوت دیجیے ۔ آپ نے خواہش کی اجلاس بلایا باہم طے پا کر آپ نے ایجنڈا طے کیا ۔ اب آپ کو یہ بھی پتا ہے کہ جمعہ کے ایک بجے سے آگے یہ اجلاس نہیں چلنا ۔ تو اس لیے از راہ کرم اس وقت کو ایجنڈے پر بحث کے لیے وقف کیجیے اور کارروائی کو طریقے سے چلنے دیجیے ۔ جناب چودھری شوکت داود صاحب ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر '

جناب سپیکر، جی لاء منسٹر صاحب

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر ! آپ نے شوکت داؤد صاحب کو تحریک استحقاق پیش کرنے کی دعوت دی ہے ۔ مجھے اس سلسلے میں یہ عرض کرنا تھا کہ چودھری شوکت داؤد صاحب سے میری بات ہوئی ہے ۔ اور انھوں نے مہربانی کی ہے وہ اپنی تحریک استحقاق پیش نہیں کریں گے ۔ اس میں انھوں نے جو شکایت کی تھی اس کا ازالہ کرنے کے لیے میں نے انھیں یقین دہانی کرائی ہے۔ ان شاء اللہ ان کا مسئلہ حل ہو جائے گا ۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے ۔ اگر وہ اس پر اصرار نہیں کر رہے تو آگے چلتے ہیں ۔ جناب انعام اللہ خان نیازی صاحب کی تحریک استحقاق ہے ۔ جی نیازی صاحب ۔

ایس پی میانوالی کی جانب سے ٹیلی فون پر رکن اسمبلی کو دھمکیاں

جناب انعام اللہ خان نیازی ، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ شکریہ۔ جناب سپیکر ! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 15 اور 16مئی ----- جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں تصحیح کر لوں؟

جناب سپیکر، چلیے ٹھیک ہے ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، کہ مورخہ 14 اور 15 مئی 1995ء کی درمیانی شب اپنے گھر واقع میانوالی حلقہ پی پی 38 میں قریباً ساڑھے بارہ بجے اپنے اہل و عیال کے ہمراہ بیٹھا تھا کہ میرے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی ۔ میرے سیکرٹری نے فون سنا اس نے مجھے بتایا کہ ایس پی میانوالی ملک وقار اسلم آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ میں نے جب ٹیلی فون پر بات کی تو ایس پی نے بغیر سلام دعا کے مجھے انتہائی درشت اور دھمکی آمیز لہجے میں کہا کہ انعام خان صاحب آپ اپنے آپ کو ٹھیک کیوں نہیں کرتے میں نے اخلاقاً کہا کہ ملک صاحب میں نے کون سی غیر قانونی حرکت کی ہے ۔ جس کی آپ شکایت کر رہے ہیں ۔ اس پر ایس پی میانوالی نے بد تمیزی اور بد اخلاقی سے کہا کہ نیازی صاحب آپ نے عملی طور پر جرم تو نہیں کیا لیکن آپ صوبائی اسمبلی کے اجلاسوں کے دوران اپنے رویہ کو بہتر بنائیں۔ ورنہ یہ رویہ آپ کی موت کا سبب بھی بن سکتا ہے ۔آپ یا تو کسی ٹریفک کے حادثہ کا شکار کر دیے جائیں گے یا کسی اندھے قتل میں ملوث کیے جا سکتے ہیں یا قتل بھی ہو سکتے ہیں ۔ ایس پی میانوالی کے ان الفاظ پر میں حیران رہ گیا ۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ آپ کی میرے لیے اطلاع ہے یا دھمکی ہے ؟ تو ایس پی نے جواب دیا کہ آپ یہ دونوں باتیں ہی سمجھیں ۔ ایس پی کی اس دھمکی سے جس سے میرے اس ایوان کے اندر ادا کیے گئے پارلیمانی اور آئینی کردار کو چیلنج کیا گیا ہے اس سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔

جناب سپیکر، نیازی صاحب اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ دیں ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! میں نے اس تحریک استحقاق میں آپ کے سامنے جتنی بھی گزارشات کی ہیں ۔ میں ان ساری گزارشات کو قرآن پر حلف دے کر بات کرنے کو تیار ہوں۔ کہ

ایس پی صاحب نے مجھے ایک ایک لفظ اسی انداز میں بلکہ اس سے بھی برے انداز میں بیان کیا۔ مجھے اس بات پر حیرانگی نہیں ہو رہی تھی کہ مجھے ایک ایس پی threat کر رہا ہے۔ مجھے حیرانگی اس بات پر ہو رہی تھی کہ اتنے گندے کردار کا ایک ایس پی ایک ممبر اسمبلی کو اتنے بھونڈے اور اتنے دلیرانہ انداز میں اتنے گندے طریقے سے threat کر رہا ہے۔ جناب والا! یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے یہ پورا پنجاب جانتا ہے کہ ایس ایس پی میانوالی ایک نہایت گندے کردار کا شرابی انسان ہے۔ شراب کے نشے میں وہ شخص میانوالی میں ایسے ایسے گندے کام کر چکا ہے۔ جن کی میں نے آج تک پہلے کہیں مثال نہیں دیکھی۔ آپ چکوال کے لوگوں سے چکوال کے ممبران سے اس کا سابقہ کردار پوچھیں۔ کہ وہ چکوال سے ہو کر پاکپتن گیا اور پاکپتن سے میانوالی بھیجا گیا۔ جناب والا! اس شخص نے لوٹ مار اور دہشت گردی کی وہ فضا قائم کی ہوئی ہے۔ جناب والا! میں جو الفاظ کہہ رہا ہوں میں حلفاً قرآن پہ یہ بات کرنے کو تیار ہوں کہ ایک ایس ایس پی کو سکواڈ کے ساتھ آپ دیکھیں تو ایسا لگے گا کہ جیسے پنجاب کا وزیر اعلیٰ جا رہا ہے۔ آگے موٹر سائیکل لائٹ جلی ہوئی ہوٹر بجاتا ہوا پیچھے ایس ایس پی کی گاڑی اس کے پیچھے پولیس کی تین گاڑیاں اس کے ساتھ اس کے چار ذاتی گن مین جو سر گودھا کے ڈپٹی کمشنر کے قتل میں ملوث تھے۔ خوف ناک شکل والے سرکاری جی تھری پکڑے ہوئے یہ ایس پی کا قافلہ جاتا ہے۔ جب ایس پی صاحب کی بیگم بازار جاتی ہے تو اس کے ساتھ تین گاڑیاں کلاشنکوفوں والی ہوتی ہیں۔ جناب والا! ایک شخص جو عوام کی خدمت کرنے کے لیے میانوالی میں بیٹھا ہے۔ جو عوام کو لوٹ مار اور دہشت گردی کی انتہا تک پہنچا رہا ہے۔ جناب والا! ایس ایس پی صاحب مجھے کہنے لگے کہ آپ زیادہ سے زیادہ میرے خلاف تحریک استحقاق پیش کر دیں گے۔ آپ کی تحریک استحقاق مجھے اس سیٹ پر اور مضبوط کر دے گی۔ جناب والا! میں کہتا ہوں کہ یہ آپ کے ایوان کے تقدس کی بات ہے۔ یہ آپ لوگوں کی وہ حرکتیں ہیں جو پنجاب کی حکومت اپوزیشن کے ممبران کے خلاف اپنے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ پنجاب پولیس کا ایس ایس پی آیا گورنمنٹ کی نمائندگی کر رہا ہے یا پنجاب کی پوری پولیس کے کردار کی عکاسی کر رہا ہے؟ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس پر صحیح طریقے سے action لیا جائے اور اس تحریک کو منظور کر کے مجلس استحقاق کے سپرد کیا جائے۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کا جواب دینے کے لیے میں آپ سے کل تک مہلت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، کل تک کے لیے مہلت دی جاتی ہے۔ کل آپ اپنی رپورٹ پیش کریں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! لاء منسٹر صاحب کس بات کی مہلت مانگ رہے ہیں۔

جناب سپیکر، facts معلوم کرنے کے لیے مہلت مانگ رہے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، نہیں جناب والا! facts کس بات کے؟ آپ میری تحریک استحقاق منظور کریں facts معلوم ہوتے رہیں گے۔ جناب والا! یہ کوئی بات نہیں ہے۔ یہ ہتھکنڈے ہیں۔

جناب سپیکر، میں مہلت کی اجازت دے چکا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، میں قرآن پر حلف دے کر بات کر رہا ہوں اور اس کے مقابلے میں وزیر قانون مہلت مانگ رہے ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، اور وزیر قانون تاخیری حربے استعمال کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، کوئی تاخیری حربے استعمال نہیں کر رہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، نہیں جناب والا! اس پر جو بھی بات ہونی ہے ابھی کی جائے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: پچھلے دس دن سے یہ تحریک استحقاق آپ کے پاس ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ سپیکر نے ایک دن کی مہلت دی ہے۔ ایک دن کی مہلت کوئی زیادہ نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے مہلت دی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! آپ نے غلط مہلت دی ہے۔

جناب سپیکر، آپ ایسے نہ کہیں۔ میں نے فیصلہ دے دیا ہے۔ میں نے مہلت دی ہے۔ آپ اپنے جذبات کو قابو میں رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر ، جی فرمایئے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر ! آپ نے بجا طور پر فاضل رکن سے یہ کہا ہے کہ وہ اپنے جذبات پر کنٹرول رکھیں ۔ لیکن جناب والا! آپ بحیثیت ایک معزز انسان کے بھی سوچیں ۔ کہ ایک سرکاری ملازم جو آپ کے اور ہمارے ہی ٹیکسز کی ادائیگی سے تنخواہ وصول کرتا ہے اور وہ ایک فاضل رکن کو اس طرح کی دھمکی دے ۔ جبکہ فاضل رکن آپ کے اور پورے ایوان کے سامنے کہہ رہے ہیں کہ وہ قرآن پر حلف اٹھا کر یہ بات کر رہے ہیں ۔

جناب سپیکر، بجا ہے۔ کھوسہ صاحب میں نے انھیں صرف ایک دن کی مہلت دی ہے ۔یہ کوئی زیادہ مہلت نہیں ہے ۔ یہ ان کا right ہے۔ کہ وہ facts معلوم کریں ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! مجھے بات مکمل کر لینے دیں ۔انعام اللہ خان نیازی صاحب ہمارے بھائی ہیں اور اس معزز اسمبلی کے معزز رکن ہیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ جب آپ نے ان کو بیٹھنے کے لیے کہا تو اس وقت وزیر قانون مسکرا رہے تھے۔ یعنی جیسے کہ ان کی کوئی خواہش پوری کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، میں نے خود دیکھا ہے۔ آپ اب بھی دیکھ لیں وہ مسکرا رہے ہیں ۔ ان کو تو ہمدردی ہونی چاہیے تھی ۔

جناب سپیکر ، ویسے ہی مسکراہٹ ہے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! حالات بدلتے رہتے ہیں ۔

جناب سپیکر، آپ فکر نہ کریں۔ میں نے صرف ایک دن کی مہلت دی ہے ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ .....

جناب سپیکر ، نیازی صاحب اب فیصلہ ہو گیا ہے آپ تشریف رکھیں ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! فیصلے تو آپ کرتے ہی رہتے ہیں ' فیصلے تو بڑی بڑی دھاندلیوں کے بھی ہو رہے ہیں اور جن کی مثال بھی نہیں ملتی وہ تو ایک الگ تاریخ لکھی جائے گی ۔ جناب سپیکر! بات صرف اتنی ہے کہ یہاں پر ایک رکن اسمبلی کو قتل کرنے کی بات ہو رہی ہے اور

وزیر قانون اس بات پر مصر ہیں کہ مجھے ایک دن کی مہلت دی جائے ۔ جناب والا! یہ اس قسم کی حرکتیں ، تاخیری حربے کس کو خوش کرنے کے لیے کر رہے ہیں ....

جناب سپیکر، آپ کوئی نیا نکتہ نہیں اٹھا رہے ....

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے میری تحریک استحقاق منظور کریں یا نہ کریں۔ لیکن جناب والا! یہ چیز یہاں پر رکے گی نہیں اور شاید وہ بھول رہے ہیں میں ان اراکین میں سے نہیں ہوں کہ خاموشی سے بیٹھ جاؤں گا ۔ میں اس پر احتجاج کرنا بھی جانتا ہوں ۔ مجھے یہ بھی پتا ہے کہ اپنے مقدمے کو کیسے لڑا جاتا ہے ؛ میں ان بزدلوں میں سے بھی نہیں ہوں کہ قتل کی دھمکی سن کر گندے اور غلیظ پولیس مقابلوں کی نذر ہونے والی بے گناہ عوام کے سین دیکھ کر آرام سے بیٹھ جاؤں گا ۔ مجھے مقابلہ کرنا بھی آتا ہے اور اگلے کا سامنا کرنا بھی جانتا ہوں .....

جناب سپیکر ، بہت اچھی بات ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! جان اللہ کو دینی ہے ۔ جناب سپیکر! یہ بات ایک رکن اسمبلی کو ایک ایس ایس پی کی طرف سے قتل کی دھمکی دینے کی بات ہو رہی ہے اور جس پر مہلت مانگی جا رہی ہے۔ کیا وزیر قانون اپنے گرو سے جا کر اجازت لینا چاہتے ہیں کہ ہم نے جو اپنا چیلا میانوالی میں بٹھایا ہوا ہے ۔ اس چیلے کے بارے میں کون سا ایکشن لیا جائے۔جناب والا! ایوان کو سکون سے چلانے کی ذمہ داری آپ پر آتی ہے۔ اگر آپ ایوان کو انصاف سے چلائیں گے تو ایوان سکون سے چلے گا ...

جناب سپیکر، آپ پر بھی ذمہ داری ہے ۔ آپ بھی انصاف سے چلیں ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ تحریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے ۔ اب ہم تحریک التوائے کار کو لیتے ہیں ۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ اس بات کی وضاحت کریں کہ استحقاق کمیٹی کا کیا کام ہوتا ہے ؛ حقائق معلوم کرنا تو استحقاق کمیٹی کا کام ہوتا ہے نہ کہ وزیر قانون چودھری فاروق صاحب کا کام ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ آپ اس مسئلے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں وہ خود حقائق کو دیکھے گی ورنہ استحقاق کمیٹی کا تو مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے لہذا فوت ہونے سے پہلے پہلے ہمیں سب کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے ۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں ہمیشہ سے یہی دستور رہا ہے۔ جب کوئی تحریک استحقاق آتی ہے۔ وزیر قانون حکومت کی طرف سے پوزیشن بیان کرتے ہیں۔ اس کی مخالفت کرتے ہیں یا اس کی تائید کرتے ہیں اس کے لیے facts کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کے لیے ابتدائی طور پر وہ اپنے طور پر معلومات حاصل کرتے ہیں اور اس کے لیے ہمیشہ موقع دیا جاتا ہے۔

میاں معراج دین، پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! آپ نے آج دو تحاریک استحقاق لینی تھیں۔

جناب سپیکر، کل لے لیں گے اب تحریک استحقاق کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

میاں معراج دین: جناب والا! آپ میری بات سن لیں۔ دو تحاریک استحقاق میں سے ایک کو پریس نہیں کیا گیا دوسری جو میری تحریک استحقاق ہے اس کے متعلق میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، آپ فکر نہ کریں کل اس کو لے لیں گے۔ کل آپ کو موقع ملے گا۔تحریک التوائے کار نمبر ا۔ جناب ارشد عمران سلہری ۔ میاں عمران مسعود ۔ جناب منشاء اللہ بٹ صاحب۔

پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات کے نتائج میں تاخیر

جناب ارشد عمران سلہری، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت حامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "خبری" لاہور مورخہ 18-05-95 کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ امتحانات نے ایم اے اکنامکس پارٹ ون کے نتیجے کا اعلان کیے بغیر پارٹ ٹو کے امتحانات کا شیڈول جاری کر دیا ہے۔ ایم اے اکنامکس سیشن 94-1993ء کے طلبا کے پارٹ ون کے امتحانات اگست 1994ء میں ہونے تھے مگر دس ماہ بعد بھی امتحان کے نتیجے کا اعلان نہیں کیا گیا۔ شعبہ امتحانات میں پارٹ ٹو کا امتحانی شیڈول جاری کی دیا ہے جس سے طلباء میں پریشانی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، وزیر تعلیم، وزیر قانون یا کوئی اور وزیر اس تحریک پر جواب دینا چاہیں گے؟ پنجاب

یونیورسٹی کے شعبہ امتحانات نے ایم اے اکنامکس پارٹ ون سیشن 94-1993ء کے امتحانات میں تاخیر کر دی ہے اور اس پر تحریک التوائے کار آئی ہے ۔دس ماہ بعد بھی امتحانات کے نتیجے کا اعلان نہیں کیا گیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار جو ارشد عمران سلہری صاحب نے پیش کی ہے یہ شعبہ تعلیم سے متعلق ہے اور اس میں انہوں نے امتحانات کے حوالے سے جواب چاہا ہے ۔ میں اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس تحریک التوائے کار کا جواب دینے کے لیے بھی مجھے کل تک کے لیے مہلت دے دی جائے ۔

جناب سپیکر، مہلت دی جاتی ہے۔ سید تابش الوری۔

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے ایک اہم تحریک التواء شیخ رشید کے جیل میں انسانیت سوز سلوک سے متعلق آپ کو پیش کی ہے ...

جناب سپیکر ، وہ circulate ہو گئی ہے ؟

سید تابش الوری، میں چاہتا ہوں کہ اس معاملے کی اہمیت اور نوعیت کے پیش نظر اسے آج آؤٹ آف ٹرن زیر بحث لایا جائے ۔

جناب سپیکر ، یہ ابھی میری فائل میں نہیں آئی ۔ میں دیکھتا ہوں آپ تشریف رکھیں ۔

سید تابش الوری ، جناب والا! یہ اجلاس تو کل ختم ہو جائے گا اور یہ تو فائل پر نہیں آئے گی ۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ فائل طلب کر لی جائے .....

جناب سپیکر ، نہیں میں دیکھ لوں گا ۔ موقع ہے دیکھیں گے ۔ میاں فضل حق صاحب۔

سید تابش الوری ، جناب والا! یہ نہایت اہم واقعہ ہے انہوں نے کہا ہے کہ مجھے زہر دیا جا رہا ہے اور انہیں ہسپتال میں داخلے کی اجازت بھی نہیں دی جا رہی ۔

جناب سپیکر ، قومی اسمبلی کا اجلاس آج سے شروع ہے اور وہاں پر بھی۔

سید تابش الوری ، جناب والا! یہ صوبائی حکومت سے متعلق معاملہ ہے اور مرکزی حکومت کا معاملہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر ، نہیں آپ تشریف رکھیں

سید تابش الوری: جناب والا! ہمارے ایک رکن قومی اسمبلی جیل میں ہیں اور میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ فائل منگوائی جائے ....

جناب سپیکر: میں اسے دیکھ لوں گا۔ دیکھتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

میاں فضل حق: جناب سپیکر! اپنی تحریک التوائے کار پیش کرنے سے پہلے میں عرض کروں گا کہ میری تحریک التوائے کار ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ سے متعلق ہے اور جیسے ہی اس کا نمبر بولا گیا۔ متعلقہ وزیر صاحب ہاؤس چھوڑ کر باہر چلے گئے۔ ابھی میں نے اپنی تحریک پڑھی بھی نہیں اور وہ باہر چلے گئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان کو ہاؤس میں بلایا جائے۔ یہ نہایت اہم ہے ....

جناب سپیکر: وہ دیکھیں وہ تشریف لے آئے ہیں

میاں فضل حق: ماشاء اللہ۔ شکریہ

جناب سپیکر: میاں صاحب اس وقت کچھ اور مانگا ہوتا ....

میاں فضل حق: جناب والا! بڑی مہربانی۔

راولپنڈی شہر میں پانی کی شدید کمی

میاں فضل حق: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ قومی اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ:

That the Rawalpindi City is suffering from acute water shortage and whatever little water they are getting is polluted causing great health hazards. Against this background the Asian Development Bank under their technical assistant programme had selected NESPAK to carry out a pre-feasibility the study and recommended remedies Consequently NESPAK carried out in depth studies identifying the problems and recommended suitable remedies. As a result of their studies Wasa Rawalpindi was born and the ADB sanctioned a loan for this project PC-I was prepared by them which was approved by ECNEC. They

framed the terms of reference which were approved by A.D B. Due to their intimate knowledge of the project, they should have been commissioned to execute the project as per continuity clause of the Asian Development Banks guide lines Had this course been adopted the agony of the citizens of Rawalpindi would have been reduced by at least on year. A full year has elapsed and the consultants have yet not started work. All rules, regulations governing the selection of consultants have Glagarently been violated. Instead of NESPAK, M/s Mott Medonald is being selected in utter violation of rules. against majority decision of the consultants selection committee against Pakistan engineering council's ruling in favour of NESPAK and the Prime Minister's directive on this matter In this tragedy the minister concerned also threw his full weight behind these gross violation and cut of the way approved the award of this consultancy to M/s Mott Medonald in writing. The result scenario is that Mott Medonald. Very high price of twenty crores for this consultancy is being seriously entertained whereas. NESPAK bid for the same amount of imputes and Mott Medonald would not exceed thirteen crores. A difference of a staggering amount of seven crores loss to the national exchequer in involved.

اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطرات اور غم و غصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔ جناب' یہ وہ رپورٹ ہے کہ جو فنانس ڈیپارٹمنٹ نے گورنر کو بھیجی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ التواء میں پڑی ہے۔ ٹھیک ہے۔ کیوں پڑی ہے التواء میں؟ ایک سال اس چیز کو delay کرنے میں کیوں لگا؟ وہ سب ان لوگوں کی پلاننگ کی وجہ سے ہوا۔ میرے پاس وہ terms and references ہیں جو میں آپ کو quote کرنا چاہتا ہوں ـــ جناب یہ بڑا اہم پوائنٹ ہے' یہ technical point ہے۔ انھوں نے کہا کہ Medonald نے جو آفر

دی ہے' اسے ڈی پی نے accept کیا ہے۔ میں کہتا ہوں شاید منسٹر صاحب کو پتا ہو کہ man-month کیا چیز ہوتی ہے۔ man-month ایک ٹیکنیکل term ہے جس کے تحت بتایا جاتا ہے کہ آپ کے پاس لوکل انجینئرز' ٹیکنیشنز' کتنے ہیں اور foreigners کتنے ہیں۔ اور میک ڈانلڈ کے پاس کتنے foreigners اور لوکل تھے۔ اس کے مطابق جو میرا point of view ہے وہ یہ ہے کہ بیس کروڑ کی انھوں نے جو bid دی ہے اور نیسپاک کی' وہ تیرہ کروڑ کی ہے۔ یہ تو سات کروڑ کا ایک الگ مسئلہ ہے۔ مسئلہ اس وقت main یہ ہے کہ رولز اینڈ ریگولیشنز کو پامال کر کے delay کروا کروا کے لوگوں کو ایک agony میں رکھا گیا ہے۔ جناب والا! میری درخواست ہے کہ اس پر ایوان میں وقت دیا جائے تاکہ میں آپ کو facts and figures دوں۔ میں بغیر facts and figures کے کوئی بات نہیں کروں گا۔ ایک ایک rule quote کروں گا۔ اس کا ریفرنس دوں گا۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیے۔ جی۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! May I say something.

جناب سپیکر: منسٹر فار ہاؤسنگ۔

وزیر ہاؤسنگ: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے میرے ساتھ منسوب کرتے ہوئے ایک دو قابل اعتراض باتیں کہی ہیں۔ میں انھیں صرف یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس کی technical evaluation کے لیے چھ سیکرٹری موجود تھے' اور منسٹر ہاؤسنگ اینڈ پلاننگ موجود تھے اور ان کے nominee موجود تھے۔ Minister Housing and Physical Planning is not such a big and powerful person کہ وہ چھ سیکرٹریوں کو influence کر سکے۔ ہم سے تو ایک بھی نہیں سنبھالا جاتا۔ دوسری بات۔ میں ایک اعتراض کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ انھیں تیرہ کروڑ کا کیسے پتا چل گیا؟ ابھی تو نیسپاک کا لفافہ بند ہے۔ صرف لفافہ کھلا ہے میک ڈانلڈ کا۔ اس کے ساتھ financial proposals پر بات ہو رہی ہے۔ چھ تاریخ کو اس پر فیصلہ ہونا ہے۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں' تیرہ کروڑ کی جو news item ہے اور میرے فاضل دوست کو پتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تیرہ کروڑ جو ایک secret ہے اور under ADBP Rules کسی کو اس چیز کا پتا نہیں ہونا چاہیے۔ یہ violation ہے' یہ illegality ہے۔ اگر انھوں نے commit کی ہے۔ اگر ہم اس کے خلاف لکھیں تو یہ بھی penalise ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ secret document ہے۔ secret document نہ پریس میں آ سکتا ہے' نہ وہ ان کی زبان پر آ سکتا

ہے۔ وہ ابھی بند ہے۔ محکمے کو بھی نہیں پتا۔ تو یہ سارے معاملات ایک high powered technical committee نے کیے ہیں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک التوا، محض ضیاع وقت ہے۔ اس کو reject کیا جائے۔

میاں فضل حق: یہ بڑا اہم ہے۔ مجھے بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب سپیکر: آپ کو میں نے بہت موقع دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیے۔ میاں صاحب! آپ تشریف رکھیے۔

میاں فضل حق: میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ کوئی سب کمیٹی نہیں بنائی جا سکتی۔ میں اتفاق کرتا ہوں کہ There were six Secretaries to look after it یہی تو میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ انھوں نے وہ سب کمیٹی بنائی ہے۔ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے کوئی توقیر صاحب ہیں۔ Whether he is sitting there or not, I do not know his name.He has said کہ میں نے secret کیا ہے۔ میرے پاس secret document بھی ہے۔ یہ میرا حق ہے کہ میں دیکھوں کہ حکومت پنجاب کا ساٹھ کروڑ روپیہ کہاں جاتا ہے۔ آپ کیا بات کرتے ہیں؟ آپ بیس کروڑ روپے کا کر رہے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ آپ کے پاس کیسے آیا! یہ میرا حق ہے کہ میں کوئی بھی document حاصل کر سکتا ہوں جس میں حکومت کا نقصان ہوتا ہو۔ جناب والا! انھوں نے ٹیکنیکل پوائنٹ کی بات کی ہے۔ بڑا اہم پوائنٹ ہے۔ میں technical point پر elaborate کروں گا۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میک ڈونلڈ نے ---

جناب سپیکر: آپ اس وقت کریں گے جب میں اس کی آپ کو اجازت دوں گا۔

میاں فضل حق: جناب والا! آپ اجازت دیجیے ناں۔ میں آپ سے درخواست کر رہا ہوں کہ ---

جناب سپیکر: آپ میری بات بھی سنیے۔

میاں فضل حق: تھینک یو سر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ غصہ کرنا صرف آپ کا حق نہیں ہے۔ آپ بیٹھیے۔ میری بات سنیے۔ گزارش یہ ہے کہ آپ نے ایک تحریک التوائے کار پیش کی۔ میں نے اس کو پڑھنے کا موقع دیا۔ پہلے تو سر کولیٹ کرنے کا موقع دیا آپ نے مجھ سے خواہش کی تھی میں نے موقع دیا۔ پچھلی دفعہ آئی

تھی دوبارہ لے لی۔ اب اس میں آپ نے بات بھی کی ہے۔ دو دفعہ بات کی ہے۔ آخر اس وقت ایوان نے یہ تو نہیں طے کیا کہ اور سارا کام چھوڑ کے اسی پر بحث کرنی ہے۔ آپ نے پیش کی ہے۔ اس کا فیصلہ ہونا ہے کہ یہ تحریک التوائے کار کو گھنٹا یا دو گھنٹے وقت ملے گا۔ پھر اس کی technicalities پر بات کریں گے۔ اس لیے آپ نے جو کرنا تھا اس موقع پر وہ آپ کر چکے ہیں۔ جناب ظفر علی شاہ صاحب! آپ فرمائیے، آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ مجھے یہ ٹھیکہ پالٹکس، اور منی پالٹکس اور لفافہ پالٹکس کا علم نہیں ہے۔ لیکن چونکہ اس پراجیکٹ کا ایشین ڈویلپمنٹ بنک کی اس امداد کا براہ راست سیوریج سسٹم راولپنڈی شہر جو کہ میری constituency ہے، سے تعلق ہے۔ جناب سپیکر! جب آپ اجازت دیں گے تو technicalities پر بات ہو سکے گی۔ یہ فرموں کے مقابلے ہیں۔ technicality کیا ہے۔ اس پر جب آپ نے اجازت دی تو اس پر ہم بھی اپنی بات کر سکیں گے۔ لیکن جناب سپیکر! میں بڑے افسوس سے یہ عرض کروں گا کہ حکومتی اداروں اور حکومتی چپقلش، منی پالٹکس جس کو کہتے ہیں اس کی وجہ سے ایک راولپنڈی شہر جو کہ دار الحکومت ہے پاکستان کا، اور جس کے سیوریج سسٹم کی راولپنڈی میں آج یہ حالت ہے کہ وہاں پر بہت بڑی تعداد شہریوں کی پانی سے محروم ہے۔ جناب سپیکر! جن لوگوں کو پانی ملتا ہے آپ یقین جانیں میرے خود اپنے محلے علاقے اور رہائش میں پینے کا پانی اور گٹر کا پانی آپس میں mix ہوا ہوا ہے۔ اور یہاں پر صورت حال یہ ہے، منی پالٹکس کی اور لفافہ پالٹکس کی کہ یہاں پر جب تک حکومتی اداروں، یہاں پر جو لوگ matter کرتے ہیں، میں کسی محکمے کے وزیر یا کسی مشیر کی بات نہیں کرتا، ان کے vested interests اتنے گہرے ہو گئے ہیں اور وہ اتنے بے رحم لوگ ہیں کہ وہ امداد جو ہمیں ایشین ڈویلپمنٹ بنک سے یا انٹرنیشنل فورم سے پاکستان کے غریب شہریوں کو ملتی ہے اس کے آگے بھی وہ بند باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ لوگوں تک نہیں جانے دیتے۔ اس لیے جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ میں اس میں میاں صاحب کو سپورٹ کروں گا کہ اگر اس کو موقع دیا جائے ــــ اور کچھ نہیں ہوگا، آپ کی اس مہربانی سے، آپ کی اس اجازت سے، آپ کی اس ڈیبیٹ سے پندرہ منٹ کی، گھنٹے کی، آدھے گھنٹے کی وہ پراجیکٹ جو پچھلے ڈیڑھ دو سال سے dead پڑا ہوا ہے وہ کم از کم اپنی کوئی شکل اختیار کر لے گا اور شہری سکھ کا سانس لے سکیں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، میں نے اس تحریک پر غور کیا ہے۔ اس پر کافی بحث ہو گئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جتنی اہمیت اس کو ہے اس کے مطابق اس ہاؤس میں گزشتہ قریباً آدھے گھنٹے سے اس پر پہلے ہی بحث ہو گئی ہے۔ اور چونکہ یہ معاملہ ابھی فائنل نہیں ہوا اور اسے التواء میں ڈالا گیا ہے اور اسی لیے ڈالا گیا ہے کہ اس میں کچھ باتیں ایسی تھیں جو غور طلب تھیں اور فیصلہ ابھی ہونا ہے۔ اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ اس میں کچھ ٹیکنیکل باتیں دونوں طرف سے ہو جائیں۔ مجھے حقیقتاً خوشی ہے کہ ہمارے وزیر صاحب نے بھی اس پر کافی تیاری سے جواب دیا۔ مجھے خوشی ہے کہ میاں فضل حق صاحب نے بھی تیاری کے ساتھ اس پر بات کی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ایوان میں اس پر اچھی بات ہو گئی ہے۔ توجہ اس کی طرف مبذول ہو گئی ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ حکومت جس نے اس بات کو التواء میں ڈالا ہے اس ساری بحث کے پیش نظر اب یہ کوشش کرے گی کہ اس میں اگر کوئی کمی' کمزوری' خامی ہے تو اس کو دور کر دیا جائے تاکہ راولپنڈی کے عوام کا یہ مسئلہ حل ہو۔ اس پر آگے بات نہیں ہو گی۔۔۔ نہیں' بالکل نہیں۔ میں اس التوائے کار کی تحریک کو اس وقت rule out کرتا ہوں۔

میاں فضل حق، میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ خزانے کو لوٹتے ہیں' کیا کرتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی ٹیکنیکل بات منسٹر صاحب نے نہیں کی۔ جناب والا! ٹیکنیکل چیزیں تو میرے پاس موجود ہیں۔ رولز اینڈ ریگولیشنز میں سے ایک رول بھی انھوں نے quote نہیں کیا جناب والا! consultancy کے لیے جو رولز بنے ہیں انہوں نے ان کی دھجیاں اڑائی ہیں۔ سب کمیٹی بنائی گئی ہے۔ میں وہ آپ کو explain کرنا چاہتا تھا کہ کس طرح انھوں نے سب کمیٹیاں بنائی ہیں۔ اور سب کمیٹی نے اس کا کیا حال کیا ہے۔ کم از کم ایک یقین دہانی میں وزیر صاحب سے ایوان کے فلور پر چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر، میاں صاحب! میں نے اتنی مہلت دی ہے۔ آپ کبھی تو مطمئن ہو جایا کریں۔ جو فیصلہ ہوتا ہے التواء کے بعد' اگر اس میں پھر آپ کو کوئی اعتراض ہو گا تو اس کے بعد پھر لے آئیے۔

میاں فضل حق، میں آپ سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ منسٹر صاحب ایوان کے فلور پر گارنٹی کریں کہ جو رولز اینڈ ریگولیشنز ہیں اس کے مطابق' جو گائیڈ لائنز ہیں اس کے مطابق فیصلہ ہو گا۔ اور اگر نہ ہوا تو پھر میرا یہ حق ہے' اور میں آپ کو اس کا گواہ بناتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر ۔انھیں کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ایسا نہیں ہو گا۔

میاں فضل حق ۔جناب والا! ایسا تو ہوا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ :۔ ۔جناب والا! میرا فرض ہے کہ Rules and Regulations کے مطابق اس مقدس ایوان کو بتاؤں۔ یہ میری ڈیوٹی ہے۔ میں اس محکمے کا وزیر ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ۔میاں صاحب! تشریف رکھیے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ :۔ ۔جناب والا! اگر میاں صاحب کے ذہن میں اس تحریک التوائے کار کے متعلق کوئی ابہام ، doubts یا کوئی ان کے علم میں ایسی باتیں ہیں تو یہ میرے پاس آئیں۔ I welcome him. تاکہ میں اس کو final کرتے وقت rectify کروالوں۔

MIAN FAZAL HAQ: I will never go to you. I will seek remedy in the House. Why should I go to you? I am a Muslim Leaguer and I will remain a Muslim Leaguer.

جناب سپیکر ۔ میاں صاحب! (قطع کلامیاں) کھوسہ صاحب! ذرا میری بھی بات سنیے۔ خدا کے لیے، آپ تو بزرگ ہیں۔ آپ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں! اگر ان باتوں پر نوجوانوں کو داد دیں گے کہ وہ براہ راست ایک دوسرے کو اس طرح سے چیلنج کریں تو پھر یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ اگر انھوں نے کچھ کہنا ہے مجھے کہیں تو یہ مناسب بات ہے۔ میں نے ان کی کتنی بات سنی ہے اور آپ appreciate کریں گے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ۔ جناب والا! میری گزارش ہے کہ معزز رکن Chair کو address کریں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر ۔جی بہت اچھا۔ بڑی مہربانی۔ تو اب اس بات کو آگے بڑھاتے ہیں۔ چیف منسٹر صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اب اگلا مرحلہ نوٹس برائے طلبی توجہ کا ہے۔ جناب ارشد عمران سلہری صاحب!

جناب ارشد عمران سلہری۔ شکریہ جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ Call Attention Notice

پچھلے اجلاس ۴ مئی کو پیش ہونا تھا' وہ pending ہوا۔ آج وزیر اعلیٰ صاحب جو کہ صوبہ پنجاب کے چیف ایگزیکٹو ہیں کی مہربانی ہے کہ وہ وقت نکال کر ہاؤس میں تشریف لائے ہیں۔ جناب سپیکر! بعض معاملات انتہائی اہم ہوتے ہیں کہ جس کے لیے ہم تمام ممبران جب اجلاس ہوتا ہے تو ایوان میں اپنے علاقائی مسائل کے حل کے لیے یہاں پر آواز بلند کرتے ہیں۔ اور اس کے لیے وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی اس کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ اور ہاؤس کے اندر آنا چاہیے۔

جناب سپیکر: میں نے بھی اس ہاؤس کو بہت دیکھا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے موجودہ وزیر اعلیٰ صاحب قائد ایوان جتنا وقت ہاؤس کو دیتے ہیں بہت کم لوگ دیتے رہے ہیں۔ آپ تسلی رکھیں وہ آئندہ بھی وقت دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! یہ معاملہ ۱۲ مارچ کا ہے۔

جناب سپیکر: آپ معاملے کو پیش کیجیے۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب والا! دو ماہ کے بعد آج یہ معاملہ پیش ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: اب آپ کو موقع ملا ہے تو اسے کیوں کھو رہے ہیں۔ آپ کے پاس پندرہ منٹ ہیں اور وہ پندرہ منٹ گزر جائیں گے۔

علامہ اقبال ٹاؤن سے بچے کا اغوا برائے تاوان

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے نرگس بلاک سے کچھ روز قبل پانچویں جماعت کے طالب علم طاہر امید کو تاوان وصول کرنے کی غرض سے اغوا کر لیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مغوی بچے کے لواحقین نے پولیس سے تعاون کرتے ہوئے سراغ لگا کر رائے ونڈ سے ملزمان کو گرفتار کرا دیا اور بچہ برآمد کر لیا گیا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تھانہ اقبال ٹاؤن کے ایک سب انسپکٹر ' جناب سپیکر! یہاں میں درستی چاہوں گا کہ وہ علامہ اقبال ٹاؤن کا رہائشی ہے لیکن ملازمت ان کی سانده میں یا کسی اور تھانے میں ہے۔ سب انسپکٹر مسٹر شبیر گرفتار ملزم ذوالفقار عرف بھٹو کی پشت پناہی کرتا رہا اور اس کی ضمانت کرا دی اور ساتھ ہی بدلہ لینے کی غرض سے مغوی بچے کے بڑے

بھائی سہیل احمد اورمرحوم ڈی ایس پی سعیدالرحمان کے بیٹے اور ڈائرکٹر تعلقات عامہ پنجاب کے بھتیجے عدنان شاہ کو گھر سے اٹھا لیا اور انھیں تھانہ لوئر مال کے عقوبت خانے میں لے جا کر ان پر تشدد کیا گیا۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا ذوالفقار عرف بھٹو کو دوبارہ گرفتار کر لیا گیا ہے اور اس کے سرپرست سب انسپکٹر مسٹر شبیر کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے اگر نہیں کی گئی تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟ شکریہ۔

جناب سپیکر : جناب قائد ایوان!

وزیر اعلیٰ : شکریہ جناب سپیکر! جناب والا! میں آپ کی اس observation کے لیے کہ میں ہاؤس کو وقت دیتا ہوں اس کے لیے میں آپ کا شکرگزار ہوں۔ اور میں اس موقع پر یہ عرض کردینا چاہتا ہوں کہ میں کوشش کرتا ہوں کہ اسمبلی کا اجلاس جب بھی ہو اگر ہاؤس میں میرا آنا ضروری نہیں ہے تو میں اپنے چیمبر میں موجود رہوں تاکہ جب بھی میری ضرورت ہو تو میں یہاں ہاؤس میں حاضر ہو جاؤں اور میرے متعلق اگر کوئی بات کرنے والی ہو تو میں یہاں وہ بات بھی کر سکوں۔ تو Call Attention Notice کے بارے میں جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو محترم ارشد عمران سلہری صاحب نے سوالات دریافت کیے ہیں، اس سلسلے میں مجھے جو ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے رپورٹ موصول ہوئی ہے میں ہاؤس کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(الف) یہ اس حد تک درست ہے کہ مدعی امید انور کی رپورٹ کے مطابق طاہر امید کو ملزم ذوالفقار علی عرف بھٹو نے مورخہ ۹۵-۳-۱۲ کو اغوا کیا جس پر مقدمہ نمبر ۱۲۵ مورخہ ۹۵-۳-۱۲ زیر دفعہ ۳۶۳ تھانہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور درج کیا گیا۔ تاہم رپورٹ ابتدائی اور تفتیش سے یہ بات سامنے نہیں آئی کہ طاہر امید کو تاوان کے لیے اغوا کیا گیا تھا۔

(ب) درست ہے۔

(ج) اس وقوعہ کے بارے میں مدعی کی رپورٹ پر مقدمہ زیر دفعہ ۳۶۳ ت پ درج کیا گیا۔ علاقہ مجسٹریٹ نے ملزم کو ضمانت زیردفعہ ۳۶۳ ت پ جرم قابل ضمانت ہونے کی بنا پر منظور کرتے ہوئے اسے رہا کر دیا۔ بعد ازاں دوران تفتیش دفعہ ۳۷۷ ت پ اور ۷۹-۷-۱۲ اسلامک لاء کا مورخہ ۹۵-۳-۲۵ کو ایزاد کیا گیا۔ جرم کی ترمیم ہونے پر ملزم نے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ

اینڈ سیشن جج کی عدالت سے عبوری ضمانت کروا لی ۔ جو مقامی پولیس کی پیروی کی وجہ سے اور جرم میں ترمیم کرنے کی وجہ سے اس کی ضمانت منسوخ ہوئی اور ملزم کو گرفتار کرکے حوالات جوڈیشل میں بھجوا دیا گیا۔ تو شبیر نامی سب انسپکٹر کا جہاں تک تعلق ہے کہ جس کے بارے میں یہاں کہا گیا ہے وہ تھانہ اقبال ٹاؤن میں تعینات ہے 'تو وہ تھانہ اقبال ٹاؤن میں تعینات نہ ہے۔

(د) جز (ج) کے جواب میں یہ وضاحت کردی گئی ہے کہ ملزم ضمانت منسوخ ہونے پر گرفتار کرلیا گیا اور ملزم ذوالفقار عرف بھٹو کے خلاف چالان مورخہ ۹۵ ۔۵ ۔ ۱۸ کو عدالت کو بھیج دیا گیا۔ جہاں تک ملزم کے مبینہ سرپرست سب انسپکٹر شبیر کا تعلق ہے تو اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ اس کی پوری دریافت کی گئی ہے کہ یہ شبیر نامی سب انسپکٹر تھانہ اقبال ٹاؤن میں تعینات نہ ہے۔ لیکن پورے طریقے سے جب اس کو دیکھا گیا تو ایک اسسٹنٹ سب انسپکٹر شبیر احمد نام کا ملزم ذوالفقار کے پڑوس میں رہائش پذیر تھا جو کچھ عرصہ قبل تھانہ ساندہ میں تعینات تھا جس کی اب تھانہ اکبری گیٹ میں تبدیلی ہو گئی ہے۔

اس میں' میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اے۔ ایس۔ آئی یا سب انسپکٹر جس کا ہمارے دوست نے ذکر کیا ہے اس کی مداخلت کی وجہ سے مقدمہ پر کوئی اثر نہیں ہوا کیونکہ جرم میں تبدیلی کر دی گئی اور ضمانت منسوخ ہو چکی ہے۔ ملزم چالان ہو کر جیل میں جا چکا ہے۔ اس لیے نہ تو پولیس نے کسی قسم کا کوئی تساہل کیا ہے اور نہ ہی شبیر احمد اسسٹنٹ سب انسپکٹر کی مداخلت کی وجہ سے کسی قسم کی ملزم کو کوئی رعایت ملی ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر ، سلہری صاحب ' کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب ارشد عمران سلہری ، میرا آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ ضمنی سوال ہے کہ اس کے جزو (الف) میں یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ بچہ اغواء ضرور ہوا اور اس کو اس کے لواحقین کی مدد سے برآمد بھی کر لیا گیا۔

جناب سپیکر! اس بچے کو تاوان کی نیت سے اغواء کیا گیا۔ بچہ جب صبح ناشتے کے لیے گیا تھا تو راستے میں اس کو اغواء کر لیا گیا ۱۲ تاریخ کو لواحقین نے ٹیلیفون کے اوپر آبزرویشن مصطفیٰ ٹاؤن ایکسچینج پر لگوائی اور پتا چلا کہ اسے ۔ ون جنرل سٹور ' علی ٹاؤن سپر مارکیٹ ' رائے ونڈ روڈ پر دکان نمبر ۱۲

ہے جہاں سے اس ملزم نے ان کے گھر ٹیلیفون کیا اور اس کے اوپر انھوں نے تاوان کا مطالبہ کیا۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی ملزم صرف بھٹو جس کا نام ہے ایک رات قصور میں بمقام ترونڈی اڈا اپنے ماموں امام علی کے گھر رہا۔ وہاں پر اس نے پانچویں کلاس کے بچے کے ساتھ زیادتی بھی کی جس کی کیمیکل ایگزامینر کی رپورٹ جو ہے وہ میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر: سلہری صاحب، یہ تو آپ کیس کے facts بیان کر رہے ہیں جو کہ ظاہر ہے کہ عدالت میں زیر بحث آئیں گے۔ اب آپ اپنا سوال formulate کیجیے۔ Do you have a supplementary question?

جناب ارشد عمران سلہری: جی۔ میں کرنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! میرا وزیر اعلیٰ پنجاب سے آپ کی وساطت سے سوال ہے کہ جب اس بچے کو اغواء کیا گیا۔ ایک زیادتی تو اس کے ساتھ اس شخص نے اپنے ماموں کے گھر کر دی پھر ٹیلیفون آبزرویشن کے ریکارڈ میں یہ الفاظ ہوں گے کہ اس نے اس پر تین لاکھ روپیہ تاوان مانگا ہے۔ تو اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب حلفاً یہ کہیں گے کہ اس بچے سے اس کے لواحقین سے ----

معزز ممبران حزب اقتدار: یہ کیا بات ہوئی؟

جناب ارشد عمران سلہری: میں اس وجہ سے یہ کہہ رہا ہوں کہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹ پر اور پولیس کی رپورٹ پر اس بات کے اوپر اس سنگین مسئلے کو مت ٹرخایا جائے۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ جب معاملہ عدالت میں ہے اور وہ آدمی جیل میں ہے۔ پھر یہ ساری بات آپ وزیر اعلیٰ سے کیسے پوچھ رہے ہیں؟

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب جو ہیں وہ اس بات کا جواب دے رہے ہیں۔ یہ صوبے کے چیف ایگزیکٹو ہیں۔ اس بچے کو صرف زیادتی کے لیے ہی نہیں اغواء کیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ یہ بھی ظلم ہوا ہے کہ اُس کے ساتھ زیادتی ہوئی اور ساتھ ہی تاوان مانگا گیا۔ اس لیے میں اس کے حقائق کی طرف بھی وزیر اعلیٰ پنجاب کی توجہ دلاؤں گا۔

جناب سپیکر: قائد ایوان نے ذکر کیا ہے کہ جرم کی جو دفعہ اپلائی کی گئی تھی اس میں بھی تبدیلی ہوئی ہے۔ تو وہ شاید اسی لیے ہوئی ہے کہ تمام باتیں جو زیادتی کی زد میں بھی آتی ہیں ان سب کو cover کرنے والی دفعات لگا دی گئی ہیں اور اب وزیر اعلیٰ صاحب اگر کچھ کہنا چاہتے ہیں تو فرمائیں۔

میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ آپ جو یہ وضاحتیں کر رہے ہیں یہ عدالت کا معاملہ ہے۔ یہاں یہ ضمنی سوال کی ذیل میں نہیں آتا۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اس کو زیادتی کے لیے اغواء نہیں کیا گیا تھا بلکہ اس کو تاوان کے لیے اغواء کیا گیا تھا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب اس کے بارے میں وضاحت فرمائیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! اس کے بارے میں، میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ میرے پاس ہوم ڈیپارٹمنٹ نے جو رپورٹ بھیجی ہے۔ انھوں نے یہ رپورٹ مجھے ذمہ داری کے ساتھ بھیجنی ہوتی ہے کہ میں نے پنجاب اسمبلی کے معزز اراکین کے سامنے کال اٹینشن نوٹس کا جواب دینا ہے اور ذاتی طور پر چیف منسٹر پنجاب نے اس کا جواب دینا ہے۔ اس لیے میں یہ نہیں سوچ سکتا کہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کسی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرے گا اور وہ مجھے ایسی انفرمیشن دے کہ جو غلط ہو یا جو حقائق پر مبنی نہ ہو۔

تو اس کے بارے میں میرے پاس جو رپورٹ آئی ہے اس کے مطابق اس کو اغواء برائے تاوان نہیں کیا گیا تھا لیکن جہاں تک اس وقوعے کا تعلق ہے تو یہ وقوعہ درست ہے اور اس کے مطابق پولیس نے اس کے ابتدائی جرم ۳۶۳ کا جس کے تحت مقدمہ درج ہوا تھا اس میں ترمیم کرتے ہوئے ۳۷۷ اس میں لگائی ہے اور ۷۹۔۷۔۱۲ اسلامک لاء جو ہے اس کے تحت اس کا چالان کیا گیا ہے اور اس کی وجہ سے ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت سے پولیس نے اس کی ضمانت reject کروائی ہے۔ اس کو oppose کیا ہے اور اب وہ جیل میں ہے۔ تو اس میں، میں نہیں سمجھتا کہ پولیس نے کسی قسم کا تساہل کیا ہے بلکہ میرے دوست کو اس پر جو اچھی بات ہو اس کو اچھا کہنا چاہیے۔ تاکہ اچھا کرنے والے اور بہتر بنیں۔ اگر اس میں کسی قسم کا تساہل کا پہلو نکلتا ہے تو وہ مجھے اس وقت on the floor of the House فرمائیں۔ میں اس پر ایکشن لینے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ میں اس بارے میں کوئی قسمیہ بات کہوں تو یہ میرے خیال میں ان کو یہ بات نہیں کہنی چاہیے۔

جناب سپیکر، جی بجا ہے۔ آگے چلتے ہیں۔ میاں معراج دین صاحب۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! ضمنی سوال---

جناب سپیکر، نہیں۔ بس اس پر جو مناسب بات تھی وہ ہو گئی۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! اس میں میرا مزید ضمنی سوال ہے کہ ۲۰ اپریل کو عدنان شاہ اورمغوی کے گھر شبیر شاہ سب انسپکٹر اور سی۔ آئی۔اے کے پولیس ملازم کس وجہ سے گئے؟ کیا لینے گئے؟ پرچہ درج ہونے کے بھی بیس پچیس دن بعد سی۔ آئی۔اے کے ملازم گئے ہیں اور ان کے گھر والوں کو تھانہ لوئر مال میں لے جا کر ان کے اوپر تشدد کیا گیا ہے۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ سی۔ آئی۔اے کے یہ ملازمین جو ہیں کہ ایک ان کے ساتھ زیادتی ہوئی پھر یہ دوبارہ ان کے گھر کیا لینے گئے تھے؟

جناب سپیکر: جناب قاعد ایوان۔

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! سب انسپکٹر شبیر کے بارے میں جو میرے فاضل دوست نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ اس کے بھائی کے گھر گئے اور سید الرحمن کے بیٹے عدنان شاہ کو گھر سے اٹھایا اور انھیں تھانہ لوئر مال لے گئے۔ تو اس کے بارے میں ' میں یہ عرض کروں گا کہ میرے فاضل دوست کو تو یہ بھی پوری خبر نہیں کہ شبیر جو ہے یہ سب انسپکٹر ہے یا اے۔ ایس۔ آئی ہے؟ تو ہم نے ان کے فرمان کو اتنی اہمیت دی ہے کہ اس کی پوری چھان پھٹک کی ہے کہ یہ سب انسپکٹر نہیں' یہ اے۔ ایس۔ آئی ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ اے۔ ایس۔ آئی جو ہے یہ تھانہ اقبال ٹاؤن میں تعینات نہیں ہے جس کا انھوں نے ذکر کیا ہے بلکہ یہ تھانہ ساندہ میں تعینات تھا جو اب تھانہ اکبری منڈی میں اس کی تبدیلی ہو گئی ہے اور یہ اس وقت تھانہ اکبری منڈی میں موجود ہے۔ لیکن میں یہ کہوں گا کہ چونکہ ہمارے دوست نے اس معزز ترین ایوان میں یہ بات اٹھائی ہے اور حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ اگر کہیں بھی ' کسی بھی فورم پر کسی قسم کی زیادتی ہو یا high handedness ہو تو اس کا وہ نوٹس لے۔ تو میرے نوٹس میں ہوم ڈیپارٹمنٹ اور متعلقہ پولیس حکام یہ بات لائے ہیں کہ اس شبیر اے ۔ ایس ۔ آئی نے فی الواقعی زیادتی کی ہے اور عدنان شاہ اورسہیل کو پکڑ کر اور ان پر زیادتی کرتے ہوئے تھانے لایا ہے اور اس نے وہاں ان کے ساتھ تشدد کیا ہے۔ یہ بات میرے نوٹس میں لائی گئی ہے اور میں اپنے معزز بھائی ارشد عمران سلہری صاحب کو بھی بتاتا ہوں اور میں اس سارے معزز ایوان کو بھی یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم شبیر اے۔ ایس ۔ آئی کے خلاف ایکشن لیں گے۔ اس کے خلاف محکمانہ کارروائی بھی کریں گے اور قانونی کارروائی بھی کریں گے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! آپ کے توسط سے جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے میرا یہ سوال ہے کہ کیا یہ اس مقدمے کو خصوصی عدالت میں بھیجنا پسند فرمائیں گے؟

جناب سپیکر، آپ اپنا سوال ذرا دہرائیے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ سے میری یہ گزارش ہے---

جناب سپیکر، آپ نے پوری کوشش کرنی ہے کہ آج میاں معراج دین کی باری نہ آئے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! یہ ایک نابالغ بچے کے اغوا اور اس کے ساتھ زیادتی کا معاملہ ہے جس کی سزا میرے فاضل دوست بہتر سمجھتے ہیں میرے خیال میں اس کی سزا سزائے موت ہوتی ہے۔ تو میں وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ پوچھوں گا کہ کیا وزیر اعلیٰ پنجاب اس اہم مسئلے کو خصوصی عدالت میں بھیجنا پسند فرمائیں گے؟

جناب سپیکر، جی وزیر اعلیٰ صاحب۔

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! خصوصی عدالت میں جو مقدمات جانے کا ایک خاص طریقہ کار ہے اس کا ایک خاص criteria ہے جو کیسز اس criteria پر پورے اترتے ہیں وہ خصوصی عدالت میں جاتے ہیں اور جو اس criteria پر پورے نہیں اترتے وہ خصوصی عدالت میں نہیں جاتے میں اپنے بھائی کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ خصوصی عدالت میں مقدمات جانے کا جو criteria laid down ہے اگر یہ کیس اس پر پورا اترتا ہے تو اس کو خصوصی عدالت میں بھیجا جائے گا۔

جناب سپیکر، بجا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! حدود لاء کے کیسز تو خصوصی عدالت میں جا ہی نہیں سکتے۔ اس پر حدود لاء کی دفعہ ۷۹-۷-۱۲ لگ گئی ہے جو اسلامک لاء ہے۔ اور اسلامک لاء کا کیس تو قانون کے تحت شرعی عدالت ہی سن سکتی ہے اور یہ کیس خصوصی عدالت میں جا ہی نہیں سکتا۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! یہ اغوا برائے تاوان کا کیس ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیے۔ آپ کو انہوں نے جواب دیا ہے اور انہوں نے وعدہ کیا ہے اگر اس criteria پر یہ کیس پورا اترتا ہے تو یہ کیس خصوصی عدالت میں چلا جائے گا۔ اب Call Attention

کا وقت ختم ہوتا ہے۔

میاں معراج دین، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا جو توجہ دلاؤ نوٹس ہے اس کے متعلق میں صرف اتنا عرض کر دوں میں اس کو press نہیں کر رہا کیوں کہ متعلقہ فریقین کا آپس میں راضی نامہ ہو گیا ہے اس لیے میں اسے withdraw کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، چلیے۔ اور بھی اچھا ہو گیا۔

میاں فضل حق، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ جو ابھی تحریک التوانے کار آئی تھی اس میں منسٹر صاحب نے خاص طور پر یہ نکتہ اٹھایا تھا کہ یہ چیز چیف منسٹر صاحب کے نوٹس میں ہے اور اس کے اوپر یہ ایکشن لے رہے ہیں تو جناب والا! میں صرف اتنی بات چاہوں گا کہ چیف منسٹر صاحب اگر on the floor of the House یہ بتا دیں کہ واقعی یہ چیز ان کے نوٹس میں ہے اور اس کا انصاف ہو گا۔

جناب سپیکر، نہیں میں اس کی اجازت نہیں دے رہا۔

میاں فضل حق، جناب والا! وہ موجود ہیں۔

جناب سپیکر، اب تو وقت ختم ہو گیا۔ منسٹر کابینہ کی طرف سے نمائندہ ہے اور اس نے کابینہ کی طرف سے آپ کو assurance دی اور یہ آپ کے لیے کافی ہونی چاہیے۔ اب لوکل باڈی پر ڈیبیٹ ہونی ہے۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔ آپ نے لوکل باڈیز کی بات ہے میں نے بھی اسی حوالے سے بات کرنی ہے۔ لیڈر آف دی ہاؤس یہاں پر تشریف فرما ہیں۔

جناب والا! پورے صوبہ بھر میں پنجاب میں ۱۹ مئی کے بعد بلدیاتی اداروں میں ہائی کورٹ کی judgement کے بعد اور سابقہ کونسلر حضرات کے اس حق کو جتانے کے بعد اور انتظامیہ کے رویے کے بعد ایک بہت بڑا chaos پیدا ہو گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب۔ لوکل گورنمنٹ کی بحث آ رہی ہے آپ اس میں اسے point out کر دیجیے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! وہ بحث اور ہے۔

جناب سپیکر، پھر یہ کونسی بحث ہے؟

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! وہ بحث اور ہے اور میں اور بات کر رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر، کیا یہ لوکل گورنمنٹ سے تعلق رکھتی ہے یا نہیں۔

سید ظفر علی شاہ، یہ لوکل گورنمنٹ سے تعلق نہیں رکھتی۔ یہ وزیر اعلیٰ یعنی (Chief Executive) سے تعلق رکھتی ہے اس لیے میں یہ عرض کر رہا ہوں ورنہ میں بات نہ کرتا۔

جناب سپیکر، چلیے۔ کریں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ۱۹ مئی کے بعد عدالت عالیہ کے حکم کے بعد صوبہ بھر میں chaos پیدا ہو گیا ہے کہ ہر آدمی یہ کہتا پھرتا ہے کہ میں بحال ہو گیا ہوں وہاں پر ایک افسر آ کر بیٹھا ہے اور وہ کہتا ہے کہ آپ بحال نہیں ہوئے تو جناب والا اس سارے ابہام کو ختم کرنے کے لیے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ کیا اس میں ہماری حکومت پنجاب کی مشینری نے کوئی عملی قدم اٹھایا ہے۔ جناب جو elected لوگ ہوتے ہیں ضروری نہیں کہ انہیں قوانین کا پتا ہو۔ روزانہ اخباروں میں آ رہا ہے کہ ہائی کورٹ نے ہمیں بحال کر دیا ہے اور انہوں نے بلدیہ کے ایڈمنسٹریٹروں کو کہا ہے کہ آپ تشریف لے جائیں۔ بلدیہ کے ایڈمنسٹریٹر نے کہا ہے کہ مجھے ابھی تک اوپر سے حکم نہیں ملا۔ تو آپ کیا سمجھتے ہیں کہ اس سے پورے صوبے میں کوئی chaos پیدا نہیں ہوا۔ میں جناب کی وساطت سے جناب چیف منسٹر لیڈر آف دی ہاؤس سے یہ عرض کرتا ہوں کہ اس ابہام کو ختم کرنے کے لیے براہ مہربانی یا وہ اور ان کی حکومت اور ان کا آفیسر ایڈووکیٹ جنرل ہائی کورٹ کے اس بنچ کے پاس اس درخواست کے ساتھ چلا جائے کہ وہ ایک دن میں یا چار گھنٹے میں اس بات کو نمٹا دیں قانون کا جتنا وہ احترام کرتے ہیں اور وہ ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ اپوزیشن عدلیہ کا احترام نہیں کرتی اور ہم یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے عدلیہ کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی ہیں لہذا اس بات کو اور اس ابہام کو ختم کرنے کے لیے یا ہائی کورٹ سے رجوع کر لیں یا براہ مہربانی اپنے آفیسرز کو ایڈمنسٹریٹر صاحبان کو اس judgement کا احترام کرنے کو کہیں۔ جناب وہ سرکاری لوگ بھی سچے لوگ ہیں جو وہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے لیے یہ handicap ہوتا ہے کہ جب تک اوپر سے ان کا notification یا de-notification نہ آئے تب تک وہ نہ سیٹ کو چھوڑ سکتے ہیں نہ ہی سیٹ

پر بیٹھ سکتے ہیں اس لیے اس ابہام کو ختم کرنے کے لیے یا تو اس judgement کا احترام کرتے ہوئے پنجاب کے بلدیاتی اداروں کو بحال کر دیں چاہے چار گھنٹے کے بعد پھر توڑ دیں توڑنے کے ان کے اختیارات ختم نہیں ہوئے ویسے بھی اس سے پہلے یہ باتیں ہوتی رہی ہیں میری آپ کی وساطت سے یہ استدعا ہے کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ عدلیہ اور حکومت کی آپس میں چپقلش ہے اور کونسلر صاحبان یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے حق کو سلب کیا جا رہا ہے اس لیے میری یہ استدعا ہے کہ اس ابہام کو ختم کرنے کے لیے اگر لیڈر آف دی ہاؤس کوئی policy statement دینا مناسب سمجھیں تو میں ان کا مشکور ہوں گا اور اگر وہ نہ دیں تو وہ میرے پابند نہیں ہیں۔

وزیر بلدیات، جناب سپیکر! میرے بھائی ظفر علی شاہ صاحب نے جو نکتہ اٹھایا ہے ------

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! کیا یہ لیڈر آف دی ہاؤس ہیں؟

وزیر بلدیات، جی لیڈر آف دی ہاؤس نہیں یہ solely محکمہ بلدیات سے متعلق ہے اور I have the right to answer to that point

جناب سپیکر، نہیں یہ وزیر بلدیات ہیں اور میں نے ان کو اجازت دی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر بلدیات، جناب والا! پہلے ان سے یہ پوچھیں کہ کیا یہ آپ کی کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں یا ادھر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے سپیکر سے اجازت لی ہے۔

جناب سپیکر، آپ کو اجازت ہے آپ بات کیجیے۔

وزیر بلدیات، یہ اپنے اختیارات سے تجاوز نہ کریں۔

جناب سپیکر! پہلی بات یہ ہے کہ جس نکتے کی جناب ظفر علی شاہ صاحب وضاحت چاہتے ہیں اس بارے میں آپ مجھے بیس منٹ کی اجازت دے دیں اور میں ہائی کورٹ کا فیصلہ آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں اور ساتھ ہی ظفر علی شاہ صاحب کو بھی سنا دیتا ہوں ------

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! Sorry for interruption.

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

وزیر بلدیات، جناب والا! اس میں لکھا ہوا ہے کہ process be started. ہائی کورٹ نے process کے متعلق کہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ Within three months the election process must

start۔ اور اگر ان کو کسی چیز کی وضاحت چاہیے اور ان کے ذہن میں اگر کوئی ابہام ہے تو یہ خود
کورٹ میں چلے جائیں ہم تو clear ہیں۔ اگر ان کے ذہن میں کوئی ambiguity ہے اور کوئی بات ear
نہیں ہے تو یہ جا کر وضاحت لے لیں۔ جناب والا! اس کی interpretation کی بات ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ لوکل باڈیز پر بحث ہے ------(قطع کلامیاں
Please listen I call the House to order ۔ لوکل باڈیز پر بحث ہے یہ تمام issues
میں آجائیں گے اور آپ کو بھی اس بحث کو wind up کرنے کا موقع ملے گا آپ ان باتوں
نوٹ کیجیے اور میں وزیر بلدیات سے توقع کرتا ہوں کہ آپ ان سب کی باتیں دھیان سے سنیں گے یہا
موجود رہیں گے اور اس کے علاوہ آپ آخر میں اس بحث کو wind up کریں گے ----

وزیر بلدیات: جناب آپ ان سے بھی کہیں کہ یہ بھی موجود رہیں۔

جناب سپیکر: یہ بھی موجود رہیں گے۔

مقامی حکومت کے نظام پر بحث

جناب سپیکر: خواجہ صاحب، آپ بیٹھ جائیے۔ میں یہ بات کر رہا ہوں کہ لوکل باڈیز پر بحث کا آغ
کرتے ہیں۔ جو پوائنٹ سید ظفر علی شاہ صاحب نے اٹھایا ہے اس پر بھی میں نے اجازت دی ہے۔ ا
پر بھی حکومت کی طرف سے جواب آنا چاہیے۔

سید ظفر علی شاہ: میں نے آپ کی وساطت سے پوائنٹ اٹھایا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، آپ نے میری وساطت سے سوال اٹھایا ہے۔ اگر وہ دینا چاہتے ہیں اور ا
کی خواہش ہے تو وہ جواب دے دیں۔ لیکن میں اس سے پہلے بات کر رہا ہوں کہ اس بحث میں بہ
سے سوال اٹھیں گے۔ آپ نے ایک سوال اٹھایا ہے۔ اس کا جواب بھی حکومت کو دینا ہے۔ وز
بلدیات نے اس کا جواب دینے کی کوشش کی ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ بحث کا باقاعدہ آغاز کر
جائے۔ اپوزیشن کی طرف سے مجھے نام موصول ہو گئے ہیں۔ اپوزیشن کی طرف سے جو حضرات بو
چاہتے ہیں وہ اپنے نام بھجوا دیں۔ اور میں سب سے پہلے راجہ محمد بشارت صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ: آپ وزیر اعلیٰ صاحب سے پوچھیں تو سہی کہ وہ جواب دینا چاہتے ہیں یا نہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! انھوں نے ایک سوال اٹھایا وزیر بلدیات نے اس کا جوا

دے دیا۔ جب مزید وضاحت کی ضرورت نہیں ہے تو فاضل رکن کا بار بار وزیر اعلیٰ صاحب کو مخاطب کرنا کہ وہ پالیسی سٹیٹمنٹ دیں۔ اس میں پالیسی سٹیٹمنٹ کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ کورٹ کے فیصلے کا معاملہ ہے۔ اس میں پالیسی سٹیٹمنٹ کی کیا ضرورت ہے؟

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! پتا نہیں یہ کیوں avoid کرتے ہیں۔ میں اتنے humble طریقے سے اس معاملے کو پیش کر رہا ہوں۔ وزیر اعلیٰ صاحب کی ڈیڑھ منٹ کی بات سے یہ سارا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ صوبے میں choas پیدا ہے۔ صوبے میں پولیس اور لوگوں کی آپس میں چپقلش چل رہی ہے اور لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پیدا ہو رہی ہے۔ لاء منسٹر صاحب اور منسٹر لوکل باڈیز مجھے فیصلے سناتے ہیں۔ فیصلے کی ایک ایک لائن میرے پاس ہے۔ ایک ایک لائن کو میں نے پڑھا ہوا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے چیف منسٹر صاحب کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ کیا وہ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟ ان کے وکیل بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ کچھ نہیں کہنا چاہتے۔

جناب سپیکر: میں انھیں مجبور نہیں کر سکتا' آپ مجبور نہیں کر سکتے۔ آپ نے ایک بات کی ہے۔ میں نے اس پر اپنی رائے دی ہے کہ آپ نے ایک نکتہ اٹھایا ہے اس کا ایک جواب آیا ہے۔ مزید حکومت کی طرف سے اس پہ wind up کیا جائے گا۔

سید ظفر علی شاہ : میرے خیال میں آپ نے ان سے پوچھا ہی نہیں۔ آپ ان سے پوچھیں تو وہ جواب دیں۔ اور میری assumption یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب اس صورت حال سے avoid کر رہے ہیں۔ اور جان بوجھ کر صوبہ پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پیدا کر رہے ہیں۔ میں یہ بات سمجھنے میں اور کہنے میں حق بجانب ہوں۔

جناب سپیکر : میں لوکل باڈیز پر بحث کا آغاز کرتا ہوں۔ راجہ محمد بشارت صاحب کو فلور دیتا ہوں۔

خواجہ ریاض محمود: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر' وزیر اعلیٰ پنجاب تشریف فرما ہیں اور کسی شاعر نے کہا کہ:

تمام عمر سہاروں پر آس رہتی ہے
تمام عمر سہارے فریب دیتے ہیں

میں پی اینڈ ڈی کے دفتر گیا تھا۔ جب میں نے لاہور کے ایم پی اے صاحبان کے ٹینڈر اخبارات میں پڑھے تو میں بھی قسمت آزمانے کے لیے وہاں پر گیا۔ اللہ بھلا کرے ہمارے پی اینڈ ڈی منسٹر کا۔ وہ

بہت اچھے آدمی ہیں' انھوں نے میری بڑی عزت کی ۔ چائے پلائی ' بسکٹ بھی کھلائے۔ میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اپنے دفتر میں انھوں نے مجھے سلیوٹ کیا۔ میں اس قابل نہیں تھا جتنی انھوں نے میرے عزت کی ہے ۔ لیکن جب بعد میں میں نے ان سے گفتگو کی تو پتا چلا کہ اس مالی سال ختم ہونے میں ایک ماہ باقی رہ گیا ہے ۔ جب میں نے ان سے پوچھا کہ ہمارے سالانہ ترقیاتی کاموں کا بجٹ کیوں نہیں دیا جاتا اور کتنے خوش نصیب آدمی رہتے ہیں تو انھوں نے کہا کہ صرف بیس آدمی رہتے ہیں۔ بیس فاضل اراکین کو فنڈ دینے کا ابھی تک آرڈر نہیں ملا۔ میں آپ کی وساطت سے اور خوش قسمتی سے وزیر اعلیٰ پنجاب تشریف فرما ہیں میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ ان بیس آدمیوں کے فنڈز روکنے کے لیے آپ نے کوئی خاص آرڈر جاری کیا ہوا ہے ۔

جناب سپیکر : اس موقع پر یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ---- راجہ محمد بشارت صاحب۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب سپیکر! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو پنجاب میں آج کل گورنر شپ کی دوڑ چل رہی ہے ۔ اس میں جناب سپیکر پنجاب اسمبلی محمد حنیف رامے کا بھی نام آ رہا ہے۔ کیا آپ واضح کریں گے کہ اس دوڑ میں اور اس ریس میں جو کہ گورنری کی چل رہی ہے ۔ آپ اس دوڑ کے لیے پلیٹ فارم بنا رہے ہیں کہ جو یہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو ایوان میں اتنا تحفظ فراہم کر رہے ہیں کہ جو بھی ہم بات کرتے ہیں آپ ان کو بولنے کا موقع نہیں دیتے یا انھوں نے آپ کو کہا ہوا ہے کہ "میوں بچانا ہے"۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ راجہ بشارت صاحب۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! میری بات کا جواب تو دیں۔

جناب سپیکر، میں نے دے دیا ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب حنیف رامے صاحب ' شرمائیں نہیں ۔ یہ سیاست ہے

کبھی اس کے در کبھی در بدر
غم زندگی تیرا شکریہ میں کہاں کہاں

جناب سپیکر ' یہ سیاست ہے۔ اور یہ بتلانا آپ کا کام ہے اور یہ بتلاتے چلیں کہ گورنری میں آپ کا نمبر کتنا چل رہا ہے ۔

جناب سپیکر : اگر نمبر میں نے ہی دینا ہے تو بابا میرا نمبر ون ہو گا۔۔۔ چلیے بشارت صاحب۔

جناب محمد بشارت راجہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ! اس سے پہلے کہ میں 1979ء کے بلدیاتی آرڈیننس میں جو ترامیم کی گئی ہیں' ان پر اپنے خیالات کا اظہار کروں۔

جناب سپیکر: آرڈیننس پر کوئی بحث نہیں ہو رہی۔ آرڈیننس تو کمیٹی کے سپرد ہو گیا ہے۔ اب لوکل باڈیز پر بحث ہو رہی ہے۔

جناب محمد بشارت راجہ : جناب والا! میں لوکل باڈیز کے حوالے سے ہی بات کرنے لگا ہوں۔

جناب سپیکر : کیا بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد بشارت راجہ: جناب والا! آپ نے جس پر بات کرنے کا موقع دیا ہے میں وہی بات کروں گا۔

جناب سپیکر: فرمائیے' لوکل باڈیز پر آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد بشارت راجہ: ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ابھی ابھی آپ کے سامنے سید ظفر علی شاہ صاحب نے ایک نکتہ اٹھایا۔ اس کے جواب میں وزیر بلدیات صاحب نے یہ فرمایا کہ ہائیکورٹ کا جو آرڈر ہے اس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ اس میں process کی بات کی گئی ہے۔ میں اپنی بات کو یہیں سے شروع کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہائیکورٹ نے بڑے واضح طور پر کہا تھا کہ:۔

In case within three months from today the process for holding fresh elections is not commenced and taken to its logical conclusion all the Local Bodies shall automatically stands revived

جناب والا! یہ ہائیکورٹ کا ایک فیصلہ تھا اور جو آج بھی موجود ہے۔ وزیر بلدیات نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کو اس فیصلے میں ابہام ہے تو وہ عدالت میں چلا جائے۔ جناب سپیکر! ہمیں قطعی طور پر کوئی ابہام نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک تو یہ بات واضح ہے اور طے شدہ ہے کہ بلدیاتی ادارے عدالت عالیہ کے حکم کے مطابق بحال ہو چکے ہیں۔ لیکن اگر کوئی ابہام ہے تو وہ حکومت کے ذہن میں ہے اور اسی ابہام کا یہ نتیجہ تھا کہ آج سے چند دن پہلے ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کی طرف سے ہائیکورٹ میں ایک درخواست دی گئی ہے اور جس میں یہ کہا گیا ہے کہ ہم نے یہ نیا آرڈیننس جاری کر کے الیکشن

کے پروسس کا آغاز کر دیا ہے۔ اور اس فیصلے میں عدالت عالیہ نے واضح طور پر کہا کہ کیا حکومت عدالت سے اس بات کا سرٹیفکیٹ چاہتی ہے کہ انھوں نے اس پروسس کو شروع کر دیا ہے جو یہ حکومت کی غلط فہمی ہے۔ میں یہ عرض کرنی چاہتا تھا کہ یہ ہاؤس کی خوش قسمتی تھی کہ اس وقت جناب وزیر اعلیٰ یہاں پر موجود تھے اور چونکہ یہ کسی ایک فرد کا معاملہ نہیں ہے اور ایک ادارے کا معاملہ ہے۔ اور ان اداروں کا معاملہ ہے کہ جن اداروں کا تعلق بنیادی طور پر نچلی سطح کے ساتھ ہے اور عوام کے مسائل کے ساتھ ہے۔ اور آج پنجاب کے عوام ان مسائل میں گھرے ہوئے ہیں۔ اور جو صورت حال ان بلدیاتی اداروں کی اس وقت ہے اور ان اداروں میں باوجود اس حقیقت کہ حکومت کے مقرر کردہ ایڈمنسٹریٹر تعینات ہیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ جو کرپشن، لوٹ مار اور دھاندلیوں کی مثالیں آج ان اداروں میں قائم ہیں جناب سپیکر! نہ اس سے پہلے تھی اور نہ کبھی بعد میں اس کی مثال قائم ہو گی۔ اس لیے میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ یہ انتہائی اہم نوعیت کا معاملہ ہے اور اگر جناب وزیر اعلیٰ صاحب اس سلسلے میں اپنے خیالات کا اظہار فرما دیتے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ایک بہت بڑا confusion عوام کے ذہن میں ہے وہ confusion دور ہو جاتا۔ جناب سپیکر! سید ظفر علی شاہ صاحب نے جو بات کی تھی وہ بعینہ یہ بات تھی۔ ہمیں بھی اس بات کا علم ہے کہ جو آرڈی ننس ہے وہ مجلس قائمہ میں جا چکا ہے۔ مجلس قائمہ اس پر اپنی رپورٹ دے گی اور اس کے بعد اس پر بحث ہو گی۔ ہماری طرف سے ترامیم بھی آئیں گی، ہم اس کو مکمل طور پر رد بھی کر سکتے ہیں، کوئی بھی بات ہو سکتی ہے لیکن جو آج ایک confusion ہے کیا یہ confusion اس وقت تک جاری رہے گا جب تک مجلس قائمہ کی رپورٹ نہیں آ جاتی۔ جناب سپیکر! اس آرڈی ننس کے حوالے سے میں بات کرتے ہوئے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جب آپ نے پہلے مجھے موقع فراہم کیا تھا تو میں نے یہ عرض کی تھی کہ یہ آرڈی ننس جو جاری کیا گیا اس میں اتنا confusion ہے کہ ان اداروں کو ---

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں نے ایجنڈا دیکھا ہے کہ لوکل باڈیز کے حوالے سے آج یہاں گفتگو ہے۔ جبکہ فاضل مقرر نے آرڈی ننس کے حوالے بحث کا آغاز کیا ہے۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر purely technical ہے۔ آپ آئین کے آرٹیکل 128(2) کو اگر ملاحظہ فرمائیں ---

128(2). An Ordinance promulgated under this Article shall have the same force and effect as an Act of the Provncial Assembly and shall be subject to like restrictions as the power of the Provincial Assembly to make laws, but every such Ordinance---

(a) shall be laid before the Provincial Assembly and shall stand repealed at the expiration of three months from its promulgation or, if before the expiration of that period a resolution disapproving it is passed by the Assembly, upon the passing of that resolution; and

(b) may be withdrawn at any time.. by the Governor.

اس میں اس کو discuss کرنے کا ان کے پاس صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ یہ اس پر resolution لاتے for disapproving the Ordinance کیونکہ جب وہ اسی آرٹیکل کے تحت lay ہو گیا تو وہ بل بن گیا۔ آگے سب سیکشن (3) دیکھیں۔

128(3) Without prejudice to the provisions of clause (2), an Ordinance laid before the Provincial Assembly shall be deemed to be a Bill introduced in the Provincial Assembly.

آرٹیکل 128 کے سب سیکشن (3) کے تحت یہ بل بن چکا ہے اور اگر یہ discussion چاہتے ہیں تو سب سیکشن (2) کے تحت only they could give a resolution یہ ایک proper resolution دیتے۔ اب آپ یہ تمام رولز دیکھ لیں اس کی provisions موجود ہیں۔ جناب resolution کے بارے میں رول 91 ملاحظہ فرمائیں۔ یعنی اس قسم کے جو resolutions ہیں ان پر باقاعدہ time limit ہے۔

جناب محمد بشارت راجا: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! وصی ظفر صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر techmeal ہے، ایک Constitutional point ہے اس کو discuss کر لینے دیں۔

جناب محمد بشارت راجا، میں جناب سے وضاحت چاہتا ہوں کہ میرے بھائی اپنی کس بات کو ثابت کرنا چاہتے ہیں ؛ جناب سپیکر! گزشتہ روز جب یہی بات ایجنڈے پر تھی کہ ہم نے لوکل باڈیز آرڈی ننس پر بات کرنی ہے اور ہم نے اس دن آرڈی ننس پر بحث کی تھی اور آپ کو یاد ہو گا کہ اسی دن آرڈی ننس پر بحث سے پہلے جب اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی تو وزیر قانون نے آرڈی ننس کو lay کیا۔ اسی دن وہ آرڈی ننس متعلقہ مجلس قائمہ کو refer ہو گیا لیکن اس کے باوجود جناب نے آرڈی ننس پر بحث کی مجھے اجازت دی تھی اور میں نے اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا تھا۔ آج ہم لوکل گورنمنٹ آرڈی ننس پر بات نہیں کر رہے بلکہ آج تو ہم لوکل گورنمنٹ سسٹم پر بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، بالکل آپ لوکل گورنمنٹ سسٹم پر بات کیجیے۔ آرڈی ننس پر بات نہ کریں چونکہ آپ نے آرڈی ننس کا ذکر کیا تھا میں نے بھی اس پر اپنے comments دیے اس لیے میں وصی ظفر صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کو valid سمجھتا ہوں۔ کیونکہ آپ نے اپنی بحث کے آغاز میں اس پر بات کی میں نے اس پر comment کیا۔ یہ بات زیر بحث آئی ہوئی ہے اس لیے اب اگر انھوں نے ایک technical , Constitutional Point of order اٹھایا ہے تو میری ڈیوٹی بنتی ہے کہ میں اس Constitutional بات کو سن تو لوں۔ اور آپ بھی سن لیجیے۔ آپ کے یہاں بھی experts بیٹھے ' شاہ صاحب بیٹھے ہیں ' تابش الوری صاحب بیٹھے ہیں ' ایس اے حمید صاحب بیٹھے ہیں آپ سب بھی اس بات پر غور کر لیجیے۔ وصی ظفر صاحب ایک technical بات کر رہے ہیں۔ آپ کو ہمارے وصی ظفر صاحب پر اکثر اعتراض ہوتا ہے کہ وہ شوخ بات کرتے ہیں اب وہ سنجیدہ بات کر رہے تو موقع دیجیے' سنیے۔ جی وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں اسے آپ کی خدمت میں انتہائی مختصر عرض کرتا ہوں کہ آرٹیکل 128(2) کے تحت resolution لا کر they could only discuss the Ordinance پہلے بھی اگر اجازت دی گئی تو وہ بھی غلط تھی اگر آج بھی یہ آرڈی ننس کو اس form میں discuss کرتے ہیں تو وہ بھی غلط ہے۔ جناب یہ آگے right to move resolution ہے وہ یہی resolutions ہیں جو 128(2) میں ہیں وہ بھی اس میں شامل ہیں :-

91. Subject to the provisions of these rules, any member may move a resolution relcating to a matter of general public

interest

اب آگے آ جاتا ہے کہ اس میں resolution کا نوٹس کیسے دینا ہے۔ رولز 92 میں ہے کہ پرائیویٹ ممبر سات دن کا نوٹس دے گا۔ وزیر تین دن کا نوٹس دے گا۔ آگے form and contents of a resolution ہے اس میں ہے کہ ایک ہی معاملہ ہونا چاہیے۔ آگے raising discussion on matters before Tribunals ہے۔ اس کو آپ چھوڑ دیں۔ پھر وہ withdraw ہو سکتا ہے۔ اس میں amendment ہو سکتی ہے، پھر time limit for speeches ہے۔ ہر ایک کو دس منٹ کا وقت ملتا ہے that was the only way اگر ان کو اس طریق کار کا علم نہیں تھا تو پھر ہم کیا کر سکتے ہیں۔ آرڈی ننس پر یہ بحث بالکل کر سکتے تھے لیکن یہ ایک resolution لاتے کہ we disapprove اور disapproving the Ordinance کا resolution لاتے اگر کچھ بھی نہ ہوتا تو اس پر بحث تو ہو جاتی۔ طریق کار تو انھیں خود معلوم نہیں ہے۔ آئین میں لکھا ہے کہ disapproval کا resolution لائیں، رولز میں لکھا ہے کہ جب resolution آتا ہے تو آپ نے اس پر پھر کیسے discussion کرنی ہے۔ جب انھوں نے خود وہ طریقہ اختیار نہیں کیا ہے جو قانون میں ان کے لیے مہیا ہے، جو رولز میں سہولت مہیا ہے اسے تو انھوں نے avail نہیں کیا۔ اس میں نہ تو یہ ہے کہ ہم نے کہا تھا، وزیر قانون نے اتفاق کیا اور سپیکر صاحب نے اجازت دی۔ نہیں that is not the way ایک آئینی چیز ہے اس کو رولز میں دیا ہوا ہے they could come only with that اسی کے تحت یہ کر سکتے تھے۔ اب جو ادھر ابھی انھوں نے تقریر شروع کی ہے جناب نے دیکھا ہے کہ انھوں نے آرڈی ننس سے شروع کی ہے---

جناب سپیکر، وصی ظفر صاحب : ویسے راجہ بشارت صاحب نے اس بات کو concede کیا ہے اور اس کے بعد جو بحث کی ہے اس میں انھوں نے خود مانا ہے کہ آرڈی ننس پر نہیں بلکہ ہم لوکل باڈیز سسٹم پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، لیکن جناب آپ ان کے تینوں فقرے دیکھ لیں۔ انھوں نے آرڈی ننس سے شروع کیے ہیں۔ آپ تینوں فقروں کی ٹیپ چلا لیں انھوں نے آرڈی ننس سے شروع کیا ہے۔

جناب محمد بشارت راجا، جناب سپیکر! میں تو اب بھی یہی کہتا ہوں کہ سسٹم کی بات کرتے ہوئے ہم آرڈی ننس کی بات بھی کریں گے۔ جب سسٹم کی بات ہو گی تو آرڈی ننس کا ذکر ضرور آئے گا۔ جب

آپ آرڈی ننس کے ذریعے آئین کی دھجیاں اڑا رہے ہیں تو ہم آرڈی ننس کی بات کیوں نہ
جناب سپیکر، آپ براہ راست بات نہ کیجیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! اب تو میرا حق ہے کہ میں یہ بات کروں کیونکہ راجہ صاحب
ہیں کہ ہم آرڈی ننس کی بات کریں گے۔ اب آپ آرٹیکل 128 پر مجھے رولنگ دیں۔ انھوں
اب categorically کہہ دیا ہے کہ ہم تو آرڈی ننس پر بات کریں گے۔ میں اپنا پوائنٹ بڑا
کر دیتا ہوں کہ آئین کا جو آرٹیکل 128 ہے اس کی کلاز (3) کے تحت آرڈی ننس کو جب ay
جائے تو وہ بل بن جاتا ہے۔ بل پر رولز 75 and onwards ایک discussion کا الگ طر
اگر اس وقت وہ بل پر بحث کریں گے تو prejudice ہو گی۔ آگے جناب اگر انھوں نے
پر بحث کرنی ہے تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ یہ رول 91 کے تحت ایک resolution لا
disapproving the Ordinance اور اگر وہ resolution پاس ہو جائے تو inance
ہے۔ اس کے سوا یہ Ordinance پر بحث نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر، وصی ظفر صاحب! آپ کا پوائنٹ انھوں نے سن لیا ہے اب ان کا جواب بھی
لیں۔ اگر ضرورت ہوئی تو آپ کو دوبارہ موقع دے دیں گے۔ جی شاہ صاحب آپ فرمائیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔ میرے محترم فاضل دوست نے آرٹیکل
حوالے سے آرڈی ننس کی بات کی ہے۔ یہ باتیں لکھی ہوئی ہیں اور ان کو اپوزیشن نے بھی
ہے۔ ہم law making process کو بھی جانتے ہیں۔ آرڈی ننس کے آنے کے بعد یہ بات
کہ اس پر بات نہیں کی جا سکتی۔ آرڈی ننس تو کل آیا ہے۔ یہ made in چوہا سیدن شاہ جو
ہے اس پر بات ہم کریں گے۔ جو پہلے لوکل باڈیز ایکٹ 1979ء ہے وہ بھی ایک آرڈی ننس
ہم بات کرنا چاہتے ہیں اور جس میں تمام باتیں relevant ہیں جناب سپیکر! آپ کی وساطت۔
کی آرٹیکل 32 کے حوالے سے اپوزیشن ساری بات کرنا چاہتی ہے اور اس context میں بات
ہے۔ آئین کے آرٹیکل 7 میں ہے کہ۔

State means the Provincial Government and the Provincial
Assembly آئین میں یہ بھی describe کی ہوئی ہے کہ سٹیٹ کیا ہوتی ہے۔
(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ بات کر رہا تھا کہ حزب اختلاف نے لوکل باڈیز پر بات کرنے کے لیے ریکوزیشن دی ہے۔ اب لوکل باڈیز پر بات کرنے کا یہ قطعاً مطلب نہیں ہے کہ اگر 128 کے تحت کوئی بل آیا ہوا ہے تو وہ بل بن جاتا ہے اور یہ آرڈیننس ہے۔ وہ ہم جانتے ہیں کہ وہ کیا بن جاتا ہے اور کیا نہیں بن جاتا۔ وہ تو ہم شق وار بات کریں گے۔ وہ law making process میں ہمارا الگ right ہے۔ اور ہمارا وہ right reserve ہے۔ جب وہ stage آئے گی تو وہ استعمال کریں گے۔ آپ سے جو بات آج کی جا رہی ہے اور پچھلے کئی مہینوں سے ہماری تمام ریکوزیشن کے ایجنڈے اٹھا کر آپ دیکھ لیں ان میں آپ کو لوکل باڈی سسٹم ملے گا وہ کس لیے؟ جناب سپیکر! میں آپ کے آنے سے پہلے یہ عرض کر رہا تھا کہ ہم آئین کے آرٹیکل 32 کے حوالے سے بات کر رہے ہیں۔ میں جناب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ what is that Article. The Article of the Constitution is -

Article 32 The State shall encourage local Government institutions composed of elected representatives of the areas concerned and in such institutions special representation will be given to peasants, workers and women.

جناب والا! the State shall State. بھی define کر دی گئی ہے وہ بھی میں اپنے گھر سے بات نہیں کر رہا۔ آرٹیکل 7 پڑھ لیں آپ کو پتا چل جائے گا What does it mean?

Article 7. State means the Government of Punjab including the Provincial Assembly. Provincial Assembly is also a part of State as defined by the Constitution of 1973.

جناب سپیکر! ہم یہ بات کر رہے ہیں جس کے بارے میں آئین نے یہ کہا ہے کہ composed of elected representatives اور shall کا لفظ ہے پچھلے دو سال سے ہمارے صوبے میں بلدیاتی نظام معطل پڑا ہوا ہے۔ کبھی وہ litigation کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے۔ کبھی executive کے نشے کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے۔ تو کیا ہم آئین کی اس spirit کو آئین mandatory provision پر ہم بات نہیں کر سکتے؟ کیا ہم یہ بات نہیں کر سکتے؟ جو فارمولا چوہا سیدن شاہ سے آیا ہے ہم تو وہ بھی discuss کریں گے اور ایک ایک کلاز discuss کریں گے۔ اور میں نے اسی لیے ساری

debate avoid کرنے کے لیے ایک tip کے طور پر یہ بات کی تھی اور میری اور اس ایوان کی یہ خوش قسمتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لیڈر آف دی ہاؤس جو کہ جواب دینے میں fully competent ہیں۔ ان کی ساری کیبنٹ ایک طرف کر دیں اور وہ ایک طرف even then he is competent میں اس لیے عرض کر رہا تھا کہ وہ کوئی جامع سی بات کر دیتے as far as the decision of the High Court is concerned. تاکہ آگے بات نہ چلتی۔ بات صرف فلنے کی ہوتی کہ آیا لوکل باڈیز میں کتنے tiers ہیں حزب اختلاف کی کیا تجاویز ہیں۔ ہونا بھی چاہیے یا نہیں ہونا چاہیے ضلع کونسل ہو کمیٹی ہو۔ وہ فلنے کی باتیں ہیں۔ جو پالیسی کی بات تھی اور judgement یا ordinance میں conflict تھا تو وہ صرف Head of theExecutive بتا سکتا ہے۔ ناظم شاہ صاحب تو پہلے ہی گلے کرتے ہیں کہ میرا تو سیکرٹری بھی میری بات نہیں مانتا۔ میں ان کی بات سے کیسے مطمئن ہو جاؤں؟ میں صرف لیڈر آف دی ہاؤس کی بات سے مطمئن ہو سکتا ہوں۔ میں لیڈر آف دی ہاؤس کی بات کو پالیسی سمجھتا ہوں۔ اور آئینی طور پر لیڈر آف دی ہاؤس پابند ہیں ---

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب آپ wind up کریں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں wind up کر رہا ہوں۔ Leader of the House is bound Constitutionally to satisfy this honourable House. میری یہ درخواست تھی۔ جناب سپیکر! یہ ہمیں technicalities میں لے کر نہ جائیں۔ ہمیں رولز اور آئین کا پتا ہے۔ اور اپوزیشن جب بھی بات کرتی ہے آئین اور رولز کے مطابق بات کرتی ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی سید ناظم حسین شاہ صاحب ان کے بعد وصی ظفر صاحب۔

وزیر بلدیات (سید ناظم حسین شاہ)، جناب والا! میرے بھائی سید ظفر علی شاہ صاحب نے آئین کے آرٹیکل 32 کا حوالہ دیا ہے۔ کہ :

> The State shall encourage Local Government institutions composed of elected representatives of the areas concerned and in such institutions special representation.

اس پر زور دیا گیا ہے special representation shall be given to the peasants ,workers and women میرے بھائی سید ظفر علی شاہ صاحب جو ماشاء اللہ بہت قابل ہیں اور جن کو جوش خطابت

اور لفظوں پر کمانڈ بھی ہے اور بڑے positive طریقے سے بات کرتے ہیں۔ ہم ان کو welcome کرتے ہیں اور ہم ان سے بہت مستفید ہوتے ہیں۔ تو انھوں نے جو بات کی ہے میں ان سے یہ توقع نہیں کر سکتا کہ یہاں پر آرٹیکل کی اس طریقے سے غلط interpretation ہو۔ اور انھوں نے جو دوسری بات کی ہے کہ سیکرٹری بات نہیں مانتا۔ جناب والا! دیکھیں یہ سیکرٹری کی بات نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ جھگڑا رہے گا۔ اور ہم لوگوں کے ووٹ لے کر آئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہاؤس sovereign ہے اور کوئی بھی سرکاری اہلکار چاہے وہ جج ہو یا کوئی ہو

They have to play the role of executioner. They can not make the law . This House has the power to change the law and to make the law and they must play the role of the executioner They will remain executioner.

اس میں ایک وزیر یا کسی کی بے عزتی نہیں ہے بلکہ پورے ہاؤس کے right کی بات ہے۔ جہاں وہ اپنے nght کی بات کرتے ہیں میں بھی یہ right کی بات کرتا رہوں گا۔ کیونکہ مرد کا کام ہوتا ہے میدان میں آنا۔ شکست اور فتح تو میرے اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ شاہ صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وصی ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب سپیکر! میری عرض سنیں کہ جس چیز کا آئین یا قانون میں ایک باضابطہ طریقہ دیا گیا ہوا ہو۔ کہ اس چیز کو آپ اس طرح کریں گے یا کر سکتے ہیں۔ اس کی violation یا اس سے ہٹ کر negation is illegal وہ نہیں ہو سکتی۔ اس کو specifically منع نہیں کر رہا ہوتا۔ ادھر انھوں نے اعتراض اٹھایا ہے کہ منع کہاں کیا ہے۔ میں یہ تسلیم نہیں کرتا کہ اپوزیشن کو یہ علم تھا۔ انھیں یہ علم قطعاً نہیں تھا۔ انھیں یہ پتا ہی نہیں تھا disapproval کا resolution لانا ہے اور ہم discuss کر سکتے ہیں۔ اگر پتا ہوتا تو وہ لاتے۔ انھوں نے قطعاً نہیں پڑھا ابھی وہ ایسے ہی ادھر ادھر کی مار رہے ہیں۔ ایک specific طریقہ دیا ہوا ہے for disapproval under Article 128 آپ resolution لائیں اور آپ اس کو 91 کے تحت discuss کریں۔ کوئی آپ کو روک ہی نہیں سکتا اس کے بغیر۔۔۔

MR DEPUTY SPEAKER: No cross talk please.

چودھری محمد وصی ظفر ، اس کے بغیر ہاؤس میں discussion نہیں ہو سکتی۔ proper طریقہ اور قانون adopt کیے بغیر discussion نہیں ہو سکتی۔ جب تک یہ وہ طریقہ اور قانون وہ راستہ اختیار نہیں کریں گے ---

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ تشریف رکھیں۔ میں اس پر رولنگ دیتا ہوں مسئلہ یہ ہے کہ آج ہم نے اس پر بحث کا آغاز کرنا ہے بلکہ آغاز ہو چکا ہے۔ یہ ایک نہایت اہم مسئلہ ہے۔ تو میں اس کو کسی اور وقت کے لیے رکھتا ہوں تو اس پر ہم سیر حاصل بحث کریں گے کیوں کہ یہ ایک قانونی نکتہ ہے۔ جناب راجہ بشارت صاحب ۔ جی راجہ صاحب۔

وزیر بلدیات (سید ناظم حسین شاہ) ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ناظم حسین شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں ۔

وزیر بلدیات، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میرے بھائی وصی ظفر صاحب نے جو نکتہ اٹھایا ہے یہ آئین کا ہے۔ اور آئین کو violate کرنے کی کسی کو بھی اجازت نہیں ہے۔ آپ جو فیصلہ کرنا چاہتے ہیں اگر آج آرڈیننس پر بحث مکمل ہو گئی justice delayed is justice denied

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں میری بات سنیں ۔

وزیر بلدیات، تو جناب پھر آپ فیصلہ کس بات کا کریں گے ؟ فیصلہ تو یہی کرنا ہے کہ وصی ظفر صاحب نے سیکشن 128 میں جو کلاز 3 کا حوالہ دیا ہے ۔ کہ جب ایک آرڈیننس اسمبلی میں آجائے تو وہ بل کا حصہ بن جاتا ہے ۔ تو اس آرڈیننس کے اوپر انھوں نے جو وضاحت مانگی ہے کہ بحث ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ تو جب ایک act complete ہو جائے جرم complete ہو جائے تو اس کے بعد فیصلہ دینا ٹھیک نہیں ہے۔ جناب والا! لاء بھی اور جسٹس بھی یہی ہے۔ یہ نہیں کہ پہلے encourage کیا جائے کہ کوئی act commit ہو جائے اور آپ اس کے بعد فیصلہ دیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس آرڈیننس پر بحث نہیں ہو سکتی ۔ اس کا فیصلہ پہلے ہونا چاہیے۔ شکریہ۔

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تابش صاحب بیٹھیں' انھوں نے یہ ایک پوائنٹ آف آرڈر raise کیا ہے تو چونکہ

میں نے اس پر اپنا فیصلہ دے دیا ہے۔ اور جو بات ایجنڈے پر ہے ----

سید تابش الوری، جب آپ نے اپنا فیصلہ دے دیا ہے تو پھر یہ کونسا فیصلہ چاہتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ باد شاہ آدمی ہیں شاہ صاحب ہیں ناں۔ اس لیے میں یہی کہوں گا کہ میں نے فیصلہ دے دیا ہے۔ اس پر میں نے کہا ہے کہ ہم کسی وقت اس پر سیر حاصل بحث کریں گے۔ میں نے راجہ بشارت صاحب کو فلور دیا ہے۔ جی راجہ صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے dispose of کر دیا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میرا اور پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی اور ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر، جی

جناب ڈپٹی سپیکر، فرمایئے

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! کیا آپ نے آج آرڈیننس پر بحث کی اجازت فرما دی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ آرڈیننس پر بحث نہیں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! آپ کلیئر فرمائیں کہ آج آرڈیننس پر بحث نہیں ہو گی۔

سید تابش الوری، جناب والا! آج لوکل باڈیز سسٹم پر بحث ہو رہی ہے۔ اور جب لوکل باڈیز سسٹم پر بحث ہو گی تو سابقہ آرڈیننس بھی زیر بحث آئیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بھی ان کے اس مسئلے میں مدد ومعاون ثابت ہو رہے ہیں۔ میں تو ابھی ہاؤس میں آیا ہوں آپ ذرا چلنے تو دیں اور پھر دیکھیں میں کیسے اس مسئلے کو dispose of کرتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! مقامی حکومت کے نظام پر بحث ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نظام پر بحث ہے۔ آرڈیننس پر نہیں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، اس وقت صوبے میں جو مقامی حکومت کا نظام ہے وہ اسی آرڈیننس کے تحت رائج ہے جو بل بن کر اسمبلی میں آ چکا ہے اور اس کے بارے میں آئین نے کہا ہے کہ اس کو

آپ disapproval کے ریزولیوشن کے ذریعے----

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ (قطع کلامیاں) دیکھیں آپ بیک وقت تین آدمی کھڑے ہیں اور کوئی بیٹھے ہوئے بول رہے ہیں۔ جی وزیر قانون۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! جناب وصی ظفر صاحب نے----

سید تابش الوری: جناب والا! آپ تو رولنگ دے چکے ہیں اب وزیر قانون صاحب کس بات پر بول رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اپنی رولنگ پر قائم ہوں۔ میں نے آنکھوں کو بھی دیکھنا ہوتا ہے۔ وزیر قانون کی خواہش تھی اور وہ کچھ بولنا چاہتے تھے اس لیے میں نے انہیں فلور دیا ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں کر رہا۔ وصی ظفر صاحب نے آپ کی رولنگ کے بعد ایک نیا پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا ہے جس میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ آیا اس وقت لوکل گورنمنٹ آرڈیننس پر بحث کی اجازت دی گئی ہے اور ان کے دوسرے پوائنٹ آف آرڈر پر ابھی آپ نے فیصلہ نہیں دیا ۔ لہذا اس حوالے سے میں نے بات کرنے کے لیے آپ سے اجازت چاہی ہے۔

جناب سپیکر آئین کے آرٹیکل ۱۲۸(۲) کی طرف وصی ظفر صاحب نے پہلے بھی توجہ دلائی کہ

> Without prejudice to the provisions of clause (2), an ordinance laid before the Provincial Assembly shall be deemed to be a Bill introduced in the Provincial Assembly.

جناب سپیکر! یہ آرڈیننس اسمبلی میں پیش کیا گیا اور اس کے بعد سٹینڈنگ کمیٹی کو refer کر دیا گیا ۔ میں آپ کی توجہ قواعد انضباط کار کی طرف بھی دلانا چاہتا ہوں۔ کہ رول ۷۷ کے تحت----

> Reference of Bills to Standing Committee:- Upon introduction, a Bill other than the Finance Bill shall be referred by the Speaker to the appropriate Standing Committee with directions to submit its report by a date fixed by him in this behalf.

جناب سپیکر! اس کے بعد رول ۷۸ ہے جس کے تحت

> When a Bill has been received back from a Standing

Committee, the Secretary shall cause copies of the Bill as introduced, together with modifications, if any, recommended by the Standing Committee, to be supplied to each member as soon as may be after the receipt back and shall set down the Bill on the List of Business for a day meant for Government business or an a day meant for private members' business, as the case may be, if the notice of a motion under rule 79 has been received.

جناب سپیکر! صورت حال یہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ چودھری محمد وصی ظفر صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر valid ہے۔

جناب محمد بشارت راجا، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راجہ بشارت صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں

وزیر بلدیات، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں ہیں۔ میں نے وزیر قانون کو فلور دیا تھا۔ وزیر قانون صاحب میں نے آپ کو وقت دیا ہے یا آپ اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر قانون، آپ نے وقت دیا تھا۔ راجہ بشارت صاحب۔

جناب محمد بشارت راجا، جناب والا! آپ نے وقت دیا تھا اسی لیے میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوا تھا۔ جناب سپیکر! جناب وزیر قانون نے اپنی گفتگو کے آغاز میں یہ فرمایا ہے کہ آپ وصی ظفر صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر dispose of کر چکے ہیں لیکن اس کے بعد جو انہوں نے بات کی ہے اس پر وہ اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اب تک انہوں نے جو متعلقہ دفعات پڑھی ہیں کیا وہ پہلے پوائنٹ آف آرڈر سے متعلقہ ہیں یا دوسرے سے میں یہ آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہی واضح کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ آج لوکل گورنمنٹ سسٹم پر

بحث تو ہے لیکن لوکل گورنمنٹ آرڈیننس اس ہاؤس کی سٹینڈنگ کمیٹی جو کہ آئینی ضرورت ہے اس کے مطابق ہاؤس کی متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بل refer کر دیا گیا ہے۔ اب یہ ریزولیوشن لائے بغیر آرڈیننس پر بحث نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ یہ آرڈیننس اب بل کی شکل اختیار کر گیا ہے اور سٹینڈنگ کمیٹی کے اندر اپنی modification کے لیے اور recommendation کے لیے اس وقت موجود ہے۔ مجلس قائمہ یا سٹینڈنگ کمیٹی صرف حکومتی اراکین پر مشتمل نہیں ہوتی مجلس قائمہ کے اندر اپوزیشن کے اراکین بھی موجود ہیں۔ اگر اس آرڈیننس یا بل کے اندر کوئی ایسی خرابیاں موجود ہیں کوئی ایسی خامیاں موجود ہیں جس کی وجہ سے فاضل اراکین اپوزیشن کو یہ خیال ہے یا ان کو یہ شک ہے ان کو یہ شبہ ہے کہ آرڈیننس کو جس شکل میں پیش کیا گیا اور وہ بل کی حیثیت سے سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس سفارشات کے لیے گیا ہے کہ اس کی وجہ سے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر کوئی برے اثرات پڑیں گے تو ان کی نمائندگی سٹینڈنگ کمیٹی کے اندر موجود ہے۔ یہ وہاں پر اس وقت اس بل کے اوپر اس کمیٹی میں اپنی سفارشات پیش کر سکتے ہیں۔ ترامیم پیش کر سکتے ہیں، نئی تجاویز پیش کر سکتے ہیں اور جہاں کہیں ترامیم غلط ہیں ان کو مجلس قائمہ درست کر سکتی ہے اور جب تک یہ بل مجلس قائمہ کے پاس ہے، اس ایوان نے اس بل کو مجلس قائمہ کے سپرد کر دیا ہے۔ جب تک یہ وہاں سے واپس نہیں آتا اس وقت تک اس پر کوئی بحث نہیں ہو سکتی۔ بالکل اس طرح جس طرح سے تحریک استحقاق۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ آپ نے اپنا موقف بڑی خوبصورتی سے بیان کر دیا ہے اور میں نے اس سلسلہ میں جو رولنگ دی ہے وہ یہ ہے کہ یہ آرڈیننس زیر بحث نہیں آئے گا۔ لوکل گورنمنٹ سسٹم کی جو ہسٹری ہے اس پر بحث کے آغاز کی میں اجازت دیتا ہوں لیکن آرڈیننس پر بحث کی میں اجازت نہیں دوں گا اور جب معزز اراکین اس پر تقاریر کریں گے اس وقت میں دیکھوں گا کہ وہ sphere کے باہر جاتے ہیں یا within that sphere رہتے ہیں؟ راجہ بشارت صاحب۔

سید تابش الوری، جناب والا! جب لوکل گورنمنٹ سسٹم کی بات ہو گی تو پھر آرڈیننس کا حوالہ تو آئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اب بات تو کرنے دیں۔

وزیر بلدیات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے ویسے تاریخ میں اس قدر وزراء کو پوائنٹ آف آرڈر اٹھاتے نہیں دیکھا۔ یہ میرا بھی تجربہ ہے شاہ صاحب ہم ۱۹۷۰ء سے اس ہاؤس میں ہیں۔

وزیر بلدیات، جناب والا! آپ پوائنٹ آف آرڈر سن لیں۔ آپ کو اختیار ہے کہ آپ اسے رول آؤٹ کر دیں یا جو مرضی کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیں۔

وزیر بلدیات، جناب والا! راجہ بشارت صاحب نے جب بحث کا آغاز کیا تھا آپ اس وقت یہاں بیٹھے تھے تو انہوں نے ہائی کورٹ کے ایک فیصلے کا ریفرنس دیا تھا اور جناب والا! اس فیصلے کا آخری پیرا میں آپ کے سامنے پڑھ دیتا ہوں۔

> For the foregoing reasons the impugned judgement of the learned Single Judge upheld with modification that in case within three months from today the process for holding fresh election of the local bodies is not commenced and taken to its logical conclusion all the local bodies shall automatically stand revived.

جناب والا! اصل بات جو اس فیصلے کی نہیں پڑھی گئی تھی وہ modification کی تھی۔ اس لیے جناب والا! میں اس بات کا جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں اور اسی لیے میں نے اپنے بھائی سید ظفر علی شاہ سے بھی کہا تھا کہ وہ ہم سے زیادہ بہتر طور پر تشریح کر دیتے ہیں۔ مگر شاید جوش میں وہ پڑھ نہیں سکے ان کو اور راجہ بشارت صاحب کو فیصلے کا یہ حصہ بھی پڑھ لینا چاہیے کہ یہ عمل پہلے ہی شروع ہو چکا ہے۔ اور اس کے باوجود کوئی ابہام ہے تو یہ بات کریں اور آپ نے عام لوکل گورنمنٹ سسٹم پر بحث کی اجازت دے دی ہے تو میں اسے welcome کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! وزیر بلدیات نے ابھی آپ کے سامنے ہائی کورٹ کے فیصلے کے الفاظ پڑھ کر سنائے ہیں۔ میرے سامنے وہ فیصلہ نہیں ہے لیکن میں ان کے الفاظ یاد کر رہا

ہوں۔

".....the process will be started and taken to its logical conclusion."

وہ پہلے حصے کو تو مان رہے ہیں کہ start ہو چکا ہے۔ وہ آرڈیننس کے ذریعے start ہو چکا ہے۔ لیکن اس کا حتمی جو فیصلہ ہے وہ یہ ہے کہ taken to its logical conclusion within the specified period. یہ کھلی چھٹی نہیں ہے کہ آج start کردیں اور چھ سال بعد اس کو conclude کریں۔

He has to start and conclude. The Government of Punjab has to start and conclude that process within the specified time. اس پر پوائنٹ آف آرڈر کی میرے خیال میں کوئی گنجائش نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں ٹھیک ہے۔ جی راجہ صاحب۔ یہ تو ان کی ایک رائے ہے۔ آپ کی رائے یا کسی اور دوست کی رائے۔ اس رائے سے اگر کسی دوست کو اختلاف ہو تو اس کو ہم پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے زیر بحث نہیں لاسکتے۔ یہ ان کی اپنی رائے ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، میں آپ سے تھوڑی سی اجازت چاہتا ہوں۔ اس پوائنٹ آف آرڈر پہ جو کہ شروع میں سید ظفر علی شاہ صاحب نے ایک مسئلہ اٹھایا تھا۔ کہ آج اتفاق سے یہ موضوع بحث بھی ہے اور چیف ایگزیکٹو بھی ہاؤس میں موجود ہیں۔ (مداخلتیں----)

MR DEPUTY SPEAKER: I call the House to order.

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، آج لوکل گورنمنٹ پر بحث بھی ہے۔ اور چیف ایگزیکٹو بھی ہاؤس میں موجود ہیں۔ کیا وہ اپنا اظہار کیوں نہیں کر دیتے۔ وہ اپنی رائے کیوں نہیں دے دیتے' وہ اپنا پالیسی decision کیوں نہیں سنا دیتے؟ یہ ساری بحث ہی ختم ہوجاتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تشریف رکھیں۔ جی راجہ صاحب----

جناب محمد بشارت راجا، شکریہ جناب والا! میں نے اپنی گفتگو کے آغاز میں بھی یہ کہا تھا کہ آج یہ سارا لوکل گورنمنٹ سسٹم جو ہے اس کے متعلق قوم کے ذہنوں میں ایک ابہام پیدا ہوچکا ہے۔ اسی پر میں نے ہائی کورٹ کے فیصلے کا بھی ریفرنس دیا تھا اور جس کو ابھی سردار صاحب نے پڑھ کر بھی سنایا۔ اور میں نے یہ بھی گزارش کی تھی کہ اسی فیصلے کے بعد حکومت پنجاب کی طرف سے ایڈووکیٹ

جنرل صاحب عدالت میں گئے اور انہوں نے کہا کہ ہم نے پراسس شروع کر دیا ہے۔ لیکن اس میں بھی کورٹ نے یہی observation دی تھی کہ اس سے کیا یہ مراد لی جائے کہ آپ کورٹ سے یہ سرٹیفکیٹ چاہتے ہیں کہ پراسس شروع ہو چکا ہے۔ ہم وہ سرٹیفکٹ دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اس لیے میری جو گزارشات ہیں کہ وہ بالکل اسی پیرائے میں رہیں گی۔ کہ آج ان بلدیاتی اداروں کے نہ ہونے سے عوام کے ذہنوں میں جو ابہام پیدا ہو چکا ہے۔ وہ ابہام ہماری طرف سے پیدا کردہ نہیں ہے۔ اب بھی آپ نے جناب والا دیکھا ہو گا کہ اس بحث کا آغاز کرتے وقت جو حکومتی بنچوں کی طرف سے اعتراضات اٹھائے گئے۔ جن کے متعلق آپ نے واضح رولنگز بھی دیں۔ وہ صرف اسی چیز کی کوشش ہے کہ کسی نہ کسی صورت میں بلدیاتی اداروں کے متعلق' ان بلدیاتی سسٹم کے متعلق یہ حقائق عوام کے سامنے نہ آسکیں۔ جناب والا! آج کون شخص اس حقیقت سے انکار کر سکتا ہے کہ ہمارے ملک میں جب مقننہ نے ایک فیصلہ دے دیا اور واضح طور پر جب ایک بات ہو چکی کہ ادارے بحال ہو جائیں گے۔ اب صرف اس بات کی آڑ لے رہے ہیں کہ ہم پراسس شروع کر چکے ہیں۔ جناب والا! جب انہوں نے انتخابات کروانے ہیں' جب انہوں نے انتخابات کا وعدہ کیا ہوا ہے' عدالت نے بھی وعدہ کیا ہے تو پھر انتخابات کی تاریخ کا اعلان کریں اور انتخابات کروائیں۔ پھر ان حیلوں بہانوں سے کام لینے کی کیا ضرورت ہے؟ کہ آج آرڈیننس جاری ہو جائے گا' کل فلاں بات ہو جائے گی۔ جناب والا! ابہام کے حوالے سے میں ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ سے پہلے جب حنیف رامے صاحب صدارت فرما رہے تھے تو انہوں نے واضح طور پر یہ کہا تھا کہ کوئی بھی جو صوبائی وزیر ہے وہ کیبنٹ کا ممبر ہوتا ہے وہ جو بھی بیان دیتا ہے وہ انتہائی ذمہ داری کے ساتھ دیتا ہے۔ جناب والا! یہاں پر میں جناب کو ریفر کرنا چاہوں گا کہ 28 تاریخ راولپنڈی کے روزنامہ "جنگ" اور "نوائے وقت" میں ایک صوبائی وزیر کا بیان چھپا ہے۔ جس نے واضح طور پر یہ کہا ہے کہ بلدیاتی آرڈیننس جو 1979ء کا تھا وہ بھی منسوخ ہو چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اتنے ذمہ دار وزیر کی طرف سے اس قسم کا بیان آنا' عام طور پر یہ عذر لیا جاتا ہے کہ یہ جی پریس والے اپنی طرف سے چھاپ دیتے ہیں۔ تو پھر اس وزیر کی طرف سے اس کی تردید ضرور آنی چاہیے تھی۔ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گا کہ کیا یہ ابہام اپوزیشن کی طرف سے ہے یا حکومت کی طرف سے ہے؟ حکومت بلدیاتی انتخابات سے کیوں بھاگنا چاہتی ہے' حکومت بلدیاتی انتخابات کیوں نہیں کرواتی؟ بلدیاتی انتخابات کروائیں۔ اس سے لوگوں کے مسائل حل ہوں گے۔ مقامی سطح پر لوگوں کے جو مسائل ہیں وہ

حل ہوں گے۔ مقامی قیادت سامنے آئے گی۔ میں تو یہ کہتا ہوں لیکن میں پنجاب حکومت کی بات نہیں کرتا' میں مرکزی حکومت کی بات کرتا ہوں کہ جس مرکزی حکومت نے جب بھی وہ اقتدار میں آئی ہے انہوں نے آج تک بلدیاتی انتخابات نہیں کروائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج پنجاب میں بلدیاتی اداروں کے انتخابات نہ کروانے میں جو تاخیر ہے وہ صرف اور صرف اس بات پر ہے کہ پی ڈی ایف کا ایک فریق انتخابات کروانا چاہتا ہے دوسرا فریق بلدیاتی انتخابات سے فرار چاہتا ہے۔ اور ان کا آپس میں فیصلہ نہ ہونے کی وجہ سے بلدیاتی انتخابات تعطل کا شکار ہیں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی جمہوری ملک میں' جمہوری معاشرے میں جہاں اس بات کا دعویٰ تو کیا جاتا ہو کہ جی جمہوری حکومت ہے' یہ تو عوام کی منتخب حکومت ہے۔ لیکن جب عوام کو اختیارات دینے کی بات آئے ' جب عوام کے مسائل حل کرنے کی بات آئے تو وہ اس سے راہ فرار اختیار کرے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی اور زیادتی کوئی نہیں ہوسکتی۔ جناب والا! آج آپ کے پنجاب میں بلدیاتی اداروں کی جو صورت حال ہے اگر میں اس کی تفصیل میں جاؤں تو آپ یقین کریں' میں کسی مشیر ' وزیر کا نام لیے بغیر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج یہ بات کھلے عام عوام میں موجود ہے کہ لاکھوں روپے بلدیاتی اداروں سے عین کیے جا رہے ہیں اور وہ ایڈمنسٹریٹر کر رہے ہیں۔ یا ان اداروں کو چلانے والے کر رہے ہیں۔ وزیر کر رہے ہیں' مشیر کر رہے ہیں یا اور لوگ جو بلدیاتی اداروں سے منسلک ہیں وہ کر رہے ہیں' کون کر رہے ہیں؟ ان کی تحقیقات کہاں کی جا رہی ہیں؟ جناب والا! آپ کو یاد ہو گا کہ اسی ایوان میں آج سے تقریباً ایک سال پہلے میں نے ایک سوال کے ذریعے یہاں پر یہ عرض کی تھی کہ مری میونسپل کمیٹی راولپنڈی ڈسٹرکٹ کونسل کا جو سپیشل آڈٹ ہوا ہے اس میں جو آڈٹ observations ہیں کیا ان کی روشنی میں حکومت ان بلدیاتی سربراہان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ تو یہاں پر واضح طور پر کہا گیا تھا کہ ہم ضرور کارروائی کریں گے۔ جناب والا! میں صرف راولپنڈی ڈسٹرکٹ کونسل کے حوالے سے بات کرتے ہوئے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک کروڑ 20 لاکھ روپے کی چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل کے خلاف observation ہے۔ لیکن وہ چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل چونکہ آج اپنی وفاداریاں تبدیل کر چکا ہے۔ اس لیے اس کے خلاف کارروائی نہیں کی جا رہی۔ جبکہ اسی ایوان میں کہا گیا تھا کہ ہم اس کے خلاف ضرور کارروائی کریں گے۔ میں آپ کے توسط سے حکومت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں ' ایوان میں جناب وزیراعلیٰ صاحب بھی موجود ہیں۔ کہ آج ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود اس کے خلاف کیا کارروائی ہوئی؟

ہمارے انٹی کرپشن کے مشیر صاحب بھی یہاں پر موجود ہیں۔ کیا ان کی نظر ان اداروں کی طرف نہیں جاتی ' کیا آج یہ یہاں پر بیٹھ کر یہ محسوس نہیں کرتے کہ عوام کا کروڑوں روپیہ ضائع ہو رہا ہے۔ جناب والا! اگر آپ ان بلدیاتی اداروں کی آمدن کا شیڈول منگوا کر دیکھ لیں۔ اور اس کا موازنہ کریں اس وقت سے جبکہ ان بلدیاتی اداروں میں عوام کے منتخب نمائندے موجود تھے۔ تو آپ کو اس بات کا احساس ہوگا' آپ خود یہ بات محسوس کریں گے کہ آج دھاندلی کی وجہ سے اور کرپشن کی وجہ سے ان اداروں کی آمدنی ختم ہوچکی ہے۔ آج کسی ادارے کا کوئی ڈویلپمنٹ بجٹ نہیں بن رہا '.ڈویلپمنٹ بجٹ بنانے والے کون لوگ ہیں ' آج ڈپٹی کمشنر کے پاس اگر کوئی جیالا درخواست لے کر چلا جاتا ہے۔ تو اس کا منصوبہ منظور ہوجاتا ہے ' جس کی کوئی priority نہیں ہے' جس کے منصوبے کی کوئی اہمیت نہ ہو وہ منظور کر لیا جاتا ہے۔ اس لیے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بلدیاتی اداروں کے انتخابات کروائے جائیں۔ اگر حکومت واضح طور پر اس بات کا اعلان نہیں کرتی کہ جو ہمارے موجودہ بحال شدہ ادارے ہیں ' ان کو یہ بحال نہیں کرنا چاہتے تو انتخابات کروائیں ' بحال کریں۔ لیکن جناب والا! جو بلدیاتی ادارے ہیں ان کی تقدیر کا فیصلہ ہونا ضروری ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ گورنمنٹ کی طرف سے میرے پاس ناموں کی کوئی فہرست نہیں آئی کہ آپ کی طرف سے کون بولنا چاہتا ہے ؟

وزیر قانون، آپ دو تین تقاریر کروالیں اس کے بعد حکومت کی طرف سے اس کا جواب دے دیا جائے گا۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اپوزیشن اراکین پھر یہ نہ کہیں کہ ہمیں لوکل گورنمنٹ پر بولنے کا موقع نہیں دیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی چودھری شوکت داؤد صاحب۔

چودھری شوکت داؤد، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ شکریہ جناب والا! بلدیاتی نظام کی ابتداء 1960ء کی دہائی سے شروع کی گئی۔ جب اس کو بنیادی جمہوریتوں کا نام دیا گیا۔ اس سے لے کر آج تک اس میں مختلف اقسام میں یہ الیکشن کروائے گئے۔ بنیادی جمہوریتیں ' یعنی لوکل گورنمنٹ کا جو سسٹم تھا۔ وہ لوگوں کے مقامی مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے ' چاہے وہ دیہات میں کوئی پنچایت سسٹم تھا' شہروں میں میونسپل کمیٹیوں ' کارپوریشنوں اور ضلع کونسلوں کے تحت یہ نظام چلتا رہا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ آج اگر ہم ماضی میں اس سسٹم کو دیکھیں اور آج شہروں کی صورت حال کو دیکھیں تو آپ کے سامنے ایک واضح

فرق ضرور آئے گا۔ کہ مسائل اگرچہ اس وقت بھی ختم نہ ہوئے تھے۔ لیکن آج مسائل کا ایک انبار لگا ہوا نظر آتا ہے۔ ٹوٹی ہوئی سڑکوں کے علاوہ قیمتی انسانی جانوں کا ضیاع بھی ہو رہا ہے۔ کھلے گٹر اس بات کا ثبوت دے رہے ہیں کہ بلدیاتی نظام کو توڑ کے شہریوں اور دیہاتیوں کی زندگیوں کو اجیرن بنا دیا گیا ہے۔ ان اداروں میں جب عوامی نمائندے بیٹھتے تھے تو ان کو یہ بھی احساس ہوتا تھا کہ اگر ہم نے عوام کی خدمت نہ کی ' علاقے کے مسائل کو حل نہ کیا' یا ہم نے کرپشن کی تو ہم نے عوام کے سامنے جواب دہ ہونا ہے۔ ان کے مد نظر یہ باتیں بھی ہوتی تھیں کہ اگر ہم نے اپنے ادارے کی آمدنی کو نہ بڑھایا تو آئندہ کا بجٹ بن نہیں سکے گا' علاقے کی فلاح و بہبود کے لیے ہم کوئی کام نہیں کر سکیں گے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بدقسمتی ہے کہ اتنے بڑے نظام کو صرف اس لیے ختم کر دیا گیا جب یہ دیکھا گیا کہ خاص طور پر شہروں میں رہنے والے نمائندے موجودہ حکومت کے نظریاتی طور پر مخالف تھے۔ کبھی تو اس نظام کو اس لیے توڑ دیا جاتا ہے کہ یہ غیر سیاسی طور پر بنایا گیا تھا' یہ نظام غیر جماعتی کے طور پر اپنایا گیا تھا اور کبھی اس نظام کو پارٹی سسٹم کے طور پر اس لیے متعارف نہیں کروایا جاتا کہ اس میں یہ خدشہ پھر سامنے آ جاتا ہے کہ اگر اس نظام کو پارٹی سسٹم کے طور پر اپنایا گیا تو حکومت وقت کو واضح طور پر اپنی شکست کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور آج میں سمجھتا ہوں کہ اس نظام کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ پورے پنجاب بلکہ میں کہتا ہوں کہ پورے ملک میں آج عدالتی فیصلوں کا احترام بھی مد نظر نہیں رکھا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ارباب اختیار میں اتنی جرأت تو ہونی چاہیے کہ اگر وہ ہائی کورٹ کے فیصلے کی روگردانی کرتے ہوئے ان اسمبلیوں کو توڑ سکتے ہیں تو اتنا احترام تو کرتے کہ چند دنوں کے لیے ان اداروں کو بحال کر لیتے' ان اداروں کو تسلیم کر لیتے۔ اس کے بعد دوبارہ ان اداروں کو توڑ دیتے۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں سمجھتا ہوں کہ اس کے علاوہ واضح طور پر ان اداروں کے اوپر آپ یہ دیکھ لیں کہ اس لیے بھی واضح پالیسی اختیار نہیں کی جاتی کہ خاص طور پر پنجاب میں دو پارٹیوں کے الحاق سے جو حکومت معرض وجود میں آئی ہوئی ہے ان کے اپنے بنیادی طور پر نظریات میں واضح اختلافات موجود ہیں۔ ایک پارٹی یہ سمجھتی ہے کہ اگر یہ الیکشن کرو تو ان کا ایک نمائندہ بھی ان اداروں میں بحال نہیں ہوگا اور دوسری پارٹی یہ سمجھتی ہے کہ اگر ہم نے یہ الیکشن کروا دیے تو دوسری پارٹی جس کے ہاتھ میں پنجاب کی حکومت ہے ان اداروں کے سربراہ بھی اس کے پاس چلے جائیں گے اور ہماری جو صرف ساکھ رکھی ہوئی ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری قوت واضح طور پر دوسری پارٹی کے ہاتھ میں چلی جائے گی۔ میں

سمجھتا ہوں' اگر میں بات کروں گا جب ہم سسٹم کی بات کریں گے تو اس میں میں سمجھتا ہوں کہ پورا نظام اس میں involve ہوتا ہے۔ اس سسٹم کو ختم کرنے میں' میں سمجھتا ہوں کہ بدنیتی اس وقت سے ہو گئی تھی جب یہ سسٹم ہائی کورٹ میں تھا تو اس وقت یہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیج دیا گیا۔ اس کی مدت کو ختم کرنے کے لیے۔ اس دن ہی اس حکومت کی یہ نیت تھی کہ اپنے اس فیصلے کی سپورٹ کرنے کے لیے سٹینڈنگ کمیٹی سے منظور کروایا گیا۔ مجھ سے پہلے یہ بحث بھی ہوئی کہ سٹینڈنگ کمیٹیوں میں سرکاری ارکان کے ساتھ ساتھ اپوزیشن کے ارکان بھی موجود ہوتے ہیں۔ لیکن یہ بات بھی واضح طور پر ہے کہ وہاں سرکاری ارکان کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اور زیادہ تعداد کی وجہ سے جو معاملہ بھی سٹینڈنگ کمیٹیوں کے پاس جاتا ہے ان کے حسب منشاء اس کو منظور کروا لیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس الجھاؤ کو ختم کرنا ہے تو حکومت کو واضح پالیسی اختیار کرنی چاہیے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کو سب سے پہلے تو یہ چاہیے کہ عدالتی فیصلے کا احترام کرتے ہوئے اور حقیقت میں جو ادارے بحال ہو چکے ہیں ان اداروں کو کام کرنے دیا جائے تاکہ شہری اور مقامی مسائل کو ختم کیا جا سکے۔ اگر حکومت یہ سمجھتی ہے کہ ان اداروں کو بحال نہیں کرنا' صرف اس لیے کہ وہاں وہ لوگ بیٹھے ہیں جو سیاسی طور پر ان سے اختلافات رکھتے ہیں تو حکومت کو کم از کم اتنی اخلاقی جرأت ہونی چاہیے کہ جب ہم چاہتے ہیں کہ جمہوریت کو فروغ ملے' جب ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک میں پارٹی سسٹم مضبوط ہو' جب ہم چاہتے ہیں کہ برادری ازم کا خاتمہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کو اتنی اخلاقی جرأت ہونی چاہیے کہ پارٹی بنیاد پر نئے الیکشن کا انعقاد کرے۔ الیکشن کروائے۔ ان اداروں کو بحال کرے۔ تاکہ ہم اپنے ان مسائل کو حل کر سکیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ آج خرابی یہاں تک ہو چکی ہے یہ جو بنیادی جمہوریتیں' یہ جو لوکل گورنمنٹ کے ادارے جو ہر ایک حلقے سے ٹیکس لے کر چلاتے ہیں۔ لیکن آپ دیکھ چلیں' چاہے آپ ضلع کونسلیں دیکھ لیں' چاہے آپ میونسپل کارپوریشنیں دیکھ لیں' چاہے آپ میونسپل کمیٹیاں دیکھ لیں' وہاں واضح طور پر اگرچہ ایڈمنسٹریٹر بنا دیے گئے ہیں لیکن وہاں نجیالے اور مخصوص پارٹی سے تعلق رکھنے والے افراد جو غیر منتخب ہیں' جو شکست خوردہ ہیں ان کے کہنے پر ڈویلپمنٹ فنڈز دیے جا رہے ہیں۔ میں آپ کو اپنے ضلع کی مثال دوں گا کہ وہاں صرف ان حلقوں میں ڈویلپمنٹ فنڈز دیے گئے ہیں اور ان کا بین ثبوت یہ ہے کہ ان حلقوں میں بڑے بڑے بورڈ لگا کے ـــ یہ آج تک دیکھنے میں نہیں آیا تھا کہ کسی ڈپٹی کمشنر کا نام بورڈوں کے اوپر لکھا ہو اور وہاں صرف مخصوص پارٹی کے

افراد کا نام لکھ کے' چاہے وہ منتخب شدہ ہو' چاہے وہ غیر منتخب شدہ ہو' ان کے تجویز کردہ وہ بورڈ ضلع کونسلوں کے فنڈز سے لگائے گئے ہیں۔ اور ان حلقوں کو ignore کر دیا گیا ہے جن حلقوں سے سیاسی مخالفت کے منتخب لوگ ہیں۔ حالانکہ وہ حلقے واضح طور پر اہمیت رکھتے ہیں۔ ان کی شاہ راہ اہمیت رکھتی ہے۔ وہ حلقہ جات واضح طور پر باقی حلقوں کی نسبت زیادہ ٹیکس ادا کرتے ہیں۔لیکن ان کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ میں یہی گزارش کروں گا کہ ان اداروں کو بحال کیا جائے اگر ہم چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہ ادارے اس بات کا ثبوت ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج اس اسمبلی میں بیٹھنے والے افراد کی اکثریت ان اداروں سے تربیت حاصل کر کے' ان اداروں کی تربیت کی وجہ سے آج قیادت پنجاب اسمبلی کے ہاتھوں میں آئی ہوئی ہے۔ اور یہ ان اداروں کی مرہون منت ہے کہ وڈیرہ شاہی کا خاتمہ کرتے ہوئے ایک عام ورکر آج اس پنجاب اسمبلی میں پہنچا ہے۔ یہ انہی اداروں کی مرہون منت تھا۔اور آج بھی اگر ہم چاہتے ہیں کہ مقامی مسائل کو حل کیا جائے' مقامی قیادت بحال ہو تو اس حکومت کو چاہیے کہ ان اداروں کو بحال کرے' اس سسٹم کو بحال کرے تاکہ صحیح طور پر عوامی ہاتھوں میں یہ قیادت ہو۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ سید تابش الوری صاحب۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! بلدیاتی نظام کے موضوع پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے مجھے اجازت دیجیے کہ میں خبردار کروں کہ ہمارا ملک اس وقت ایک خطرناک دوراہے پر کھڑا ہے۔ کراچی کی نبضیں ڈوب رہی ہیں۔ سیاسی اتھائیں اپنے نقطۂ عروج پر ہیں۔ حکمران جنونی اور ہیجانی انداز اپنا رہے ہیں۔ سیاسی مخالفت' سیاسی انتقام میں ڈھلتی جا رہی ہے۔ لہجے آتش فشاں ہو رہے ہیں۔ اور محاذ آرائی نئے رخ اختیار کرتی جا رہی ہے۔ شاید حکمرانوں نے محسوس کر لیا ہے کہ ان کی آخری term یا آخری chance ہے۔ وہ ہر چیز کو داؤ پر لگانے پر تل گئے ہیں۔ اور غالباً یہ فیصلہ کیے بیٹھے ہیں کہ اگر اب وہ خود نہیں کھیل سکیں گے تو کسی اور کو کھیلنے بھی نہیں دیں گے۔ اس لیے جناب والا! ہم دیکھ رہے ہیں' آپ دیکھ رہے ہیں اور پوری قوم دیکھ رہی ہے کہ ایک ایک کر کے اصولوں' اداروں اور نظاموں کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ مالیاتی نظام بحران کا شکار ہے۔ پارلیمانی نظام کو بری طرح نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔ عدالتی نظام رسوا ہو رہا ہے۔ انتظامی نظام مفلوج کیا جا رہا ہے اور اب بلدیاتی نظام کو سبوتاژ کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔

کس کس کی زبان روکے جاؤں تیری خاطر
کس کس کی تباہی میں تیرا ہاتھ نہیں ہے

جناب سپیکر! بلدیاتی نظام، جمہوری نظام کی بنیاد ہوتے ہیں۔ اور بلدیاتی ادارے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی نرسری کا کردار ادا کیا کرتے ہیں۔ اسی لیے ہمارے دستور نے حکمت عملی کے اصولوں کے تحت آرٹیکل ۳۲ میں مملکت کے لیے یہ لازم قرار دیا ہے کہ منتخب نمائندوں پر مشتمل بلدیاتی اداروں کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ آپ کو منتخب نمائندوں پر مشتمل بلدیاتی اداروں کے الفاظ پر غور کرنا ہے۔ دستور نے ہر سطح پر انتخاب کو لازمی قرار دیا ہے۔ اور بلدیاتی نظام کے لیے بھی منتخب نمائندوں پر مشتمل بلدیاتی اداروں کی حوصلہ افزائی کی ضمانت دی گئی ہے۔ لیکن جناب والا! ہمارے ہاں جس طرح غیر آئینی اور غیر قانونی طور پر منتخب بلدیاتی ادارے بیک جنبش قلم کوئی وجہ بتائے بغیر توڑ دیے گئے، اس طرح نہ صرف آئین اور قانون کی دھجیاں بکھیری گئیں بلکہ بلدیات کے وسائل کو لوٹ سیل کی نظر کردیا گیا ہے۔ جہاں انتظامی اور سیاسی اغراض کے لیے بلدیات کی دولت اور وسائل کو بے دریغ استعمال کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! عدلیہ کے فیصلے کو غیر مؤثر کرنے کے لیے عدالت عالیہ کی جانب سے بلدیاتی اداروں کو توڑنے کے حکم کو غیر مؤثر کرنے کے لیے موجودہ حکومت نے مؤثر بہ ماضی ایک آرڈیننس جاری کیا اور جب عدالت عالیہ نے اس آرڈیننس کو مسترد کرتے ہوئے یہ فیصلہ دیا کہ ۱۹ مئی تک یا تو انتخاب کا عمل اپنے منطقی نتیجے تک پہنچ جائے ورنہ بلدیاتی ادارے خود بخود بحال ہوجائیں گے۔ لیکن جناب والا! ابھی تک الیکشن کا عملی انعقاد تو بہت دور ہے دستور اور قانون کے مطابق وہ process بھی شروع نہیں کیا جا سکا جس پر عدالت عظمیٰ نے حکم صادر کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تابش الوری صاحب! عدالت عظمیٰ نے یا عدالت عالیہ نے؟

سید تابش الوری: جناب والا! عدالت عالیہ بھی ہے اور عدالت عظمیٰ بھی ہے۔ دونوں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عدالت عظمیٰ سپریم کورٹ کو کہا جاتا ہے۔

سید تابش الوری: جناب والا! دونوں ہیں۔ دونوں کے آرڈر ہیں۔ جناب سپیکر! ایک طرف آپ دیکھ رہے ہیں کہ بلدیاتی نظام روز بروز انحطاط اور زوال کا شکار ہو رہا ہے اور عوام اپنے دستوری استحقاق سے محروم کر دیے گئے ہیں۔ وہ منتخب نمائندوں کی بجائے نوکرشاہی کے نمائندوں کے ذریعے اپنے حقوق کو پامال ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں اور بے بس ہیں۔ بلدیات کی عمومی حالت کا اور اس کی بدنظمی اور مالی

بے ضابطگیوں کا خود جناب وزیر اعلیٰ اور وزیر بلدیات نے بارہا اعتراف کیا ہے۔ خود میں بہاولپور کی بلدیہ عظمیٰ کا حوالہ دینا چاہتا ہوں جو عملی طور پر دیوالیہ ہو چکی ہے۔ اور چھ کروڑ روپے کی مقروض ہے۔ وہ مالی طور پر اتنی بدحال ہوگئی ہے کہ اپنے ملازمین کو دو ماہ کی تنخواہیں بھی ادا کرنے کے قابل نہیں۔ جس کے نتیجے میں بہاولپور شہر واٹر سپلائی اور سیوریج کے نظام کی تباہی کے نتیجے میں ایک کھنڈر کا منظر پیش کررہا ہے۔ حکومت نے وزیر اعلیٰ نے، وزیر بلدیات نے اسی ہاؤس میں یقین دہانی کرائی تھی کہ انھوں نے بلدیہ عظمیٰ بہاولپور کو مالی گرانٹ دینے کے لیے وزیر اعلیٰ کو سمری بھیج دی ہے۔ اور سپیکر نے ہدایت کی تھی کہ وزیر موصوف اس سمری کا خود تعاقب کرکے بہاولپور کے بگڑے ہوئے حالات کی اصلاح کے لیے اقدامات کریں۔ لیکن ابھی تک نہ وہ سمری کا نتیجہ آیا ہے نہ وہ مالی گرانٹ ملی ہے اور نہ بہاولپور کی بلدیاتی سہولتوں کی اصلاح کے لیے کوئی اقدام کیا گیا ہے۔ جناب والا! ہم دیکھ رہے ہیں کہ حکومت نے الیکشن کرانے کی بجائے ایک نیا بلدیاتی نظام نافذ کرنے کی کوشش کی ہے جو دستور کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہوئے بدنیتی کی بنیاد پر اسمبلی سیشن کے دوران بل کی جگہ آرڈیننس کی صورت میں اس قانون کو ترتیب دیا گیا ہے۔ جناب والا! یہ دستور اور حلف سے کھلا انحراف ہے۔ موجودہ حکمران دستور ہی کے پرخچے نہیں اڑا رہے بلکہ پارلیمانی اور جمہوری اخلاقیات کو پامال کر رہے ہیں۔ جناب والا! آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ کسی بھی جمہوری مملکت کی عمارت دستور اور قانون کے ستون پر کھڑی ہوتی ہے۔ اگر وہ ستون منہدم ہو جائے تو پوری عمارت منہدم ہو جاتی ہے اور سوسائٹی لاقانونیت کے جنگل میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ ایک جمہوری معاشرہ سب کچھ برداشت کر سکتا ہے لیکن دستور اور قانون کی پامالی برداشت نہیں کر سکتا۔

جناب والا! صوبائی مقننہ سب سے بالاتر، سب سے بااختیار اور سب سے بااثر ادارہ ہوتی ہے۔ اس ادارے کے محافظ اعلیٰ جناب وزیر اعلیٰ نے خود گورنر کو ایسے اقدام کا مشورہ دیا کہ جو ہماری صوبائی خود مختاری اور صوبائی اسمبلی کی مطلق العنان، بالاتر حیثیت کی خلاف ورزی اور توہین کے مترادف ہے۔ اگر ہم خود ہی اپنی صوبائی خود مختاری پر ضرب کاری لگانے لگیں تو مجھے بتائیے کہ ہم اور کس سے تحفظ کا مطالبہ کر سکتے ہیں؟

جناب والا! سابقہ بلدیاتی نظام سالہا سال سے عوام میں مانوس اور قابل عمل ہے۔ سالہا سال سے اس نظام کے تحت انتخابات ہو رہے ہیں۔ عوام حصہ لے رہے ہیں اور منتخب نمائندے اپنا کردار ادا

کر رہے ہیں۔ لیکن ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ اس نظام کو بہتر بنانے کی بجائے اس نظام کو زیادہ پیچیدہ' زیادہ مشکل اور زیادہ ناقابل عمل بنایا جا رہا ہے جس کے نتیجے میں عوام میں ایک اضطراب اور ہیجان کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے کیونکہ ہم نے اپنے ملک کو ایک عرصے سے تجربستان بنا رکھا ہے۔ ہم روز ایک نیا تجربہ کرتے ہیں اور اسے ترک کر دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہم کسی ایک تجربے کی روشنی میں' کسی ایک بھی ادارے کو مستحکم نہیں کر سکے اور اب ہم اپنا تمام زور بلدیاتی نظام کی تباہی پر لگانا چاہتے ہیں۔

جناب والا! میں بتانا چاہتا ہوں کہ اس پیچیدہ نئے نظام میں ایک دوہرا بلدیاتی نظام جنم لے گا جس کے نتیجے میں بلدیاتی اداروں کی اپنی افادیت ہی ختم ہو کر رہ جائے گی۔ نئے نظام کے تحت وارڈز کے ساتھ محلہ کونسلیں اور یونین کونسلوں کے ساتھ ویلج کونسلیں اور ضلع کونسل کے ساتھ ضلع اسمبلی کی تخلیق کر کے ایک دوہرا نظام دیا جا رہا ہے۔ مقاصد ایک ہیں۔ ادارے ایک طرح کے ہیں۔

چودھری محمد منیر ازہر : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی پوائنٹ آف آرڈر ازہر منیر صاحب۔

چودھری محمد منیر ازہر : جناب سپیکر! خاکوانی صاحب نے ان کے کتابچے کو دیکھ کر غالباً انھیں یہ بتایا ہے کہ یہ جو بار بار آپ پڑھے جا رہے ہیں کہ ساری میونسپل کمیٹیاں' ڈسٹرکٹ کونسلیں' میونسپل کارپوریشنیں دیوالیہ ہو گئی ہیں تو یہ لفظ چھوڑ کر کوئی اور بات کریں۔ تو پھر انھوں نے تھوڑا لہجہ بدلا ہے۔ میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ یہ فیصلہ کرانے کو تیار ہیں کہ ----

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں۔ اظہر منیر صاحب' آپ جب اپنی تقریر کریں تو اس میں آپ یہ بات کر سکتے ہیں۔

چودھری محمد منیر ازہر : جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ دیکھیں اسمبلی کی کارروائی بڑی ٹھیک چل رہی ہے۔ آپ کو اختلاف ہو سکتا ہے۔ آپ بڑے منجھے ہوئے ہیں' بزرگ ہیں۔ آپ کو تجربہ ہونا چاہیے۔ پھر اگر کوئی بات آپ کے دل کو نہیں لگ رہی تو آپ اس کو پوائنٹ آف آرڈر پر اس طرح چیلنج نہیں کر سکتے۔ آپ کو میں تقریر کا موقع دے دوں گا۔ آپ دس منٹ تقریر کریں۔ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

چودھری محمد منیر ازہر : جناب سپیکر! میں directly پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ جی

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! میں نے تمام بلدیات کو دیوالیہ نہیں کہا۔ میں نے صرف بلدیہ عظمیٰ بہاولپور کے دیوالیہ کی بات کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تو سمجھتے ہیں۔ کوئی ضرورت نہیں جواب دینے کی۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں عرض یہ کر رہا تھا کہ محلہ کونسل ، وارڈ کونسل ، ویلج کونسل اور ضلع اسمبلی کے ذریعے اضافی ادارے غیر ضروری طور پر قائم کیے جا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تابش صاحب ، اب آپ کا ٹائم بھی 15 منٹ سے زیادہ ہو گیا ہے۔

سید تابش الوری، جناب ! میں نہایت ضروری باتیں ، نہایت اختصار سے بیان کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، باقی فاضل اراکین بھی ہیں۔

سید تابش الوری ، جی۔ میں ختم کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ذرا جلدی۔

سید تابش الوری ، جناب والا! ان اداروں کو مقاصد اور فرائض ایک سپرد کیے گئے ہیں لیکن ان کے مسائل کا ذکر نہیں کیا گیا۔ یہ نہیں بتایا گیا کہ انھیں وسائل حکومت مہیا کرے گی یا وہ خود اپنے وسائل پیدا کریں گے۔ اگر وہ اپنے وسائل خود پیدا کریں گے تو ٹیکسوں کا ایک نیا اژدھام سامنے آ جائے گا۔ محلے ، ویلج ، یونین کونسل ، ضلع کونسل کی سطح پر اتنے ٹیکسز لگائے جائیں گے کہ غریب لوگ عام آدمی جو مہنگائی کے تلے دب کر سسک رہے ہیں دم توڑ دیں گے۔

جناب والا! اسی طرح سے دستور نے آرٹیکل (۳۲) کے تحت منتخب نمائندوں کی حوصلہ افزائی کی بات کی ہے لیکن یہاں اس نئے نظام میں بالواسطہ طور پر اداروں پر افراد مسلط کیے جا رہے ہیں جو منتخب نہیں ہوں گے۔ (شور و غل)

R DEPUTY SPEAKER: I call the House to order.

سید تابش الوری، میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ایک ex-officio ممبرشپ کا سلسلہ رائج کیا جا رہا ہے۔ ان اداروں کے لیے منتخب نہیں ہوں گے۔ وہ یونین کونسل کے لیے منتخب نہیں ہوں گے۔ وہ اسمبلی کے لیے منتخب نہیں ہوں گے بلکہ ایک اور ادارے کی طرف سے ex-officio منتخب ہوں گے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ) : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی سید ناظم حسین شاہ صاحب۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی : جناب سپیکر! میرے محترم بھائی تابش الوری صاحب کلاز بائی کلاز یہ باتیں کر رہے ہیں۔ میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ جب ایک بل سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس گیا ہوا ہے---

سید تابش الوری : میں نے بل کا ذکر ہی نہیں کیا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی : میرے خیال میں یہ ان آداب سے بھی واقف ہوں گے کہ جب ایک ممبر پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہو تو interruption نہیں کرتے۔ بات یہ ہے کہ ان کو بالکل کھلی چھٹی ہے۔ یہ جمہوری نظام کے اوپر بات کریں مگر یونین کونسل ممبر کا بل ابھی سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس گیا ہوا ہے جب اس سے رپورٹ آجائے گی تو پھر ان کو بالکل اختیار ہے کہ جس جس کلاز پر یہ بحث کرنا چاہیں کریں مگر اس وقت یہ clause wise discussion نہیں کر سکتے۔ میری یہی گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ سید ناظم حسین شاہ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر valid ہے۔ آپ over all system پر بحث کریں لیکن particularly یہ جو آرڈیننس ہے اس کو اس طرح نہ کریں کیونکہ یہ اسمبلی میں آچکا ہے۔ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس گیا ہے۔ آپ کو اس پر بڑے دن ملیں گے۔ میرے خیال میں ہو سکتا ہے کہ اس پر آپ چودہ پندرہ دن بحث کر سکیں۔ اس وقت آپ اس پر بحث کر سکتے ہیں۔

سید تابش الوری : جناب والا! مجھے احساس ہے کہ مجھے آج کیا کہنا ہے۔ مجھے اس وقت کیا کہنا ہے۔ میں نے آرڈیننس کا ذکر ہی نہیں کیا۔ میں نے کہا ہے کہ حکومت ایک نیا نظام لا رہی ہے جو دوہرا نظام ہے۔ جس کے وسائل کا ذکر نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ شروع کریں۔ میں نے چونکہ باقی فاضل اراکین کو بھی وقت دینا ہے۔ آپ نے اپنی تقریر ایک بج کر سات منٹ پر شروع کی تھی اور میں ایک اور بات کر دوں کہ دس منٹ سے زیادہ میں کسی فاضل رکن کو وقت نہیں دے سکتا کیونکہ پھر وائنڈ اپ بھی ہو گا۔ اس پر بھی فاضل

منسٹر نے اپنی بحث کرنی ہے۔ اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہے۔ تو آپ اب دو تین منٹ میں اس کو براہ مہربانی ختم کیجیے۔

سید تابش الوری ، جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ ex-officio membership کا ایک نرالا ' انوکھا اور نیا طریق کار بلدیات میں introduce کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے جس کے نتیجے میں دستور کے مطابق منتخب ادارے کا تصور ختم ہو کر رہ جائے گا۔

جناب والا! پیپلز پارٹی کی تاریخ یہ رہی ہے کہ اس نے کبھی بلدیاتی الیکشنز نہیں کرائے اور پھر وہ سمجھتی ہے کہ اگر آئندہ انتخابات ہوئے تو اس میں مسلم لیگ نواز شریف گروپ شاندار فتح حاصل کرے گا اور اگر بیوروکریسی اور سرکاری وسائل کی بنیاد پر کوئی مدد لی گئی تو پھر دوسرے درجے پر چٹھہ گروپ کو فائدہ حاصل ہو گا اس لیے وہ بنیادی طور بلدیاتی انتخابات کے خلاف ہیں اور وہ بالواسطہ طور پر انتخابات کی مخالفت کر رہے ہیں لیکن میں پیپلز پارٹی کو خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو نیا نظام ہے یہ بدنیتی اور دھوکے کے چار ستونوں پر کھڑا ہے اس میں ایک طرف عدالت عالیہ کو دھوکہ دیا جا رہا ہے کہ process شروع کر دیا گیا ہے دوسری طرف صوبائی اسمبلی کو دھوکہ دیا جا رہا ہے کہ اس کے اختیارات سلب کر لیے گئے ہیں تیسری طرف پیپلز پارٹی کو دھوکہ دیا جا رہا ہے کہ اسے آئندہ کے لیے اس کی جڑیں بھی کمزور سے کمزور تر کرنے کے پروگرام ہیں اور چوتھی طرف عوام کو دھوکہ دیا جا رہا ہے کہ وہ وسیع تر بنیاد پر نمائندگی کا حق حاصل کر رہے ہیں جناب سپیکر! ہم بتانا چاہتے ہیں کہ ان حربوں سے ان ہتھکنڈوں سے نہ پہلے حکمرانوں نے عوام کا اختیار اور حق سلب کیا ہے نہ آئندہ ہم انہیں یہ اختیار سلب کرنے دیں گے ہم اس نئے بلدیاتی نظام جو ناقابل عمل نظام ہے جو عوام دشمن نظام ہے اس کی شدید مخالفت کرتے ہیں ہمارا موقف یہ ہے کہ بلدیاتی ادارے غیر قانونی طور پر توڑے گئے تھے اس لیے انہیں بحال ہونا چاہیے اور اگر آئندہ الیکشنز کرائے جائیں تو وہ مانوس بلدیاتی طریقہ کار اور بلدیاتی قانون کے مطابق ہونے چاہییں تاکہ لوگ اس میں آسانی کے ساتھ حصہ لے سکیں اور اپنی رائے کے ساتھ اپنی مرضی کے ساتھ اپنے آزاد ووٹ کے ساتھ اپنے نمائندوں کو منتخب کر سکیں ہم بتانا چاہتے ہیں کہ ہم انتخابات کے مخالف نہیں بلکہ ہم اس پیچیدہ اور غلط نظام کے مخالف ہیں اور اگر غلط انتخابات ہوئے تو ہم خالی میدان نہیں چھوڑیں گے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ حافظ محمد اقبال خان غاکوانی ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں بلدیاتی سسٹم پر اپنی بات شروع کروں ۔ آج میں نے ایک چیز محسوس کی کہ ہماری قوم کتنی بے حس ہو چکی ہے کہ ۳۱ دسمبر کو ہر طرف آوازیں آتی ہیں کہ Happy new year ۔ لیکن آج ہمارا ہجری اسلامی سال شروع ہوا تو ہم نے ایک جھوٹے منہ سے بھی کسی کو مبارکباد نہیں دی میں کم از کم بطور مسلمان جناب سپیکر آپ کو اور اپنے تمام دوستوں کو اس نئے سال کی آمد پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! بلدیاتی سسٹم کی ضرورت کیوں پیش آئی اور سب سے پہلے مہذب قوموں نے اسے کیوں اپنایا یہ مقامی طور پر دوستوں کو ملا کر اپنے مقامی وسائل اور اپنی ضروریات کو اپنے ہی ہاتھوں سے حل کرنے کا نظام ہے جسے ہم نے بلدیاتی نظام کا نام دیا اصل میں اس نظام کی روح یہ تھی لیکن جس طرح کہتے ہیں کہ نقل کرنے کے لیے بھی عقل کی ضرورت ہے ہم نے اس نظام کو اپنایا تو سہی مگر اس کے اندر جان بوجھ کر ایسی خامیاں رکھ دی گئیں جو کہ وقت کے حکمرانوں کے لیے تو فائدہ مند تھیں مگر اس سے وہ خاطر خواہ نتائج نہ حاصل ہو سکے جن کی ضرورت تھی مثال کے طور پر جناب سپیکر اگر کسی بلدیاتی ادارے کا سربراہ براہ راست منتخب ہو تو وہ کم از کم چار یا پانچ سال اپنے کونسلروں کے ہاتھوں بلیک میل نہیں ہو گا کیونکہ اسے پورے شہر کے عوام نے mandate دیا ہوتا ہے جو کہ یورپ اور امریکہ میں اسی طرح ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہاں کا چیئرمین یا کسی شہر کا میئر چونکہ براہ راست منتخب ہو کر آتا ہے وہ پھر عوامی مفاد میں جس چیز کو بہتر سمجھتا ہے وہ اسے منطقی انجام تک پہنچاتا ہے لیکن یہاں چونکہ اعداد و شمار کا کھیل ہے اس لیے وہ چیئرمین یا میئر اپنے کونسلر ساتھیوں کے ہاتھوں بلیک میل ہوتا رہتا ہے چاہیے تو یہ تھا کہ ہمارا جو ۱۹۷۹ء کا بلدیاتی آرڈیننس تھا اور اس کے تحت جو بھی ہمارا بلدیاتی نظام وجود میں آیا اس میں جو تھوڑی بہت خامیاں تھیں ان کو نکالتے۔ ہوا یہ کہ ایک ایسا نظام متعارف کرایا جا رہا ہے کہ جہاں چھوٹے لیول پر محلہ اور ویلج کونسل کے لیول پر بھی نامزد گیاں ہونگی پھر مجھے بتائیے کہ جو عوام کی نمائندگی کا ایک تاثر ہے وہ کہاں تک قائم ہو گا اور پھر یہ جو ایک روح تھی کہ مقامی نمائندوں کے ہاتھوں ہی مقامی مسائل حل ہونگے آج جناب سپیکر! آپ کو بخوبی پتا ہے کہ تمام حکومتی ایم ۔ این ۔ ایز اور ایم ۔ پی ۔ ایز ضلع کونسلز کارپوریشنز کمیٹیوں اور ٹاؤن کمیٹیوں کے جتنے فنڈز ہیں وہ ان کے ذریعے سے خرچ ہو رہے ہیں اور عوام کی نمائندگی وہاں نہیں ہے اور ایم ۔ این ۔ ایز اور ایم ۔ پی ۔ ایز اپنی صوابدید پر کروڑوں روپوں کے

فنڈز خرچ کر رہے ہیں یہ پورے نظام کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا گیا ہے میں اس موقع پر یہ کہوں کہ یہ جو ہم بار بار کہتے ہیں کہ یہ ایک autonomous body ہے یہ ایک نیم خود مختار ادارہ ہے لیکن آ دوبارہ اسے نو کر شاہی کے شکنجے میں جکڑ دیا گیا ہے چاہیے تو یہ تھا کہ وزیر بلدیات جن کے پاس یہ محکمہ ہے وہ پنجاب کے عوام کو دوبارہ ان کے حقوق دلانے کے لیے کوشاں ہوتے لیکن انہوں نے بھی حکومت کا حصہ بن کر عوام کے حقوق غصب کر لیے ہیں اور آج جہاں عوام کے نمائندوں پر مشتمل ایک ادارہ یا عوام کے ووٹوں سے براہ راست منتخب ایک آدمی کسی بڑے شہر یا بڑے ضلع کی چیئرمین شپ پر براجمان ہوتا وہاں ایک نوکر شاہی نمائندہ عوام کے حقوق غصب کر رہا ہے میں اس موقع پر اتنی گزارش کروں گا کہ پنجاب کے عوام جہاں ۵۰ فیصدی ترقیاتی فنڈز نہ ملنے کی وجہ سے محروم چلے آ رہے ہیں وہاں کم از کم ان بلدیاتی اداروں کے ذریعے سے ہی انہیں جو تھوڑی بہت ترقیاتی رقوم ملنی تھیں وہ ان سے محروم ہیں خدا را ان اداروں کو یا تو بحال کیجیے اور اگر آپ انہیں بحال کرنے کے حق میں نہیں ہیں تو فی الفور الیکشن کرائیں تاکہ عوام کے نمائندوں کے ذریعے ہی عوام کے مقامی مسائل حل ہوں اور انہیں یہ حقوق دوبارہ مل جائیں کیونکہ مقامی وسائل سے ہی ان کے یہ مسائل حل ہوتے ہیں میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے پر زور اپیل کروں گا۔ کہ یا تو پنجاب کے بلدیاتی اداروں کو بحال کیا جائے یا فوری طور پر ان کے الیکشن کرا کر ان کے نمائندوں کے سپرد ان کے حقوق کر دیے جائیں۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ فاکوانی صاحب ۔ جناب ارشد عمران سلہری!

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! شکریہ' مقامی حکومت کا لوکل کونسل نظام صدیوں پرانا نظام ہے ۔ یہ مسلمانوں کے ابتدائی دور حکومت میں شروع ہوا کہ جس کا بنیادی منطق اور مقصد یہی تھا کہ ہم لوکل لیول پر چھوٹی سطح پر اس علاقے کے نمائندے منتخب کر کے وہاں کے بنیادی مسائل حل کریں۔ جناب سپیکر ' پنجاب کے اندر بلدیاتی نظام 1960ء سے بی ڈی سسٹم کے حوالے سے شروع ہوا۔ اور اس کے بعد ایک حکومت آئی۔ اس نے اس نظام کو ختم کر دیا ۔ پھر 1989ء میں دوبارہ اس بلدیاتی نظام کو رائج کیا گیا کہ جو اپنے علاقوں کے اندر ' دیہاتوں کے اندر یونین کونسل کی سطح سے لے کے میٹروپولیٹن کارپوریشن کی سطح تک عوام کا ووٹ لے کر منتخب ہونے والا نمائندہ وہاں کے مسائل کو حل کرنے کے لیے اپنا فرض سمجھتا رہا اور اس نے وہاں کے مسائل کو حل بھی کیا۔ جناب سپیکر ' یہ

ہماری، خصوصی طور پر صوبہ پنجاب کی بدقسمتی ہے کہ ہمیں آزادی حاصل کیے 48 سال ہو چکے ہیں۔ لیکن ہر مرتبہ کوئی نہ کوئی نیا تجربہ صوبہ پنجاب کے اندر ہی کیوں کیا جاتا ہے؟ جناب سپیکر، یہ بلدیاتی نظام کہ جس کی پورے پنجاب کے اندر ہماری یونین کونسل کی سطح سے لے کر میٹروپولیٹن 23 ہزار ادارے بنتے تھے اور جس میں عوام کے تقریباً ایک لاکھ سے زائد منتخب نمائندے تھے۔ ان کو عبوری حکومت نے صاف اور شفاف الیکشن کے بہانے سے ختم کر دیا۔ جناب سپیکر، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جب یہ الیکشن 1993ء کے مکمل ہو چکے تو اس کے بعد ان اداروں کو کہ جن کا مقصد یہ نہیں کہ اس سے صاف اور شفاف الیکشن ہوں گے۔ یہ تو الیکشن کمشن کی ذمہ داری ہے کہ وہ صاف اور شفاف الیکشن کروائے لیکن اس کے باوجود لوکل باڈیز کو صرف اس لیے توڑا گیا کہ یہ میاں محمد نواز شریف اور پاکستان مسلم لیگ کے نمائندے ہیں۔ اگر یہ برسر اقتدار رہے تو یہاں پر ہمیں اتنی واضح کامیابی پاکستان مسلم لیگ کو دوسرے صوبوں میں حاصل ہوئی اور اس سے ان اداروں کی موجودگی میں یہ اور زیادہ ہو سکتی تھی۔ لہٰذا ان اداروں کو صرف بدنیتی کی صورت میں قتل کر دیا گیا۔ اور اس حکومت کو چاہیے تھا کہ جب یہ الیکشن مکمل ہو چکے تو اس کے بعد ان اداروں کو بحال کرنا چاہیے تھا۔ جناب سپیکر! میں لاہور کارپوریشن کی بات کرتا ہوں کہ یہاں میں 1979ء سے منتخب ہو کر چلا آ رہا تھا۔ اور جب 1993ء میں ان اداروں کو توڑا گیا تو اس وقت میں لاہور کارپوریشن کا ڈپٹی میئر تھا۔ جناب سپیکر! ہم نے اپنے دور میں اس ادارے کے لیے جہاں پہ عوام کے اوپر کوئی ناجائز ٹیکس عائد نہیں کیا وہاں ہم نے اس ادارے کے لیے ریونیو بھی اکٹھا کیا۔ اور جس وقت اس ادارے کو توڑا گیا تو اس وقت ہمارے 152 کونسلرز کے لیے پانچ پانچ لاکھ روپے کی ترقیاتی گرانٹ جو کہ ہم بجٹ میں پاس کر کے آئے تھے اور اس کے علاوہ کروڑوں روپیہ تقریباً بارہ کروڑ روپے کی سپیشل گرانٹ جو کہ جناب میئر کی صوابدید پر تھی وہ بھی ہم چھوڑ کر آئے تھے۔ اس وقت آپ لاہور کے کسی بھی علاقے میں جا کر دیکھ لیں کہ عرصہ دو سال سے کہیں بھی ایک بب یا ٹیوب کو تبدیل نہیں کیا گیا۔ سڑکیں کھنڈرات بن چکی ہیں اور ہوتا یہ ہے کہ جو بھی فنڈز وہاں پر موجود تھے خاص طور پر جہاں پر ان کے وزراء صاحبان یا بیوروکریٹ رہتے تھے اس سڑک کو فوری طور پر بنا دیا گیا۔ لیکن عوام کی بنیادی سہولتیں کہ جن کو آج پینے کا پانی میسر نہیں ہے۔ آج سیوریج کا نظام پورے لاہور کے اندر تباہ و برباد ہو چکا ہے۔ لیکن اس طرف اس ادارے میں جو بھی آپ نے ایڈمنسٹریٹر بٹھائے ہیں کہ جن کو عوام کے مسائل کے

ساتھ کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے۔ وہ نہ تو دفتروں میں آ کر بیٹھتے ہیں۔ اور نہ ہی عام آدمی اپنی درخواست لے کر ان تک پہنچ سکتا ہے۔ جناب سپیکر! یہ ادارے کہ جس وقت ان کے اندر عوام کے منتخب نمائندے موجود تھے ان کی بات سنی جاتی تھی ان کے مسائل کو حل کیا جاتا تھا لیکن آج عرصہ دو سال سے یہ ادارے مظلوم ہیں کہ وہاں پر مچھر مارنے والی دوائی بھی میسر نہیں ہے۔ جناب سپیکر! صوبہ پنجاب کے ساتھ یہ بھی زیادتی ہوئی کہ ہمارے فاضل اراکین اس بات کا تعلق دے چکے ہیں کہ جب ہماری اسمبلی کا سیشن جاری تھا کہ اس دوران مرحوم گورنر صاحب کی سٹیٹمنٹ آئی کہ جب اجلاس ختم ہو گا تو ہم نیا آرڈیننس یا نیا نظام لے کر آئیں گے۔ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے اپوزیشن نے نئی ریکوزیشن دی تاکہ اگر کوئی نیا نظام آنا ہے تو وہ اسمبلی کے اندر بل کی شکل میں پیش ہو۔ وہ آرڈیننس کی شکل میں نہ آئے۔ جناب سپیکر! پنجاب کا ہی حال نہیں ہے۔ پورے ملک کے اندر قومی اسمبلی میں بھی ایسا ہو رہا ہے کہ ان اداروں کی افادیت کو جان بوجھ کر ختم کیا جا رہا ہے۔ اور گورنر ہاؤس اور ایوان صدر آرڈیننس فیکٹری بن کر رہ گئے ہیں۔ اور یہاں پر ہم صرف بحث مباحثہ کے لیے آتے ہیں۔ یہ ادارے صرف اس لیے کہ یہاں پر بیوروکریسی اور انتظامی ادارے جو کہ نہ سپیکر کی رولنگ کو مانتے ہیں نہ سنٹر کی رولنگ کو مانتے ہیں۔ یہ انتظامیہ کے بل بوتے پر حکومت چل رہی ہے۔ جناب سپیکر! میں یہاں یہ گزارش کروں گا کہ جہاں 19 مئی سے عدالت عالیہ کے فیصلے کے مطابق یہ ادارے بحال ہو چکے ہیں۔ ان اداروں کو ' ان کے ایڈمنسٹریٹر صاحبان ' کمشنر صاحبان کو' سیکریٹری لوکل گورنمنٹ کو یہ ہدایت دی جائے کہ وہ جو ہمارے سابقہ منتخب نمائندے تھے' ان کے میئر ' ڈپٹی میئر صاحبان اور دوسرے جو ہمارے چیئرمین تھے ان کو باضابطہ طور پر چارج دیا جائے اور یہ ادارے بحال کیے جائیں۔ جناب سپیکر! یہ آرڈیننس کہ جس کے بارے میں رولنگ بھی دی گئی کہ اس کے اوپر بات نہیں کر سکتے۔ جب کسی بھی نظام کی بات ہوگی تو آرڈیننس کا ذکر ضرور آئے گا۔ یہ آرڈیننس کہ جس کو آپ نے سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کر دیا ہے یہ صریحاً بدنیتی کے اوپر مبنی ہے اور ہائیکورٹ کا فیصلہ حکومت کے گلے میں ہڈی کی طرح پھنس گیا تھا۔ اس سے جان چھڑانے کے لیے آرڈیننس کی شکل میں نئے نظام کو نافذ کرنے کی کوشش کی ہے۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلے مقرر خواجہ ریاض محمود صاحب ہیں۔ خواجہ صاحب! آپ کے پاس دس منٹ کا وقت ہے۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر مہربانی۔ جناب والا! یہ جو بلدیاتی ادارے ہیں یہ لوگوں کے مسائل میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ صحت و صفائی کا مسئلہ ہو، سڑکوں کا مسئلہ ہو، سیوریج کا مسئلہ ہو، لوگوں کی ذاتی ضروریات کے معاملات سے یہ تعلق رکھتا ہے۔ کسی معاشرے میں لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے یہ بلدیاتی نظام ایک خاص افادیت رکھتا ہے۔ 1960ء سے یہ جو بلدیاتی نظام چل رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے چھوٹے شہروں اور قصبوں میں بے پناہ ترقی ہوئی ہے۔ نمائندے اپنی شہرت کے لیے، اپنا حق نمائندگی ادا کرنے کے لیے دلچسپی لے کر لوگوں کے مسائل حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت نے بڑا ظلم کیا ہے کہ ان اداروں کو توڑ دیا۔ اب جب کہ ہائی کورٹ نے ان اداروں کو بحال کر دیا ہے۔ 19 مئی کو ہائی کورٹ کا حکم تھا کہ اگر متبادل انتخابات نہ کرائے گئے، متبادل انتظامات نہ کیے گئے تو 19 مئی کو یہ ادارے خود بخود بحال ہو جائیں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ منتخب نمائندوں کے ادارے ہیں۔ لوگوں نے ان اداروں کے چیئرمین، میئرز، ڈپٹی میئرز اور کونسلرز کو direct ووٹوں سے منتخب کیا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان اداروں کو توڑنا، ان کو حق نمائندگی ادا کرنے سے روکنا بہت بڑی زیادتی ہے، یہ بڑا ظلم ہے۔ میں یقین کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ ان اداروں کو توڑنے کے بعد پورے پنجاب میں یہ ادارے اپنی موت آپ مر رہے ہیں۔ آپ لاہور کارپوریشن کو دیکھ لیں، مالی لحاظ سے اس میں اتنا بحران ہے کہ اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ discipline کے لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بات بھی کسی قاعدے قانون کے مطابق نہیں ہو رہی۔ جب یہاں پر عوامی نمائندگی تھی تو لاہور شہر کی سڑکیں، سیوریج کا نظام، پانی کا نظام، سکولز اور دوسری ذمہ داریاں بڑے احسن طریقے سے سرانجام پا رہی تھیں لیکن ان اداروں کو توڑنے کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان اداروں کو ایک طرح سے قتل کر دیا گیا ہے۔ لوگوں کی نمائندگی کو ختم کر دیا گیا ہے۔ تو میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ حکومت کو یہ مشورہ دیں کہ ان اداروں کو بحال کیا جائے۔ سیاسی وفاداریاں اپنی جگہ پر ہیں۔ حکومت یہ محسوس کرتی ہے کہ ان اداروں میں جو چیئرمین ہیں یا کونسلرز ہیں وہ میاں نواز شریف صاحب کے سپاہی ہیں۔ اس میں کوئی جھوٹ والی بات نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے لیکن جہاں تک لوگوں کے مسائل اور لوگوں کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کی ذمہ داری ہے وہ صرف یہی ادارے ادا کر رہے ہیں۔ اس لیے ان کو سیاسی نظریات کی بھینٹ نہ چڑھایا جائے بلکہ ان اداروں کو کام کرنے کا موقع دیا جائے اور ان کو بحال کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب غلام عباس، خواجہ صاحب ایک شعر بھی ہو جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خواجہ صاحب آپ کو اجازت ہے آپ ایک شعر سنا سکتے ہیں ۔

خواجہ ریاض محمود، غلام عباس صاحب سے اسی اسمبلی میں ملاقات ہوئی ہے پہلے ان سے ملاقات نہیں تھی ۔ یہ اور چودھری فاروق صاحب دونوں دل کی گہرائیوں میں بس گئے ہیں ۔ یہ کہتے ہیں کہ شعر سناؤ تو میں یہی کہوں گا کہ ۔

ستم جلگتے ہیں کرم سو رہے ہیں
محبت کے جاہ و حشم سو رہے ہیں
میری اجڑی اجڑی سی آنکھوں میں ساغر
زمانے کے رنج و الم سو رہے ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا محمد اقبال ۔

وزیر بلدیات، جناب سپیکر ! ایک شعر میں بھی خواجہ صاحب کو سنانا چاہتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ارشاد ۔

وزیر بلدیات، میں خواجہ صاحب سے یہی گزارش کروں گا کہ :۔

قتل کرنا ہے تو مہندی لگے ہاتھوں سے کرو
رنگ الفت بھی رہے خون کی ہولی بھی رہے

رانا محمد اقبال خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ شکریہ جناب سپیکر' جناب والا! بلدیاتی ادارے جمہوریت کی روح ہوا کرتے ہیں۔ مہذب ممالک میں ان کو بے شمار اہمیت دی جاتی ہے ۔ اس حکومت سے پہلے ہمارے ہاں بھی ان اداروں کو ایک اچھی خاصی اہمیت دی گئی تھی مگر ان اداروں کو ایک ایسی آفت نے آگھیرا جس کا نام اگر جمہوریت کا قاتل کہہ دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ بہتر ہے ۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں عبدالستار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

میاں عبدالستار، جناب والا ! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا میرا نام بھی لسٹ میں ہے ۔ اگر نہیں ہے تو میں ابھی چلا جاتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا آپ اپنا نام لکھوانا چاہتے ہیں؟

میاں عبدالستار، نہیں، میرا پہلے ہی لسٹ میں نام تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے پاس جو فہرست آئی ہے اس میں آپ کا نام نہیں ہے ۔ اب میرے پاس جو باقی نام ہے وہ انعام اللہ خان نیازی صاحب کا ہے اور اب مجھے میاں عمران مسعود صاحب کا نام لکھوایا گیا ہے۔

میاں عبدالستار، جناب والا ! اگر وقت ہو تو مجھے بھی چند منٹ کے لیے بات کرنے کا موقع دیا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے ۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر! ان ننھے منے پھلتے پھولتے اداروں کو سید ناظم حسین شاہ صاحب کے ساتھیوں نے ہی سمجھ لیجیے بڑی بے دردی سے قتل کیا اور ان کے قاتل کو پنجاب ہائی کورٹ نے وہ سزا سنائی کہ موجودہ حکومت اب اس قاتل کو ---- جو بھی ہوا--- اس کے الزام میں جو ہوا اس بات کو میں نہیں کرتا۔ ان اداروں کی اہمیت، افادیت گاؤں کے ان لوگوں سے پوچھیے گا جو پچھلے دو سال سے پریشان ہیں ۔ شہروں کے ان لوگوں سے پوچھیے گا جو پچھلے دو سال سے بدحال ہیں اور جگہ جگہ گندگی اور پانی کے مسائل سامنے آ رہے ہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہائی کورٹ نے ان اداروں کے ساتھ جو ظلم اور زیادتی کی گئی تھی اس ظلم اور زیادتی کا نوٹس لیتے ہوئے انھیں بحال کیا اور اب پنجاب کی حکومت، پنجاب کے وزراء اور کچھ افسران آئے دن بیانات جاری کرتے ہیں کہ جس ایڈمنسٹریٹر نے کسی منتخب نمائندے کو اگر چارج دے دیا تو اس کی ذمہ داری اسی پر ہو گی ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک کھلم کھلا عدالت عالیہ کے اس حکم کی توہین ہے جو کہ 19 مئی 1995ء کو جاری کیا گیا ۔ جہاں تک ان اداروں کی افادیت اور اہمیت کا تعلق ہے عوام تو اس کو اچھی طرح جانتے ہیں لیکن آج کی فیڈرل حکومت جو کہ شروع دن سے ہی اس کے خلاف ہے ۔ وہ نہیں چاہتی کہ یہ ادارے پھلیں پھولیں اور یہاں کے عوام خوشحال ہوں ۔ کیونکہ فیڈرل گورنمنٹ کے ایک وزیر صاحب نے جو کہ لوکل گورنمنٹ کے ہی وزیر تھے، جن کو اپنے اختیارات کا اس حد تک بھی علم نہیں تھا کہ وہ پنجاب کے اداروں کو توڑ سکتے ہیں ۔ جب انھوں نے portfolio لیا تو اس کے بعد انھوں نے اعلان کیا کہ میں ان اداروں کو ختم کر دوں گا ۔

لیکن اللہ کے فضل و کرم سے یہ ادارے چلتے رہے ۔ نیک نیتی سے چلتے رہے ۔ لیکن ان اداروں کو بد نیتی سے توڑا گیا اور ہائی کورٹ نے ان کو بحال کیا ۔ اب موجودہ حکومت اور ہائی کورٹ کا مسئلہ ہے ۔ میں چاہتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ اس معاملے پر کوئی خانہ جنگی کا عنصر شامل ہو ۔ کیوں نہ اس کو سہل طریقے سے حل کر لیا جائے۔ جناب سپیکر! شاہ صاحب بھی فرما رہے ہیں کہ آپ بھی کچھ اور بات کریں ۔ اب حکومت بھی پھنسی ہوئی ہے۔ اب تمام اداروں میں ایڈمنسٹریٹر صاحبان لگا دیے گئے ہیں ۔ ایڈمنسٹریٹر صاحبان سیکرٹری صاحب کی بات مانیں یا وزیر صاحب کی مانیں ۔ وزیر صاحب کہتے ہیں کہ آپ میری بات مانیں لیکن سیکرٹری صاحب جو کہ قانون اور آئین کے مطابق ان کے immediate boss ہیں ان کا حکم ماننا ان پر فرض ہے۔ تو یہ ایسی باتیں بھی چل رہی ہیں ۔ جب عدالت نے ان اداروں کو بحال کر دیا ہے۔ ان کی افادیت کو سمجھتے ہوئے categorically حکم دے دیا ہے اور آئین کے آرٹیکل 32 میں بھی واضح طور پر یہ درج ہے کہ متعلقہ state یعنی provinces لوکل گورنمنٹ کے الیکشن اور اس کی اہمیت کے پیش نظر ان کو چلائے گی اور ان کی اہمیت کے پیش نظر اور عوام کے مسائل کے پیش نظر جائز حد تک ان کی امداد بھی کرے گی۔ ان اداروں کا چلنا اور ان اداروں میں نمائندگان کا بیٹھنا اور وہاں بیٹھ کر عوام کے مسائل کو حل کرنا یہ حکومت کے لیے بھی اور اس علاقے اور حلقے کے لوگوں کے لیے بھی سہل اور آسان طریقہ ہے۔ اس سے کیوں منہ موڑا جا رہا ہے؟ حکومت کبھی تو کہتی ہے کہ ہم الیکشن کرائیں گے ۔ جو الیکشن کروانا چاہتے ہیں ان کا ان کو خود پتا نہیں کہ ان کا طریقہ کار کیا ہو گا اور کب الیکشن ہوگا؟ ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ جو موجودہ نظام متعارف کروانا چاہتے ہیں' میں آرڈیننس کا ذکر نہیں کرنا چاہتا بہرحال یہ کچھ اور نیا نظام متعارف کرانا چاہتے ہیں ۔ جس کی اہمیت اور افادیت عوامی حلقوں میں قطعی طور پر نہیں ہے۔ اگر یہ چاہتے ہیں کہ پرانے سسٹم کو بحال کر دیا جائے جس طرح کہ پہلے ادارے چل رہے تھے' جنرل الیکشن تھا ۔ اس کے لیے زیادہ سے زیادہ ان اداروں کو suspend کیا جا سکتا تھا یا عارضی طور پر ان کے فنڈز کو منجمد کر دیا جاتا تو میں نہیں سمجھتا کہ کوئی زیادتی تھی۔ بہرحال ان کو سرے سے ہی ختم کر دینا انتہائی ناانصافی ہے اور ہم اس بات کی مذمت کرتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ

جناب ایس اے حمید : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی ایس اے حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! میں ایک بہت ہی اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں جو پنجاب حکومت سے متعلق ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ نیشنل فنانس کمیشن کا جو ایوارڈ ہے اس کے تحت تمام صوبوں کے لیے آئین کے تحت provision رکھی گئی ہے لیکن پنجاب حکومت کے لیے یہ بات بڑی تشویش کی باعث ہونی چاہیے کہ فیڈرل حکومت نے اب تک تقریباً 2 ارب روپے پنجاب حکومت کے اکاؤنٹ سے لے لیے ہیں ۔ جس کی نہ کوئی قانون اجازت دیتا ہے اور نہ ہی آئین اجازت دیتا ہے ۔ اور وہ واپڈا کے بلوں کے نام پر لیے ہیں ۔ اس وقت پنجاب کے زیر تحت جو ادارے چل رہے ہیں جو کسی نہ کسی وجہ سے واپڈا کے بل ادا نہیں کر پاتے ان کے پیسے فیڈرل گورنمنٹ وہاں پر کاٹ رہی ہے ۔ جناب والا ' یہ صوبے کے مالی معاملات کے سلسلے میں ایک بحرانی کیفیت پیدا کرے گا ۔ اس لیے کہ فیڈرل حکومت اب تک 2 ارب روپے کاٹ چکی ہے اور یہ سلسلہ مزید بھی جاری ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب ان کو کوئی اطلاع ملتی ہے کہ فلاں ادارے نے بجلی کا بل نہیں دیا تو وہ اس بات کا انتظار نہیں کرتے کہ شاید مہینے کے بعد اس کی ادائیگی ہو جائے بلکہ وہ اس رقم کی ایڈجسٹمنٹ کر لیتے ہیں۔ اور قطعاً کسی طور پر کسی سے مشورہ نہیں لیا جاتا ۔ میری یہ استدعا ہے کہ پچھلے سال 30 کروڑ روپے کے ٹیکسز لگائے گئے تھے---

جناب ڈپٹی سپیکر ، ایس اے حمید صاحب! آپ دیکھیں' میں آپ کی بات sympathy سے سن رہا ہوں ۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! یہ بڑا اہم مسئلہ ہے آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہی تو بات ہے ۔ دیکھیں ناں کہ پوائنٹ آف آرڈر تو ایک فقرے میں یا ایک جملے میں انسان بیان کر دیتا ہے ۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! یہ پنجاب کے مالی معاملات کا معاملہ ہے ----

MR DEPUTY SPEAKER: I rule it out . This is no point of order

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! صوبے کے معاملات کے بارے میں آپ ایسا کر رہے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، At this movement یہاں کچھ نہیں ہو سکتا ۔ جناب عبدالرشید بھٹی صاحب۔

جناب عبدالرشید بھٹی ، بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ شکریہ' جناب سپیکر! بلدیاتی اداریاں دے بارے

گل کرن توں پہلے میں جناب نوں وی گزارش کیتی سی فیر رامے صاحب نوں وی گزارش کیتی سی اور مینوں یقین دہانی کرائی گئی سی کہ اسمبلی دے چھڑے دوست جنھاں نوں انگریزاں دے دور توں لے کے پگاں بناہیاں نیں اوہ لہوا دتیاں جان گیاں۔ لیکن اوہ حالیں تکر نہیں لہوائیاں مینوں نہیں سمجھ آندی کہ کھڑیاں ایسیاں قوتاں نیں جھڑیاں سانوں ایس کم تو ڈکی کھلیاں نئیں۔ جناب نے وعدہ فرمایا سی کہ بہت چھیتی اہ لہوا دیاں گے اور اہناں نوں کوئی ہیٹ شیٹ پہناواں گے ۔ لیکن حالیں تکر نہیں ہویا ۔ ایہہ بڑا ضروری اے ہیٹ بڑا ضروری ہے چلو کوئی چالیس پچاس سال اینہاں نوں ہیٹ پوائیے تاکہ جتنی دیر ساڈی عزت دی تذلیل کیتی گئی کم از کم اسیں وی اتنی دیر تاں انھاں دی دی تذلیل کریے۔ جناب سپیکر! میری گزارش اے کہ مہربانی فرما کے اپنے اختیارات دا استعمال کردیاں ہویاں ایس عذاب توں جان چھڑا دتی جائے یا مینوں کوئی ایسا طریقہ کار دسیا جائے جہدے ذریعے میں اپنے وڈیاں دی اس عزت دی نشانی دی کم از کم ہن تاں تذلیل نہ ہون دیاں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جناب عبدالرشید بھٹی صاحب نے پہلے بھی کافی دفعہ اس نکتے پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ اور رامے صاحب کی موجودگی میں بھی یہ بات کی گئی ہے ۔ آج بھی یہ بات کر رہے ہیں ۔ سچی بات ہے کہ میں ان کی اس بات کی دل کی گہرائیوں سے قدرکرتا ہوں ۔ اور میں حکم دیتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی میں اس پگڑی کی انھوں نے جو بےعزتی کی ہے میں اس کو یہاں سے ختم کرتا ہوں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اس کی بجائے ٹوپی پہنائی جائے گی ۔

جناب عبدالرشید بھٹی ، بہت مہربانی جناب

جناب ڈپٹی سپیکر ، (اسمبلی میں چیمبر الیڈنٹس سے مخاطب ہو کر) آپ جو چاروں دوست کھڑے ہیں یہ پگڑیاں اتار کر باہر رکھ دیں ۔ چونکہ عبدالرشید بھٹی صاحب بڑے سچے دل سے بات کرتے ہیں تو ان کی اس بات کا مجھ پر بڑا اثر ہوا ہے ۔ اور انشاء اللہ رامے صاحب کے دل میں بھی درد ہے ۔ تو لہذا میں یہاں پر یہ حکم دیتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی میں انگریزوں نے جو پگڑی کا مذاق اڑایا ہوا ہے ۔ آج ہم اس کا قلع قمع کرتے ہیں اور ان کے سر پر ٹوپی رکھیں گے ۔ شکریہ مہربانی

رانا محمد اقبال خان ، پوائنٹ آف آرڈر !

میاں عمران مسعود ، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب اتنے آدمی کھڑے ہیں ۔ آپ خود فیصلہ کر لیں کہ کس کو موقع دوں ۔

مجھے کہتے ہیں کہ عمران مسعود کو موقع نہیں دیتے ۔ اب میں عمران مسعود صاحب کو موقع دیتا ہوں ۔

میاں عمران مسعود : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! ابھی آپ نے اپنے اس حکم میں فرمایا کہ ہمارے یہاں پر جو خدمت گزار ہیں ان کو پگڑی کی بجائے ٹوپی پہننی چاہیے ۔ اپنے اس آرڈر میں تھوڑی سی وضاحت بھی فرما دیں کہ یہ کونسی ٹوپی پہنیں اور میں یہ بھی چاہوں گا کہ یہ آرڈر جو آپ نے پنجاب اسمبلی کے لیے دیا ہے اس کا اطلاق آپ پورے پنجاب کے لیے کروا دیں۔ ٹوپی کی وضاحت بھی فرما دیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : بات یہاں سے شروع ہوئی ہے اور میں نے بھی اسمبلی کی حد تک بات کی ہے ۔ سپیکر کی jurisdiction اسمبلی کی حد تک ہے۔ پگڑی ہمارے لیے مقدس چیز ہے لیکن جس نکتے کی وجہ سے انگریزوں نے یہ پہنائی تھی وہ واقعی تضحیک تھی اور ان کے سامنے صرف یہی مقصد تھا اور اس کو ختم کرنے کے لیے میں نے یہ رولنگ دی ہے اور جس ٹوپی کا میں نے ذکر کیا ہے وہ قائد اعظم کی ٹوپی ہے ۔ اب کھوسہ صاحب اور اس کے بعد غلام عباس صاحب بات کریں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں ہے' صرف آپ کی اجازت چاہتا ہوں ۔ میں اپنے محترم بھائی بھٹی صاحب کی بار بار کاوش کا دلی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ چونکہ پگڑی بھٹی یعنی راجپوت قبیلے اور بلوچ قبیلے کی شان سمجھی جاتی ہے اور انہوں نے بار بار اصرار کرکے آپ سے یہ فیصلہ لیا ہے ۔ میں اپنے بنچوں کی طرف سے اور اپنی طرف سے بھٹی صاحب کا اور پھر آپ کا بھی خاص طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

چودھری شوکت داؤد : جناب والا آپ کا فیصلہ بہت اچھا ہے ....

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ کھوسہ صاحب نے آپ سب کی بات کر دی ہے ۔ اب ہم نے ایجنڈا بھی پورا کرنا ہے۔

چودھری شوکت داؤد : جناب والا! میں چاہوں گا کہ اس میں تھوڑی سی وضاحت کر دی جائے ۔ کیونکہ آپ نے ایک نکتے کو سمجھتے ہوئے اس پر عمل درآمد کا حکم دیا ہے اور ہمارے یہاں پر جو خدمت کے لیے لوگ موجود ہیں وہ بھی ہمارے بھائی ہیں ان کے ذہن میں یہ بات نہ آئے کہ شاید وہ حقیر ہیں ۔ اس بات کی ضرور وضاحت کر دی جائے کہ وہ ہمارے لیے قابل احترام ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ہم اس سلسلے میں مل کر بیٹھیں گے اور جناب حنیف رامے صاحب جیسے فیصلہ کر دیں گے کہ کونسی ٹوپی ہونی چاہیے ۔ ویسے میرے ذہن میں تو قائد اعظم والی ٹوپی تھی اور وہ ٹوپی میرے لیے قابل احترام ہے ۔ جی' گھمن صاحب۔

چودھری محمود اختر گھمن : جناب والا! آپ نے یقیناً ایک تاریخی اور اہم فیصلہ دیا ہے۔ میں تہہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے نہایت اچھا اور بروقت فیصلہ کیا ہے اور بھٹی صاحب کی مسلسل کاوشوں اور آپ کا بھی مشکور ہوں ۔

صاحب زادہ محمد فضل کریم : جناب والا! بھٹی صاحب کی کوششوں کو ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور یہ میں سمجھتا ہوں کہ مرکزی حکومت کو بھی اور پنجاب' سندھ' سرحد اور بلوچستان حکومت کو بھی آپ کے اس فیصلے کی تقلید کرنی چاہیے ۔ میں صرف دو منٹ لوں گا اور وہ بھی تاریخی حوالے سے ۔ جناب والا! آج سے صدیوں قبل جب انگریز نے یہاں پر اقتدار سنبھالا تو انہوں نے جان بوجھ کر ایک سازش چلائی کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو پہرے داروں کے سروں پر پہنا دیا اور ان کے مقاصد وحید میں صرف ایک یہ مقصد تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ وسلم کی سنت کی نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ تذلیل کی جائے ۔ آج بھی برطانیہ کے اندر' امریکہ کے اندر' کینیڈا کے اندر ' میں خود بھی ان تینوں ممالک میں گیا ہوں ۔ وائٹ ہاؤس کے باہر وہی سنت رسول جو نبی آخرالزماں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہنا کرتے تھے اسی طرح کی پگڑی پہنا کر ان کو باہر کھڑا کرتے ہیں اور ان کے پاس مسلمانوں کے رسول کی سنت کی تذلیل کا ایک بہانہ ہے ۔ میں آپ کو دل کی عمیق گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے ان کی کوششوں اور کاوشوں کی وجہ سے' عظمت رسول کا جو درس اس کرسی پر براجمان ہوتے ہوئے دیا ہے۔ حکومت اس کو تسلیم کرے یا نہ کرے' مختلف گوشوں سے اعتراضات آئیں یا نہ آئیں لیکن آپ نے سنت رسول کی عظمت کا خیال کیا ہے اور چونکہ حدیث ہے' حضور نے فرمایا کہ "جس نے میری ایک سنت کی حفاظت کی۔ قیامت کے دن میں' محمد اس کا قائد ہوں گا۔" گویا کہ آج آپ نے سنت رسول کی حفاظت کی ہے۔ محمد مصطفیٰ کی قیادت کو عملاً تسلیم اور منظور کر لیا ہے ۔ میں اس پر پورے ہاؤس کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اپوزیشن کی طرف سے بھی آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور جیسا کہ مجھ سے قبل جناب ذوالفقار علی خان کھوسہ نے بھی ارشاد فرمایا کہ آپ نے ایک انتہائی تاریخ ساز فیصلہ کرکے اس ہاؤس اور

پاکستان سے انگریز کے اس منصوبے کو عملاً ناکام بنانے کی کوشش کی ہے جو مسلمانوں کو تذلیل کرنے کی فکر میں ہمیشہ مبتلا رہتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! عبدالرشید بھٹی صاحب کی تجویز اور آپ کے فیصلے سے پورے ایوان میں سے کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ مخصوص افراد کی طرف سے آپ کے فیصلے کی تعریف نہیں ہے۔ پگ پنجاب کی عظمت کے حوالے سے پورے ملک کے اندر مشہور ہے اور اس حوالے سے عبدالرشید بھٹی صاحب کی کوششوں سے آپ نے جو فیصلہ دیا ہے اور جب اس سے کسی کو اختلاف نہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پورا ایوان آپ کے اس فیصلے سے متفق ہے اور آپ کے اس فیصلے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

سردوار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! وزیر قانون کے الفاظ کا سہارا لیتے ہوئے آپ سے میں مزید درخواست کروں گا کہ ہم سب اس مسئلے پر متفق ہیں تو ہم سب کی طرف سے متفقہ طور پر ہاؤس کی طرف سے حکومت پنجاب کو ایک گزارش کی جائے کہ پنجاب بھر میں آپ کے اس فیصلے کو نافذ کر دیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب غلام عباس، جناب والا! میں بھٹی صاحب اپوزیشن اور گورنمنٹ کے دوستوں کا مشکور ہوں....

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ دوسرے مائیک پر بات کریں۔ یہ مائیک بند ہو گیا ہے۔

جناب غلام عباس، جناب والا! یہ آپ نے مستقل تو بند نہیں کروا دیا۔ (قہقہہ)

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔

جناب غلام عباس، جناب والا! میں انتہائی شکر گزار ہوں اور میں تمام ایوان کو بھی مبارک باد دیتا ہوں کہ ابھی جیسا کہ ہمارے فاضل دوستوں نے فرمایا کہ سامراج کی طرف سے ہمارے کلچر کی تذلیل کی جو کوشش ہے اور ہوتی رہی ہے اس کوشش، سازش کو ختم کرنے کے لیے آپ نے قانون میں ترمیم فرمائی۔ میں آپ سے مزید گزارش کروں گا کہ آپ وزیر قانون کی وساطت سے تمام بڑے بڑے ہوٹل جو کہ سامراج کے پیروکار ہیں ان کے گیٹوں پر جو دربان کھڑے ہیں اور جنہوں نے یہ پگڑیاں پہنی ہوئی ہیں، ان کو بھی فوری طور پر احکامات صادر کیے جائیں کہ وہ بھی اپنے دربانوں کے سروں سے پگڑیاں

اتروا دیں ۔ دوسرا جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ پگڑی کی جگہ ٹوپی پہنی جائے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو ٹوپی ہے وہ بھی حضرت قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ پہنتے رہے ہیں اور اس کے حوالے سے ہماری قومی شناخت ہے اور میرے خیال میں ہمارے تمام یہاں کام کرنے والے جو ساتھی ہیں وہ ہمارے بھائی ہیں' انسان ہیں اور انسان کے ناتے ہم سب برابر ہیں ۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ایسا طریقہ اپنایا جائے جس سے ہمارے کلچر یا ہماری روایات یا ہماری عزت و احترام میں کوئی ایسا فرق نظر نہ آئے ۔ بہت بہت مہربانی اور شکریہ ۔

خواجہ ریاض محمود ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے ایک اچھا اور تاریخ ساز فیصلہ کیا ہے اور آپ نے پنجاب کی روایات کو تابندہ کیا ہے ۔ میں اس میں ایک چھوٹی سی تجویز پیش کروں گا کہ ہمارے فاضل رکن جناب عبدالرشید بھٹی صاحب کے بار بار زور دینے پر آپ نے فیصلہ کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ سارے ممبران کے لیے یعنی اڑھائی سو کے قریب پگیں بنائی جائیں اور اس کے لیے یہاں پر باقاعدہ ٹیبل بنائی جائے اور اس پر ان پگوں کو رکھا جائے اور پگ کا سائل بھٹی صاحب والی پگ کی طرح ہونا چاہیے اور جو ممبران تشریف لائیں ٹیبل کے پاس جائیں اور ایک پگ سر پر رکھیں اور اجلاس کے دوران یہاں پر پگ پہنیں ۔ اس سے آپ کے اس فیصلے کو بڑی تقویت ملے گی اور پنجاب بھر میں اس کو نافذ کرنے کے لیے بڑی آسانی پیدا ہو گی ۔

سید اکبر علی شاہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا! اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے آج ہم مسلمانوں کی پہچان پگڑی ہے۔ جسے انگریزوں نے ذلیل و رسوا کرنے کے لیے ذلت و رسوائی کا نشان سمجھتے ہوئے ہمارے مسلمانوں کو گیٹوں کا دربان بنا کر کھڑا کیا۔ آج نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے یہ ہاؤس مبارک باد کا مستحق ہے کہ اس ہاؤس نے متفقہ طور پر انگریز کے اس گورے آدمیوں کے قوانین کو پس پشت ڈال کر اپنے عظیم کلچر کو پیش نظر رکھتے ہوئے ' آپ نے حکم صادر فرمایا۔ میں آپ کو اور اس پورے ہاؤس کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میری ایک تجویز ہے کہ جس طریقے سے آپ نے پنجاب اسمبلی میں یہ حکم فرمایا۔ ہاؤس کی طرف سے حکومت پنجاب سے ایک سفارش کی جائے کہ ضلعے کا ہر ڈپٹی کمشنر بھی بحیثیت ضلعی سربراہ اپنے سر پر پگڑی باندھے۔ تاکہ ہماری مسلم قوم کی پہچان ضلعی انتظامیہ کے سربراہ سے بھی ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ آج ہم اسی حد تک ہی رہیں۔ جی سہیل نون صاحب۔

رانا سہیل احمد نون: جناب والا! میں سب سے پہلے آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس اسمبلی میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ' جس طرح یہ ایک روایت پڑی ہے ' یہ اسی طرح جاری رہے گی اور انگریز سامراج کے باقی جتنے بھی قوانین ہیں جو کہ غلامانہ قوم کے لیے ' غلاموں کی پروڈکشن کے لیے ہیں ان کو اس طرح ختم کیا جاتا رہے گا۔ اس کے ساتھ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آج جب خواجہ صاحب نے بڑی خوبصورت بات کی کہ پنجاب اسمبلی کے ممبران پگ پہن کر اسمبلی کے اندر تشریف لائیں۔ اسی طرح میری ایک گزارش ہے کہ سیکرٹریٹ کے تمام افسروں کے لیے بھی یہ لازمی قرار دے دیا جائے کہ وہ دفتروں میں پگڑی پہن کر تشریف رکھیں۔ شکریہ۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ وقت کم ہے اور وزیر موصوف نے بھی تقریر کرنی ہے--- جی میاں عبدالستار صاحب۔

میاں عبدالستار: شکریہ' جناب۔ میں سمجھتا ہوں کہ مبارک باد والی باتیں بہت ہو چکیں۔ اب یہ formality والی بات ہو گی۔ غلام عباس صاحب نے جو بات کی ہے وہ نہایت جائز ہے کہ جناح کیپ جو ہے یہ نیشنل ڈریس کا ایک حصہ ہے۔ اور یہاں پر جو ہمارے بھائی کام کرتے ہیں انہیں ٹوپی سے مبرا رکھا جائے۔ اور انہیں ٹوپی نہ پہنائی جائے۔ اور یہ وردی کا حصہ نہیں ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کھوسہ صاحب! اس بارے میں بتائیں۔ ویسے غلام عباس صاحب کی بات بھی اس طرف جاتی ہے۔ ذرا آپ سوچیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے معاشرے میں سر ڈھانپنا احترام کی نشانی ہے۔ جب سپیکر بیٹھے ہوں ' ممبران اسمبلی بیٹھے ہوں۔ ہمارے بھائی جو یہاں اسمبلی میں ہماری معاونت کرتے ہیں اگر وہ سر ڈھانپ کر آئیں تو اس میں خدانخواستہ ان کی تذلیل کا پہلو قطعاً نہیں نکلتا۔ آپ جناح کیپ کو پسند کریں تو ہمارا نیشنل ڈریس۔ ورنہ اگر برطانیہ کی تذلیل کرنی ہے تو پھر دری پہنا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں میری وہ رولنگ آ گئی ہے۔ ہماری بات بدنیتی پر نہیں ہے۔ ان کی تو ایک خاص بدنیتی تھی ' انگریزوں کی تو ایک بدنیتی تھی جس کے لیے انہوں نے ایسا کیا تھا۔ لیکن ہمارا وہ مقصد نہیں ہے۔ اس لیے ہم نے تو ایک اچھی نیت سے یہ بات کی ہے۔ لہذا ٹوپی ہی ٹھیک

ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، ہاں ٹوپی ہی ٹھیک ہے۔ جو کہ احترام کی نشانی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں ٹھیک ہے۔ اسمبلی فیصلہ کرے گی، سیکرٹری فیصلہ کریں گے کہ وہ کس قسم کی ٹوپی ہو گی۔ جی، خاکوانی صاحب۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، شکریہ، جناب والا! آپ کے اس فیصلے سے کم از کم میں اس فیصلے پر پہنچا ہوں کہ اگر یہ chair نیک نیت ہو تو پھر ہم یہاں سامراج کی ہر نشانی کو فوری طور پر مٹا سکتے ہیں۔ آج اگر یہاں پر اسی پگڑی اتارنے یا پگڑی باندھنے کے مسئلے کو ایک بل کی صورت میں، ایک resolution کی صورت میں یہاں پر پیش کیا جاتا تو پتا نہیں پھر اس کو کتنے مراحل سے گزرنا پڑتا۔ اور پتا نہیں کہ وہ کامیاب بھی ہوتا یا نہیں؛ لیکن آپ نے صرف ایک رولنگ دے کر فوری طور پر اس کو نافذ العمل کر دیا۔ اس لیے میں جہاں آپ کو مبارک باد پیش کروں گا وہاں میں آپ کی خدمت میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ آئندہ بھی قواعد و ضوابط جو کہ ہماری اکثر باتوں میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ آپ فوری طور پر فیصلہ صادر فرما دیا کریں تو ہمارے بہت سے مسائل فوری طور پر حل ہو سکتے ہیں۔ اس موقع پر میں آپ کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور پنجاب کی پگ کو سلام بھی پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں بھٹی صاحب آپ کا مقصد تو پورا ہو گیا۔ اسی خوشی میں اگلے سپیکر کو Floor دے دوں۔

جناب عبدالرشید بھٹی، بہرحال میں نے اب تقریر تو نہیں کرنی۔ لیکن میں آپ کی عظمت، جرات کو سلام کرتا ہوں۔ اور جس بہادری سے آپ نے یہ فیصلہ کیا ہے یہ اتنا تاریخ ساز فیصلہ ہے کہ آنے والی نسلیں بھی آپ کو یاد رکھیں گی۔ اور اس ہاؤس کے تمام معزز ممبران جنہوں نے اپنی عزت کا، اپنے بڑوں کی عزت کا مان رکھا ہے میں ان تمام دوستوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو اور ہمت دے اور انگریز ہمارے معاشرے میں ایسی جو بدی والی چیزیں ہیں پھیلا گیا ہے، یہ آج پہلا قدم ہے ان کو آہستہ آہستہ ختم کرنے کی طرف توجہ دیں۔ اور ہم اسی طرح متفقہ طور پر ان بدیوں کو ختم کریں۔ میں ایک مرتبہ پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں عمران مسعود صاحب۔

ایک معزز ممبر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' پوائنٹ آف آرڈر یہ ہیں؟

ایک معزز ممبر، جناب والا! نہایت خوشی کی بات ہے کہ انگریز نے ہماری جو تضحیک کی تھی۔ اور پگ پنجاب کی شان تھی۔ اس سلسلے میں آپ نے فیصلہ دیا۔ یہ واقعی تاریخی فیصلہ ہے لیکن اس سے پہلے کہ میں مبارک باد پیش کروں۔ کاش کہ ہم لوگ سوچ سکتے کہ پگ کے باندھنے اور اتارنے سے ہماری عزت بحال نہیں ہوتی۔ اگر ہماری عزت بحال ہوتی ہے تو اس صورت میں کہ ہم اپنے تمام فیصلے غیر ملکی آقاؤں کے بغیر کرسکیں اور آپس میں افہام و تفہیم سے جیسے کہ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے باقی بھی ہم بیٹھ کے کرسکیں۔ لیکن شرم کا مقام ہے کہ وزیر اعظم اور صدر کے فیصلے بھی بیرونی طاقتیں اب ہمارے ملک میں کر رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' یہ بات نہ کریں۔ میرے خیال میں یہ پھر پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنے گا۔ میرے خیال میں یہ اچھا ماحول ہے۔ اس کو اسی طرح ہی رہنے دیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ شکریہ۔

صاحب زادہ محمد فضل کریم، میرا خیال ہے کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ شعر پڑھ دوں۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں
یا رسول اللہ جو تیرے یار پھرتے ہیں
در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں
میں اس گلی کا گدا ہوں
جس گلی میں مانگتے تاج دار پھرتے ہیں
کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے شیدا ہزار پھرتے ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی میاں عمران مسعود! ذرا جلدی کیجئے کیونکہ پھر میں نے منسٹر کو بھی وقت دینا ہے۔

میاں عمران مسعود، شکریہ' جناب والا! لوکل گورنمنٹ سسٹم کے بارے میں جو بحث جاری تھی۔ میں

اس سلسلے میں اپنی تھوڑی سی observation اور جو کچھ میں محسوس کر رہا ہوں کہ آج کل جو کچھ ہو رہا ہے بیان کروں گا۔ یہ لوکل باڈی سسٹم ایک انتہائی اہم سسٹم ہے۔ جس کے تحت یہ سیاسی ادارے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ اور میرے خیال میں ہمارے معاشرے میں یہ ایک اعلیٰ سسٹم ہے کہ جس سے ایک عام آدمی کی جو خواہش ہے اور مقامی سطح کے مسائل کو ہائی لائٹ کرکے ان کو حل کیا جاتا ہے۔ یونین کونسل ہو یا ممبر ڈسٹرکٹ کونسل ہو ' ضلع کونسل ہو یا بلدیاتی ادارے ہوں ' بلدیہ ہو یا کارپوریشن ہو یہ اتنا اچھا سسٹم ہے کہ جس سے یہ منتخب نمائندے اگر چاہیں تو اپنے شہر ' گاؤں میں ایک revolutionary ڈویلپمنٹ کروا سکتے ہیں۔ لیکن آج کل جس طریقے سے' جس سازش کے تحت ان منتخب اداروں کو ختم کردیا گیا ہے میرے خیال میں اگر یہ perpetetuate کرتے تو لوگوں کی جو problems ہیں ان کا بہت جلد حل مل جاتا۔ جناب والا! آپ کو یاد ہوگا کہ ۱۹۹۰ء کے دور میں جب یہاں وائیں صاحب قائد ایوان تھے تو انھوں نے جو dual membership system تھا کہ اگر ایک ایم پی اے بھی منتخب ہوگیا' اگر ایک منسٹر بھی تھا اور اگر وہ اپنے علاقے میں چیئرمین بلدیہ یا ڈسٹرکٹ کونسلبھی تھا تو انھوں نے اس فیصلے کو منسوخ کروایا۔ وہ صرف اس نیت سے کروایا کہ ایک تو منتخب آدمی کی monopoly نہ رہے اور دوسرا یہ تھا کہ زیادہ مواقع ملیں تاکہ جو عوام سے آدمی ہیں وہ منتخب ہو کر آئیں اور عوام کے مسائل کو حل کیا جائے۔ یہ جو ادارے ختم کیے گئے اور اس کے پیچھے پتا نہیں کیا منطق ہے؟ اس کی آج تک سمجھ نہیں آئی اور نہ ہی ابھی تک پتا چل رہا ہے کہ آئندہ کیا ہونا ہے؟ ہائی کورٹ کے ایک بڑے ہی clear cut آرڈر سے جو کہ سب نے پڑھا ہے پتا چلتا ہے کہ یہ ادارے بحال ہو چکے ہیں۔ لیکن سمجھ نہیں آ رہی کہ ان اداروں کو بحال کیوں نہیں کیا جا رہا؟ جناب والا! یہ ادارے اس لیے بنائے گئے کہ عام آدمی کے جو مسائل ہیں' کسی کا کوئی مقامی مسئلہ ہے' اگر کسی کو گلی نہیں مل رہی' کسی کی نالی نہیں بن رہی' یا اس کا کوئی نجی مسئلہ ہے' اس کی بچی کا کوئی مسئلہ ہے' کوئی شادی کا مسئلہ ہے تو یہ ایک سسٹم ہم نے مل جل کر یہاں بنایا تھا ' ہمارے معاشرے میں جو سسٹم ہے' اس کی ورکنگ بالکل اس وقت بند ہے۔ اگر آپ دیکھیں' اس وقت پورے پنجاب کے بلدیاتی اداروں پر جو سارے ایڈمنسٹریٹرز بٹھائے گئے ہیں وہ تمام غیر منتخب لوگ ہیں۔ جب یہ غیر منتخب شدہ لوگ' بیورو کریٹس جب ان اداروں پر بیٹھتے ہیں جو کہ عوامی نمائندوں کا حق ہے' جب بات پلاننگ کی آتی ہے' جب بات اے ڈی پی کی آتی ہے کہ کس طریقے سے فنڈز کو مختص کیا جائے' کون سے گاؤں کی گلی رکھی جائے' کون سے گاؤں کا گول

کڑا رکھا جائے اور کون سے شہر کی سڑک رکھی جائے۔ اس پر وہ ایڈمنسٹریٹر اپنی صوابدید استعمال کرتا ہے۔اس وقت جو سب سے بڑا مسئلہ ہم face کر رہے ہیں کہ جو ایڈمنسٹریٹر چاہے وہ اس کو اپنے ضلع میں یا اپنی میونسپلٹی میں جاری و ساری کروا لیتا ہے۔ اسی طریقے سے فنڈز جو کہ ہم پبلک سے اکٹھا کرتے ہیں ان فنڈز کی اگر صحیح طریقے سے allocation نہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی بہت بڑا جمہوریت کا قتل ہے۔ جب یہ پالیسیاں بنتی ہیں' جب میونسپلٹی میں یا ڈسٹرکٹ کونسل میں وہ ایڈمنسٹریٹر جب کسی اپوزیشن کو face نہیں کرتا تو وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔اور اسلے تلے ہو رہے ہیں۔ میں اس کی ایک مثال دوں گا کہ بلدیاتی ٹیکس جو کہ ہر بلدیہ ہر رجسٹری پر لگاتی ہے اس کی میں اپنے گجرات شہر کے حوالے سے بات کروں گا کہ وہ نہ تو کسی قانون کے تحت ہو رہا ہے اور لوکل جتنی بھی لوگ رجسٹریاں کرواتے ہیں وہ اتنے مسائل کا سامنا کر رہے ہیں کیونکہ جو ایڈمنسٹریٹر وہاں بلدیہ کے بیٹھے ہوئے ہیں انھوں نے وہ ٹھیکہ award کر دیا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے evaluation table بڑھا دیا۔اور آج کے سب سے زیادہ problem ہمارے علاقے کا' local citizen face کر رہا ہے۔ سٹیمپ ڈیوٹی کا جو ایک طریقہ کار وضع ہوا ہوا ہے' اس کے باوجود بھی ہے کہ یہ جو ٹھیکیداران ہیں' جو بلدیہ ٹیکس لوگوں سے لیتے ہیں وہ لوگوں کو ذرا دھمکا کر' لوگوں کو بلیک میل کر کے پیسے بٹورتے ہیں۔ یہ کسی قانون میں نہیں لکھا کہ اگر کوئی سائل جائے اور اس نے اپنی رجسٹری کروانی ہے یا کوئی جائیداد خریدنی ہے تو اس کو پہلے اس بلدیاتی ٹھیکیدار جو ہیں' ان غنڈوں کے پاس جانا پڑتا ہے اور بعد میں وہ سب رجسٹرار کے پاس جاتا ہے۔ میں نے متعدد بار ڈپٹی کمشنر سے کہا کہ یہ کسی قانون میں نہیں لکھا۔ سب رجسٹرار کا ایک اپنا محکمہ ہے۔ اس کی ایک اپنی فیلڈ ہے۔ اس کے اپنے laws ہیں۔ اس میں بلدیاتی ٹیکس والے کہاں سے نافذ کر دیئے جاتے ہیں؟ لیکن یہ پنجاب میں ایک عام روایت بن چکی ہے۔ یہ لوٹنے کا جو دھندا ہے اس کو شروع کیا گیا ہے۔ میں چاہوں گا' منسٹر صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں' وہ اپنے تمام بلدیاتی اداروں کو ایک ڈائرکٹو دیں کہ جو بلدیہ ٹیکس ہے' وہ پہلے رجسٹری کروائی جائے اور بعد میں جتنی جو سٹیمپ ڈیوٹی ہے' اس حساب سے اس پہ ٹیکس لگایا جائے۔ میں یہ چاہوں گا کہ sanctity of the courts کو برقرار رکھا جائے۔ ہائی کورٹ کا جو آرڈر آیا ہے' اس کو uphold کیا جائے۔اور انھوں نے جو نیا آرڈیننس پیش کیا ہے میں نہیں سمجھتا کہ کسی بھی موقع پر اس کی ضرورت تھی۔ کیونکہ ہمارا لوکل باڈی سسٹم اتنا زبردست سسٹم ہے کہ پوری دنیا میں اس کی مثالیں دی جاتی ہیں اور

اس سے ایک عام بندے کو موقع ملتا ہے کہ یونین کونسل سے لے کر بلدیات تک، بلدیات سے لے کر ضلع کونسل تک اور like-wise ممبرز کی صورت میں ہم لوگوں کے مسائل کو حل کرواتے ہیں۔ لیکن یہ جو نیا ایکٹ یا نیا آرڈیننس نافذ کیا گیا ہے اس کے پیچھے بھی میں سمجھتا ہوں کہ ایک خاص سازش ہے۔ اگر یہ اس سسٹم سے satisfied نہیں ہیں تو اتنے عرصے سے یہ چلا آ رہا ہے اس کی ضرورت کیا تھی؟ بی ڈی سسٹم کو ایوب خان کے زمانے میں بڑی اہمیت دی جاتی تھی۔ جب بی ڈی ممبر اپنے لیجسلیٹرز منتخب کیا کرتے تھے۔ اسی زمانے سے اس سسٹم کو آگے چلایا گیا۔ لیکن انھوں نے جو موجودہ آرڈیننس پیش کیا ہے میرے نزدیک اس کی کوئی بھی justification نہیں ہے۔ میرے نزدیک اس میں malafide intention پایا جاتا ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ میری گزارشات ہائی کوارٹرز میں پہنچائیں۔ تاکہ اس کے بارے میں کوئی سد باب کیا جا سکے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں عبدالستار صاحب! پانچ منٹ میں ختم کرنا ہے۔

جناب لالہ مہر لال بھیل: جناب والا! صرف ایک منٹ مجھے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب لالہ مہر لال بھیل: جناب والا! نئے بلدیاتی انتخابات کے بارے میں حلقہ بندیاں کی جا رہی ہیں اس میں بار بار اعلان خواتین کا اور اکثریت کا ہے اور اقلیت کی کبھی بات نہیں آئی۔ اس میں بھی ہماری حلقہ بندی کی جائے کہ ہمارے ضلع میں دو سیٹیں ہیں، چار ہیں تو اس کا بھی multi vote ہے اس کو ختم کیا جائے۔ جیسے کہ اکثریت کا کیا گیا ہے۔ اسی طرح اقلیت پر بھی یہ لاگو نہیں ہونا چاہیے۔ اس کی بھی ہماری حلقہ بندی کی جائے۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی میاں صاحب! پانچ منٹ میں آپ ختم کرنے کی کوشش کریں۔

میاں عبدالستار: پانچ منٹ تو نہیں۔ میں پھر نہیں بولوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تین بجے تک وقت ہے۔ آپ کا نام نہیں تھا۔ میں نے بعد میں رکھا ہے۔

میاں عبدالستار: ٹھیک ہے جی۔ میں بات نہیں کرتا۔ لیکن میں پانچ منٹ میں ختم نہیں کر سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوشش کریں۔

میاں عبدالستار: جناب سپیکر! یہ بلدیاتی ادارے جس پر بحث کے لیے یہ اجلاس اپوزیشن نے

requisition کیا۔ دراصل جو اس کی واضح صورت حال پنجاب میں نظر آئی ' یہ ۱۹۶۱ء کے بلدیاتی انتخابات تھے۔ جو کہ بی ڈی سسٹم کی صورت میں ہمارے سامنے آئے تھے۔ بنیادی جمہوریتوں کے نظام کی صورت میں۔ لیکن یہ عجیب اتفاق ہے کہ وہ نظام چل رہا تھا اور اس کے بعد مارشل لاء لگا۔ اور اس مارشل لاء کے بعد وہ بلدیاتی ادارے ختم ہوئے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت آئی ۔ لیکن جو جمہوریت کے چیمپین تھے انھوں نے اپنے سات سالہ دور میں بلدیاتی انتخابات کا ایک بار بھی نام نہ لیا۔ اور اپنے سات سالہ دور میں کبھی بھی الیکشن نہ کروائے۔ ۱۹۷۹ء میں جو بلدیات کا آرڈیننس ہمارے پاس موجود ہے' یہ آیا اور اس ۱۹۷۹ء کے آرڈیننس کے تحت ضیاء الحق کے دور میں یہ انتخابات شروع ہوئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ۱۹۷۹ء سے یہ جو لگاتار انتخابات ہوئے اس سے یہ قیادت جو آج یہاں پر اسمبلیوں میں بیٹھی نظر آ رہی ہے' یہ اسی بلدیاتی انتخابات ہی کا نتیجہ ہے۔ اور مجھے یہاں پر یہ بات کہنے میں کوئی عار نہیں کہ اگر میں یہ کہوں کہ موجودہ قائد ایوان بھی اسی بلدیاتی انتخابات کی پیداوار ہیں۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ یہ نظام جو کہ بڑی خوب صورتی کے ساتھ چل رہا تھا اور نومبر ۱۹۹۱ء میں بلدیاتی انتخابات ہوئے۔ ۱۹۹۳ء میں غیر ملکیوں کی سازش سے نواز شریف کی حکومت ختم ہوئی اور آپ نے دیکھا کہ وہ جو اس وقت کے وزیر اعظم بنائے گئے' care taker وزیر اعظم' انھوں نے ۱۹۹۳ء میں بلدیاتی انتخابات کے نتیجے میں آنے والے بلدیاتی ادارے توڑ دیے۔ میں یہاں پر یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان میں جو بلدیاتی ادارے تھے انھیں نہیں توڑا گیا تھا۔ انھیں معطل کیا گیا۔ ان کے جو مالیاتی اختیارات تھے وہ سلب کیے گئے۔ لیکن جونہی ۱۹۹۳ء کے انتخابات مکمل ہوئے وہ ادارے دوبارہ بحال ہو گئے۔ لیکن پنجاب کے اداروں کو یکسر توڑ دیا گیا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کے عوام کے ساتھ بہت بڑی زیادتی تھی۔ بہر حال بلدیاتی ادارے عدالتوں میں گئے اور عدالت نے جو فائنل فیصلہ کیا' مجھے افسوس سے یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ وزیر بلدیات نے جو اس فیصلے کی تشریح کی' وہ شاید درست نہیں ہے۔ میں اسے پڑھے دیتا ہوں اور جو concluding پیرا ہے وہ یہ ہے۔

> For the foregoing reasons the impugned judgement of the learned single Judge is upheld with the modification that in case within three months from today the process for holding fresh elections of the local bodies is not commenced and taken

to its logical conclusion all the local bodies shall automatically stand revived.

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ یہ وہی بات ہے کہ مت جاؤ شراب کے قریب۔ مت جاؤ نماز کے قریب جب تم شراب کی حالت میں ہو۔ نشے کی حالت میں ہو۔ میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ٹھیک ہے کہ یہ لکھا ہے within three months جو الیکشن process ہے اسے commence ہونا چاہیے۔ اور آگے ہے کہ اسے logical end تک پہنچانا چاہیے۔ logical conclusion کیا ہے؟ وہ اس process کے انتخابات۔ اور انتخابات کے بعد جو بلدیاتی اداروں کا وجود ہے۔ تین مہینے گزر گئے لیکن ۱۹ مئی گزر جانے کے بعد بھی نہ تو الیکشن ہوئے، نہ کوئی شیڈول announce ہوا اور نہ ہی کوئی نئے بلدیاتی ادارے بحال ہوئے۔ اس لیے میں یہ کہتا ہوں کہ یہ موجود پنجاب حکومت کی بدنیتی پر منحصر ہے کہ حکومت کے خلاف جو ہائی کورٹ میں ڈبل بنچ کا فیصلہ ہے اسے deviate کیا جا رہا ہے۔ اسے بدلا جا رہا ہے۔ اور یہ صریحاً توہین عدالت کی جا رہی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہی کچھ نہیں ہوا جو پنجاب اسمبلی کے ساتھ کیا گیا وہ بھی بہت خوب ہے کہ اسمبلی چل رہی تھی اور ۳۰۔ اپریل کو کابینہ کی میٹنگ ہوئی اور کابینہ کی میٹنگ میں جو نیا آرڈیننس یعنی ترمیمی آرڈیننس ۱۹۷۹ء کو منظور کیا گیا۔ اور ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ آرڈیننس فوری طور پر پیش کر دیا جاتا۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ اور اس کے ساتھ جونہی یہ کابینہ کا فیصلہ ہوا مرحوم گورنر الطاف حسین صاحب کو بھی اس وقت بیان آیا کہ جونہی یہ اسمبلی prorogue ہو گی آرڈیننس پیش کر دیا جائے گا۔ تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ اسمبلی کے اختیارات کو سلب کرنے والی بات تھی۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جونہی یہ آرڈیننس کابینہ میں پاس ہوا تھا اسے فوری طور پر یہاں پر بل کی صورت میں پیش کر دیا جاتا۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو آرڈیننس تھا وہ بھی آئین کی آٹھویں ترمیم کے مطابق آرڈیننس کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اسے اگر پیش کیا جا سکتا تھا تو صرف بل کی صورت میں۔ اور اب میں آئین کی آٹھویں ترمیم پڑھے دیتا ہوں۔ یہ آئین کا آرٹیکل ۲۷۰۔ اے ہے۔ اور اس میں سب آرٹیکل ۳ ہے کہ،

All President's Orders, Ordinances, Martial Law Regulations, Martial Law Orders, enactments, notifications, rules, orders or

bye-laws in force immediately before the date on which this Article comes into force shall continue in force until altered, repealed or amended by competent authority.

In this clause, اور competent authority کی جو explanation اسی آرٹیکل میں دی گئی ہے کہ

" competent authority " means,-

(a) in respect of President's Orders, Ordinances, Martial Law Regulations, Martial Law Orders and enactments, the appropriate Legislature;

جناب سپیکر! میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ Ordinance 1979 کو Article270 کے تحت safe guard کیا گیا ہے۔ کہ اس میں اگر ترمیم کی جا سکتی ہے تو صرف پارلیمنٹ کر سکتی ہے۔ صوبائی اسمبلی کر سکتی ہے ۔اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسے آرڈیننس کی صورت میں کسی صورت میں بھی پیش نہیں کیا جا سکتا تھا ۔اسے directly بل کی صورت میں اسمبلی میں پیش کیا جانا ضروری تھا۔ جو کہ اُس وقت ایسا نہیں کیا گیا۔ میں یہ بات کہنا چاہوں گا کہ بلدیاتی ادارے بحال ہیں اور انھیں بحال نہ کیا جانا' اس کو نہ ماننا میں سمجھتا ہوں یہ عدالت کی توہین ہے اور جو آرڈیننس آیا ہے وہ بھی ایک عجیب مغلوبہ سا بنایا گیا ہے اور میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا اس لیے کہ اس میں جناب کی ایک رولنگ آ چکی ہے کہ ابھی تک حکومت یہ فیصلہ نہیں کر پائی کہ وہ الیکشن جسے یہ propose الیکشن چاہتے ہیں' آیا وہ الیکشن غیر جماعتی بنیاد پر ہوں گے یا جماعتی بنیاد پر ہوں گے ۔ سیکشن 21-A جو Ordinance 1979 میں موجود ہے اس میں clearly لکھا ہوا ہے کہ الیکشن غیر جماعتی بنیاد پر ہوں گے ۔ اور جو ترمیم پیش کی گئی ہے اس میں سے سیکشن 21-A نکال دیا گیا ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ الیکشن جماعتی بنیاد پر ہوں گے ۔ لیکن اس وقت تک جو حکومت کے بیانات سامنے آئے ہیں اس میں یہ کہا گیا ہے کہ ویلج کونسل ، محلہ کونسل کے انتخابات غیر جماعتی ہوں گے ۔ اور اس کے بعد سوچا جائے گا کہ آیا کونسلز کے انتخابات ، ضلع کونسلز کے انتخابات سیاسی بنیاد پر ہوں گے یا غیر سیاسی بنیاد پر ہوں گے ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو موجودہ آرڈیننس میں ترمیمی بل آیا ہے اسے سامنے رکھ لیں اور Ordinance 1979 جو اس وقت لاگو ہے اسے سامنے رکھ لیں تو اس میں بات بہت clear

ہے کہ ویلج کونسل اور محلہ کونسل نئی introduce کی گئی ہیں۔ لیکن جہاں تک میونسپل کمیٹی کی کونسلز کا تعلق ہے، کارپوریشنوں کا تعلق ہے، ضلع کونسلوں کا تعلق ہے ان کے انتخابات کو بالکل نہیں چھیڑا گیا۔ ان کے انتخابات کا طریقہ کار وہی رکھا گیا ہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہائی کورٹ کے فیصلے کی روشنی میں اگر حکومت یہ چاہتی ہے کہ محلہ کونسلوں کے، ویلج کونسلوں کے انتخابات کروانا چاہیں تو وہ کروائیں۔ لیکن جہاں تک کارپوریشنوں کی کونسلوں کا تعلق ہے، ضلع کونسلوں کا تعلق ہے وہ اسی طرح intact ہیں اور انھیں بحال کیا جانا بہت ضروری ہے۔ اور ایک منٹ کے لیے اگر یہ مان لیا جائے تو ہوسکتا ہے کہ گورنمنٹ والے یہ سمجھیں کہ اپوزیشن الیکشن سے بھاگ رہی ہے۔ ہم الیکشن سے بھاگنے والے نہیں۔ خدا کا فضل و کرم ہے کہ آج نواز شریف کا ووٹ پورے پاکستان میں پہلے سے کئی گنا زیادہ ہوچکا ہے۔ اور آج اگر الیکشن کی بات ہوئی، ہم سب سے پہلے تو ہائی کورٹ کے فیصلے کی بات کرتے ہیں کہ ہائی کورٹ کے فیصلے کو in to لاگو کیا جانا چاہیے۔ لیکن آج اگر یہ انتخابات کی بات کرتے ہیں تو ہم یہ بات بیانگ دہل کہتے ہیں کہ یہ ہماری پارٹی کی پالیسی ہے کہ ہم انتخابات کے لیے تیار ہیں اور تیار رہیں گے۔ جس وقت بھی چاہیں انتخابات کروالیں۔ خواہ وہ بلدیاتی انتخابات ہوں، خواہ وہ پنجاب اسمبلی کے انتخابات ہوں۔ قومی اسمبلی کے انتخابات ہوں سب کے لیے ہم تیار ہیں۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ انتخابات ایک بار پھر ہوں اور یہاں پر یہ معلوم ہو سکے کہ پبلک کس کے ساتھ ہے۔ ووٹر کس کے ساتھ ہیں۔ آیا وہ نواز شریف کے ساتھ ہیں یا موجودہ حکومت کے ساتھ ہیں؟ بہت شکریہ۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شکریہ! میں نے پانچ منٹ ٹائم دیا تھا۔ لیکن میں نے ان کو گیارہ منٹ بولنے دیا ہے کیوں کہ ان کی تقریر کے آخری دو تین فقرے چھوڑ کر یہ ان کی بڑی balanced تقریر تھی۔ بڑی اچھی تقریر تھی۔ میں اس سے متاثر ہوا ہوں۔ کاش یہ آخری دو تین فقرے نہ کہتے تو ان کا image میرے ذہن میں بہت بلند ہوتا۔ شکریہ، مہربانی۔ سید ناظم حسین شاہ صاحب، منسٹر لوکل گورنمنٹ!

میرے خیال میں اب چودہ پندرہ منٹ رہ گئے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔ جناب والا! دس منٹ وقت اور بڑھا دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ سوا تین بجے تک ہم وقت بڑھاتے ہیں۔ جی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی :

بس اسی بات پر یاروں کو خفا رکھا ہے
اپنا انداز ذرا ان سے جدا رکھا ہے
اس کو کیا خاک سزا دیں گے زمانے والے
جس کو احساس نے سولی پر چڑھا رکھا ہے

جناب سپیکر ! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ ہمارے دوستوں نے بڑی خوبصورت باتیں کی ہیں۔ رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ جمہوریت ہمیشہ روح کی غذا ہوا کرتی ہے۔ اس سے کسی کو کوئی انکار نہیں۔ یہ بالکل حقیقت ہے کہ جمہوریت ایک ایسا شیریں چشمہ ہے جس سے پیاسی روحیں اپنی پیاس بجھاتی ہیں۔ جمہوریت ایک ایسا امن کا سفید بادل ہے جو خط شفق سے ابھرتا ہے۔ بلند ہوتا ہے' آسمان پر چھا جاتا ہے۔ پھر برستا ہے تاکہ چمن حیات کے پھولوں کو سیراب کر سکے۔ تو اس میں مجھے یہ کوئی باک نہیں ہے کہ جیسے جسم کے مختلف اعضا ہیں۔ اس کی غوراکیں مختلف ہیں۔ تن ڈھانپنے کے لیے کپڑا چاہیے۔ زندہ رہنے کے لیے غذا چاہیے۔ دل کی غذا محبت ہے ' روح کی غذا ایمان ہے اور ذہن کی غذا علم ہے۔ اسی لیے جہاں ہم ان اداروں میں پہنچے ہیں تو اس کی غذا بھی یہی الیکشن ہیں۔ الیکشن کی بدولت ہم یہاں پہنچے ہیں۔ کیونکہ جمہوریت کے نغمے ہی جسم کی خلاؤں کو رقت اور لطافت سے پر کر دیتے ہیں اور اسی لیے ایک مفکر نے بڑا خوبصورت کہا تھا کہ Peoples will cannot be wrong جناب والا! مجھے یہاں پر یہ بھی بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جس سسٹم کو ہم defend کر رہے ہیں ۔ دیکھنا تو یہ چاہیے کہ جب ۱۹۷۵ء میں آپ بھی اس وقت موجود تھے ' تابش الوری صاحب بھی موجود تھے اور ذوالفقار علی بھٹو صاحب بھی موجود تھے' ہم نے لوکل گورنمنٹ کا ایک سسٹم evolve کیا تھا۔ اس کو ختم کس نے کیا؟ ۱۹۷۹ء میں ایک ڈکٹیٹر نے اپنی مرضی کے مطابق قوانین بنائے۔ تو وہ کس لیے بنائے ؟ اپنے اقتدار کو دوام دینے کے لیے بنائے۔ جمہوریت کا جو بنیادی فلسفہ ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ۔

It is a war of just against unjust. It is a war of light against darkness. It is a war of virtue against evilness. It is the war of oppressed people against the oppressor.

تو آج ہم جس سسٹم کو جس بات کو defend کر رہے ہیں تو وہ ۱۹۷۹ء تھا جو انھوں نے اپنے اقتدار کو دوام دینے کے لیے قوانین بنائے تھے۔ اس لیے یہ ضرورت پڑی کہ اس سسٹم میں تبدیلی لے کر آئیں کیونکہ جمہوریت کا یہ بنیادی فلسفہ ہے کہ It is a division of power اور ڈکٹیٹر شپ میں It is a centeralization of power میرے دوستوں کو یہ بھی یاد ہو گا کہ اس کے قوانین کی کس طریقے سے دھجیاں اڑائی گئیں کہ جو secrecy کا بیلٹ پیپر ہوتا ہے اس کو کس وقت مجبور کیا گیا کہ جناب ہاتھ کھڑے کر کے لوگ اپنی رائے کا اظہار کریں۔ تو یہ جمہوریت کی خدمت نہیں ہو رہی تھی بلکہ اپنے خاص مقاصد کی تکمیل کرنے کے لیے یہ قوانین بنائے جا رہے تھے کیونکہ Election itself is not the object, its a means اس لیے کہ جب آپ کو اسی جمہوریت کے process سے اقتدار ملتا ہے تو پھر آپ ان مخلوک الحال لوگوں کے مسائل حل کرتے ہیں مگر آپ خود دیکھیں کہ ہمارے جو سسٹم تھے ان کو کس طریقے سے ختم کیا گیا۔ میں اپنے دوستوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جب ۱۹۷۵ء کا یہاں پر لوکل گورنمنٹ کا الیکشن آیا تھا تو تقریباً چھ مہینے اس پر بحث ہوتی رہی تھی اور ہر چیز کو دیکھ کر ہم نے وہ قوانین بنائے تھے اور ان قوانین کو ۱۹۷۹ء میں معطل کیا گیا۔ تو میں صرف ایک تاریخی واقعہ دہرانا چاہتا ہوں اس لیے کہ میرے دوستوں کی یادداشت اتنی کمزور نہیں ہونی چاہیے۔ یہ تاریخی واقعہ ہے جو کہ چچ نامہ میں لکھا ہوا ہے۔

راجہ داہر کو جب اس کے پنڈتوں نے بتایا کہ اگر تمہاری بہن کی شادی ہوئی تو وہ تمہارا بہنوئی اس ملک کے اقتدار پر غلبہ حاصل کرے گا اور وہ حکومت کرے گا۔ تو راجہ داہر نے کہا کہ اس کی شادی نہیں کرتے۔ پھر پنڈتوں نے کہا کہ اگر آپ اس کی شادی نہیں کریں گے تو اس کی بدبختی آپ کو لے ڈوبے گی۔ تو اس نے کہا کہ عجیب مصیبت میں ڈال دیا ہے۔ اگر شادی کرتے ہیں پھر مارے جاتے ہیں اور اگر نہیں کرتے تو پھر بھی مارے جاتے ہیں۔ اس نے اپنے ایک مشیر سے صلاح لی تو اس نے کہا کہ آپ ہندو رسم کے تحت اس کے ساتھ خود شادی کر لیں کہ آگ کے ارد گرد پھیرے کر لیں مگر consummation نہ کریں۔ وہ رسم بھی پوری ہو جائے گی اور اس کی عصمت بھی برقرار رہے گی۔ اس نے کہا کہ لوگ کیا کہیں گے؟ ایک واقعہ پر وہ سات آٹھ دن discuss کرتے ہیں۔ پھر اس کے بعد بھول جاتے ہیں۔

اس لیے میرے دوستوں کو یہ بھی یاد ہونا چاہیے کہ ۱۹۷۵ء کا جو ایکٹ تھا وہ انھوں نے خود

بنایا تھا۔ کیونکہ یہ تو تاریخ ساز شخصیت ہیں۔ Ruler is a person who makes the history انھوں نے اس وقت ہسٹری بنائی تھی اور اس ہسٹری کو کس نے ختم کیا؟ ایک ڈکٹیٹر نے اپنے عزائم کی تکمیل کے لیے ختم کیا۔ تو اس لیے میں ان سے یہی گزارش کروں گا کہ ذہانت اور مکاری میں فرق سمجھیں۔ جیسے نرم دلی اور چیز ہوا کرتی ہے ' کمزوری اور چیز ہوا کرتی ہے۔ بزدلی کو کبھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ بے نیازی ہے۔ اسی طریقے سے علم اور ہوا کرتا ہے ' بکواس اور ہوا کرتی ہے۔ سکون وہ ہوتا ہے جو سکون قلب بھی ہو۔ یہ نہیں ہے کہ جیل کی کال کوٹھڑی میں جو انسان بیٹھ جائے اس کو بھی سکون میسر ہو۔ تو یہ دیکھیں کہ ذہانت کے ساتھ انھوں نے اس وقت ۱۹۷۵ء کا ایکٹ بنایا۔ آج پھر ہم نے آخر کیوں یہ سوچا کہ ہم اس میں تبدیلی لانا چاہتے ہیں؟ کیونکہ جو actual لوگ ہوتے ہیں' جو ٹیکس دیتے ہیں ' ہمیشہ لوئر طبقے پر زیادہ ٹیکسز کا بوجھ پڑتا ہے مگر ان کو اپنے مقدر کے فیصلے کرنے میں کوئی اختیار نہیں تھا۔ بی۔ڈی نظام نے ہمیں کیا دیا ہے؟ سوائے دشمنی کے' سوائے نفرتوں کے' سوائے قتل و غارت کے ہمیں کیا ملا ہے؟ اس لیے اس نظام میں تبدیلی کی ضرورت محسوس کی گئی۔

جناب والا! پھر یہاں پر دوستوں نے کہا ہے کہ ہائیکورٹ کے فیصلے کو مانا نہیں جا رہا۔ میں نے پہلے بھی اس وقت آپ کو یہ پڑھ کر سنایا ہے۔ اب دوبارہ بھی پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

> For the foregoing reasons the impugned judgement of the learned Single Judge is upheld with modification that in case within three months from today the process for holding fresh elections of the local bodies is not commenced and taken to its logical conclusion all the local councils shall automatically stand revived.

تو conclusion کب آئے گا؟ جب process start ہو گا اور process جب تک start نہ ہو تو نتیجہ کبھی بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ process ہم نے start کر دیا ہے اور اس میں ہم نے مختلف تاریخیں بھی وضاحت کے ساتھ دے دی ہیں۔ اصل میں کسی چیز پر faith ہوتا ہے کیونکہ

> From faith springs out rectitude. Rectitude is visible in justice. Justice is done with bravery and bravery is completed through struggle

تو جب ہمارا جمہوریت پر faith ہے اس لیے ہم اس سسٹم کو لے آئے ہیں اور جمہوریت کا مقصد کیا ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو بھی انصاف مل سکے۔ صرف justice وہ نہیں ہوتا جو چند لوگوں کے مفادات کا تحفظ کرے۔ justice کی بھی ایک مفکر نے بڑی خوبصورت definition کی ہے کہ:

Justice which is august and pure, which is perfect in the spirit, where the mind rises, where the heart expands.

کہ جب ذہنوں میں تعصب آ جائے اور دل سکڑ جائیں تو پھر انسان انصاف بھی نہیں کر سکتا اور

where her countenance is ever placid and benign . Where her favourite attitude is to hear their cry. where her attitude is to stop the unfortunate , to hear their cries and to help them, to rescue and release , to score and save Venerable from its utility uplifted without pride. Form without obduracy. Beneficient in each preference. Majestic from its mercy. Lovely though in her proud

یہ ہے انصاف کی تعریف کہ انصاف صرف چند طبقوں یا چند افراد کے حقوق کے تحفظ کی بات نہیں ہوتی کہ جب یہ ضرورتیں ہم نے محسوس کیں تو اس وقت ہم نے کہا کہ جو لوگ اس ملک کے اصل میں خالق ہیں، جو مالک ہیں کہ جب اس ملک پر کوئی افتاد آتی ہے، کوئی مصیبت پڑتی ہے تو اس وقت وہی لوگ مرتے ہیں جن کا معاشرے میں آج بھی مقام نہیں ہے۔ کل بھی مقام نہیں تھا۔ شاید کل بھی نہ ہو۔ آپ دیکھیں محاذ جنگ پر کون لوگ جاتے ہیں۔ وہی لوگ جاتے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر محمد شفیق چودھری پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری: جناب سپیکر! مجھے بہت افسوس ہے کہ میں ان کی ادبی اور سیاسی تقریر میں مخل ہوا ہوں۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ انھوں نے ہائی کورٹ کے جج کے ریمارکس پڑھ کر ہمیں سنائے کہ تین مہینے کے اندر process شروع ہو گا اور logical conclusion تک پہنچے گا۔ اگر وہ اسی پوائنٹ کو elaborate کر دیں کہ process start ہوا ہے اور logical conclusion تک ہم پہنچے ہیں کہ نہیں تو میرا خیال ہے کہ وہ زیادہ بہتر ہو گا اور ہم کسی اور نشست میں ان کے ادب سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ - جی

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! یہ جو کہہ رہے ہیں میں نے بڑا وضاحت کے ساتھ پڑھا ہے اور جب تک کسی چیز کا عمل شروع ہی نہ ہو تو منطقی نتیجے تک ہم کیسے پہنچ سکتے ہیں؟ اسی عمل کو ہم نے ہائیکورٹ کے آرڈر کے تحت شروع کیا ہے۔

تو اس لیے جناب والا! جب میرے دوست یہ باتیں کر رہے ہیں کیونکہ جناب والا ہمیشہ action spins out what you fundamentally desire. It is not the word, Sir, it is deed which matters. تو جناب والا! ہماری deeds کیا ہیں جیسے میں نے یہاں پر پہلے عرض کیا ہے کہ اگر اس پر ہمارا اعتماد نہ ہوتا اگر ہماری یہ نظر نہ ہوتی اور جناب اگر ہماری یہ سوچ و بچار نہ ہوتی تو ہم اس چیز کی تگ و دو بھی نہ کرتے اور بھی بہت سارے طریقے تھے حیلے بہانوں سے اس چیز کو ٹالا جا سکتا تھا اور جناب والا! آپ بھی اس حقیقت سے واقف ہیں کہ قوانین ہمیشہ انسانوں کے لیے بنتے ہیں اور ہر وقت ہی ایک absolute fact ہوتا ہے ایک relative fact ہوتا ہے Absolute fact remains as it is, Sir, but relative fact keeps on changing میں اس کی مثال اس طریقے سے دیتا ہوں کہ جیسے پانی کا temperature بالکل ویسے کا ویسا رہتا ہے مگر سردیوں میں وہی پانی آپ کو گرم محسوس ہوتا ہے اور گرمیوں میں وہی پانی آپ کو ٹھنڈا محسوس ہوتا ہے جیسے بچپن میں ایک بچہ اپنی ماں کے ساتھ چھاتی سے کھیلتا ہے absolute fact ہے کہ وہی بیٹا ہے اور وہی ماں ہے اور relative fact یہ ہے کہ وہ بیٹا جوانی میں change ہو جاتا ہے اگر غلطی سے بھی اس کا ہاتھ اس کی ماں کی چھاتی سے لگ جائے تو وہ گستاخ تصور ہوتا ہے

جناب والا! یہ قوانین ہمیشہ زندہ لوگ بنایا کرتے ہیں اور سوسائٹی کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر بنائے جاتے ہیں تو جناب والا ہم کوئی غلط قانون نہیں بنا رہے اور ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہم اس process کو delay کریں۔ جناب ہم اسے delay کیسے کر سکتے ہیں ہم نے سولہ سال تک اسی process کے لیے جدو جہد کی اسی بات پر ہماری پارٹی نے struggle کی کیونکہ moderation in temper is a virtue, and moderation in principle is a vice ہم نے اصولوں کے اوپر کبھی سودا بازی نہیں کی temper پر ضرور جناب والا - کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ جمہوریت میں جہاں to lerance بھی ہونی چاہیے اور decency بھی courtesy بھی ہونی چاہیے مگر وہاں پر It is a

Gentleman is a person who does not اور اس میں game of action as well, Sir.

اب ہمارے deceive anybody but at the same time he is not being deceived.

دوستوں کو یہ سوچنا چاہیے کہ ۱۹۷۹ء میں یہ deceive ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے یہ فیصلہ میں ان کے اوپر چھوڑتا ہوں۔ تو اس لیے میری یہی گزارش ہے کہ ہم نے ان قوانین کو آج کی ضروریات کے مطابق اور آج کی priorities کے مطابق بنانا ہے۔ آج مجھے بتائیں کہ ہمارے معاشرے میں بی ڈی نظام کی وجہ سے یا کچھ لوگوں کے اپنے مفادات کو پروان چڑھانے کی وجہ سے ہماری اس پیاری دھرتی پر ہمارا مذہب تک بھی محفوظ نہیں ہے۔ جناب والا! یہ ہندو کا فلسفہ تھا کہ یہ برہمن کا مندر ہے یہ راجپوتوں کا مندر ہے یہ بھیش کا مندر ہے یہ شودر کا مندر ہے مسلمان تو ہمیشہ یہی کہا کرتا ہے کہ مسجد خدا کا گھر ہے مگر جناب آج آپ بھی اس حقیقت سے آگاہ ہیں آپ بھی جانتے ہیں کہ ہماری مسجدیں اور ہماری عبادت گاہیں بھی آج محفوظ نہیں وہ کیوں کیں وہ ان لوگوں نے اپنے مفادات کو حاصل کرنے کے لیے کیں اور جناب جو قوم میں نفرت ڈالتا ہے وہ کبھی بھی قوم کا خیر خواہ نہیں ہوتا۔ ایک دفعہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال پوچھا کہ جناب کتا جو بہت ساری صفات کا حامل ہے اور اصحاب کہف کا جناب والا قرآن شریف میں ذکر ہے کہ اگر مالک اس کو کھانا نہ بھی دے تو پھر بھی وہ گھر نہیں چھوڑتا اگر مالک اس کو مارے پھر بھی وہ گھر چھوڑ کر نہیں جاتا اور اگر مالک اس کو بھوکا رکھے پھر بھی وہ گھر چھوڑ کر نہیں جاتا جب مالک رات کو سوتا ہے تو وہ پہرہ دیتا ہے اس کی کیا وجہ ہے یہ نجس نہیں یہ نجس العین ہے جتنا اس کو پاک کرنے کی کوشش کریں اتنا ہی زیادہ پلید ہوتا جاتا ہے اس کی وجوہات کیا ہیں تو جناب اگر آپ اس کو نہلائیں تو اس کی ایک چھینٹ بھی کپڑے کو پلید کر دیتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب یہ تھا کہ جناب کیونکہ یہ اپنی قوم کا دشمن ہے اس لیے یہ نجس العین ہے تو جناب والا! یہ فیصلہ آج ہمیں بھی کرنا پڑے گا کہ ہماری قوم میں نفرتوں کے بیج کس نے بوئے جس کی وجہ سے آج ہماری عبادت گاہیں بھی محفوظ نہیں اور کیا وجوہات تھیں۔ جناب والا! اس ملک کو حاصل کرنے کے لیے لوگوں نے گھر بار کی قربانیاں دیں اور کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے خون کے دریا کو عبور کرتے ہوئے کیا اس لیے یہ پاکستان بنایا تھا کہ آج ہم پھر نفرتوں کے گھڑوں میں دب کر رہ جائیں گے یہاں پھر کوئی پنجابی بنے گا کوئی پٹھان بنے گا یہ جناب آپ کو سوچنا پڑے گا کہ ملک کے خیر خواہ کون ہیں۔ اور

جو ملک کا خیر خواہ نہ ہو جو ملک اور قوم میں نفرتوں کے بیج ڈالے جو قوم کو تقسیم کرے میری نظر میں وہ بالکل نجس العین ہے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی حدیث ہے تو جناب والا! ہم نے ان چیزوں کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ بی ڈی نظام میں سوائے نفرتوں کے اور کچھ نہیں ہے۔۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! شاہ صاحب فن خطابت میں بہت سارے ایسے الفاظ فرما گئے ہیں انہوں نے انسان کی ایک کتے کے ساتھ تشبیح دی ہے تو جناب والا اللہ نے انسان کو قرآن میں اشرف المخلوقات کہا ہے انہوں نے نجس العین کی جو تشریح فرمائی ہے وہ بھی ان کا اپنا ایک ذاتی نقطہ نظر ہے میری ان سے یہ گزارش ہو گی ----

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ اپنا نقطہ نظر بیان کر رہے ہیں۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، نقطہ نظر بیان کرتے وقت کم از کم اخلاقیات کے دامن کو پیش نظر رکھا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی شاہ صاحب۔

وزیر بلدیات، جناب والا! میں نے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی ہے اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ کسی عالم سے اس کی interpretation کروائے۔

میاں عبدالستار، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف کیا ذاتی تقریر کر رہے ہیں یا پنجاب حکومت کا نظریہ پیش کر رہے ہیں کیونکہ جناب نے فرمایا ہے کہ یہ ذاتی بات کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ اپنا ذاتی نقطہ نظر بیان کر رہے ہیں۔

MIAN ABDUL SATTAR: Sir. The minisiter is supposed to speak on the Government policy

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا جو ذاتی نقطہ نظر ہوتا ہے وہ حکومت کی طرف سے ہی ہوتا ہے وہ ان کے گھر کا تو نہیں ہوتا۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب والا! اگر ان کا یہ ذاتی نکتہ ہے تو کیا انسان نجس العین ہے آپ اس پر اپنی رولنگ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ میری بات سنیں---- جو منسٹر یہاں بات کرتا ہے اصل میں وہ اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے اور وہ حکومت کا خیال ہی ہوتا ہے ۔ لیکن اگر آپ کو اس سے اتفاق نہ ہو تو وہ ایک علیحدہ بات ہے ۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، ہمیں ان کے خیالات سے اتفاق نہیں ہے لیکن ایک بات ہے کہ انہوں نے انسان کے متعلق فرمایا کہ یہ نجس العین ہے تو یہ فرمائیں کہ کیا انسان نجس العین ہے یا نہیں ؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شاہ صاحب ۔

وزیر بلدیات، جناب والا! میرے فاضل دوست صاحبزادہ فضل کریم صاحب نے جو بات کی ہے ---- سید تابش الوری، جناب والا! کتے کو انسان اور انسان کو کتا بنانے کا اختیار ان کو تو حاصل نہیں ۔

وزیر بلدیات، جناب والا! میں اپنی بات پھر دہراتا ہوں اور میں اپنے مؤقف پر بالکل قائم ہوں میں نے کہا کہ جو قوم کا غدار ہو جو قوم کو تقسیم کرے جو قوم میں نفرتوں کے بیج بوئے میں نے اس کے متعلق کہا ہے جہاں تک صاحبزادہ صاحب کی بات ہے انسان واقعی اشرف المخلوقات ہے اس میں کوئی شک نہیں مگر جناب والا! آپ دیکھیں یہ بھی قرآن کا فیصلہ ہے انسان اشرف المخلوقات کس وقت ہے یہ اس وقت ہے جب یہ انسان ہو ورنہ یہ قرآن کا فیصلہ ہے کہ وہ حیوان ناطق ہے بولنے والا حیوان ہے----

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

وزیر بلدیات، میں جناب یہ اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ انہوں نے یہ بات کی ہے ۔

جناب والا! میں نے یہاں پر پارٹی الیکشن کی بات کی ہے تو جناب والا یہ پارٹی الیکشن کس نے ختم کئے ہم نے تو یہ ختم نہیں کئے جناب یہ سب کو پتہ ہے مگر جب انہوں نے یہ ختم کئے اس کے نتائج آج آپ کے سامنے ہیں ۔

جناب والا! یہاں پر میرے دوستوں نے عبن کی بات کی ہے میں یہاں پر سابقہ فیگرز پڑھ دیتا ہوں اور یہ جس ڈویژن جس ڈسٹرکٹ افسروں کے اور ان elected representatives کے جو اس وقت موجود تھے اگر یہ ان کی details دیکھنا چاہیں یہ دیکھ سکتے ہیں لیکن جناب والا چونکہ وقت کی قلت ہے اس لیے میں یہ detail نہیں بتا سکتا۔ یہ details میرے پاس ہیں اور جو بھی ان کو

دیکھنا چاہتے ہیں وہ انہیں دیکھ سکتے ہیں اور میں آپ کو مختصر بتا سکتا ہوں کہ سابقہ دور میں ۷۵ کروڑ ۳۰ لاکھ ۶۸ ہزار ۶ سو روپے ضلع کونسل میں غبن ہوئے صرف لاہور میونسپل کارپوریشن میں ۵ کروڑ ۵۳ لاکھ ۶۲ ہزار ۴ سو ۳۴ کا غبن ہوا اور اس کے جناب والا کیسز بھی رجسٹرڈ ہیں اور اس کی انکوائری بھی ہو رہی ہے اور 17 in all Municipal Corporations کروڑ ۴۵ لاکھ ۵۹ ہزار اور ۷۸۹ روپے جناب۔ اور کمیٹیز ۶ کروڑ ۲۹ لاکھ ۶۶ ہزار ۶۸۱ ۔ ٹاؤن کمیٹیز ۱ کروڑ ۱۵ لاکھ ۴۹ ہزار ۵۸۴۔ تو جناب والا! اس کا ٹوٹل 1.5 billion and some thousand ہے ۔ جناب والا یہ کس وقت کے ہیں جناب والا! یہ ہم سے پہلے دور کے ہیں اور میں نے ۴۹ میں سے ۲۱ انسپکشنز کی ہیں اور جو انٹی کرپشن کے پاس جو کیسز ہیں وہ ۳۲ ہیں اور ان میں جو elected آدمی involve ہیں وہ ۲۵ ہیں اور جو افیسرز ہیں وہ ۱۷۸ ہیں۔ تو اس لیے جناب والا ہم کسی بات سے غافل نہیں ہیں اور ہمارا مقصد بھی یہی ہے کہ جیسے میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ ایک دوست نے سیکریٹری کا طعنہ دیا ہے ۔ جناب والا ' اس میں کسی ایک شخص کی بات نہیں ہوتی ۔ جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے ۔ moderation in temper is virtue but moderation in principle is a vice آپ دیکھیں کہ کوئی وزیر ہو یا کوئی ممبر ہو اس کے پاس یہ اختیار ہے ۔ He can make the law , he can amend the law , he can change the law

مگر ہمیں یہ بھی سوچنا پڑے گا کہ 1948ء سے جب کہ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی تھی آج تک بیورو کریسی نے سول رول کو نہیں مانا۔ جس کے نتیجے میں بہت ساری اسمبلیوں بھی ان کے اقتدار کی نذر ہو چکی ہیں۔ یہ اس ملک کی تاریخ ہے ۔ آج بھی اگر ہم یہ دیکھ لیں ۔ ہمارا مقصد بھی یہی ہے اور ہم اسی لیے منتخب ہو کر آتے ہیں کہ جب تک اس ایوان کا کوئی ممبر ہو he should be respected not as an individual but as a n organ of democratic institution جب تک یہ بنیادی institution build up نہیں ہوں گے نہ لا اینڈ آرڈر کی صورت حال صحیح ہو سکے گی نہ ہی کوئی delivery injustice ہو سکے گی ۔ ہم تو خود اس چیز کے داعی ہیں ۔ مگر ان دوستوں کو بھی دیکھنا چاہیے کہ وہ لوگ جو لاکھوں کروڑوں روپے جو کہ اس materialistic کو convert کیا گیا یہ کس لیے کیا گیا ۔ یہ اس لیے کیا گیا تاکہ جمہوریت میں اس کلاس کی monoply ہو جائے جو جو کروڑوں روپیہ یا لاکھوں روپے خرچ کر کے الیکشن جیت سکیں۔ یہ ان کی اجارہ داری بن جائے ۔ اس اجارہ داری کو ختم کرنے کے لیے ہم نے قوانین میں ترمیم ضروری سمجھی اور وہ جب سٹینڈنگ کمیٹی

کے پاس ہے جب ترمیم ہو کے ان کے پاس ہو جائے گی ۔ ان کو اختیار ہے کہ اس کے سیاق و سباق پر clause wise اس پر بحث کر سکتے ہیں ۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے اعتراضات مثبت ہوں گے ' مخالفت برائے مخالفت نہیں ہو گی ۔ اس لیے بڑی مختصر سی بات ہے کہ

When it is matter of making a good sowrd you need a good blacksmith but when it is matter of governing an empire you need a man of wisdom

تو مجھے ان کی wisdom پر کوئی شک و شبہ نہیں ہے ۔ میں اپنے دوستوں سے یہی توقعات رکھتا ہوں کہ اس وقت ہر تعصب کو ' کیونکہ تعصب ایک ایسی چیز ہے کہ جو مذہب کی افادیت کو بھی ختم کر کے رکھ دیتا ہے ۔ جب تعصب ہو جائے گا تو نہ انصاف ہو گا نہ کوئی قانون بنے گا ۔ ان چیزوں سے بالائے طاق ہو کر ایسے قوانین بنائیں گے ۔ کیونکہ جناب والا ' اگر آج ہمیں حمورابی کا نام یاد ہے ۔ میرے دوستوں نے یہاں پر گ کی بات کی ۔ بہت اچھی بات ہے مگر میں آج یہاں پر یہ بات بھی کر دینا چاہتا ہوں کہ ہمیں ہمیشہ یہ کہا جاتا ہے کہ رومن لا پہلے ہے ۔ میں یہاں ریکارڈ پر یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ حمورابی جو کہ بابل کا بادشاہ تھا He came into power 1709 B.C ۔ اور 1659 B.C، چالیس برس تک برسر اقتدار رہا ۔ وہ پہلا law giver تھا ۔ اس نے پہلے قوانین بنائے تھے ۔ جب سوسائٹی نے یہ محسوس کیا کہ ہم اس وقت تک اکٹھے نہیں رہ سکتے جب تک ہمارے قوانین نہ ہوں ۔ اور اسی قانون پر عملدرآمد ہوتا ہے جو سب کے اوپر برابر لاگو ہو ۔ حمورابی first law giver تھا۔ اور اگر لائبریری establish ہوئی تو وہ بھی اسی کے دور میں ہوئی ۔ اور سائنٹ منٹ کا گھنٹہ بنا تو وہ بھی اسی کے دور میں بنا اور پھر ہمیں آج خوشی ہوئی ہے کہ آج جو گ کی بات کی گئی ہے تو میں آج ایک اور بات بھی آپ کی وساطت سے اپنے دوستوں سے کرنا چاہتا ہوں کہ جولین کیلنڈر کہ جس کا کریڈٹ ہم جولیس سیزر کو دیتے ہیں۔یہ جولیس سیزر کو نہیں بلکہ یہ ایک مصری تھا جب 45 BC میں جب مصر میں تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وقت پانچ منٹ کے لیے بڑھایا جاتا ہے ۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی، جناب والا! بڑی مہربانی!

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، جناب والا! میں نے specific بات کی تھی قانون کی عملداری اور عدالتوں کے احترام کی کہ عدالت نے کہا ہے کہ تین مہینے کے اندر process کو initiate کیا جائے

اور اسے logical conclusion تک پہنچایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہر ایک ساتھی نے یہ بات کی ہے۔ انھوں نے بھی اسی بات کو پہلے پڑھ کر بتایا ہے۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی، جناب والا' میں پہلے ہی جواب دے چکا ہوں کہ جب تک کسی چیز کا عمل شروع نہیں ہوگا تو وہ پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتی۔ کام تو ہم شروع کر چکے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اپنی تقریر شروع کریں۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ یہ جو ہمیں تصور دیا جاتا ہے کہ جولیس سیزر نے ہمیں کیلنڈر دیا تھا۔ تو میں یہ عرض کر دوں کہ 45 B.C ء میں جب جولیس سیزر مصر میں تھا تو ایک مصری نے اس کو یہ ایجاد کیا۔ اور ایجاد کر کے' جیسے small people always evolve the scheme for the big one to be implemented تو وہ بادشاہ جولیس سیزر کے پاس لے گیا کہ میں اس سے انعام و اکرام لوں گا۔ تو اس نے اپنا نام دے دیا۔ حالانکہ یہ ایک مصری کی ایجاد ہے۔ اسی لیے ہمیں اس بات پر فخر ہونا چاہیے کہ قدرت نے ہمیں مشرق میں پیدا کیا ہے۔ آپ دیکھیں کہ روشنی کس طرف سے ابھرتی ہے۔ وہ مشرق سے ہی ابھرتی ہے۔ کیونکہ مغرب میں جب اندھیرا ہوتا ہے جب تک سورج کی شعائیں نہ جائیں تو مغرب کا کبھی اندھیرا دور نہیں ہوتا۔ اس لیے جناب والا' یہ مشرق کا ہی اثاثہ ہے کہ جب مارکو پولو قبلائی خاں کے دربار سے گن پاؤڈر لے کر جاتا ہے اور کاغذ جو کہ چین میں ایجاد ہوا تھا اور پورٹیبل پرنٹنگ پریس بھی گیارہویں صدی میں ایجاد ہوا۔ اس لیے جناب والا! آج مجھے اس بات پر فخر ہے کہ آج آپ نے انگریزوں کے قوانین کو ختم کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ جو قوانین ہم مرتب کر رہے ہیں ہمارے دوست جب تعصب سے بالا تر ہو کر سوچیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے لیے' ان مفلوک الحال لوگوں کے لیے جن کے لیے ہم منتخب ہو کر آتے ہیں اور جو ہر قسم کے انصاف سے محروم رہتے ہیں ان کے لیے یہ بہتر ہو گا۔ یہی میری گزارش ہے۔ اسی پر میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ' اجلاس کل مورخہ 2 جون 1995ء صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا بیسواں اجلاس)

جمعۃ المبارک' 2۔ جون' 1995ء

(آدینہ شنبہ' 2۔ محرم الحرام' 1416ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 9 بجے زیر صدارت جناب سپیکر جناب محمد حنیف رامے منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ
اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ
تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ
لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ
فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۱﴾

سورۃ الانفال آیات 59 تا 61

اور ان کافروں کے لیے جس قدر تم سے ہو سکے ہتھیار سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو کہ اس کے ذریعہ سے تم رعب جمائے رکھو ان پر جو کہ اللہ کے دشمن ہیں اور تمہارے دشمن ہیں اور ان کے علاوہ دوسروں پر بھی جن کو تم نہیں جانتے ان کو اللہ ہی جانتا ہے اور ان کی راہ میں جو کچھ بھی خرچ کرو گے وہ تم کو پورا پورا دے دیا جائے گا اور تمہارے لیے کچھ کمی نہ ہوگی اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو آپ بھی جھک جائیے اور اللہ پر بھروسہ رکھیے بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

تعزیت

میاں محمد رفیق ارائیں رکن اسمبلی کی والدہ محترمہ کی وفات پر دعائے مغفرت

اب سپیکر، کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے۔ تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ جناب انعام اللہ خان نیازی کی تحریک استحقاق کے سلسلے میں لا منسٹر صاحب نے آج وعدہ کیا تھا۔ جی اکبر صاحب آپ فرمائیں۔

سید اکبر علی شاہ، پچھلے دنوں میاں محمد رفیق ارائیں ممبر پنجاب اسمبلی کی والدہ محترمہ دارالفنا سے دارالبقا رحلت فرما گئیں۔ ان کے لیے تعزیتی قرار داد پیش کرتا ہوں۔ دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر، دوبارہ ذرا وضاحت سے کہیے۔

سید اکبر علی شاہ، میاں محمد رفیق ارائیں ممبر پنجاب اسمبلی کی والدہ محترمہ ---

جناب سپیکر، جناب محمد رفیق ارائیں صاحب کی والدہ محترمہ رحلت کر گئی ہیں۔ ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

(جناب محمد رفیق ارائیں ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب کی والدہ محترمہ کی رحلت پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر، ہم سب محترم رفیق ارائیں صاحب کے دکھ میں شریک ہیں۔ -- جی فرمائیے۔

مسئلہ استحقاق

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! جیسا کہ آپ نے تحریک استحقاق کے لیے اجازت دی ہے۔ کل ہم نے یعنی میں نے اور میاں فضل حق صاحب نے تحریک استحقاق جمع کروائی تھی جس کو آپ نے اپنے چیمبر کے اندر ہی kill کر دیا ہے۔ جناب والا ہماری بات تو سن لی جائے۔

جناب سپیکر، میں نے کام شروع کیا ہے۔ میں آپ کو بیچ میں موقع دوں گا اگر کوئی بات ہے۔ اول تو یہ کافی تحاریک ہیں ان پر بات ہو گی۔

جناب ارشد عمران سلہری، نیازی صاحب ابھی نہیں آئے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں بات کر لوں۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث---- جناب والا! کل میں نے اور میاں فضل حق صاحب

نے اپنے ترقیاتی منصوبوں کے بارے میں تحریک دی۔ جو کہ آپ کے پاس آچکی ہے اور اس کو آپ نے اپنے چیمبر میں kill کردیا ہے۔

جناب سپیکر، ایک منٹ میں اس کو دیکھ لوں۔ ہاں تو اس کی consent نہیں دی۔ اگر اس کی consent نہیں آئی تو آپ اسے نہیں پڑھ سکتے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! ہمیں اس پر بات کرنے کی تو اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر، نہیں، آپ تو پڑھنا شروع کر رہے تھے۔ بات کرنا اور بات ہے۔ وہ تحریک جو circulate نہیں ہوئی اس کو پڑھنا تو آپ کے لیے ممکن نہیں۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ آپ اس پر کوئی بات کہنا چاہتے ہیں؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! ہم اس پر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم بھی پنجاب اسمبلی کے رکن ہیں آپ بھی رکن ہیں۔ ہم عوام کا ووٹ لے کر آئے ہیں۔ اپوزیشن اور حزب اقتدار تمام کے حقوق برابر ہیں۔ یہ ترقیاتی فنڈز عوام کی جیبوں سے ٹیکس کی صورت میں حکومت collect کرکے خزانے میں جمع کرتی ہے۔ اور جس کے اوپر تمام صوبے کا، اس کی ترقی کا، اور اس کے منصوبہ جات کا اتنا ہی حق ہے کہ جتنا کہ ایک حزب اقتدار کو یا کسی بھی برسر اقتدار پارٹی کو ہے۔ لیکن اس وقت ہمارے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا ہے کہ نہ تو ہمیں پچھلے سال فنڈز ملے۔ اس وقت سے آدھے صوبہ پنجاب میں ترقیاتی کام رکے ہوئے ہیں۔ ۱۱ تاریخ کو میرے اور میاں فضل حق صاحب کے اور پیر گل صاحب کے ٹینڈر ایک باکس کے اندر ڈالتے ہیں۔

جناب سپیکر، کل سارا دن اس پر بات ہوتی رہی ہے۔ آپ نے کل بھی یہ بات کی تھی اور پیر گل صاحب نے اس کا جواب بھی دیا تھا۔ اب دوبارہ کیوں اس کو اٹھا رہے ہیں؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! ہم کیوں نہ اس پر بات کریں، ہم کہاں جائیں، ہم کس کے پاس جا کر فریاد کریں؟ عوام ہمارے پاس آتے ہیں، کہ ہماری گلیاں ٹوٹی ہوئی ہیں، ہماری سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں، ہمیں پینے کا پانی نہیں ملتا، ہمیں سیوریج کی تکالیف ہیں ہم کس کے پاس جائیں؟ جناب سپیکر! بات یہ ہے ایک تو ہمیں مالی سال کے آخری دنوں میں جب کہ اس کے اندر ہفتہ رہ گیا ہے، اس میں ہمارے فنڈز کو approve کیا جا رہا ہے، اخبارات میں مشتہر کر دیا جیسے کہ ہم نے اپوزیشن کو فنڈز

ے دیے ہیں۔

ناب سپیکر، سلہری صاحب! بات یہ ہے کہ جہاں تک یہ فنڈز کا معاملہ ہے' یہ privilege میں نہیں تا۔ یہ privilege نہیں ہے۔ یہ ایک ممبر کا right نہیں ہے کہ اسے لازماً فنڈز دیے جائیں۔ اس لیے اگر ں طرح سے ہو تو ہر روز ستر تحاریک استحقاق اسی سلسلے میں آئیں گی۔ یہ کسی ایک کے سلسلے میں بھی ننئی نہیں کیا گیا۔ فنڈز کے معاملے میں تحریک استحقاق کو ہم سرکولیٹ نہیں کر رہے۔ جہاں تک اس ت کا تعلق ہے کہ آپ کو فنڈز نہیں ملے' یا کیا صورت ہے تو اب بجٹ سیشن آ رہا ہے۔ سب نے اس بات کرنی ہے۔ آپ اس میں بات کر لیجیے گا۔ شاہ صاحب! بات ہو رہی ہے۔ وہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

یاں ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! حزب اختلاف کے دو رکن میاں فضل حق' میں اور حکومتی ئی سے پیر گل صاحب کے ٹینڈرز ایک ہی اخبار میں ایک ہی دن مشتہر ہوتے ہیں۔ اور اسی دن ایک س کے اندر وہ ٹینڈر ڈالے جاتے ہیں۔ تمام کارروائی جو اے ڈی ایل(جی) کے آفس کی ہے' ایک ہی ن میں ہوتی ہے۔ جب وہ ڈائرکٹر کے پاس پہنچتے ہیں تو ہمارے دونوں کے جن کا اپوزیشن کے ساتھ لق ہے ان کے کینسل ہو جاتے ہیں پیر گل کے approve کیے جاتے ہیں۔ تو جناب سپیکر! اس اے سے میرا استحقاق بنتا ہے کہ ہمارے ساتھ یہ ناانصافی اور زیادتی کیوں ہو رہی ہے؟ کہ ہمیں ایک لکی دکھا کر ہمارے فنڈز کینسل کر دیے جاتے ہیں۔ اور جو حکومت کا رکن ہے' اس کو سارا سال ویسے ں فنڈز ملتے رہتے ہیں اور آخری دنوں میں بھی ان کو فنڈ ملتے ہیں تو ان کے approve ہو جاتے ں۔ اور اپوزیشن کے ختم کر دیے جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ ہمارا تحقاق اس بات پر مجروح ہوا ہے کہ حکومتی رکن کو فنڈز دے دیے اور اپوزیشن کے' دونوں کے آپ نے فنڈز ختم کر دیے۔

ناب سپیکر، یہ ایڈمنسٹریٹو معاملات ہیں۔ اس کا اسمبلی کے رکن کے طور پر privilege سے کوئی تعلق ں۔

ید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

ناب سپیکر، جی' آپ فرمائیے۔

ید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! جناب کی یہ رائے سننے کے بعد کہ ترقیاتی فنڈ ایم پی اے' ایم این ے کا کوئی استحقاق نہیں بنتا' اس پر میں اپنا نقطہ نظر جناب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ بنیادی طور پر ملک میں یا صوبے میں جو ان کے ترقیاتی کام ہیں' گلیوں' سڑکوں' نالیوں کے' اس سے پارلیمان کا دور دور تک کوئی تعلق یا واسطہ نہیں' میرا خیال ہے کہ یہ واحد ایسا ملک ہے جہاں پر پارلیمنٹ کے اراکین کو' صوبائی اسمبلی کے اراکین کو' Legislative Assemblies کے اراکین کو اس بھول بھلیوں میں ڈال دیا گیا ہے کہ وہ باہر لوگوں کے سوالوں کا جواب دیتے ہیں' اندر آ کر آپ پر سوال کرتے ہیں کہ جناب' ہماری گرانٹ کدھر گئی' ہماری گرانٹ رکھی گئی۔ جناب سپیکر! اس گناہ کے مرتکب ہم نہیں ہیں۔ جس وقت حکومت یہ پالیسی بنائے گی۔ جس وقت وزیر اعظم یا وزیر اعلیٰ یہ کہیں گے کہ جناب' یہ ایم پی اے' ایم این اے گرانٹس رکھ گئی ہیں۔ یا تو وہ اس بات کو split کر دیں' وہ اپنی پالیسی میں یہ ڈیکلیئر کر دیں کہ صرف اور صرف حکمران جماعت سے تعلق رکھنے والے ایم این اے اور ایم پی اے کو گرانٹ دی جائے گی' اگر کبھی پھر بھی آپ حزب اختلاف کی طرف سے اس پر کوئی سوال سنیں تو ہم آپ کے جواب دہ ہیں۔ لیکن جب خزانے پر بیٹھا ہوا' جس کا کہ ذاتی خزانہ نہیں ہے' خزانہ قوم کا ہے' public money ہے' اگر وہاں پر بیٹھا ہوا شخص یہ کہے۔ وہ اپنی discretion تو الگ استعمال کر رہا ہے' وہ کرتا رہے۔ وہ تو اس کو بطور وزیر اعظم یا بطور وزیر اعلیٰ کے الگ اختیارات ہیں۔ لیکن اگر وہ یہ ایک پالیسی ڈیکلیئر کرتا ہے' ایک اراکین پارلیمنٹ پر مہربانی کرتا ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں' میں سمجھتا ہوں کہ اراکین پارلیمنٹ کو افیون دیتا ہے تاکہ وہ اپنے اصل کام سے ہٹ جائیں۔ لاء میکنگ سے ہٹ جائیں۔ ملکی پالیسیوں سے ہٹ جائیں۔ ملک میں کیا ہو رہا ہے وہاں سے ہٹ جائیں۔ تو پھر اگر اس نے یہ قباحت رکھ دی ہے' تو اس قباحت میں اور اس کی اس discretion میں اور اس کی پالیسی میں اگر تو ہم ایم پی اے' ایم این اے elect نہیں ہیں۔ یا تو یہ کہا جائے کہ آپ کا اس سے تعلق نہیں ہے آپ کو نہیں ملیں گے۔ لیکن اگر یہ کہا جائے گا اور جب تک یہ کہا جاتا رہے گا کہ ایم این اے اور ایم پی اے گرانٹس ہے تو اس میں تب تک یہ agitation ہوتی رہے گی۔ اور میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارا استحقاق establish ہو جاتا ہے جب یہ کہا جاتا ہے کہ ایم پی اے اور ایم این اے کی گرانٹس ہیں۔ تو اس میں ہم شامل ہو جاتے ہیں۔ جناب سپیکر! کیا آپ کو اس بات کا اندازہ نہیں؟ اور اندازہ یقیناً ہو سکتا ہے آپ کو کہ جب محمد حنیف رامے کی constituency میں اس کے ووٹرز جاتے ہوئے اس کی گاڑی روک لیں۔ رامے صاحب! ساتھ والی constituency میں تو نالی میں شیشہ لگ رہا ہے اور آپ کی نالی میں گٹر بند ہے اور وہاں پر صفائی نہیں ہو رہی ہے۔ میں پھر محمد حنیف رامے صاحب سے پوچھوں گا کہ

جناب راسے صاحب! اب جائیں کہ آپ کا استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں۔ اس لیے اس پالیسی کو once for all ڈیکلیئر کرنے کے لیے اس کو یا تو ہاؤس میں discuss کیا جائے۔ میں تو اس بات کا حامی ہوں۔ میں اپنی ذات کی بات کر رہا ہوں۔ حزب اختلاف کا مجھے پتا نہیں کہ یہ ایم این اے' ایم پی۔ اے کا بنیادی طور پر کام نہیں۔ سارا دن ہم بھاگتے رہتے ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ آپ کے اجلاس میں ممبران کی حاضری کیوں کم ہوتی ہے؟ بےچارے اپنے ضلعوں سے آئے ہوئے درخواستوں' ٹالیوں اور سڑکوں کے منصوبوں کے لیے منسٹریوں میں بھاگتے پھرتے ہیں' سیکشن افسروں کے پاس بھاگتے پھرتے ہیں۔ اور جب اپنے ضلع میں جاتے ہیں تو ڈی سی صاحب کے ساتھ بھاگتے پھرتے ہیں۔

جناب سپیکر، ساری رانا آفتاب احمد خان کی شرارت ہے اپنے دفتر میں بلانے کے لیے۔

سید ظفر علی شاہ، وہ نہیں بلاتے ہے۔ لیکن ممبران کی مجبوری ہے۔ جناب سپیکر! اس لیے میں تو بنیادی طور پر اس فلسفے ہی کے خلاف ہوں۔ اور میں حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اس قباحت کو ختم کر دو۔ لوکل باڈیز کا سسٹم اسی لیے ہے۔ یہ تمام کام لوکل باڈیز کو دے دو۔ لیکن جب تک آپ یہ کہتے رہیں گے۔ جب تک indirectly آپ ایم این اے' ایم پی ایز کو رشوت دیتے رہیں گے تو اس میں ہماری آواز آتی رہے گی کہ آپ ہمارے مطالبات بھی پورے کریں اور ہمارے حلقوں کے ترقیاتی فنڈز بھی ریلیز کریں اور اس کی طرف بھی توجہ دیں۔ بہت بہت شکریہ۔ اس لیے یہ ہمارا استحقاق بنتا ہے۔ اس میں استحقاق سمجھیں آپ اور اس کو agitate کرائیں اسمبلی میں تاکہ حکومت اپنی پالیسی بناتے ہوئے اپنی آنکھیں اور اپنے کان کھول لیں۔ Thank you very much.

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، اب قائد حزب اختلاف بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! ابھی معزز رکن شاہ صاحب نے کافی تفصیل کے ساتھ اس سلسلے میں بات کی ہے۔ میں صرف جناب کو یہ یاد دلانا ضروری سمجھتا ہوں کہ بجٹ کے دوران' جب پہلا بجٹ پیش ہوا on the floor of the House چیف منسٹر صاحب نے خود یہاں commitment کی کہ ترقیاتی فنڈز سب کو' تمام ممبران کو دیے جائیں گے۔

جناب سپیکر، ممبران کو یا ہر حلقۂ انتخاب میں؟

چودھری پرویز الٰہی، تمام ممبران کو جناب۔ ریکارڈ موجود ہے۔ اور اس کے بعد یہ commitment

پوری نہیں ہوئی۔ پھر دوسرا بجٹ آیا۔ اس پہ بھی یہی بات ہوئی۔ پھر آپ دیکھ رہے ہیں کہ کوئی commitment جو کہ on the floor of the House ہوئی ہے وہ پوری نہیں ہوئی۔ یا تو اس پورے سسٹم کو تبدیل کر دیا جائے' یا پھر جو commitment اس ہاؤس میں ہوئی ہے' on the floor of the House ہوئی ہے وہ پوری کی جائے۔

جناب سپیکر، چونکہ اب قائد حزب اختلاف نے بات کر لی ہے' میں سمجھتا ہوں کہ بنیادی طور پر جو بات ہے وہ سامنے آ گئی ہے۔ وزیر قانون صاحب بیٹھے ہیں اور وزراء صاحبان بھی تشریف رکھتے ہیں۔ میں بھی ان سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ معاملہ بار بار ہاؤس میں زیر بحث آتا ہے۔ از راہ کرم اس پر ایک واضح پالیسی اختیار کی جائے اور ہاؤس میں اس کا اعلان کر دیا جائے تا کہ روز روز کا یہ مسئلہ ختم ہو۔

جناب سپیکر، جناب انعام اللہ خان نیازی صاحب کی تحریک استحقاق تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ آپ اس پر کل جواب دیں گے۔ آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

رکن اسمبلی کو ایس پی میاں والی کی جانب سے قتل کی دھمکیاں

(جاری)

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق)، جناب سپیکر! انعام اللہ خان نیازی صاحب نے ایس پی میانوالی کے رویے اور ٹیلی فون پر ہونے والی گفتگو کے حوالے سے تحریک استحقاق ایوان میں پیش کی۔ اصل صورت حال بے شک یہ ہے کہ انعام اللہ خان نیازی صاحب نے ایک ذاتی کام کے سلسلے میں فون کیا اور متعلقہ کام کرنے کے سلسلے میں ایس پی مذکور نے وہ کام باضابطہ نہ ہونے کی وجہ سے معذرت کی جس کا انعام اللہ خان نیازی صاحب نے برا منایا۔ البتہ چونکہ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مذکورہ اکنیسر اور انعام اللہ نیازی صاحب کے درمیان ٹیلی فون پر گفتگو ہوئی۔ یہاں فاضل محرک نے ایوان کے اندر قرآن پاک کی قسم اٹھاتے ہوئے کہا کہ میں حلفاً کہتا ہوں کہ یہ واقعہ اسی طرح ہوا اور مجھ سے انھوں نے انتہائی سخت بدکلامی کی اور مجھے مار دینے کی دھمکیاں دیں۔ اس وجہ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کی تحقیق کروانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن ایوان کے اندر میں اس بات کی وضاحت ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت کسی بھی لحاظ سے کسی رکن اسمبلی سے اسمبلی کے اندر اس کے اسمبلی بزنس میں حصہ لینے اور اسمبلی کے باہر بھی عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے کوئی رکن اگر حکومت کو ہدف تنقید بنائے' حکومت پر تنقید کرے' جس لہجے میں بھی تنقید کرے حکومت اس کے خلاف انتقامی لحاظ سے کوئی کارروائی نہ

کرنا چاہتی ہے' نہ کارروائی کی ہے اور نہ کارروائی کرنے کی ہم نے کوئی ایسی ہدایت کی ہے نہ ہدایت کریں گے۔ البتہ چونکہ فاضل رکن اسمبلی یہ محسوس کرتے ہیں کہ ایس پی مذکور نے ان کے ساتھ بداخلاقی کا مظاہرہ کیا ہے اور انھوں نے دھمکیاں دی ہیں۔ تو اس معاملے کی تحقیق کے لیے یہ تحریک استحقاق' استحقاق کمیٹی کو بھیجے جانے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اسے منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر : انعام اللہ نیازی صاحب کی تحریک استحقاق میں استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔

(قطع کلامی) ٹھیک ہے۔ یہ admit کی جاتی ہے۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

"کہ تحریک استحقاق نمبر دو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی جائے"۔

جناب سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

"کہ انعام اللہ خاں نیازی صاحب کی تحریک استحقاق نمبر دو کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس کی رپورٹ ایک مہینے کے اندر اندر ایوان میں پیش کی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اگلی تحریک استحقاق نمبر ۳ میاں معراج دین' جناب ارشد عمران سلہری اور جناب عبیداللہ شیخ کی ہے۔ جی میاں صاحب!

لاہور ہائی کورٹ میں رکن اسمبلی اور ساتھیوں پر پولیس کا لاٹھی چارج

میاں معراج دین: بہت بہت شکریہ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے ماہ فروری ۱۹۹۵ء میں جب محمد افضل انسپکٹر پولیس تھانہ گوجرپورہ میں ایس ایچ او تعینات تھے' ان کے خلاف ایک تحریک التوائے کار اسمبلی میں پیش ہوئی تھی جس کا انھیں شدید رنج تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ کہ یہ کارروائی ہم نے کرائی ہے وہ اس بات کا انتقام لینے کے لیے موقع کی تلاش میں تھا چنانچہ مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۹۵ء کو اسے موقع مل گیا۔ میں اور دیگر مسلم لیگی ارکان اسمبلی ہائی کورٹ میں گئے۔ وہاں پر کچھ اور مسلم لیگی ورکرز بھی موجود تھے' جن میں خواتین بھی موجود تھیں۔ محمد

افضل انسپکٹر بھی وہاں ڈیوٹی پر موجود تھا۔ اس نے جونہی مجھے دیکھا' آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً ہی مجھ پر اور میرے ہمراہیوں پر لاٹھی چارج شروع کردیا۔ جس سے میرے علاوہ دیگر ارکان بھی اس کی بربریت کا شکار ہوگئے۔ اس کی اس غیرقانونی اور غیراخلاقی حرکت سے ہائی کورٹ کے احاطہ کے اندر بھگدڑ مچ گئی اور امن و امان کا مسئلہ پیدا ہوگیا۔ پولیس نے کئی خواتین کے کپڑے نوچ لیے اور کئی زخمی ہوگئیں۔ محمد افضل انسپکٹر کی اس حرکت سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر : جی شارٹ سٹیٹمنٹ۔

میاں معراج دین : جناب سپیکر! ہائی کورٹ میں جہاں انصاف مہیا ہوتا ہے' وکلاء کے خلاف توہین عدالت کا کیس چل رہا تھا۔ میں اس کیس کو سننے کے لیے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ وہاں گیا۔ جس وقت ہائی کورٹ کی ڈیوڑھی کے اندر داخل ہونے کے بعد برآمدے تک پہنچ گیا تو مجھے افضل انسپکٹر نے کہا کہ آپ آگے نہیں جا سکتے۔ میں وہیں رک گیا۔ رکنے کے بعد میں نے کہا کہ پچھلی دفعہ انتظامیہ کا اور آپ کا ہمارے ساتھ یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ایم پی اے صاحبان اور ایم این اے صاحبان ہائی کورٹ کی عدالت کے اندر جا سکتے ہیں اور دوسرے لوگ نہیں جائیں گے۔ جس پر اس نے مجھے بڑے حاکمانہ انداز میں کہا کہ میں اس معاہدے کو نہیں جانتا اور نہ مجھے اس معاہدے کا علم ہے۔ آپ پیچھے چلے جائیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ ابھی میں پیچھے ہٹا بھی نہیں تھا کہ اس نے وہاں ستر اسی پولیس کی نفری کو کہا push them out۔ انہوں نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ' ایک دم دھکیلنا شروع کردیا۔ میں نے اس کو آواز دی کہ افضل صاحب! جب ہم خود پیچھے ہٹ رہے ہیں تو یہ تردد کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن اس نے لاٹھیاں برسانی شروع کردیں۔ میرے ابھی تک یہ ہاتھوں پر نشان ہیں۔ میرے بازوؤں پر بھی نشان ہیں۔ یہ میرا جو سامنے زخم نظر آرہا ہے یہ اس کا بین ثبوت ہے۔ تو میں دل کا مریض ہوں۔ بائی پاس اپریشن بھی کرایا ہوا ہے۔ لیکن مجھے یہ خدشہ تھا کہیں میری چھاتی کے اوپر کوئی ایسی چوٹ نہ لگ جائے۔ بہرحال وہ مجھے دھکیلتے ہوئے پیچھے لے گئے۔ اور میں ان کے دھکیلنے سے زخمی بھی ہوگیا۔ میں نے اسے کہا کہ افضل صاحب! آپ مجھے جانتے ہیں میں آپ کو جانتا ہوں یہ آپ اچھا کام نہیں کر رہے۔ جب میں خود پیچھے ہٹ رہا ہوں تو ایسا کیوں کیا جا رہا ہے۔ اس نے واضح طور پر مجھے کہا کہ زیادہ سے زیادہ آپ تحریک ہی پیش کرسکتے ہیں اور کیا کریں گے۔ پھر مجھے یقین ہو گیا اور واقعہ بھی یاد

آگیا کہ ہم نے اس کے خلاف ایک تحریک پیش کی تھی جو حاجی مقصود بٹ صاحب نے پیش کی تھی۔ گر آپ اجازت دیں تو اس کا ایک متن میں پڑھ کر سنا دوں۔ اس میں حاجی صاحب نے یہ الفاظ کہے تھے جب وزیر قانون صاحب نے فرمایا تھا کہ حسب عادت یہ ہر آدمی کو defend کرتے ہیں۔ تو یہ کہا تھا کہ جناب سپیکر! وزیر موصوف تو وہی کہیں گے جو انھیں رپورٹ ملتی ہے۔ لیکن میں آپ کو ایک حقیقت بیان کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وہ ایس ایچ او صاحب ہیں جن کے بارے پچھلے دنوں اخبار میں یہ خبر چھپی تھی کہ ان کی ہجارو چھین لی گئی ہے۔ اور اس ہجارو کی قیمت پوری کرنے کے لیے واپسی واردائیں کررہے ہیں۔ اور پورا علاقہ ان سے پریشان ہے۔ جہاں تک ان کا سامان اٹھایا گیا' انھیں پریشان کیا گیا اور بغیر وارنٹ کے ان کے گھر میں داخل ہوئے۔ اس تمام زیادتی کے بارے میں وہ کہاں جا کر روئیں اور کہاں جا کر فریاد کریں۔ ان کے بارے میں یہ ایک شعر ہے۔

وہی قاتل وہی شاہد وہی منصف ٹھہرے
میرے اقرباء خون کا دعویٰ کریں کس پر۔

یہ حاجی مقصود صاحب کا شعر میں نے پڑھا ہے۔ اور ان کے خلاف اس وقت جو تحریک التوائے کار پیش کی گئی تھی وہ یہ تھی۔ یہ میں پورا نہیں پڑھوں گا بلکہ تھوڑا سا فقرہ پڑھوں گا۔" کہ شادی پورہ بند روڈ لاہور کے ریاض احمد اور چودھری محمد صادق علی نے الزام لگایا کہ پولیس جو عزتوں کی محافظ ہوتی ہے ہماری دشمن بن گئی ہے۔ انھیں اکتیس افراد کو قتل اور اقدام قتل کے مقدمہ میں ملوث کردیا گیا ہے۔ اور پولیس بغیر کسی وارنٹ کے ہمارے گھروں میں داخل ہوئی۔ عورتوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ گھر کا سامان لوٹ کر لے گئے۔ اور ہماری فصلوں کو اجاڑ کر رکھ دیا گیا۔ انھوں نے اس تمام کارروائی کا ذمہ دار محمد افضل ایس ایچ او تھانہ گوجرپورہ کو قرار دیا"۔ یہ کافی لمبا ہے میں باقی نہیں پڑھتا۔ تو جناب سپیکر! اس نے اپنی ذاتی رنجش کی وجہ سے مجھ پر تشدد کیا ہے۔ اور پھر اس کے فوراً بعد وہاں پر میرے جو چند دوست تھے جن میں میاں منیر ایم این اے اور چودھری ذوالفقار ایم این اے اور شیخ عبیداللہ' ان لوگوں نے مجھے پنجاب کارڈیالوجی ہسپتال میں پہنچایا۔ جہاں ڈاکٹر شہریار صاحب نے میری ای سی جی کی اور یہ ای سی جی کی جو رپورٹ ہے یہ میں آپ کے توسط سے وزیر قانون صاحب جو defend کرنے والے ہیں ان کی خدمت میں پیش کروں گا۔ کہ یہ میری اس دن کی ای سی جی کی رپورٹ ہے۔ اور یہ ای سی جی بھی disturb ہوئی ہے۔

جناب سپیکر ، وزیر قانون کے علاوہ وزیر صحت بھی تشریف رکھتے ہیں ۔

میاں معراج دین ، جناب والا! وزیر صحت صاحب معتدل ہیں ۔ تو جناب سپیکر ! میں وزیر قانون صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ ایک طرف تو ہم یہ کہتے ہیں کہ عدالت عالیہ انصاف مہیا کرتی ہے ۔

جناب سپیکر ، میاں صاحب ! ذرا مختصر کیجیے ۔ short statement بہت long ہو گیا ہے ۔

میاں معراج دین ، جناب سپیکر ! میں نے تو facts عرض کیے ہیں ۔

جناب سپیکر ، facts تو بہت ہوتے ہیں ۔

میاں معراج دین ، اچھا جناب ! میں مختصر کر دیتا ہوں ۔

جناب سپیکر ، چودھری سر ظفر اللہ صاحب یونائیٹڈ نیشن میں چوبیس چوبیس گھنٹے facts بیان کیا کرتے تھے ۔

میاں معراج دین ، جناب ! میں مختصر عرض کر دیتا ہوں ۔

جناب سپیکر ، جی ہاں مختصر کیجیے ۔

میاں معراج دین ، تو جناب سپیکر ! انھوں نے نہ صرف یہی کیا بلکہ تیسرے روز مجھے پتا چلا کہ میرے خلاف MPO-16 کے تحت اور کئی دوسری دفعات لگا کر میرا چالان بھی کر دیا ہے ۔ یعنی میرے خلاف ایف آئی آر درج بھی کرا دی گئی ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ MPO-16 اس آدمی کے خلاف ہوتی ہے جو خطرناک شخص ہو یا کوئی ملک کے ساتھ دشمنی کرے یا کوئی ایسی حرکات کریں جو حکومت کو ناپسند ہوں ۔ میں تو بوڑھا آدمی ہوں اور یہ چیزیں مجھ میں نہیں ہیں ۔

جناب سپیکر ، یہ کس نے آپ سے کہا ہے ؟

میاں معراج دین ، لیکن جناب والا! ایک بات ضرور ہے کہ میں committed آدمی ہوں مسلم لیگی ہوں اور میاں محمد نواز شریف کے گروپ کا ممبر ہوں ۔ اور ان کی ٹکٹ پر elect ہو کر آیا ہوں یہ میری commitment ضرور ہے ۔ اور اس commitment سے مجھے کوئی شخص نہیں ہٹا سکتا ۔

جناب سپیکر ، اچھی بات ہے ۔

میاں معراج دین ، تو جناب سپیکر ! میرا جو استحقاق مجروح ہوا ہے اس کے لیے میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ مہربانی فرماتے ہوئے اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اک اور

بھی عرض کر دوں کہ اس ملک کو پولیس سٹیٹ نہ بنایا جائے کہ جہاں اخبار کے صحافیوں سے اچھا سلوک نہیں کیا جا سکتا۔ صحافیوں کو مارا جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر : نہیں، نہیں۔ اب آپ اپنے دائرے سے نکل رہے ہیں۔ بس کافی ہو گیا ہے۔ تشریف رکھیں۔ صحافیوں کی بات الگ کریں گے ان شاء اللہ۔ جی وزیر قانون صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق): جی جناب سپیکر۔ میں ذاتی طور پر میاں معراج دین صاحب کا انتہائی احترام کرتا ہوں اور انھیں یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ ہم انھیں ان کے گروپ کی commitments سے قطعی طور پر نہیں ہٹانا چاہتے۔

جناب سپیکر : پرانی سیاست تو یہی ہے کہ اپنے آدمیوں کو دوسرے گروپ میں ضرور رکھتے ہیں۔

(قہقہے)

وزیر قانون : جی بالکل۔

جناب سپیکر : آپ اس پالیسی کے تحت کہہ رہے ہیں۔

وزیر قانون : جناب والا! ان کی اپنے گروپ کے ساتھ جو کمٹمنٹ ہے یہ اس پر قائم رہیں۔ ہم اس میں کوئی رخنہ بھی نہیں ڈالنا چاہتے۔ کوئی رکاوٹ بھی پیدا نہیں کرنا چاہتے۔ بہرحال جہاں تک اس واقعہ کا تعلق ہے۔ میاں معراج دین صاحب نے مذکورہ واقعہ کے دوران ذاتی طور پر ان کے ساتھ انتظامیہ کی کارروائی کے دوران کوئی زیادتی جو ہوئی، میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی جو سٹیٹمنٹ ہے میں اس کی روشنی میں اس کا نوٹس لینے کو تیار ہوں لیکن جہاں تک اصل واقعہ کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ ہائی کورٹ کے اندر وکلاء کے خلاف توہین عدالت کا کیس زیر سماعت تھا اور ہائی کورٹ کے احاطے کے اندر امن عامہ کی بحالی انتظامیہ کی ذمہ داری ہے۔ پھر عدالتوں کے اندر اگر شور و غل اور سیاسی پریشرائزیشن کے ذریعے گروپ وہاں پر احتجاجی سلسلہ شروع کر دیں اور نعرے بازی کریں تو اس صورت حال میں کورٹس اپنا انصاف کا کام جاری نہیں رکھ سکتیں اور عدالتی کام بھی عدالتیں جاری نہیں رکھ سکتیں۔ اس لیے وہاں پر امن عامہ کی بحالی اور حالات کو کنٹرول میں رکھنے کے لیے انتظامیہ اپنے فرائض ادا کرتی ہے۔ ۲۱ مئی 1995ء کو جس روز اس واقعہ کا میاں معراج دین صاحب نے ذکر کیا ہے اس روز یہ تقریباً ساٹھ کے قریب مسلم لیگی اراکین، رہنما اور دیگر لوگ جن میں سات آٹھ کے قریب خواتین بھی شامل تھیں، وہ وہاں پر

عدالت کے احاطہ کے اندر موجود تھے۔ ان حضرات نے وہاں پر تقاریر بھی کیں اور تقاریر میں انھوں نے کہا کہ عدالت نے اگر یہ فیصلہ کیا' فلاں فیصلہ کیا تو ہم عدالت کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ ان فقروں کے علاوہ بھی انھوں نے انتظامیہ' عدالت اور دوسرے ماحول کو خراب کرنے کے لیے وہاں پر انتہائی اشتعال انگیز نعرے بازی کی۔ اس نعرہ بازی کو روکنے کے لیے انتظامیہ نے ضرور کارروائی کی۔ اس بات کو مجھے تسلیم کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے کہ انتظامیہ نے وہاں پر امن عامہ بحال کرنے کے لیے کوئی کارروائی نہیں کی بلکہ واقعتاً یہ کارروائی کی گئی اور وہاں پر مذکورہ انسپکٹر افضل ایس۔ ایچ۔ او شاد باغ جس کا ذکر میاں معراج دین صاحب نے کیا ہے وہ بھی وہاں پر انتظامیہ کے دیگر اہلکاروں کے ساتھ موجود تھا۔ اب یہ تو قطعی نہیں ہو سکتا کہ ایک آفیسر کے خلاف اگر کہیں کوئی ممبر اپنی کسی اسمبلی کی کارروائی کے دوران ذکر کرے تو اس کے بعد اس انتظامی آفیسر کو کہیں کوئی ذمہ داری سونپی ہی نہیں جا سکتی۔ اب ایک پولیس آفیسر ہے اس کی لاہور کے اندر جب تعیناتی ہے تو لاہور کے اندر اس کی ڈیوٹی تو لگے گی۔ یہ کہنا کہ وہ انتظامیہ کی طرف سے وہاں پر فرائض ادائیگی کے لیے جب وہ موجود ہے تو وہ اراکین اسمبلی یا دوسرے لوگ جب عدالت کے اندر شور و غل کر رہے ہوں' نعرہ بازی کر رہے ہوں' عدالت کے کام میں رکاوٹ پیدا کر رہے ہوں تو اس وقت وہ باقی آفیسرز کو چھوڑ کر ایک طرف ہو جائے ایسی صورت حال نہیں ہو سکتی۔ اس لیے میں یہاں پر یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ مذکورہ واقعہ عدالت کے اندر' عدالت کے احترام اور وہاں پر صورت حال کو کنٹرول کرنے کے لیے ہوا اور جو وہاں پر غیر قانونی حرکت ہجوم نے کی۔ ۷۰ / ۸۰ کے قریب جو لوگ موجود تھے۔ انھوں نے عدالت کے اندر اشتعال انگیز جو صورت حال پیدا کی اس کے نتیجے میں ایک پرچہ بھی درج ہوا یہ بات بھی درست ہے۔ اس مقدمے کا نمبر ۹۵ /۱۰۴ ہے۔ اس میں 148/147/186/353 ت۔ پ کے تحت مقدمہ درج کیا گیا۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ ان سے ذاتی رنجش کی بنیاد پر میاں معراج دین صاحب کے خلاف مذکورہ انتظامیہ کے افسران نے قطعی کوئی کارروائی نہیں کی۔ صرف عدالت کے اندر ماحول کنٹرول کرنے کے لیے انھوں نے یہ کارروائی کی۔ البتہ مذکورہ آفیسر کے ساتھ اگر یہ کوئی ایسا ذاتی عناد محسوس کرتے ہیں تو مذکورہ آفیسر کے خلاف میں حکومتی سطح پر اس بات کا نوٹس لیتے ہوئے کارروائی کروانے کے لیے تیار ہوں۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ فاضل رکن اسمبلی کو اس تحریک استحقاق پر زور نہیں دینا چاہیے۔ اور یہ رول (۶۵) کے زمرے میں بھی نہیں آتی۔

یاں معراج دین : جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں عرض کر دوں۔ جو وزیر موصوف صاحب
رما رہے ہیں کہ وہاں تقریریں ہوئیں یا کوئی نعرہ بازی۔ میں by oath یہ کہتا ہوں کہ جس وقت یہ واقعہ
وا اس وقت نہ کوئی نعرہ بازی تھی نہ کوئی تقریر تھی۔ جس وقت اس نے مجھے مارا۔ مجھے ہسپتال لے
انے کے بعد سب تقریریں ہوئی ہیں۔ میری موجودگی میں باخدا نہ کوئی تقریر ہوئی ہے ' نہ کسی نے اس
قت کوئی نعرہ لگایا ہے۔ جس وقت مجھ پر انھوں نے لاٹھی چارج کرنا شروع کیا ہے تو پیچھے سے پھر
گوں نے گولی ' لاٹھی کی سرکار نہیں چلے گی کے نعرے لگانے شروع کیے ہیں۔ اس وقت نعرے لگے
ں۔ جب تک مجھ پر لاٹھی چارج نہیں کیا اس وقت تک نہ کوئی نعرہ تھا نہ کوئی اور بات۔ میں وزیر
وصوف سے یہ بات واضح طور پر کہتا ہوں کہ یہ خود تحقیقات کرلیں۔ اگر لاٹھی چارج کرنے سے پیشتر
لوئی نعرہ یا کوئی تقریر ہوئی ہے تو میں اس پر حلف اٹھاتا ہوں کہ جو آپ میرے خلاف جو کہیں گے
ں وہ سزا بھگتنے کے لیے تیار ہوں۔ آپ کو جو وہ رپورٹ دیتے ہیں آپ جھوٹ کی رپورٹ پر مبنی
ٹیٹمنٹ دے دیتے ہیں۔ میں یہ بات واضح طور پر کہہ رہا ہوں کہ آپ تحقیقات کریں۔ اس وقت نہ کوئی
قریر ' نہ کوئی نعرہ ' نہ ہی کوئی اور چیز ہوئی تھی۔

لک محمد عباس خان کھوکھر : پوائنٹ آف آرڈر۔

ناب سپیکر : ایک منٹ میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

لک محمد عباس خان کھوکھر : میں بھی اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

ناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں بات شروع کر چکا ہوں۔ آپ
موڑی دیر انتظار کر لیجیے۔ میری بات سن لیجیے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ میاں معراج دین صاحب ہمارے سینئر ممبر ہیں۔ انھوں نے ایک بات کی
ہے۔ اس کو سنجیدگی سے لینا چاہیے۔ آپ نے مہربانی کی ہے اور ذاتی طور پر فرمایا ہے کہ آپ اس واقعے
ی تحقیق کریں گے۔

زیر قانون : میں مذکورہ آفیسر کے خلاف کارروائی بھی کرنے کو تیار ہوں۔

ناب سپیکر : آپ مہربانی سے ایسا کیجیے۔ میں اس کو pend کر لیتا ہوں اور آپ ایسا کیجیے کہ اس
دی کے بارے میں ' اس کے کنڈیکٹ کے بارے میں آپ تحقیق کر کے ہمیں رپورٹ کر دیں کہ آپ

کی کیا finding ہے۔

وزیر قانون : ٹھیک ہے جناب سپیکر۔

جناب سپیکر : میاں صاحب ' اس وقت تک کے لیے اسے pend کر لیتے ہیں۔

میاں معراج دین : ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر : شکریہ۔ جی آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر : جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ جب یہ اپوزیشن میں ہوا کرتے تھے تو میں اس وقت پارلیمانی سیکرٹری ہوم تھا۔ تو یہ بڑے طریقے سے بڑے argument سے یہ کہتے تھے کہ پولیس کو defend نہ کیا کریں۔ آپ پولیس کے کردار سے واقف ہیں۔ جو کچھ وہ باہر کرتی ہے اس سے بھی آپ واقف ہیں۔ آج انہی ماہرانہ طریقوں سے وہ ان کو defend کرتے ہیں۔ تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ وہ کردار کیا تھا اور یہ کیا ہے؟ میرا صرف یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر : جس کرسی پر آدمی بیٹھا ہوتا ہے اسے اس کرسی کا کچھ حق ادا کرنا پڑتا ہے۔ کل آپ کو وزیر بنا دیں گے تو آپ بھی یہی کچھ کر رہے ہوں گے ان شاء اللہ۔ (قہقہے)

ملک محمد عباس خان کھوکھر : یہی ان سے پوچھ لیں کہ میں اس وقت کیا کرتا تھا۔ پولیس کو defend کرتا تھا یا ان کی بات مانتا تھا؟

جناب عبید اللہ شیخ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے۔

جناب عبید اللہ شیخ : جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح وزیر قانون پولیس کو defend کرتے رہتے ہیں کہ یہ آج ملک کے اندر ' صوبہ پنجاب کے اندر چوری ' ڈکیتی ' ڈاکہ زنی کی جو وارداتیں ہیں یہ روزمرہ کا معمول بن چکا ہے اور پولیس بجائے اس کے کہ اس طرف توجہ دینے کے آج جس طرح کہ انعام اللہ نیازی صاحب کی تحریک استحقاق آئی اسی طرح میاں معراج دین صاحب کی آئی۔ آپ دیکھیں کہ ملتان کے اندر آج صحافی سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں۔ لاہور کے اندر ایک واقعہ ہوتا ہے کہ ڈی۔ ایس۔ پی ایک محفل کے اندر رنگ رلیاں منا رہے ہوتے ہیں اور فوٹو گرافر ان کی تصویریں بناتا ہے

اس پر تشدد کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ملتان کے اندر ایک رپورٹر پر اس قدر تشدد کیا جاتا ہے کہ اس کی دیریں آپ نے "روزنامہ خبریں" میں دیکھیں ہوں گی۔ آج ہمیں تو یہ نظر آ رہا ہے کہ کہیں پوری م پولیس کے خلاف اٹھ کھڑی نہ ہو آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہاں صوبہ پنجاب کے اندر اس سال کے ر ۔ پولیس مقابلے ہوئے ۔ جناب سپیکر آج عوام کے اندر بڑی تشویش پائی جا رہی ہے ---

اب سپیکر ۔ آپ کو اس لیے موقع دیا کہ آپ کی بات سن لی جائے اور وزراء صاحبان تشریف کھتے ہیں اور وہ اس بارے میں توجہ دیں گے ۔ اب آپ تشریف رکھیے ۔

اب عثمان ابراہیم، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب سپیکر! میں آپ کے اس attitude سے بڑا خوش ا ہوں کہ آپ نے وزیر قانون کو کہا ہے کہ اگر کسی سینئر ممبر کو پولیس کے خلاف کوئی شکایت . تو وزیر قانون اس کی پہلے تحقیق ضرور کریں کہ متعلقہ افسر اس میں کتنا قصوروار ہے۔ جناب سپیکر! ں سمجھتا ہوں کہ اسے ایک precedent بنانا چاہیے کہ اگر کسی ممبر کی طرف سے پولیس کے خلاف لوئی شکایت ہو تو بجائے اس کے کہ وزیر قانون اس کو technical grounds پر knock out کریں وہ کم از کم اپنی طرف سے پولیس کے خلاف انکوائری ضرور کر لیا کریں ۔ میں اس سلسلے میں یک ریفرنس دوں گا کہ میرے دفتر سے پولیس نے ڈیڑھ سو کرسیاں اٹھائی ہیں اس نے ڈاکہ ڈالا ہے وری کی ہے اور میں نے on the floor of the House یہ کہا تھا کہ انہوں نے میرے دفتر پر ڈاکہ ال کر ڈیڑھ سو کرسیاں اٹھائی ہیں اور وہ ابھی تک تھانہ سبزی منڈی میں پڑی ہوئی ہیں لیکن وزیر قانون صاحب نے کہا تھا کہ کوئی کرسی نہیں اٹھائی گئی اور میرے دفتر میں پولیس داخل ہی نہیں وئی۔ میری وہ تحریک استحقاق تو ختم ہو گئی اور آپ کے کہنے پر میں نے دوبارہ تحریک استحقاق بھی بیٹھی لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ وزیر قانون صاحب کم از کم اس واقع کی انکوائری تو کر لیں کہ واقعی میرے دفتر سے پولیس نے کرسیاں اٹھائی ہیں اور کیا وہ واقعی ابھی تک تھانہ سبزی منڈی میں پڑی ہیں ۔ جناب والا! جب ایک ممبر on the floor of the House یہ کہتا ہے تو کم از کم وزیر قانون کو اس کی تحقیق ضرور کرنی چاہیے ۔

جناب سپیکر، امید ہے کہ وزیر قانون صاحب نے بات سنی ہو گی اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس پر مناسب کاروائی کریں گے ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر ۔ بے شک یہ تحریک استحقاق زیر موضوع نہیں ہے لیکن اس کے باوجود یہ

بات سننے کے بعد میں نے انتظامیہ کے مذکورہ افسران کو ابھی ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ اس کے بارے میں تحقیقات کر کے مجھے رپورٹ پیش کریں۔

جناب سپیکر، جو بات بیرسٹر صاحب نے کہی ہے مہربانی سے اس پر بھی توجہ دیجیے۔ جناب ایس اے حمید صاحب کی تحریک استحقاق نمبر ۴ ہے۔

گوجرانوالہ شہر کی خستہ حالی دور کرنے کے لیے فنڈز جاری نہ کرنا

جناب ایس اے حمید، شکریہ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ گوجرانوالہ شہر کھنڈرات میں تبدیل ہو رہا ہے۔ شہر کی تعمیر و ترقی کے لیے کوئی منصوبہ پنجاب حکومت نے شروع نہیں کیا پچھلے اجلاس میں جب میں نے یہ تحریک التوائے کار پیش کی تو سپیکر صاحب نے ان ریمارکس کے ساتھ اسے نمٹا دیا کہ مسئلہ غور طلب ہے اور وزیر قانون صاحب دل ہیں اس لیے وہ اس معاملے میں ضرور اقدامات کریں گے لیکن اگر کوئی پیش رفت نہ ہو تو محرک (یعنی میں) اس مسئلہ کو اگلے اجلاس میں دوبارہ اٹھا سکتا ہے چونکہ عملی طور پر شہر میں کوئی تعمیر کا کام شروع نہیں ہوا ہے جی ٹی روڈ اور پورا شہر گرد و غبار میں اٹا ہوا ہے سڑکیں اور سیوریج سسٹم تباہ ہو چکا ہے۔ وزیر اعلیٰ نے اپنے دورہ گوجرانوالہ مورخہ ۲ مئی ۱۹۹۵ء کے دوران چھ کروڑ روپے کی گرانٹ کا جو اعلان کیا تھا وہ فنڈز بھی جاری نہیں کئے گئے۔ سپیکر صاحب کی یقین دہانی اور وزیر قانون کو ہدایت کرنے کے باوجود ابھی تک کوئی کام نہیں ہوا جس کی وجہ سے شہریوں میں بے حد غم و غصہ پایا جاتا ہے جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں نے یہ دوسری دفعہ تحریک استحقاق پیش کی ہے اس سے پہلے تحریک التوائے کار پیش کی گئی تھی اور آپ نے فرمایا تھا کہ وزیر قانون صاحب دل ہیں وہ کچھ نہ کچھ کریں گے آج شہر کی یہ حالت ہے کہ وہاں سے گزرنا ناممکن ہو چکا ہے شہر کی جو اس وقت صورتحال ہے وہاں پر اتنی گندگی اور گرد و غبار ہے کہ شہری موذی قسم کے مختلف امراض میں مبتلا ہو رہے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی گوجرانوالا کے دورے کے موقع پر چھ کروڑ کی گرانٹ کا اعلان کیا تھا لیکن بعد میں تشریف لانے کے بعد انہوں نے یہ کہا کہ یہ دو کروڑ روپے محکمہ ہائی وے

سے دو کروڑ روپے کارپوریشن دے اور دو کروڑ لوکل گورنمنٹ دے اور جو انہوں نے وہاں پر اعلان کیا تھا اس کے باوجود وہاں پر کسی طور پر کوئی کام نہیں ہوا کیونکہ کارپوریشن کے پاس تو پیسے نہیں پچھلے دو سال یعنی اپریل ۱۹۹۳ء سے لے کر آج جون ۱۹۹۵ء تک ایک پیسے کا بھی کام نہیں ہوا اور گوجرانوالا کے شہری اس بات کی سزا بھگت رہے ہیں کہ وہاں کے لوگوں نے نواز شریف کے حامی لوگوں کو ایم - این - اے اور ایم - پی - اے منتخب کیا جناب سپیکر گوجرانوالا شہر ایک اہم صنعتی شہر ہے اور یہ کروڑوں روپے کا زرمبادلہ کما رہا ہے اور اندرون ملک ہم کسٹم ڈیوٹی کی شکل میں ایکسائز ڈیوٹی کی شکل میں اور انکم ٹیکس کی شکل میں کروڑوں روپے ادا کر رہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ جناب سپیکر! سب سے اہم بات یہ ہے کہ چھ ضلعوں کا یہ صدر مقام ہے یہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے اور یہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر سو میل لمبائی اور سو میل چوڑائی پر ہے لیکن اس کی صورتحال یہ ہے کہ وہاں پر سڑکیں اور سیوریج سسٹم تباہ ہو چکا ہے تو جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب کب اس پر غور فرمائیں گے اور کب وزیر قانون صاحب اس بارے میں اپنا بیان دیں گے

جناب سپیکر: جی وزیر قانون۔

وزیر قانون: جناب سپیکر گوجرانوالہ شہر ایک انتہائی اہم شہر ہے اور حکومت پنجاب نے اس شہر کو عرصہ دراز سے نظر انداز کئے جانے کے معاملات کا نوٹس لیا ہے اور گوجرانوالہ شہر کے اندر جو خراب صورتحال ہے وہ آج کی وجہ سے نہیں ہے ظاہر ہے گزشتہ کئی سالوں کے دوران اس شہر کو جس برے طریقے سے نظر انداز کیا گیا اس کی وجہ سے وہاں کی صورتحال خراب تھی وزیر اعلیٰ پنجاب نے دو دفعہ گوجرانوالہ کا دورہ کیا اور انہوں نے خود محسوس کیا کہ گوجرانوالا شہر کے اندر ترقیاتی کام وہاں کے عوام کے مفادات کو مدنظر رکھ کر نہیں کئے گئے اور انہوں نے عوام کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اپنی ترجیحات طے کیں اور گوجرانوالہ کے لیے چھ کروڑ کے فنڈز کا اپنی طرف سے اعلان کیا اور گوجرانوالہ کے فاضل رکن یہ جو بات کرتے ہیں کہ گوجرانوالہ سے نواز شریف گروپ کے اراکین اسمبلی منتخب ہوئے اس لیے اسے نظر انداز کیا جا رہا ہے اس وقت تو ہم نے گوجرانوالا کو فنڈز دیئے ہیں اور وہاں پر ترقیاتی کام جاری کرنا چاہتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر انہوں نے اپنے طور پر وہاں گوجرانوالا میں کچھ نہیں کیا تو یہ سارا الزام ہم پر نہیں دینا چاہیے۔ جناب سپیکر! میں آپ کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں کہ اس رواں مالی سال کے دوران ۵۵۶ لاکھ کے تخمینہ سے گوجرانوالہ کے اندر پانچ

نئی ترقیاتی سکیمیں شروع کی گئیں اور ان میں سے تین سڑکوں فیروز والا روڈ پسرور روڈ اور اس کے علاوہ ریس کورس روڈ پر تقریباً" ۲۱۶ لاکھ روپے کی لاگت سے اس وقت کام شروع ہے اور وہاں پر کام ہو رہا ہے پھر ماحولیاتی نظریہ کے تحت قلعہ میاں سنگھ مانسر کے ساتھ ایک پختہ نالہ بنا ہوا تھا اسے بھی ماحولیاتی نظریہ کے تحت cover کیا گیا ہے اور اس کے علاوہ مشرقی حصہ میں جو نئی آبادیاں ہیں ان کو نکاسی آب کا نظام دینے کے لیے شاہ پور ڈسٹری بیوٹر کے تحت ۴۸ انچ اور ۵۴ انچ کا گٹر کا سیوریج تقریباً" ۳۶۲ لاکھ روپے کے تخمینے کے ساتھ دیا گیا ہے اور اس پر کام شروع کیا گیا ہے اور وہاں پر اس منصوبے پر تقریباً" ایک کروڑ روپیہ خرچ ہو چکا ہے ۔

جناب والا! جہاں تک وزیر اعلیٰ صاحب کی ہدایات کا تعلق ہے اس کے نتیجے میں چھ کروڑ آٹھ سو چوراسی لاکھ روپے کا ایک development plan تیار کیا گیا ہے اور اس منصوبے کو آئندہ مالی سال میں بھی شامل کیا گیا ہے کیونکہ یہ ایک بہت بڑا منصوبہ تھا اسے ایک مالی سال کے دوران اتنے فنڈز فراہم کرنا ایک تو ممکن نہیں تھا اور دوسرے اگر فنڈز فراہم کر بھی دیے جاتے تو چونکہ سال کا یہ آخری حصہ ہے اس دوران ٹھیکیداران نے کام صحیح طریقے سے نہیں کرنا تھا ۔ محض فنڈز کا خرچ کرنے کے لیے اس منصوبے کی تکمیل کے اصل مقاصد پورے نہیں ہو سکتے تھے ۔ اس کی وجہ سے وزیر اعلیٰ کے اعلان کردہ چھ کروڑ روپے کے فنڈز میں سے تین کروڑ روپے کے فنڈز گوجرانوالہ میں جا چکے ہیں لیکن 17۔ مئی کو بوجوہ ٹینڈر نہ ہو سکا ۔ اس کے بعد 30 مئی کو ٹینڈر ہو چکا ہے ۔ ٹینڈر بھی ہو چکا ہے اور فنڈز بھی پہنچ چکے ہیں۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری حکومت نے ترجیحی بنیادوں پر گوجرانوالہ شہر کے اندر ترقیاتی منصوبہ جات شروع کیے ہیں اور ہم ان کی تکمیل کرنا چاہتے ہیں ۔ البتہ ان کی تکمیل کے معاملے میں اگر فاضل رکن اسمبلی کوئی مزید رائے دینا چاہتے ہیں ہم انھیں welcome کریں گے۔ لیکن میں تکنیکی بنیادوں پر بھی اور جو عملی صورت حال اس وقت گوجرانوالہ کے اندر ہے اور حکومت نے جو اقدام کیے ہیں ان کی بنیاد پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی اور اسے رول آؤٹ کیا جانا چاہیے ۔

جناب سپیکر ، آپ وزیر قانون کی وضاحت سے مطمئن ہو گئے ہیں ؟

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ جناب وزیر قانون نے آج یہ بات تسلیم تو کی کہ گوجرانوالہ شہر میں کوئی مسئلہ موجود ہے ۔ جہاں تک ان کی اس بات کا تعلق ہے اور

جو سکیمیں انھوں نے پڑھ کے سنائی ہیں وہ تمام سکیمیں ہمارے شہر میں بن چکی ہیں اور میاں نواز شریف نے جو 1991ء سے 1992ء تک تقریباً دس کروڑ روپے کے جو فنڈز دیے تھے وہ خرچ ہوئے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ وزیر قانون نے بالکل صحیح بات فرمائی ہے۔ یہ بات ریکارڈ پہ ہے۔ یہ سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں۔ تقریباً 70 فی صد سکیمیں میرے علاقے میں ہیں۔ جہاں تک ان کی اس بات کا تعلق ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ یہ فنڈز ہم نے دیے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے چھ کروڑ روپے کی گرانٹ کا اعلان کیا لیکن لاہور میں آ کر انھوں نے یہ کہا کہ دو کروڑ روپیہ کارپوریشن دے دے ' دو کروڑ روپیہ ہائی ویز دے دے اور دو کروڑ روپیہ ڈسٹرکٹ کونسل دے دے۔ جناب والا! اگر گرانٹ کا اعلان حکومت پنجاب کرتی ہے تو کارپوریشن کے پاس کیا وسائل ہیں وہ تو گلیاں نالیاں نہیں بنا سکتی اس نے دو سال سے کوئی کام نہیں کیا۔ اس کے پاس فنڈز ہی موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ تین کروڑ روپے کا ٹینڈر ہو گیا ہے ۔ وہ کیسے ہو گیا۔

جناب ایس اے حمید : جناب سپیکر! تین کروڑ روپے کے ٹینڈر کی بات کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ انھوں نے آج یہاں جو بات کی ہے اس کے بارے میں کوئی پیش رفت ہوئی ہو لیکن عملی طور پر شہر میں ایک پائی کا کام نہیں ہوا۔ اور جون کا مہینہ ختم ہو جائے اور یہ سال بھی ختم ہو جائے گا۔ دو سال میں ایک پائی کا کام نہیں ہوا۔ غور طلب بات یہ ہے کہ میں پچھلے چار پانچ ماہ سے اسمبلی میں بار بار request کر رہا ہوں کہ گوجرانوالہ شہر کھنڈرات میں تبدیل ہو رہا ہے ۔ اس کے لیے کچھ نہ کچھ کیا جائے۔ لیکن سوائے یقین دہانیوں کے ' سوائے بیانات کے ' سوائے تسلی کے کچھ نہیں ہوا۔

چودھری عارف حسین چٹھہ: جناب سپیکر ! میں اسی سلسلہ میں فاضل رکن کی اطلاع کے لیے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تین کروڑ روپیہ گوجرانوالہ کی جی ٹی روڈ کو مکمل کرنے اور اس کو درست کرنے widening & raising کرنے کے لیے پیسے پہنچ چکے ہیں۔ یہ بات فاضل رکن کو نہیں کرنی چاہیے جبکہ رقم وہاں پہنچ چکی ہے اور کام شروع ہو چکا ہے اور اس کا ٹینڈر ہو چکا ہے ۔ وزیر اعلیٰ نے یہ چھ کروڑ کی خصوصی گرانٹ جاری کر دی ہے ۔ اس لیے میرے فاضل دوست کو اس پر کوئی شک و شبہ نہیں ہونا چاہیے اور گوجرانوالہ کا حکومت پنجاب کو اسی طرح فکر ہے جس طرح میرے دوست کو ہے ۔ ہم بھی اس میں شامل تھے جب وزیر اعلیٰ وہاں گئے ۔ مطالبہ اکٹھا کیا گیا تھا۔ اور انھوں نے گوجرانوالہ کا package تیار کر کے فنڈز فراہم کیے ہیں ۔ اس لیے میرے فاضل دوست کو اس میں ابہام نہیں

ہونا چاہیے۔

جناب ایس اے حمید : جناب سپیکر! میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب وزیر اعلیٰ صاحب پنجاب حکومت کی طرف سے گرانٹ کا اعلان کرتے ہیں تو کیا وہ رقم ہائی وے سے یا کارپوریشن سے لے کر دینی چاہیے۔ دوسرے نمبر پر یہ جی ٹی روڈ کی بات کرتے ہیں۔ میں پورے شہر کی بات کرتا ہوں پورے شہر میں تین کروڑ روپیہ کسی کام نہیں آ سکتا۔ پورا شہر ٹوٹا پھوٹا ہے۔ پورے شہر کی سڑکیں برباد ہو چکی ہیں۔ پورے شہر کا سیوریج سسٹم برباد ہو چکا ہے۔ یہ تین کروڑ روپیہ اونٹ کے منہ میں زیرہ دینے کے مترادف ہے۔ اور وہ بھی گوجرانوالہ کے شہریوں سے جو ان کی ٹیکسوں کی آمدنی ہے اور جو ان کا پیسہ جمع ہوا ہوا ہے اس پیسے کو وہاں پہ لگایا جا رہا ہے۔ پنجاب حکومت کیوں گوجرانوالہ کو پیسہ نہیں دیتی۔ کیا یہ تمام پیسہ اوکاڑہ کے لیے رکھا گیا ہے۔ گوجرانوالہ شہر کے لیے کوئی ترقیاتی کام نہیں ہونا چاہیے؟ جناب سپیکر! یہ ظلم کی بات ہے۔ یہاں پہ وزیر قانون نے کہا کہ ہم کام شروع کروا رہے ہیں۔ 68 کروڑ روپے کی گرانٹ گوجرانوالہ ضلع کے لیے دی جا چکی ہے لیکن گوجرانوالہ شہر کی باری آتی ہے تو چونکہ گوجرانوالہ شہر سے نواز شریف صاحب کے حامی ارکان منتخب ہوئے ہیں لہذا وہیں کے پیسے وہاں پر لگانے کے لیے کہا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! اس بات کی پوری تحقیقات ہونی چاہییں۔ اگر یہ گرانٹ پنجاب حکومت نے دی ہے تو میں اپنی اس تحریک پہ زور نہیں دیتا۔ لیکن اگر یہ رقم گوجرانوالہ کارپوریشن، ڈسٹرکٹ کونسل یا ہائی وے سے لے کر دی جا رہی ہے تو یہ بہت بڑا ظلم ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ پنجاب حکومت کی طرف سے رقم بھیجی گئی ہے یہ گوجرانوالہ کارپوریشن کی طرف سے نہیں ہے جس تین کروڑ روپے کا میں نے اعلان کیا ہے۔

جناب عثمان ابراہیم : جناب سپیکر۔

جناب سپیکر : فرمائیے! لیکن اب یہ اس تحریک استحقاق پر آخری بات ہو گی۔

جناب عثمان ابراہیم : جیسے وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ حکومت ترجیحی بنیادوں پر گوجرانوالہ میں ترقیاتی کام کروا رہی ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ انھوں نے صرف اس تحریک استحقاق کو ناکام بنانے کے لیے ایک بات کی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ گوجرانوالہ میں اگر چیف منسٹر نے چھ کروڑ روپے کے پیکیج کا اعلان کیا ہے تو انھوں نے چھ کروڑ روپے کی ترقیاتی سکیمیں بھی گوجرانوالہ میں ختم کی ہیں۔ اس میں سب سے بڑی سکیم کالج آف ہوم اکنامکس تھا۔ جو چار کروڑ روپے

کی رقم سے یہ سکیم منظور شدہ تھی ۔ یہ بجٹ میں شامل تھی اور اس کے لیے فنڈز ریلیز ہو چکے تھے ۔ نو ایکڑ جگہ اس کالج کے لیے earmark ہو چکی ہے ۔ اور حکومت کی غفلت کی وجہ سے وہ نو ایکڑ کی نو ایکڑ ایک بڑے جوہڑ کی شکل اختیار کر چکی ہے ۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ماحول صاف کر رہے ہیں ۔ وہ ایک کالج کو ختم کر کے نو ایکڑ کا ایک جوہڑ بنایا جا رہا ہے ۔ جناب سپیکر ' وہ سکیم ختم کر دی گئی ہے ۔ حالانکہ وہ بجٹ میں reflect تھی ۔ اس کے علاوہ ایک سوا کروڑ روپے کی سکیم گورنمنٹ گرلز ہائی سکول مع ووکیشنل ٹریڈز کی تھی جس کے لیے کارپوریشن نے بارہ کنال جگہ حاصل کی اور اسی سکیم سے پیسے ریلیز کروا کر چار دیواری کی لیکن جب ان کی حکومت آئی تو انھوں نے ساری کی ساری سکیم withdraw کر لی اور اب وہاں مویشی باندھے جا رہے ہیں۔ بارہ کنال جگہ بالکل بےکار پڑی ہے ۔ چار دیواری ہوئی ہے ' منظور شدہ سکیم کو ختم کیا جا چکا ہے ۔ اگر یہ ایک طرف چھ کروڑ روپے کا اعلان کرتے ہیں تو ساڑھے پانچ کروڑ روپے کی ترقیاتی سکیموں کو تو ویسے ہی انھوں نے ختم کر دیا ہے ۔ یہ حقیقت ہے کہ گوجرانوالہ کو صرف اس وجہ سے سزا دی جا رہی ہے کہ وہ مسلم لیگی ذہن رکھنے والوں کا شہر ہے ۔ اور وہاں سے تمام کے تمام نمائندے مسلم لیگ سے تعلق رکھتے ہیں ۔ جناب سپیکر! اگر انھوں نے چھ کروڑ روپے کی اضافی رقم دی ہے ۔ پتا نہیں آتی ہے یا نہیں آتی لیکن کم از کم وہ سکیمیں جو منظور شدہ اور جو بجٹ میں reflect تھیں اور جن کے لیے فنڈز جاری ہو چکے تھے۔ اور جن پر عملی طور پر تھوڑا بہت کام شروع ہو چکا ہے ۔ کم از کم اس بارے میں تو undertaking دیں کہ ان سکیموں کو منظور کیا جائے گا۔

جناب سپیکر : وزیر قانون کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب ایس اے حمید ، وزیر قانون floor of the House پہ جواب دے رہے ہیں اگر پنجاب حکومت کی طرف سے گرانٹ نہ دی گئی اور یہ گرانٹ گوجرانوالہ کے اپنے وسائل سے جمع کر کے وہاں پر خرچ کریں گے تو میں وزیر قانون کی غلط بیانی پر دوبارہ تحریک استحقاق دوں گا اور دوسرے نمبر پر یہ بتائیں کہ بقایا جو یہ تین کروڑ روپیہ کہہ رہے ہیں وہ کب استعمال کریں گے ۔

جناب سپیکر : ان کو موقع دیجیے ۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق کے لیے بھی دھمکیاں دی جاتی ہیں ۔ تحریک استحقاق تو پہلے ہی موجود ہے اور میں اس کا جواب دے رہا ہوں۔ اگر مزید تحریک استحقاق آئے گی تو اس کا بھی

میں نے جواب دینا ہے ۔ اس کے لیے بھی میں بہر حال تیار ہوں۔ جناب سپیکر! میں نے واضح طور پر یہ بات کہی ہے کہ یہ تین کروڑ روپے کے جو فنڈز ہیں یہ حکومت پنجاب نے جاری کیے ہیں ۔ یہ میونسپل کارپوریشن کے ترقیاتی منصوبہ جات کے فنڈز نہیں ہیں۔ یہ اس سے الگ ہیں ۔ اس کے علاوہ ایسے منصوبہ جات جن کی تکمیل ضروری ہے اور ان پر 60/70 فیصد سے زیادہ کام ہو چکا ہے اور وہ منصوبہ جات اگر اس وقت ادھورے ہیں اور ان کی نشاندہی بیرسٹر عثمان ابراہیم صاحب نے جو کی ہے ان کو بھی ہم مکمل کروا دیں گے ۔ لیکن تحریک استحقاق ہمیشہ specific ہوتی ہے۔ اور specific معاملہ کے حوالے سے مجھے جواب دینا ہے۔ اگر یہ وقفہ سوالات ہو تو اس صورت میں تمام محکموں کے منصوبہ جات چاہے ایجوکیشن کے ہوں ، لوکل گورنمنٹ کے ہوں یا ہاؤسنگ کے ہوں یا کسی بھی محکمے کا ڈویلپمنٹ کا منصوبہ ہے تو میں وقفہ سوالات میں تو اس کا جواب دے سکتا ہوں اگر یہ ضمنی سوال کا جواب چاہیں تو تحریک استحقاق میں نہیں ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر، بات یہ ہے کہ بنیادی طور پر یہ جس طرح کی تحریک استحقاق آئی ہے چونکہ میرا یہ وعدہ تھا کہ آپ نے جو on the floor of the House commitment کی ہے اگر اس میں کوئی کوتاہی یا کمی ہوگی تو میں انھیں موقع دوں گا اور یہ دوبارہ اس پر بات کر سکیں گے ۔ اسی کے پیش نظر میں نے اس تحریک کو circulate کروا دیا تھا اور اسی کے پیش نظر میں نے موقع دیا ہے کہ گوجرانوالہ سے تعلق رکھنے والے دوست جو بات بھی کرنا چاہتے ہیں وہ ایوان میں کر لیں ۔ آپ نے جو وضاحتیں کی ہیں اس کی روشنی میں ، میں سمجھتا ہوں کہ اب ہمارے دوست ایس اے حمید صاحب اس پر اصرار نہیں کریں گے چونکہ آپ نے واضح طور پر کہا ہے کہ تین کروڑ روپے حکومت پنجاب کی طرف سے دیے گئے ہیں اور میں آپ کو یہ حق دیتا ہوں ، آپ کا یہ حق ہے کہ اگر اس میں کوئی غلطی ہوئی یا کوئی ایسا معاملہ ہوا جو وزیر صاحب نے درست بیان نہ کیا ہو تو آپ دوبارہ یہ پوائنٹ لے آئیے گا میں اس کو entertain کروں گا۔

جناب ایس اے حمید ، جناب والا ! وزیر قانون صاحب باقی تین کروڑ روپے کے بارے میں بھی کوئی واضح بیان دے دیں ۔

جناب سپیکر ، ایس اے حمید صاحب اب دیکھیے اس پر اتنی لمبی بات انھوں نے کی ہے اسے آپ کافی سمجھیے۔ مزید کوئی سمجھنے کی بات ہے تو آپس میں بیٹھ کر کر لیجیے ۔ میں وقتی طور پر اسے rule out کرتا

ہوں اور آگے بڑھتے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود ، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی فرمائیے۔

خواجہ ریاض محمود ، جناب سپیکر ! میں آپ کی اس بات پر رولنگ چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت کے جتنے بھی محکمے ہیں ان تمام محکمہ جات کی طرف سے یہاں پر اس ایوان میں جو کارروائی ہوتی ہے وزیر قانون اس کا جواب دیتے ہیں۔ کیا اس سلسلے میں حکومتی سطح پر کوئی خصوصی notification جاری ہوا ہے؟ تاکہ ان کی گفتگو کو قانون کے پیرائے میں ہم دیکھ سکیں اور آنے والے وقت میں جو یہاں پر بحث و مباحثہ ہوتا ہے اس سلسلے میں متعلقہ محکمہ جات جو کارروائی کرتے اس سلسلے میں ہم وہاں تک رسائی پیدا کر سکیں۔ وزیر قانون صاحب صرف یہاں پر مختلف محکموں کی دی ہوئی رپورٹیں پڑھ کر technically ہر چیز کو knock out کرنے کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ اگر یہی سلسلہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ایوان کی بہت بڑی توہین ہے۔ اس سلسلے میں جناب میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ، خواجہ ریاض محمود صاحب نے ایک نکتہ اٹھایا ہے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک تحریک استحقاق کا تعلق ہے اس کا جواب تو کوئی بھی وزیر دے سکتا ہے اور ہاؤس میں عموماً تحریک استحقاق ، تحریک التوائے کار کا جواب وزیر قانون ہی دیتے ہیں۔ کوئی بھی وزیر ہو وہ پوری کابینہ کی نمائندگی کرتا ہے اور ہمارے رولز میں اس بات کی گنجائش موجود ہے۔

A Minister or the Parliamentary Secretary concerned shall have a right to reply

کوئی بھی وزیر اس کا جواب دے سکتا ہے۔ باقی جو آپ نے notification کے بارے میں فرمایا ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ اس کا باقاعدہ notification ہوتا ہے اور ہمارے پاس اس کا ریکارڈ آتا ہے کہ اسمبلی میں مختلف محکموں کے سوالوں کے جواب دینے کا کون سا وزیر ذمہ دار ہے۔ اور اسی کے مطابق سوالات کے جوابات ہوتے ہیں۔ ابھی آپ نے دیکھا کہ کل راولپنڈی کے سیوریج کا مسئلہ تھا تو جناب مشتاق اعوان صاحب نے تفصیل سے اس کا جواب دیا تھا۔ دوسرے وزیر صاحبان بھی اس کے پابند ہیں لیکن یہ right ہے کہ اگر تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار ہے تو کوئی بھی وزیر اس کا جواب دے سکتا ہے بلکہ پارلیمانی سیکرٹری بھی جواب دے سکتے ہیں۔ ایس اے حمید صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے تھے۔

جناب ایس اے حمید : جناب سپیکر ! آپ نے جو حکم صادر فرمایا مجھے تسلیم ہے لیکن وزیر قانون صاحب نے کوئی یقین دہانی نہیں کرائی ۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آج on the floor of the House وزیر قانون صاحب صرف اتنی بات فرما دیں کہ چھ کروڑ روپے کا جو خرچہ ہے یہ کب شروع کریں گے ؟

جناب سپیکر : انھوں نے بتایا ہے کہ 29 ۔ مئی کو اس میں سے تین کروڑ روپے کے ٹینڈر بھی ہو گئے ہیں اگر یہ ساری رقم دے دی جاتی تو اس وقت یہ خرچ نہیں ہو سکتی تھی ۔ اس میں سے ایک رقم انھوں نے دے کر اس رقم کو ایک طرح سے پابند کر لیا ہے کہ وہ رقم صرف اسی کام پر خرچ ہو ۔ بہرحال اگر وہ مزید کچھ کہنا چاہتے ہیں تو فرمائیں ۔ میں نے تو کہا تھا کہ اب اس پر کافی بات ہو گئی ہے لیکن اگر کوئی مزید وضاحت ہے تو آپ ان سے اپنے طور پر لے لیجیے ۔ اب ہم آگے چلتے ہیں ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! اصل میں ایس اے حمید صاحب اس سارے کام میں اپنا نام لکھوانا چاہتے ہیں ۔

جناب سپیکر : آپ ان کا نام لکھ دیجیے ۔

وزیر قانون : اور ہم نے ان کا نام لکھوا دیا ہے ۔ لہذا اب یہ راضی ہو جائیں ۔

جناب سپیکر : بلکہ انھیں اعتراض رہتا ہے کہ دیواروں پر کیوں لکھتے ہیں ' اب بھی لکھا جاتا ہے ۔ آپ دیواروں پر بھی ان کا نام لکھوا دیجیے ۔

وزیر قانون : چونکہ Wall chalking Bill کے یہ بھی mover ہیں اس لیے دیواروں پر تو ہم ان کا نام نہیں لکھوا سکتے لیکن یہ تین کروڑ روپے کے جو فنڈز ہیں یہ جاری بھی ہوئے ہیں ' ٹینڈر بھی ہو گیا ہے ۔ اور ٹینڈر ہونے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس پر حکومت کی طرف سے ساری کارروائی مکمل ہو گئی ہے ۔ اور جو بقایا تین کروڑ روپے کے فنڈز ہیں اس بارے میں بھی میں نے ذکر کیا ہے کہ آئندہ مالی سال میں یہ on going منصوبہ ہو جائے گا ۔ اس لیے آئندہ سال میں یہ فنڈز بھی فراہم ہو جائیں گے ۔

جناب سپیکر : خواجہ محمد اسلام صاحب کی تحریک استحقاق ہے ۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ آج میرے پاس جو بھی کام ہے یہ پورا ہو جائے کیونکہ آج اجلاس کا آخری دن ہے ۔ جی خواجہ صاحب ۔

حزب اختلاف کے اراکین کے حلقوں کے لیے ترقیاتی فنڈز فراہم کرنے کے بارے میں وزیر متعلقہ کی غلط بیانی

خواجہ محمد اسلام ، شکریہ' جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری وعیت کے حامل مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوریدخل ندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے اپنے حلقہ انتخاب پی پی 57 کے لیے سال 1994-95ء کے لیے 44 ترقیاتی سکیمیں تجویز کیں جن کی کل مالیت مبلغ 60 لاکھ روپے ہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے بار بار یہ کہا جاتا رہا ہے کہ تمام ممبران اسمبلی کو بلا امتیاز ترقیاتی فنڈز مہیا کیے جائیں گے تاکہ پورے صوبہ میں یکساں ترقیاتی عمل جاری و ساری ہو۔ یہ یقین دہانی معزز ایوان میں بھی متعدد بار کروائی گئی لیکن عمل اس کے برعکس کیا گیا اور صوبہ بھر میں اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے معزز اراکین اسمبلی کو ترقیاتی فنڈز جاری نہیں کیے گئے۔ جس سے صوبہ بھر میں یکساں ترقی کا نعرہ غلط ثابت ہوا اور جمہوری اداروں ، جمہوری روایات کو سخت دھچکا پہنچا۔ اپنے اس غیرجمہوری ' انتقامی اور سازشی عمل پر پردہ پوشی کی خاطر اکابرین حکومت مختلف اوقات میں مختلف بیان دیتے رہے ہیں۔ گزشتہ اجلاس میں ایسی ہی ایک صورت حال سے دو چار وزیر منصوبہ بندی و ترقیات رانا آفتاب احمد خان صاحب نے ایوان میں یہ بیان دیا کہ ہم نے صرف ان اپوزیشن ارکان اسمبلی کو فنڈز جاری نہیں کیے جنہوں نے ترقیاتی سکیمیں نہیں بھجوائیں۔ وزیر موصوف کا یہ بیان غلط اور حقائق کے منافی ہے اس کے ثبوت میں میں نے اس تحریک کے ساتھ اپنے حلقہ کی ترقیاتی سکیموں سے متعلق لسٹ جو حکومت پنجاب کو (بحوالہ چٹھی نمبر (RD/LD/94-95(57)) بھجوائی گئی لف کی ہے۔ وزیر موصوف نے جان بوجھ کر اس مقتدر ایوان میں غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ جس سے اس ایوان کا تقدس مجروح ہوا ہے۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ تمام معزز اراکین اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور معاملہ کی تہہ تک پہنچ کر کارروائی کی جائے تاکہ آئندہ کسی کو اس ایوان میں غلط بیانی کی جرات نہ ہو بصورت دیگر یہ ایوان ایک مذاق بن کر رہ جائے گا۔

جناب والا ! میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ یہ کہنا نہیں ہے کہ ہمیں فنڈز کیوں نہیں دیتے۔ کہ صرف اس بات کا ہے کہ اگر ایک وزیر جو کہ پورے پنجاب کا وزیر ہے اس کی یہ حالت ہے کہ وہ اس اسمبلی میں بیٹھ کر جھوٹ اور غلط بیانی سے کام لے تو پھر عام شہری کا کیا حال ہو گا؟ اور میں

سمجھتا ہوں کہ اگر اللہ کی ذات کسی کو کسی عہدے سے نوازتی ہے تو پھر اس کا اتنا ظرف بھی ہو چاہیے کہ ببانگ دہل یہ کہے کہ ہاں میں نے یہ کام کرنا ہے یا نہیں کرنا۔ جناب سپیکر ! قصہ یہ ہے کہ میرا حلقہ فیصل آباد کا دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک urban area ہے اور دوسرا rural area ہے جو rural area ہے وہ 279 چک اور اس کے ساتھ ملحقہ جو آبادیاں اعظم آباد، منیر آباد، گلزار کالونی نعمت آباد، سیف آباد پر مشتمل ہے۔ جناب والا ! وہاں پر لوگ انسان ہوتے ہوئے بھی حیوان زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہاں پر پینے کا پانی، سیوریج، سولنگ اور نالیاں بھی میسر نہیں ہیں۔ سوئی گیس تو وہاں کے لوگوں کے لیے عیاشی کا مقاضی ہے۔ جناب سپیکر ! آپ نے بھی ایک دفعہ اس ایوان پر یقین دہانی کرائی تھی کہ اسمبلی کے سارے معزز اراکین کو فنڈز دیے جائیں گے میں ان سے صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ اگر یہ نہیں دیتے تو پھر اسی بات کو explain کریں کہ ہم نے یہ فنڈز نہیں دیئے۔ یہاں پر بیٹھ کر یہ وعدہ کرتے ہیں لیکن باہر اس پر عمل نہیں کرتے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر ، خواجہ صاحب! اس پر آج پہلے بھی واضح طور پر بات تو ہو چکی ہے۔ میرا خیال ہے آپ اسی بات پر concentrate کیجیے کہ کیا وزیر موصوف جناب رانا آفتاب احمد خان صاحب نے جو کچھ کہا وہ صحیح تھا یا نہیں۔ اس پر تو بات ہو سکتی ہے اور میرا خیال ہے کہ رانا صاحب تشریف رکھتے ہیں انھیں موقع دینا چاہیے کہ وہ اس پر بات کر لیں۔ جی رانا صاحب۔

چودھری شوکت داود ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، رانا صاحب ذرا چودھری شوکت داود صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر بھی سن لیتے ہیں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! میرا بھی ساتھ ہی جواب آ جائے گا۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر بھی اسی سے related ہے۔ جناب والا! میں ذرا آپ کی توجہ چاہوں گا۔

جناب سپیکر ، جی فرمائیں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! سب ممبران کی جو تحاریک استحقاق ہیں کل بھی اور آج بھی take up کی گئی ہیں۔ اور میری تحریک بھی رانا صاحب سے متعلقہ تھی جس کا آپ نے چیمبر میں قتل عام کر دیا۔ تو میری بھی یہی گزارش ہے اور رانا صاحب کو ساری پوزیشن کا پتا ہے۔ تو اگر اس کو بھی ساتھ ملا کر جواب دے سکتے ہیں تو میں مشکور ہوں گا۔

جناب سپیکر : بہر حال ان کا جواب سنتے ہیں امید ہے آپ مطمئن ہوں گے ۔

وزیر پلاننگ و ڈویلپمنٹ(جناب آفتاب احمد خان): جناب سپیکر ! 17 مئی کو جو اجلاس ہوا اس میں میں نے ایک سٹیٹمنٹ دی تھی اور اس سٹیٹمنٹ کی یہ وضاحت ہے کہ کوئی بھی پیسہ کسی ممبر کے نام پر نہیں رکھا جاتا ۔ ایک سپیشل لوکل ڈویلپمنٹ پروگرام ہوتا ہے اس کے لیے رقم مختص کی جاتی ہے ۔ اور جو وہ رقم ہوتی ہے وہ needs ہوتی ہے کہ کس علاقے کو کتنی ضرورت ہے یا نہیں ہے ۔ یہ پیسے ممبرز کو نہیں دیے جاتے ۔ نمبر دو انھوں نے کہا ہے کہ میں نے غلط بیانی کی کہ مجھے ان کی سکیمیں موصول نہیں ہوئی ہیں ۔ کچھ سکیمیں بالکل موصول نہیں ہوئی تھیں ۔ کچھ سکیمیں موصول ہوتی ہیں ان پر اعتراضات ہوتے ہیں ۔ وہ criteria fall نہیں کرتیں وہ دوبارہ concerned department کو یعنی ڈپٹی کمشنر کو بھیج دی ہیں ۔ مثال کے طور پر ایک سکیم کارپوریشن کی حدود میں ہوتی ہے ۔ ہم کہتے ہیں کہ یہاں پر پہلے کہیں کام تو نہیں ہوا یہ پانچ لاکھ کی سکیم ہو ۔ دو سال پہلے نہ ہو اور دو سال بعد میں نہ ہو۔ تاکہ یہ duplication نہ ہو جائے کہ ایک سکیم پر تین تین جگہ پیسے نہ چلے جائیں ۔ secondly جب سکیم مکمل ہو تو وہ hand over ہو ۔ میں نے قطعاً یہ نہیں کہا معزز رکن کی جو سکیمیں ہیں یہ ہمیں پہلے 04-04-1995 کو بھجوائی گئی تھیں ۔ ہم نے اس کو scrutinize کیا ۔جو اعتراضات تھے وہ لگا کر 16 اپریل 1995ء کو دوبارہ واپس بھیج دی گئی ہیں ۔ ہمیں جونہی موصول ہوں گی اور وہ criteria پہ fall کر جائیں گی تو اس کی advice issue ہو جائے گی۔ میں پھر بھی یہی کہتا ہوں کہ سکیمیں بھجوانا' ہمارے پاس آنی' اس کو process کرنا' criteria پہ fall کرنا پھر ہم اس کو فنڈز allocate کر دیتے ہیں اور advice issue کر دیتے ہیں ۔ ان کی تحریک استحقاق اس لیے بھی نہیں بنتی کہ نہ تو اس میں ان کا نام لیا گیا تھا اور نہ ہی یہ کہا گیا تھا کہ خواجہ اسلام صاحب کی سکیمیں موصول نہیں ہوئیں ۔ اگر آپ چاہیں گے تو میں اس کی پوری تفصیل کہ جن ممبروں کے پیسے چلے گئے ہیں اور جن کی سکیمیں process ہیں وہ لسٹ میں آپ کو مہیا کر دوں گا۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں اتنا عرض کروں گا کہ یہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کا نام نہیں لیا لیکن جناب والا! حقیقت یہ ہے کہ 17 کے بعد جب 18 تاریخ کو اخباروں میں جو نام چھپے ہیں ان میں میرا نام بھی شامل ہے کہ ان ممبران کی سکیمیں نہیں آئیں ۔

چودھری شوکت داؤد : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جناب شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں ۔

چودھری شوکت داود، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر پر بولا تو ایک ہی پوائنٹ پر جاتا ہے کیونکہ وزیر موصوف نے بڑی تفصیل کے ساتھ اپنا جواب دیا ہے ۔ اگر کہیں تو میں بھی اس کا جواب دوں کہ کس طرح سکیمیں دی جاتی ہیں اور کن ممبران کو دی جاتی ہیں ۔ وہ تو آپ بھی سمجھتے ہیں میرا خیال ہے کہ اس کی ضرورت نہیں ہے کہ کیا طریق کار ہے ۔جناب والا! ان کے کہنے پر میری ان کے ساتھ دو تین ملاقاتیں ہوئی ہیں اور انھوں نے میرے ساتھ جو commitment کی ہے ۔ اور جو اعتراضات تھے وہ remove کر کے میری فائل مکمل ہو کر آفس میں آ گئی ہے ۔ حتیٰ کہ انھوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ آپ کی فائل پر دستخط ہو چکے ہیں ۔ میں تو اس چیز کا جواب چاہتا ہوں اگر مطمئن کر سکیں تو۔ جناب والا! میں آپ کے توسط سے یہی گزارش کروں گا کیونکہ میں جانتا ہوں چونکہ جب بھی یہ ملتے ہیں ابھی پانچ منٹ پہلے بھی ملاقات ہوئی ہے بڑی محبت سے ملتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میرے بس میں نہیں ہے ۔ تو یہ کیوں نہیں کہتے کہ ان کو روکا گیا ہے ۔ یہ سچائی سے کام کیوں نہیں لیتے کہ وزیر اعلیٰ نے ان کو روکا ہے ۔ میرا تو صرف یہی اعتراض ہے ۔ یہ باہر تو off the record کہتے ہیں کہ میرے بس میں جو ہے میں حاضر ہوں۔ تو بتا دیں کہ جن لوگوں کے فنڈز روکے گئے ہیں ان کے ناموں کے آگے red mark کیا گیا ہے کہ ان کے فنڈز ریلیز نہیں کرنے تو ہم مطمئن ہو جائیں گے پریس میں بھی آ جائے گا ۔ ورنہ اس وجہ سے بھی ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ شاید آپ اس اہل نہیں ہیں جب کہ باقی ممبران کو فنڈز ریلیز ہو چکے ہیں اور آپ ریلیز نہیں کروا سکے ۔

چودھری اختر رسول : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، پہلے میاں عبدالستار صاحب ان کے بعد آپ ۔ جی میاں صاحب۔

میاں عبدالستار : جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کی بات کو مانتا ہوں کہ جو ترقیاتی فنڈز ہوتے ہیں یہ کسی ممبر کو نہیں دیے جاتے بلکہ concerned MPA نے صرف سکیمیں دینی ہوتی ہیں اور حکومت کا کام ہوتا ہے کہ ان کو implement کیا جائے ۔ میں حلقہ 124 کا ایم پی اے ہوں میں نے اپنی ساری کی ساری سکیمیں بر وقت دیں ۔ ان پر اعتراضات لگے میں نے وہ سارے کے سارے اعتراضات waive کیے اور پھر اتفاق کی بات ہے کہ میں سیکرٹریٹ جا کر رانا صاحب کے چیمبر میں ان سے ملا تھا ۔ بہت مہربانی کہ یہ بڑی شفقت سے پیش آئے اور انھوں نے اس وقت یہ کہا تھا کہ (آوازیں چائے پلائی تھی)

خواجہ ریاض محمود صاحب میرے ساتھ تھے چائے اور بسکٹ بھی کھلائے گئے تھے ۔ جناب والا! میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ لاہور میں میاں عبدالواجد ہمایوں ' عبیدا اللہ شیخ ' خواجہ ریاض محمود ' میاں عبدالستار ' چودھری اختر رسول ' میاں شہباز شریف ' اور حاجی مقصود احمد ' یہ اراکین اسمبلی ہیں جنھیں فنڈز نہیں دیے گئے ۔ ان کی تمام کی تمام سکیمیں بر وقت submit کی گئیں تمام کے تمام اعتراضات waive کر دیے گئے ۔ اور مجھے impression یہ ملا ہے کہ شاید پورے پنجاب میں 20 یا 21 اراکین اسمبلی ہیں جن کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ انھیں محترم قائد ایوان کی اجازت کے بغیر فنڈز نہ دیے جائیں ۔ میں نے جو یہ نام بولے ہیں یہ نام اس لسٹ میں شامل ہیں ۔ جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ فنڈز کسی ایم پی اے کی ذات پر خرچ نہیں ہوتے ۔ یہ وہاں کی پبلک کی بہبود پر خرچ ہوتے ہیں ۔ یہ فنڈ public exchequer ہے اور اسے پبلک کی فلاح و بہبود پر خرچ ہونا ہے ۔ کوئی آدمی اس کا ٹھیکہ دار نہیں ہے ۔ میری یہ گزارش ہے کہ جب باقی اپوزیشن کے 77 ایم پی ایز کو یہ فنڈز دیے گئے ہیں تو یہ جو 22 ایم پی ایز کی علیحدہ لسٹ بنالی گئی ہے انھیں فنڈز کیوں نہیں دیے جا رہے ؟

راجہ ریاض احمد ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، نہیں اس سے پہلے میں نے اختر رسول صاحب سے وعدہ کیا تھا۔ جی اختر رسول صاحب۔

چودھری اختر رسول، جناب سپیکر! میاں عبدالستار صاحب نے اشارہ کر دیا ہے ۔ جبکہ حکومتی بنچز سے تعلق رکھنے والے اراکین اسمبلی کے 94-1993ء کے اور 95-1994ء کے جو فنڈز ہیں ۔ ان کی سڑکیں بھی بن گئی ہیں اور وہ سڑکیں بن کر ٹوٹ بھی گئی ہیں ۔ اور ہمارے فنڈز وزیر صاحب کے قدموں کی طرح لڑکھڑا رہے ہیں اور وہ P& D کے دفتروں کے چکر لگا رہے ہیں ۔ بس آپ سے یہی گزارش ہے ۔

جناب سپیکر ، بات یہ ہے کہ فنڈز کے سلسلے میں آج صبح بھی بات ہوئی ۔ محترم ظفر علی شاہ صاحب نے ایک نکتہ اٹھایا تھا اس پر میں نے خاص طور پر لاء منسٹر صاحب سے کہا ہے کہ یہ معاملہ روز زیر بحث آتا ہے ۔ اب بھی اس پر تفصیل کے ساتھ بات ہوئی ہے ۔ میں نے سب کو موقع دیا ہے ۔ بہتر یہی ہے کہ حکومت کی طرف سے ایک واضح پالیسی کا اعلان کیا جائے ۔ اور وہ جو پالیسی اعلان کرے وہ وہ ہونی چاہیے جس پر انھوں نے عمل بھی کرنا ہے ۔ تو اب اس بحث کو آگے نہیں لے جاتے جو یہ سارے سوال اٹھے ہیں ! اگر وزیر موصوف نے ان کا کوئی جواب دینا ہے تو ٹھیک ہے ۔

وزیر پلاننگ و ڈویلپمنٹ، جناب والا! میری یہی گزارش ہے کہ گورنمنٹ کی پالیسی یہی ہے کہ ہر

حلقے میں ترقیاتی کام ہوں گے ۔ آپ دیکھیں کہ میاں ستار صاحب نے خود admit کیا ہے کہ 77 ممبران کو فنڈز ریلیز ہو گئے ہیں ۔ ان کو SAP سکولوں کا بھی جا رہا ہے ۔ upgradation بھی مل رہی ہیں ان کے نئے سکولوں کو بھی مل رہے ہیں shelterless building کا بھی ہو رہا ہے جو receive ہو رہے ہیں۔ جناب والا! میں receive کا لفظ کہہ رہا ہوں ۔ اس کے بعد جو سکیمیں criteria پہ fall کر جائیں گی ۔ ان کو approve کرنا اور advice issue کرنا گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے ۔ جو سکیمیں criteria پہ fall نہیں کریں گی وہ کبھی بھی منظور نہیں کی جائیں گی۔

راجہ ریاض احمد ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، راجہ صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں ؟

راجہ ریاض احمد ، جناب سپیکر! ابھی اپوزیشن کی طرف سے بھی کہا جا رہا ہے اور وزیر موصوف نے بھی کہا ہے کہ اپوزیشن کے 77 ممبران کے فنڈز ریلیز کر دیے گئے ہیں ۔ اور اپوزیشن کے کوئی 25/20 ایسے ممبرز ہیں جنھیں فنڈز ریلیز نہیں کیے گئے ۔ تو کیا اس کا مطلب یہ سمجھا جائے کہ پاکستان مسلم لیگ نواز گروپ کے ساتھ 25/20 آدمی رہ گئے ہیں ۔ خواجہ صاحب کے فنڈز ریلیز ہو گئے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر ، جی نیازی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر! ابھی رانا آفتاب صاحب نے فرمایا ہے کہ criteria کے مطابق ترقیاتی سکیموں کی منظوری دی جائے گی ۔ اس criteria کے بارے میں میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ یہ اس criteria کو واضح کر دیں کہ کیا میرے جیسے ممبران بھی حکومت کے criteria میں آتے ہیں یا نہیں آتے ۔ کیونکہ میری سکیمیں بھی P&D میں داخل ہو چکی ہیں ۔ ڈپٹی کمشنر نے وہ ایک مہینہ اپنے پاس رکھیں اور اس کے بعد بڑی مشکل سے P&D میں بھجوائی گئیں ۔ آیا رانا آفتاب صاحب کا اب تو کوئی عذر نہیں ہے نا کہ یہ کہہ رہے تھے کہ جو سکیمیں آ رہی ہیں ہم ان کو approve کر کے بھیج رہے ہیں۔ اب میری سکیموں کے بارے میں رانا صاحب کی کیا پالیسی ہے اور گورنمنٹ کی کیا پالیسی ہے اور رانا صاحب کے کیا خیالات ہیں ؟ اس کے بارے میں میں criteria پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ، دیکھیں میں نے اس پر واضح بات کی ہے اگر الگ الگ یہ مسئلے اٹھائے گئے اور اس پر

بحث شروع ہوئی ۔ میرا کیا بنے گا؟ میری فلاں سکیم کا کیا بنے گا؟ میں نہیں سمجھتا کہ ایک تحریک استحقاق کے حوالے سے اتنی تفصیل سے بات ہو سکتی ہے (قطع کلامیاں) I call the House to order شیرازی صاحب اور وزیر بلدیات صاحب سے بھی گزارش ہے کہ مہربانی فرمائیں اور ہاؤس کی طرف متوجہ ہوں ۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ میں نے حکومت سے خاص طور پر تاکیداً آج یہ کہا ہے کہ فنڈز کے سلسلے میں ایک واضح پالیسی ہاؤس میں بیان کر دیں اور وہ پالیسی ایسی ہونی چاہیے جس پر سنجیدگی سے عمل بھی کرنا ہے ۔ تاکہ یہ روز روز کا مسئلہ جو ہے وہ حل ہو سکے ۔ ہاؤس جو روز اس پر وقت خرچ کرتا ہے اس سے نجات مل سکے ۔ ان سارے سوالات کا میں نے صرف اس لیے موقع دیا ہے کہ وزراء صاحبان بھی تشریف رکھتے ہیں اور وہ یہ سن لیں کیا issues ہیں؟ کیا معاملات ہیں، مختلف اراکین کو کیا چیزیں پریشان کر رہی ہیں ۔ تاکہ جب یہ پالیسی کا اعلان کریں تو ان سارے سوالات کو اس میں cover کیا جا سکے ۔ میں اس ساری بحث کے بعد---

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! میں اس میں چھوٹی سی گزارش کروں گا---

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ ابھی ٹھہر جائیں میں اپنی بات مکمل کر لوں ۔ خواجہ محمد اسلام صاحب کی تحریک استحقاق جو ہے میں اسے رول آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! تحریک استحقاق کی بات اپنی جگہ پر لیکن میں اپنے علاقے کی یہاں پر نمائندگی کر رہا ہوں کیونکہ وہاں سے میں منتخب ہو کر آیا ہوں اور میں اگر اپنے علاقے کی بات نہیں کروں گا تو پھر مجھے یہاں بیٹھنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ یہاں پر کوئی جمہوریت کا چیمپئن بنتا ہے اور کوئی فروغ تعلیم کا چیمپئن بنتا ہے اور کوئی ڈویلپمنٹ کا چیمپئن بنتا ہے ۔ جناب سپیکر! اگر میں یہاں بیٹھ کر اپنے علاقے کی نمائندگی نہیں کر سکتا تو پھر یہاں بیٹھنے کا میرا کوئی فائدہ نہیں ہے اور میرے لیے سب سے زیادہ ضروری اور اہم چیز علاقے کی ڈویلپمنٹ ہے ۔ یہاں پنجاب کے نقشے پر صرف دو شہروں کے نام ہی درج ہیں ایک ڈیرہ غازی خان (چوٹی) کا نام ہے اور دوسرا وساوے والا ہے ۔ اس کے علاوہ پنجاب کے نقشے میں کوئی اور شہر ہی درج نہیں ہے اور پورے پنجاب کے بجٹ کے ساتھ یہ دو شہر منسلک ہیں۔

جناب سپیکر: نیازی صاحب آپ تسلی رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! تسلی نہیں ہو سکتی ۔ پچھلے سال بھی آپ باتوں سے تسلی

کرواتے رہے ہیں ۔ اس سال پھر وہی تسلیاں شروع ہو گئی ہیں ۔ آپ لوگ نہ تو اپنی زبان پر قائم رہتے ہیں اور نہ ہی کسی وعدے پر قائم رہ سکتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر، آپ لوگ سے آپ کی کیا مراد ہے ؟

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! آپ بھی ان میں شامل ہیں ' آپ نے ہمیں گارنٹیاں دی تھیں اور آپ نے پچھلے سال ہمیں وعدے دیے تھے اور آپ نے اس مسئلے کو پورا کرنے کا یقین دلایا تھا لیکن اس کا جو حشر ہوا تھا وہ سب گواہ ہیں اور آج وزیر موصوف محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے۔۔۔

جناب محمد ظہیر الدین خان ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! پریس گیلری میں پریس کے دوست موجود نہیں ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، وہ پنجاب میں پولیس گردی کا نشانہ بننے والے صحافیوں پر تشدد کے خلاف واک آؤٹ کر گئے ہیں۔

جناب سپیکر ، نیازی صاحب! آپ نے اپنے علاقے کی بات کر لی ہے آپ اب تشریف رکھیے ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! یہ بات آپ کے لیے بڑی irritating ہو گی لیکن میرے لیے نہایت اہم ہے ۔ میں آپ کو یہ بتا دوں کہ اگر میں اپنے علاقے کی ڈویلپمنٹ کے لیے fight نہیں کر سکتا تو پھر میرے یہاں بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر، آپ کیسی fight کرنا چاہتے ہیں؟

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! یہ criteria بتائیں کہ کس criteria کے تحت ڈویلپمنٹ فنڈز دیے جاتے ہیں؟

جناب سپیکر، مسٹر نیازی! آپ کو میری بات سننی پڑے گی ۔ آپ تشریف رکھیے میں بات کر رہا ہوں۔ آپ بیٹھیے ۔ میں نے آپ کو واضح طور پر بتایا ہے اور تمام ہاؤس کو واضح طور پر بتایا ہے کہ میں نے دو دفعہ آج اس ہاؤس میں حکومت کو کہا ہے کہ وہ اس سلسلے میں کوئی واضح پالیسی دے اور واضح پالیسی کا مقصد یہ ہے کہ وہ جو بھی criteria متعین کرے وہ بتائے ؛ اور آپ ہی کے دوستوں کے مختلف بیانات کے تحت یہ فیصلہ کیا گیا ہے اور جب یہ فیصلہ ہوا ہے تو اب اس پر زیادہ احتجاج نہ کریں ۔ آپ نے حاضری لگوا لی ' آپ نے اپنی بات کر لی اور آپ نے زور سے جو کہنا تھا کہہ لیا۔ میں نے سنا ہے اور

اس کے مطابق فیصلہ ہوا ہے ۔ اب آپ آخر کتنی دیر اس پر مزید تقریر کرنا چاہتے ہیں؟

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! حاضری لگوانا مقصد نہیں ہے ۔ آپ لوگ کیوں سمجھتے ہیں کہ حاضری لگوا دی جائے تو کام پورا ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: اچھی بات ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! ایک چھوٹی سی بات ہے ایک منٹ میں ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر آج اجلاس کا آخری دن ہے۔

جناب سپیکر: اور آپ کو یہ بھی پتا ہونا چاہیے کہ ایک بجے تک اجلاس کا وقت ہے اب آپ کی مرضی ہے کہ ایک بجے تک تقریر کریں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! آج اجلاس کا آخری دن ہے اور آج کے بعد چودہ پندرہ تاریخ کو بجٹ اجلاس ہو گا۔ اگر ہم بھی ریکوزیشن دیں تو پھر بھی وہی تاریخ بنتی ہے ۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس وقت تک فنڈز lapse ہو جائیں گے اور سب چیز ختم ہو چکی ہوگی ۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس سے پہلے یا تو کوئی کمیٹی بنا دیں جو دو تین دن کے اندر آپ کے چیمبر میں آپ کو فیصلے سے آگاہ کر دے اور کوئی ایسا طریق کار واضح کرے تاکہ ان معاملات کو جلد ازجلد نمٹایا جا سکے ۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! آپ نے بجا طور پر کہا ہے کہ ڈویلپمنٹ فنڈز کے سلسلے میں ایک واضح پالیسی اور اصول کا اعلان ہونا چاہیے اور یہ اعلان اس سے پہلے یہاں پر ہو چکا ہے ۔ جناب وزیر منصوبہ بندی نے واضح طور پر یہاں پر اعلان کیا تھا کہ پنجاب کے تمام صوبائی حلقوں میں ساٹھ ساٹھ لاکھ روپے کے ترقیاتی فنڈز منظور کیے جائیں گے ۔ اور انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ میں نے کابینہ سے اس سلسلے میں واضح طور پر ہدایات حاصل کر لی ہیں کہ اس سلسلے میں کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا ۔ اور خود دستور نے بھی جناب والا! یہ تحفظ دیا ہے کہ انسانوں اور علاقوں میں کوئی امتیاز نہیں روا رکھا جا سکتا ۔ جناب وزیر منصوبہ بندی اس اعتبار سے تعریف کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بیشتر معاملات میں بیشتر cases میں سکیمیں منظور کر کے بھیجی ہیں لیکن جن حلقوں کو امتیاز کا نشانہ بنایا گیا ہے یا ان کے ساتھ انتقامی کارروائی کی جا رہی ہے ۔ آپ کا فرض ہے کہ ہاؤس کے کسٹوڈین کی حیثیت سے اس اصول پر سچے دل سے عمل درآمد کروانے کے لیے عملی اقدامات کریں ۔ اور یہ یقینی بنائیں کہ ان کے اعلان اور

کابینہ کی پالیسی کے مطابق تمام حلقوں میں ترقیاتی منصوبے منظور کیے جانے چاہییں۔ کیونکہ یہ فنا
کسی کی جاگیر نہیں ہیں کسی کی صوابدید نہیں ہے ۔ یہ پنجاب کے عوام کے ٹیکسوں کی آمدنی ہے
ترقیاتی منصوبوں کی شکل میں ان کو لوٹائی جا رہی ہے اور کسی بھی علاقہ کو اس سے محروم نہیں کیا
سکتا۔ اس لیے میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اصول پہلے سے طے ہے اسی کے مطابق اپوزیشن
کے ۷۷ اراکین کی ترقیاتی سکیمیں منظور ہو چکی ہیں ۔ تو پھر یہ واضح بات ہے کہ اگر ۷۷ اراکین اپوزیشن
کی سکیمیں منظور ہو سکتی ہیں تو پھر بائیس یا پچیس اراکین کی کیوں منظور نہیں کی جا سکتیں ۔
خالصتاً امتیاز ہے ' انتقام ہے اس پر آپ کو مداخلت کرنی چاہیے ۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! بڑی مدت سے سالہا سال سے ہم اسمبلیوں میں اکٹھے رہے ہیں
اور آپ کی نوازشات میں کبھی کمی نہیں ہوئی ۔ ایک آخری نوازش جو آپ نے کی ہے کہ میرا نکا
آپ نے ایک بانجھ قسم کی سٹینڈنگ کمیٹی سے کر دیا ہے ۔ یعنی سٹینڈنگ کمیٹی فنانس۔ اس کی آ
تک ایک میٹنگ ہوئی ہے جس میں چیئرمین چنا گیا اور اس کو موٹر دلوانے کے لیے اور دیگر رعایات مہ
کرنے کے لیے میٹنگ ہوئی ۔ مجھے یقین ہے کہ اگر اس اسمبلی کی بقایا تین سال ٹرم رہ بھی جائے ت
اس کے باوجود بھی کبھی اس سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ نہیں ہوگی ۔ اس لیے میں آپ سے یہ گزارش
کرتا ہوں اور میں نے آپ کے پاس اپنا استعفیٰ بھی بھجوایا ہے ۔ عطاء تو یہ لکھائے تو ۔ آپ کسی او
ممبر کو یہ نوازش کریں اور اس کو oblige کریں ۔ میں اس کمیٹی کا ممبر نہیں رہنا چاہتا ۔

جناب سپیکر ، آپ کا استعفیٰ مجھے مل گیا ہے میں اس پر فیصلہ بعد میں کروں گا۔

چودھری اعجاز احمد آف میانہ چک، جناب سپیکر! یہاں پر ڈویلپمنٹ فنڈز کی بات ہو رہی ہے ۔ میرا
حلقہ انتخاب وزیر قانون صاحب کے ساتھ ہے پچھلے دو سالوں سے میرے حلقہ انتخاب میں ایک روپے کا
ترقیاتی فنڈ نہیں ملا جب کہ وزیر قانون صاحب ....

جناب سپیکر ، سارے اراکین اسمبلی نے اپنے حلقے کی نمائندگی کا فریضہ آج ہی ادا کر دینا ہے یا بجٹ
اجلاس کے لیے بھی کچھ رکھنا ہے؟

چودھری اعجاز احمد آف میانہ چک، جناب والا! وزیر قانون صاحب بتا سکتے ہیں کہ ان کے حلقے میں
اب تک کتنے فنڈز جا چکے ہیں ؟ جناب والا! ان کے حلقے میں کروڑوں روپے کے فنڈز جا چکے ہیں جو کہ
ناانصافی ہے ۔

جناب سپیکر ، میں اس بحث کو wind up کرتا ہوں اور میں ایک دفعہ پھر حکومت سے کہتا ہوں کہ مہربانی سے ترقیاتی فنڈز کے سلسلے میں واضح پالیسی کا ہاؤس میں اعلان کریں اور یہ پالیسی ایسی ہونی چاہیے جس پر حکومت سنجیدگی سے عمل بھی کرے۔ اور میں اس سلسلے میں کوئی لمبی مہلت بھی نہیں دے رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگلا جو بجٹ سیشن ہے اسی کے دوران انہیں واضح بیان یہاں اسمبلی کے ایوان میں پیش کرنا چاہئے۔ اس کے بعد ہم آگے بڑھتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ ارشد عمران سلہری صاحب ' میاں عمران مسعود ' جناب منشاء اللہ بٹ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر ا ہے ۔ اسے جواب کے لیے پینڈ کیا گیا تھا۔ وزیر تعلیم یا وزیر قانون اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہیں گے ۔

پنجاب یونیورسٹی کی جانب سے امتحانات کے نتائج میں تاخیر

(---------جاری)

وزیر قانون، جناب سپیکر ! یہ تحریک التوائے کار اس امر کے بارے میں تھی کہ پنجاب یونیورسٹی نے اکنامکس پارٹ ون کے نتیجہ کے اعلان کے بغیر پارٹ ٹو کے امتحانات کا شیڈول جاری کر دیا ہے اور اس وجہ سے فاضل رکن اسمبلی نے کہا کہ اس تحریک کو منظور کیا جائے۔ جناب والا! صورت حال یہ ہے کہ ایم اے ' ایم ایس (سی) پارٹ ون 1993ء کے امتحانات اکتوبر ' نومبر 1994ء کو منعقد ہوئے ۔ اور مختلف مضامین کا اعلان پچھلے چند مہینوں کے دوران کیا گیا ہے۔ جن میں تقریباً اکیس (۲۱) مضامین کے امتحانی نتائج کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ البتہ صرف اکنامکس ' فزیکل ایجوکیشن اور applied سائیکالوجی کے نتائج کا اعلان ہونا باقی ہے۔ اکنامکس پارٹ ون کا نتیجہ بھی موصول ہوچکا ہے ۔ اور اس کا آئندہ چند روز میں اعلان کردیا جائے گا۔ جناب والا! جہاں تک امتحانات کے شیڈول کے جاری ہونے کا تعلق ہے یہ پارٹ ون یا پہلے امتحانات کے نتائج سے منسلک نہیں ہوتا۔ ویسے مختلف امتحانات کے شیڈول کا آٹھ آٹھ دس دس مہینے اور بعض اوقات ایک ایک سال پہلے اعلان کردیا جاتا ہے۔ اور یہ اتنا عرصہ پہلے امتحانی شیڈول کا اعلان اس لیے کیا جاتا ہے کہ طلباء کو اگلے امتحان کی تاریخ کا بروقت علم ہو۔ اور وہ اپنی پڑھائی بھی اسی شیڈول کے مطابق کرسکیں۔ اور ایم اے ' ایم ایس (سی) کے امتحانات جن کے بارے میں انہوں نے

اعتراض کیا ہے یہ متعلقہ شعبہ جات کے سربراہوں اور پروفیسر صاحبان کے مشورے سے کیا گیا ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ مناسب بھی یہی ہے کہ امتحانات کی تاریخوں کا اعلان امتحان سے کافی وقت پہلے کیا جانا چاہئے۔ جہاں تک ان کا یہ کہنا ہے کہ پارٹ ون کا نتیجہ نکالے بغیر پارٹ ٹو کی تاریخ کا اعلان بے چینی کا باعث بنا ہے۔ یہ بات درست نہیں ہے۔ کیونکہ قواعد کے مطابق ایک امتحان کا نتیجہ شائع ہونے اور دوسرے امتحان کے انعقاد میں تقریباً چار ہفتے سے بھی زیادہ کا وقت دیا گیا ہے۔ اور یونیورسٹی کے نئے شیڈول کے مطابق پارٹ ٹو کے امتحانات ۱۲ اگست ۱۹۹۵ء میں ہونے ہیں۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ متعلقہ محکمے نے، ادارے نے کوئی ایسی غیر قانونی بات نہیں کی جس کی بنیاد پر یہ تحریک التوائے کار بنے۔ اس لیے یہ مناسب وقفے کی بنیاد پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک التوائے کار خلاف ضابطہ ہے۔

جناب ایس اے حمید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی فرمایئے۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا! اس وقت پریس گیلری میں کوئی بھی صحافی موجود نہیں ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ حکومتی ارکان کو حکم فرمائیں کہ وہ انہیں لے کر آئیں۔ کیونکہ ایسے تو کارروائی کا فائدہ ہی کوئی نہیں۔

جناب سپیکر: ابھی میرے علم میں یہ لایا گیا ہے کہ پریس گیلری کمیٹی ملتان میں ہونے والے واقعہ پر جو ایک اخبار نویس اسلم گوہر کے ساتھ پولیس کی طرف سے رونما ہوا۔ اپنے فیصلے کے مطابق علامتی واک آؤٹ کر رہے ہیں۔ یہ پریس گیلری کے سیکرٹری مسٹر امجد نے مجھے اطلاع دی ہے۔ لاء منسٹر اس سلسلے میں آپ کے علم میں کچھ ہے اور آپ اس سلسلے میں کچھ یقین دہانی کرا سکتے ہیں؟

وزیر قانون: جناب والا! یقیناً اسلم گوہر ایک صحافی ہیں اور پریس گیلری کے صحافیوں کا مذکورہ صحافی کے ساتھ پولیس تشدد کے حوالے سے علامتی واک آؤٹ ان کی صحافتی ذمہ داریوں کا بھی ایک حصہ ہے۔ انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار علامتی واک آؤٹ کے ذریعے کردیا ہے۔ وہ اس معاملے کو حکومت کے نوٹس میں جس سنجیدگی سے لانا چاہتے تھے ان کا وہ فرض بھی پورا ہوگیا ہے۔ وہ ایوان کی گیلری میں واپس تشریف لے آئیں۔ میں اسلم گوہر کے ساتھ ہونی والی زیادتی کو انصاف کے تقاضوں کے مطابق اس معاملے کی تفتیش، اور اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے انہیں یقین دہانی کراتا ہوں۔

جناب سپیکر، میں آپ کی اس یقین دہانی کو دہراتا ہوں کہ حکومت اسلم گوہر کے ساتھ ہونے والے واقعہ کا فوری طور پر موثر نوٹس لے۔ اور ساتھ ہی آپ نے جو درخواست کی ہے کہ پریس گیلری اپنے علامتی واک آؤٹ کو ختم کرکے واپس گیلری میں آجائے۔ تو میں بھی پریس والے دوستوں سے کہتا ہوں کہ وزیر قانون کی اس یقین دہانی کے بعد وہ واپس اپنی جگہ پر تشریف لے آئیں۔ امید ہے کہ حکومت اپنے قول کے مطابق ' اپنے وعدے کے مطابق مناسب اور موثر کارروائی اور فوری طور پر کارروائی کرے گی۔

(اس مرحلہ پر صحافی حضرات پریس گیلری میں واپس تشریف لے آئے۔)

جی سلہری صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے تھے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! بہتر تو یہ تھا کہ اس تحریک التوائے کار کا جواب متعلقہ وزیر' وزیر تعلیم دیتے۔ مگر مہربانی ہے وزیر قانون صاحب کی کہ تمام محکموں کے جوابات دینا ان کے ذمے ہیں۔ جناب والا! بات یہ تھی کہ اکنامکس پارٹ ون کا امتحان آج سے دس ماہ پیشتر ہوا۔ اور ابھی تک اس کا رزلٹ نہیں آیا۔ اور وزیر قانون صاحب نے ابھی فرمایا ہے کہ ۱۲۔ اگست ۱۹۹۵ء کو اس کا رزلٹ آنے والا ہے اور جبکہ پارٹ ٹو کے امتحان کا شیڈول دے دیا گیا ہے۔ جناب والا! اس وجہ سے یونیورسٹی کے طلباء کے اندر ' ویسے بھی ہماری ایجوکیشن پالیسی ملک کے اندر یکساں نہیں ہے۔ کہیں کوئی سسٹم ہے اور کہیں کوئی سسٹم ہے۔ اور امتحانات کے اندر بھی سنٹروں میں جو باتیں ہوتی ہیں وہ بھی آپ کے علم میں ہیں۔ تو جناب والا! اس میں انتظامیہ کو اور محکمہ تعلیم کو خصوصی طور پر تعلیم کی طرف توجہ دیتے ہوئے امتحانی سسٹم کو بھی بہتر کرنا چاہئے۔ یونیورسٹی کے اندر ہمارے پاس اس وقت کمپیوٹر کی سہولت بھی موجود ہے لیکن اس کے باوجود آئے دن آپ اخبارات میں بھی پڑھتے ہیں ' اس کی ہم نے تحاریک التوائے کار بھی دی ہیں کہ طلباء بڑی بڑی دور سے وہاں پر اپنی رول نمبر سلپ لینے کے لیے آتے ہیں۔ امتحانات شروع ہوچکے ہیں لیکن ان کو رولنمبر سلپیں جاری نہیں ہوئیں۔ جناب والا! میں اس میں یہ گزارش کروں گا اور اس بات پر زور دوں گا کہ وزیر قانون صاحب اور خصوصی طور پر محکمہ تعلیم امتحانات کے بروقت ہونے اور ان کے انتظامات کی طرف خصوصی توجہ دے۔ شکریہ جناب۔

جناب سپیکر، تحریک التوائے کار جو ارشد عمران سلہری صاحب' میاں عمران مسعود ' جناب منشاء بٹ صاحب نے امتحانوں کے سلسلے میں پیش کی ہے۔ اس کو اسی لیے circulate کیا گیا تھا کہ یہ معاملہ

اپنی اپنی جگہ مختلف شعبوں کے امتحانات کے سلسلے میں سامنے آتا رہتا ہے۔ یہ بجا ہے کہ ایم اے اکنامکس کے کسی ایک سال کے امتحان کی حد تک یہ معاملہ اتنا بڑا نہیں بنتا کہ اسمبلی کی باقی ساری کارروائی روک کر اس پر گھنٹوں بحث کی جائے۔ لیکن اپنی جگہ یہ معاملہ اس لیے اہم ہے کہ مختلف امتحانوں کے سلسلے میں یہی رویہ چلا آتا ہے اور بہت سی جگہوں پر یہی دیکھا جاتا ہے کہ امتحان کا نتیجہ بہت دیر سے نکالا جاتا ہے۔ اس لیے جناب وزیر قانون سے میں بھی کہتا ہوں کہ اس معاملے میں محکمہ تعلیم کو تاکید کی جائے کہ جو فالتو دیر نتائج کے اعلان میں لگتی ہے وہ نہ لگے اور میں سمجھتا ہوں کہ ایک اہم مسئلے پر توجہ دلا دی گئی ہے اور اس پر اسمبلی کی کارروائی روک کر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے اس تحریک التوائے کار کو out of order قرار دے کے اسے یہاں ختم کیا جاتا ہے۔

تحریک التوائے کار ہے۔ جناب ایس اے حمید' جناب محمد منشاء اللہ بٹ' میاں عمران مسعود صاحب کی۔ نمبر 3

پوائنٹ آف آرڈر

ایوان میں پڑھنے کی اجازت دیے بغیر تحریک التواء پیش کرنے کی اجازت روک لینا

سید تابش الوری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ قاعدہ۔۶۵ کی طرف مبذول کراتا ہوں جس کے تحت میں نے ایک اہم تحریک التوائے کار شیخ رشید صاحب' ایم این اے کے ساتھ جیل میں انسانیت سوز سلوک سے متعلق آپ کو بھیجی ہے۔ اور دوسری تحریک التوائے کار حاجی محمد بوٹا اور طاہر رشید ایم این اے کی شدید بیماری اور انھیں ہسپتال میں داخل نہ کرنے کے معاملے سے متعلق آپ کو بھجوائی ہے۔ آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ انسانی صحت اور علاج مملکت کی بنیادی ذمہ داری ہے۔اور یہ تو قومی اسمبلی کے ارکان کا ایک استحقاق بھی ہے کہ انھیں طبی امداد مفت فراہم کی جائے۔ یہ تمام ارکان جیلوں میں ہیں' بے بس ہیں' شدید بیمار ہیں اور آپ کی حکومت درندوں اور جانوروں کے تحفظ کے لیے تو اقدامات کر رہی ہے۔ لیکن انسانوں کے' قومی اسمبلی کے ارکان کے' قومی سیاسی رہنماؤں کے علاج کا انتظام کرنے سے قاصر نظر آتی ہے۔اور اس نے اس سے انکار کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے تحریک پیش کی تھی۔ اس کا کیا بنا؟

سید تابش الوری، جناب والا! آپ نے اس کی consent withhold کی۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ consent دیں کہ اس اہم تحریک التوائے کار کو میں یہاں پیش کروں۔

جناب سپیکر، اس کی consent نہیں دی گئی۔ اس کو پیش کرنے کی اجازت نہیں دی گئی' اس لیے اس پہ بحث نہیں ہو سکتی۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں آپ سے یہی درخواست کر رہا ہوں۔ مجھے یہ کل شام کو ملی ہے۔ آج یہ اجلاس ختم ہونے والا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ آپ مجھے خود چیمبر میں بلا کر مجھ سے پوچھتے' یا مجھے بتاتے ---

جناب سپیکر، آپ کو بتایا گیا ہو گا۔

سید تابش الوری، آپ نے ایک قتل نامہ چھپوا کر اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ: Rule 65 read with 67 کے تحت آپ کی تحریک التواء کی consent withhold کی جاتی ہے۔ یہ بغیر سماعت کے آپ جاری فرما دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ رولز بدلوا دیجیے۔ آپ کا حق ہے۔ رولز بدل جائیں گے تو میں اس کے مطابق عمل کروں گا۔

سید تابش الوری، جناب والا! مجھے بتایا جائے کہ اس میں کسی کا حوالہ نہیں ہے کہ کس بنیاد پر؟ میری یہ تحریک التوائے کار specific ہے' important ہے' recent ہے اور اہم ترین افراد سے متعلق ہے۔ مجھے بتایا جائے' میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کس بنیاد پر آپ نے اس کو withhold کیا ہے۔

جناب سپیکر، آپ نے پوچھ لیا ہے' میں جواب دیتا ہوں۔ تشریف رکھیے۔ آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ --- فرمائیے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! فاضل رکن اسمبلی نے رول۔۶۳ کا حوالہ دیا ہے۔

سید تابش الوری، میں نے رول۔۶۵ کا حوالہ دیا ہے۔

وزیر قانون، آپ نے ۶۳ کا بھی حوالہ دیا ہے --- جناب سپیکر! رول۔۶۵ کے حوالے سے یہ بات کر رہے ہیں کہ یہ تحریک التواء لانا چاہتے ہیں ایک اہم نکتے کے حوالے سے۔ اور وہ فاضل رکن قومی اسمبلی جو

کہ جیل میں ہیں۔ جناب سپیکر! رول۔۶۳ کا اگر انھوں نے حوالہ نہیں دیا تو میں اس کا حوالہ دوں گا۔ رول۔۶۳ کے تحت وہ اراکین اسمبلی جو کسی وجہ سے جیل میں ہوں۔۔۔ جناب سپیکر! رول۔۶۳ میں ہے:

> When such a member is released on bail before or after conviction or otherwise released, such fact shall also be intimated to the Speaker by the concerned authority in appropriate form set out in Schedule II.

جناب سپیکر! جب کوئی ممبر پکڑا جائے گا یا ریلیز ہوگا تو سپیکر کو اطلاع دی جاتی ہے۔ اور جب پکڑا جائے گا اس کے بعد وہ جیل میں جائے گا' اس کے ساتھ جو بھی سلوک ہو رہا ہے وہ سپیکر کے نوٹس میں' چونکہ سپیکر اور ایوان اس سے متعلقہ ہوتا ہے اس لیے یہ رول۔۶۳ رکھا گیا کہ سپیکر کو اطلاع دی جائے تاکہ جیل میں اگر کسی ممبر کے ساتھ کوئی ایسی صورت حال پیدا ہوتی ہے تو سپیکر اور ایوان اس کا نوٹس لے سکے۔ لیکن یہ اراکین جن کے بارے میں انھوں نے بات کی ہے کہ ان کے ساتھ جیل کے اندر سلوک ٹھیک نہیں ہو رہا۔ جناب سپیکر! ان اراکین کی تو قاعدہ۔۶۳ کے تحت آپ کو اطلاع بھی نہیں۔ اور اطلاع آپ کو اس لیے نہیں دی گئی کہ یہ اراکین آپ کے ایوان سے متعلقہ نہیں ہیں۔ یہ قومی اسمبلی کے اراکین ہیں۔اور قومی اسمبلی کا اجلاس اس وقت جاری ہے۔ وہ اراکین اہم ہیں اور ان کے جیل کے معاملات اگر کوئی شخص محسوس کرتا ہے کہ انھیں اٹھایا جانا چاہیے تو وہ قومی اسمبلی کے اراکین کے ذریعے قومی اسمبلی کا پلیٹ فارم موجود ہے' قومی اسمبلی in session ہے جناب سپیکر! اس لیے یہ معاملات وہاں اٹھائے جا سکتے ہیں۔ یہ مذکورہ اراکین کا معاملہ یہاں صوبائی اسمبلی میں نہیں اٹھایا جا سکتا۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! مجھے نہیں معلوم کہ ۶۳ کا حوالہ یہاں کس طرح سے دیا جا سکتا ہے۔ ۶۳ کا قاعدہ اس مقصد کے لیے ہے کہ اگر کوئی رکن گرفتار ہو جائے یا رہا کیا جائے تو آپ کو اس کی اطلاع دی جائے۔ اس کا کیا تعلق ہے؟ میں نے ایک specific matter پر کہ شیخ رشید کو ۔۔۔ انھوں نے ہم سے کہا ہے۔ ہم نے ملاقات کی ہے ان سے ۔۔۔ کہ مجھے آہستہ آہستہ slow poisoning دی جا رہی ہے۔ مجھے مارا جا رہا ہے اور اگر میں مارا جاؤں تو میرے قتل کی ذمہ داری' انھوں نے کہا' بےنظیر اور آصف زرداری پر ہوگی۔ اتنا سنگین ایک مسئلہ ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ان کے علاج کے لیے انھیں صرف ہسپتال

میں داخل کیا جائے۔ اسلام آباد، پنڈی، ملتان اور بہاول پور کے میڈیکل بورڈ نے متفقہ طور پر رائے دی ہے کہ انھیں ہسپتال میں داخل کیا جائے۔ شدید گرمی میں ان کے ہرنیے کا مرض شدید ہو گیا ہے۔ کیونکہ اس میں پانی وہ بہت زیادہ intake کرتے ہیں۔ ہرنیے کا مرض اس سے شدید ہو جاتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ ایک تو انھیں ٹھنڈی جگہ پر رکھا جائے۔ اور فوری طور پر ہسپتال شفٹ کیا جائے۔ اسی طرح سے حاجی بوٹا کو دانت میں اتنی شدید تکلیف ہوئی کہ وہ بے ہوش ہو گئے۔ حاجی طاہر رشید معذور ہونے والے ہیں۔ جناب والا! کیا انھیں یہ حکومت انسانی ہمدردی کی بنیاد پر ہسپتال میں داخل ہونے کی بھی اجازت نہیں دے سکتی؟ انتقام اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ آپ ان کی زندگی کے درپے ہو گئے ہیں؟ یہ مسئلہ specific ہے، important ہے، ہمیں اجازت دیجیے کہ ہم اسے زیر بحث لائیں۔

جناب سپیکر، میں نے اس سلسلے میں آپ کو سیکرٹریٹ کی طرف سے اطلاع دی ہے۔اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل درست بات ہے۔ وہ قومی اسمبلی کے رکن ہیں۔ قومی اسمبلی کے سپیکر صاحب اس سلسلے میں cognizance لے سکتے ہیں۔ (مداخلت) میری بات سنیے ناں! ایسے نہیں کہ ہم آپ کی بات سنتے ہیں، آپ کو موقع دیتے ہیں آپ بھی موقع دیا کریں۔ اور سنا کریں ایک دوسرے کی بات۔ تو صورت یہ ہے کہ قومی اسمبلی جب سیشن میں بھی ہے اور وہاں اللہ کے فضل و کرم سے کوئی وہی تین ممبر تو نہیں ہیں جو قید میں ہیں۔ جس طرح یہاں آپ کی ایک بہت بڑی تعداد بیٹھی ہے اسی طرح اتفاق سے، بلکہ حسن اتفاق سے وہاں آپ کے بہت سے دوست بیٹھے ہیں اور ضرور جیسے آپ نے ملاقات کی ہے انھوں نے بھی ان دوستوں سے ملاقات کی ہو گی۔ جیسے آپ کو انھوں نے اپنی شکایات بتائیں، انھیں بھی بتائی ہوں گی۔ تو ان شاء اللہ وہ وہاں قومی اسمبلی کے forum پہ اس کو پیش کریں گے اور اس کی وہاں cognizance لی جائے گی۔ This is not the proper forum on which we can discuss these things. جی سید ظفر علی شاہ صاحب۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ محترم لا منسٹر صاحب نے مسئلے کو کافی الجھا دیا ہے اور جناب نے بھی اس کا نوٹس زیادہ اس بات کے لیے لیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں، جناب نے درست فرمایا کہ جن حضرات کے بارے میں محترم تابش الوری صاحب نے بات کی ہے وہ ممبران پارلیمنٹ ہیں۔ پارلیمنٹ کا اپنا فورم ہے۔ وہاں پر بات کی جا سکتی ہے۔ کی جانی چاہیے۔ وہاں پر کوئی embargo نہیں، کوئی پابندی نہیں۔ وہاں پر بھی بات کی جائے گی۔ کر رہے ہوں گے یا نہیں کر رہے

ہوں گے۔ جناب سپیکر! جو آپ کی وساطت سے شاہ صاحب نے مسئلہ پیش کیا ہے جو حزب اختلاف agitate کرنا چاہتی ہے وہ یہ بات نہیں کہ قومی اسمبلی کے ممبران کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے۔ یہ تو اتفاق یا حسن اتفاق سمجھیں کہ ان کے ساتھ یہ ہے اور وہ ممبران قومی اسمبلی ہیں۔ بات ہم یہ زیر بحث نہیں لانا چاہتے کہ قومی اسمبلی کے ممبران کے ساتھ اس طرح ہو رہا ہے۔ بات زیر بحث یہ ہے کہ پنجاب حکومت کے زیر تحویل رہنے والے تین حضرات جن کا خوش قسمتی سے تعلق پارلیمنٹ سے ہے ان کے ساتھ ان کی حکومت، ہمارے لاءمنسٹر صاحب کی حکومت ان کے ساتھ وہ سلوک کر رہی ہے جس سے ان حضرات کو یہ شبہ ہے کہ ہم مار دیے جائیں گے۔ ہمیں slow poisoning دی جائے گی۔ آپ ایک منٹ کے لیے بھول جائیں کہ ہم شیخ رشید صاحب کی بات کررہے ہیں یا طاہر رشید صاحب کی بات کررہے ہیں۔ لیکن ہم سپرنٹنڈنٹ جیل کی حرکات کی بات کررہے ہیں۔ ہم اس ادارے کی بات کررہے ہیں جس ادارے کی وہ custody میں ہیں۔ اور جناب سپیکر! یہ بھی ریکارڈ کی بات ہے کہ وہ convict ضرور ہوئے ہیں۔ ابھی under trial ضرور ہیں۔ اس کا فیصلہ عدالت کرے گی۔ لیکن ابھی تک ان کا استحقاق جو ان کو اپنے حلقے کو represent کرنے کے لیے ہے۔ جو پورے ملک کو represent کرنے کے لیے ہے وہ ابھی تک قانونی طور پر intact ہے۔ وہ اپنے حلقہ نیابت کی نمائندگی نہیں کررہے۔ ٹھیک ہے۔ اس میں اس کے جوابات سپیکر جناب گیلانی صاحب جانیں اور گورنمنٹ جانے۔ لیکن ہم اپنے صوبے میں اپنی ایجنسیز کے بارے میں بات کرسکتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ آپ کی رولنگز کو یا آپ کی observation کو انھوں نے غلط معنی پہنا لیا تو پھر ہم کسی پر بھی بات نہیں کرسکتے۔ جو ان کا حق بطور ممبران قومی اسمبلی کے ہے وہ استعمال کریں یا نہ کریں، اس سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں۔ ہمیں یہ دلچسپی ہے کہ ہمارے صوبے میں ہماری ایجنسیز جو لاء منسٹر صاحب کے کنٹرول میں ہے، چیف منسٹر صاحب کے کنٹرول میں ہے ہم ان کو زیر بحث لا سکتے ہیں۔ جناب ابھی لاءمنسٹر صاحب کو یہ کہہ سکتے ہیں بجائے یہ کہنے کے کہ یہ قومی اسمبلی میں ہوتا رہے گا۔ وہ بھی آپ نے ٹھیک بات کی ہے۔ لاء منسٹر صاحب کو یہ کہیں کہ مجھے اڑتالیس گھنٹے کے اندر سپرنٹنڈنٹ جیل سے پوچھ کر یہ رپورٹ دو کہ کیا ان کو slow poisoning دی جا رہی ہے؟ ان کی فوڈ کا کیا menu ہے؟ یہ آپ کرسکتے ہیں۔ Provincail Government is bound to give you the report کہ ان کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے؟ اتنی بات آپ نہیں کرسکتے؟ یہ آپ کا حق ہے۔ آپ کا right ہے۔ قانون آپ کو اجازت دیتا ہے اور ہم اس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ اتنی سی بات ہے جناب سپیکر! اور

اس کا نوٹس آپ ضرور لیں۔ آپ اپنے اس ادارے کا نوٹس لیں ۔ ان آدمیوں کو چھوڑ دیں جن آدمیوں کا تعلق حزب اختلاف سے ہے یا حزب اقتدار سے ہے ۔ لہذا میری آپ سے استدعا ہے اور میں تابش الوری صاحب کی اس بات کو endorse کرتا ہوں اور آپ اگر اس تحریک کو دو گھنٹے بحث کے لیے نہیں دیتے تو کم از کم آپ instructionsجاری کریں ' آپ اپنے طور پر رپورٹ مانگ کر اپنے چیمبر میں پڑھ لیں ۔اور اگر ضرورت محسوس ہو تو ہاؤس کو بھی بتا دیں ۔ اور پھر ہم دوبارہ آپ سے پوچھ لیں گے کہ وہاں سے کیا رپورٹ آئی ہے ۔ Thank you very much ۔ (قطع کلامیاں)۔

جناب سپیکر : ایک منٹ ۔ ان کے بعد آپ کو بھی موقع دیتا ہوں ۔

وزیر اوقاف (چودھری محمد شاہنواز چیمہ) : جناب سپیکر! میں اک وضاحت کرنی چاہناں واں کہ کوئی ایسا قانون ہے کہ رضاکارانہ طور پر تابش الوری صاحب پنج دن واسطے اوسے جیل وچ اونہاں دے کول رہن اور آکے ہاؤس نوں دسن کہ آیا اونہاں دے نال کی سلوک کیتا جا رہیا اے ۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : جی سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب سپیکر ! شکریہ ۔ میں تھوڑی سی وضاحت اورکروں گا کہ میرے محترم دوست سید ظفر علی شاہ صاحب ان کی بات آپ کے نوٹس میں لائے ہیں ۔ کہ یہ پنجاب کی جیلوں کا مسئلہ ہے ۔ پنجاب کی جیلوں میں ان ایم این اے حضرات کو رکھا جا رہا ہے ۔ پنجاب کے ہی ڈاکٹروں نے بورڈز نے ان کے علاج کے بارے میں مختلف سفارشات کی ہیں ۔ اور پنجاب ہی کے ہسپتالوں میں ان کو shift کیے جانے کی استدعا کی گئی ہے ۔ اب اس میں مرکزی اسمبلی کا کوئی رول آتا ہے نہ ہی مرکزی حکومت کا کوئی رول آتا ہے ۔ حکومت پنجاب کو سفارشات کی گئی ہیں ۔ مرکزی حکومت کو سفارشات نہیں کی گئیں۔ ان بورڈز کی طرف حکومت پنجاب کو سفارشات کی گئی ہیں کہ ان حضرات کی بیماریاں مختلف اور جدا جدا ہیں اور اس طرح سے علاج مہیا کیا جائے ۔ میں خود وہ رپورٹ پڑھ چکا ہوں جو شیخ رشید احمد صاحب کے سلسلے میں لکھی گئی ہے ۔ اس میں بڑی وضاحت کے ساتھ ان کی تکلیف کو بیان کیا گیا ہے ۔ مجھے وہ میڈیکل گراؤنڈز یاد نہیں ہیں ۔ وہ بیماری یا جو تکلیف ہے اس کی نشاندہی کی گئی ہے ۔ اور اس کے بعد وہ سفارش حکومت پنجاب کو کی گئی ہے' مرکزی حکومت کو سفارش نہیں کی گئی۔ تو آج یہاں لاء منسٹر یہ بیان دیتے ہیں کہ سیکشن ۶۳ کے تحت وہ قومی اسمبلی اور سپیکر کا وہ رابطہ اور ان کی arrest سے اس واقعہ کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔ یہ پنجاب گورنمنٹ سے direct

concern ہے ۔ کہ پنجاب گورنمنٹ کی طرف وہ معارشات بھیجی گئی ہیں کہ ان تکالیف کے باعث انھیں ہسپتال میں داخل کیا جائے ۔ تو آپ برائے مہربانی اس بارے میں نوٹس لیں اور حکومت پنجاب کو ہدایت کریں کہ ان حضرات کو ہسپتال میں داخل کردیا جائے۔

جناب غلام عباس ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر ، قائد حزب اختلاف کے بعد غلام عباس صاحب کو موقع دیا جائے گا۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ! پیپلزپارٹی کے ایک ایم این اے مختار رانا صاحب کو میری ہی تحریک پر دو دفعہ جیل سے ہسپتال میں داخل کرایا گیا ۔اس کے علاوہ بھی بے شمار مثالیں موجود ہیں ۔ جب اسی ہاؤس میں یہ مسئلہ raise ہوا اور سپیکر نے اس پر سخت نوٹس لے کر حکومت کو ہدایت کی کہ آپ ان کو فوری طور پر طبی امداد مہیا کرنے کے لیے ہسپتال داخل کریں ۔

جناب سپیکر ، وہ ممبر قومی اسمبلی کے تھے یا صوبائی اسمبلی کے تھے ؟

سید تابش الوری ، جناب والا! وہ قومی اسمبلی کے ممبر مختار رانا صاحب فیصل آباد سے تھے ۔ جو کہ باغی ہوگئے تھے اور انھیں بغاوت کے جرم میں جیل میں ڈال دیا گیا تھا ۔ پیپلز پارٹی کے ہی بڑے ممتاز فرد تھے ۔

جناب سپیکر ، میں نے آپ کی بات سن لی ہے ۔

سید تابش الوری ، جناب والا! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ شاہ نواز چیمہ صاحب نے کہا ہے کہ انھیں پانچ دن کے لیے جیل بھیج دیا جائے ۔ میں جیل جانے کے لیے تیار ہوں لیکن ہمارے ان دوستوں کو ہسپتال بھجوایے ۔

وزیر اوقاف، جناب والا! میں ذاتی وضاحت کے نکتہ پر بولنا چاہتا ہوں ۔ کیوں کہ انھوں نے میرا نام لیا ہے ۔

جناب سپیکر، جی آپ کا نام لیا ہے ۔

وزیر اوقاف، جناب والا! اب ہاؤس میں الوری صاحب نے خود کہا ہے ۔ جب کوئی ممبر خود کہے اور یہ ہونا چاہیے کہ واقعی وہاں کچھ ہو رہا ہے یا نہیں ۔ ان کو آج ہی یہاں سے shift کیا جائے ۔ اجلاس بھی ختم ہو رہا ہے اور وہ بہاولپور جا رہے ہیں ۔ چھ دن نہیں صرف پانچ دن کے بعد آکر یہ بتائیں کہ یہ واقعی

صحیح ہے اور سارے ہاؤس کو بتائیں۔

جناب سپیکر : اچھا۔ تشریف رکھیں۔

سید تابش الوری : جناب والا! مجھے گرفتار کریں اور مجھے لے جائیں۔ میں تیار ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : تشریف رکھیے۔

جناب غلام عباس : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی۔ قائد حزب اختلاف کھڑے ہیں۔ ان کے بعد آپ۔ sorry اگر آپ اجازت دیں تو پہلے غلام عباس صاحب کو سن لیں۔

چودھری پرویز الٰہی (قائد حزب اختلاف): جناب والا! صرف دو منٹ کی بات ہے۔

جناب سپیکر : جی فرمایئے۔

چودھری پرویز الٰہی : جناب سپیکر! اس پر کافی باتیں ہوئی ہیں لیکن میں آپ کے نوٹس میں ایک بات لانا ضروری سمجھتا ہوں اور آپ کو یاد دلانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ جناب سپیکر! آپ خود جیل میں رہے ہیں۔ آپ شاید وہ واقعات بھول چکے ہیں۔ لیکن جتنا بھی عرصہ انسان جیل میں رہے کچھ نہ کچھ یاد ضرور رہتا ہے۔ تو یہ آپ ذہن میں رکھیں کہ وہ جیل کے اندر ہیں اور بیمار ہیں۔ میں خود بھی گیا ہوں۔ شیخ رشید صاحب کو بھی ملا ہوں۔ طاہر رشید صاحب کو بھی ملا ہوں۔ آپ بے شک وہی ہاؤس کی کمیٹی چاہے جس کو بھی آپ نامزد کردیں وہ خود جاکر دیکھ لیں۔ مل لیں۔ ان کی میڈیکل رپورٹس آپ دیکھ لیں۔ یقین جانیے وہ seriously بیمار ہیں۔ اگر ہاؤس کے اندر ایک معزز رکن غلام عباس صاحب جو ایسے شخص کے بارے میں بات کرتے ہیں کہ اس کو کینسر ہے۔ وہ ہاؤس کا ممبر بھی نہیں ہے اور سارے اظہار ہمدردی کے لیے، ہم نے بھی اور ہمارے ساتھیوں نے بھی اس کے لیے فنڈز کی offer کی اور پورے ہاؤس نے offer کی۔ اور دیے بھی ہیں۔ تو ایک عام آدمی کے لیے آپ بھی خصوصی توجہ دے سکتے ہیں تو ایک جو رکن پارلیمنٹ ہے تو کیا ہم اس کے لیے کچھ نہیں کرسکتے؟ آپ کم از کم یہ تو کرسکتے ہیں کہ فوری طور پر ایک کمیٹی بنائیں جو وہاں جا کر انکوائری کرے۔ بے شک آپ ہاؤس کے اندر نہیں چیمبر میں بیٹھ کر فیصلہ کر لیں اور آپ خود دیکھ لیں کہ ان کے ساتھ زیادتی بھی ہو رہی ہے یا نہیں؟ انھیں کوئی medical aid نہیں دی جا رہی۔

جناب سپیکر ۔ قائد حزب اختلاف سے میری گزارش یہ ہے کہ یہاں یہ مسئلہ نہیں ہے کہ اس سلسلے میں کچھ نہیں کرنا چاہیے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس اسمبلی سے بھی بڑا ایک فورم موجود ہے ۔ جس کے رکن ہیں اور وہاں آپ کے معزز ساتھی موجود ہیں ۔ یقیناً یہ مسئلہ وہاں بھی اٹھ رہا ہو گا ۔ جس مسئلے قومی اسمبلی میں بات ہو سکتی ہے اور جو اس کا proper forum ہے اسی بات کو یہاں اس جگہ اٹھانے ضرورت اس لیے نہیں ہے کہ ایک اس سے بہتر اور بڑا فورم موجود ہے۔ یہ بات کہی گئی ہے۔ اس میں میں نہیں سمجھتا۔۔۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! یہ پنجاب حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے ۔ وہ جیل بھی پنجاب کے اندر آتی ہے ۔ اور جو میڈیکل بورڈز ہوئے ہیں وہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ پنجاب کے under ہیں ۔ ان سارا کچھ پتا ہے ۔ ڈاکٹرز بھی وہاں گئے ہیں۔ انھوں نے خود رپورٹس دی ہیں کہ یہ واقعی seriously ہیں۔ لیکن پنجاب گورنمنٹ ان کو ہسپتال منتقل نہیں کر رہی۔ یہ پنجاب گورنمنٹ نہیں کر رہی جناب سپیکر! اگر آپ کی مداخلت سے ان کو aid مل جائے گی تو اس میں آپ کی کرسی کو بھی کچھ نہیں ہو کسی اور کو بھی کچھ نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر ۔ کرسیاں تو آنی جانی چیز ہوتی ہیں۔ تمام انسانوں کے لیے اور پنجاب کے صوبے میں شہری کے لیے اس کی جان ' مال ' عزت اور آبرو کے تحفظ کی حکومت کی ذمہ داری ہے اور میں یہ سمجھ ہوں کہ اس ذمہ داری سے حکومت کسی صورت بھی گریز نہیں کر سکتی۔ سوال یہاں یہ نہیں ہے کہ کچھ نہیں کرنا چاہیے۔ سوال یہ ہے کہ جب ان دوستوں کے اس سارے معاملے کے لیے ایک بہتر اور بڑا فو موجود ہے تو کیا ضروری ہے کہ یہ بات یہاں طے کی جائے۔ یہ اس بڑے فورم پر طے نہ کر لی جائے ایک معاملہ جو لوئر کورٹ میں اور بیک وقت ہائر کورٹ میں موجود ہو ' اگر ہائر کورٹ اس cognizance لے سکتی ہے تو ضروری ہے کہ اس مسئلے پر لوئر کورٹ میں بھی ایک لمبی چوڑ کارروائی کی جائے۔ معاملہ تو صرف اتنا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ۔ جناب سپیکر! مجھے اجازت دیجیے گا۔

جناب سپیکر ۔ جی فرمایے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ۔ جناب سپیکر! یہ قائد حزب اختلاف کی طرف سے بھی نشاندہی گئی ہے اور میں نے بھی آپ کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ جیلیں پنجاب کی ہیں ' میڈیکل بورڈ

جنھوں نے ان کو examine کیا ہے اور اس کے بعد رپورٹس تیار کی ہیں اور حکومت کو بھیجی ہیں ' وہ حکومت پنجاب کو بھیجی گئی ہیں۔ ہم نہ ان کے وہاں نیشنل اسمبلی کے ممبر ہونے کا ذکر کر رہے ہیں اور نہ اس چیز کا ذکر کر رہے ہیں کہ وہ arrest کیوں ہوئے ہیں یا ان کے خلاف کیا کیسز ہیں؟ اس معاملے کے ساتھ واسطہ ہی نہیں ہے۔ ہم تو موجودہ medical facility جو ان کو مہیا نہیں کی جا رہی اس کا ذکر کر رہے ہیں کہ وہ حکومت پنجاب کی ذمہ داری بنتی ہے۔ اس کے بارے میں ہم آپ سے بار بار کہہ رہے ہیں۔ برائے مہربانی آپ ان دو معاملات کو الجھائیے نہیں۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیے۔ میں بات کرتا ہوں۔ میں لاء منسٹر صاحب سے کہتا ہوں کہ اس بات کو examine کیا جائے کہ ان تینوں صاحبان کے سلسلے میں میڈیکل بورڈز نے اگر کوئی سفارشات پنجاب حکومت کو کی ہیں تو ان سفارشات پر سنجیدگی سے عملدرآمد کیا جائے۔

وزیر قانون : جی جناب سپیکر! ایسا ہی ہو گا۔

جناب سپیکر : تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم آگے چلتے ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی : میں ذرا تھوڑا اونچا سنتا ہوں۔ جناب سپیکر! یہ آپ نے معاملہ اگر dispose of نہیں کیا اور اگر آپ پر جناب وزیر اوقاف کے views اثر انداز ہو رہے ہیں تو میں آپ کو عرض کروں گا کہ یہ ٹھیک ہے۔ یہ حج کر کے آئے ہیں۔ میں بھی یہ سمجھ رہا تھا کہ تازہ روضہ رسول سے ہو کر آئے ہیں تو ان کی نیت اب کچھ ٹھیک ہو گئی ہو گی۔ یہ ٹھیک باتیں کریں گے۔ (قہقہے) لیکن پھر مجھے یاد آیا کہ اگر "خر عیسیٰ بمکہ رود" وہ خر عیسیٰ ہی رہتا ہے۔ چاہے اس کو دس دفعہ حج کراؤ۔ تو ان پر حج کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ (قہقہے)

معزز ممبران اپوزیشن : وہ سرکاری حاجی ہیں۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر! انھوں نے خر عیسیٰ کا کہا ہے یہ کھڑے کیوں ہوئے ہیں؟

وزیر اوقاف : جناب سپیکر! ایہہ بے شک جو مرضی اشارے کرن کیونکہ ایہہ قدرت دا اک نظام اے کہ ہر انسان نوں اپنی شکل آئینے وچ دسدی اے۔ (قہقہے) اور جس وقت وی اوہ دیکھے گا اپنا آپ ای دِسے گا۔ ایس توں میں زیادہ کجھ نہیں کہندا کیونکہ اپنا آپ ای انسان نوں دِسدا اے کسے دا کیہہ دسنا ہوندا اے۔ (قہقہے)

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔ سیکرٹری اسمبلی۔

سید محمد عارف حسین بخاری

سیکرٹری اسمبلی : سید محمد عارف بخاری رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے درخواست موصول ہوئی ہے کہ۔

میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے سعودی عرب جا رہا ہوں۔ مجھے تا اختتام اجلاس رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(رخصت منظور کی گئی)

جناب مظفر علی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب مظفر علی رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

Due to certain urgent engagements I could not attend the Assembly Session held on 17.5.1995. Leave may please be granted.

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(رخصت منظور کی گئی)

تاج محمد خان زادہ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست تاج محمد خان زادہ کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

I could not attend the Session held on 17.5.1995. Leave may kindly be granted.

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(رخصت منظور کی گئی)

محمد الیاس قریشی

سیکرٹری اسمبلی،جناب محمد الیاس قریشی رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے یہ درخواست موصول ہوئی ہے کہ،

میری والدہ صاحبہ وفات پا گئی ہیں۔ اس لیے میں سابقہ اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا لہذا میری چھٹی منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(رخصت منظور کی گئی)

چودھری محمد منشاء سندھو

سیکرٹری اسمبلی،چودھری محمد منشاء سندھو رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے یہ درخواست موصول ہوئی ہے کہ،

بوجہ علالت شدید میں 17 مئی 1995ء کو اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ہارون اختر خان

سیکرٹری اسمبلی، جناب ہارون اختر خان رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے یہ درخواست موصول ہوئی ہے کہ،

میں بیماری کی وجہ سے 3 اپریل تا 2 مئی تا 4 مئی 1995ء تک اجلاس میں حاضر

نہیں ہو سکا۔ رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(رخصت منظور کی گئی)

راجہ اشفاق سرور

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست راجہ اشفاق سرور بذریعہ راجہ جاوید اخلاص رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ،

I have been informed by Raja Ashfaq Sarwar MPA to inform and request you that he is in USA for medical treatment and therefore cannot attend the Assembly session. Please grant him leave of absence from the Session of the Punjab Assembly being held from 1.6.1995.

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(رخصت منظور کی گئی)

وزیر اوقاف، نامنظور۔ (قہقہے) جناب سپیکر! نامنظور کیونکہ اسیں چاہندے آں کہ اپنے بھائی نوں اپنے سامنے دیکھیے۔ شہباز شریف صاحب سامنے ایتھے آن۔

جناب محمود اختر گھمن، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی گھمن صاحب۔

جناب محمود اختر گھمن، جناب سپیکر! میاں شہباز شریف صاحب چونکہ بڑے طویل عرصے سے علیل ہیں۔ ہمارے وہ فاضل ممبر ہیں اور لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں۔ ان کی صحت کے لیے دعا کی جائے تاکہ وہ یہاں آسکیں۔

وزیر قانون، یہ درست تجویز ہے۔ دعا کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر، جی۔

وزیر قانون : اسے مذاق میں نہیں لینا چاہیے۔ ان کی صحت کے لیے سنجیدگی کے ساتھ دعا کی جانی چاہیے۔

خواجہ ریاض محمود : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی خواجہ صاحب۔

خواجہ ریاض محمود : جناب سپیکر! ان کے لیے دعا ضرور کرنی چاہیے لیکن ان کے اٹھارہ سالہ بیٹے کو ناجائز مقدمات میں جس حکومت نے جکڑا ہوا ہے ان حاکموں کے لیے بھی دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی توفیق بخشے کہ وہ انصاف کے تقاضے پورے کر سکیں۔

جناب سپیکر، میں قائد حزب اختلاف سے بھی پوچھتا ہوں کہ کیا دعا کر لی جائے؟ (قطع کلامیاں)

I call the House to order جی کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! یہاں ایک معزز رکن اور قائد حزب اختلاف کی مجبوری ' ان کی ریڑھ کی ہڈی کی بیماری کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر : نہیں۔ نہیں۔ مذاق نہیں۔ دعائے خیر کے لیے کہہ رہے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب والا! میں خود ریڑھ کی ہڈی کی تکلیف بھگتا چکا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ کس شدت کا یہ درد ہوتا ہے۔

جناب سپیکر : کھوسہ صاحب! میں نے اسی لیے آپ سے پوچھا تھا۔ یہ مذاق میں بات نہیں ہونی چاہیے اور نہ اس کی روایت ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم اس سلسلے میں دعائے خیر نہیں کرتے۔

جناب غلام عباس : جناب سپیکر! اگر بیمار ہیں تو دعائے خیر ضرور کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر : جس کا دل چاہتا ہے کرے۔

جناب محمود اختر گھمن : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مجھے شہباز شریف صاحب سے لندن میں ملنے کا موقع ملا تھا۔ وہ ہائیڈ پارک میں ٹہل رہے تھے۔ میں نے خلوص دل سے ' خلوص نیت سے ' ایک بھائی کی حیثیت سے ان کے لیے دعا کی استدعا کی ہے۔ میں نے کوئی خدانخواستہ تمسخر نہیں اڑایا۔ کھوسہ صاحب سے مجھے یہ امید نہیں ہے کہ وہ ایسی بات کو بھی مذاق میں لے جائیں گے۔ میں خلوص دل سے

بات کرتا ہوں۔

جناب سپیکر ، ویسے بھی ہمارے معزز رکن جناب محمود اختر گھمن صاحب سنجیدہ آدمی ہیں اور میں نہیں سمجھتا کہ انھوں نے کوئی مذاق میں بات کی ہے۔

چودھری شوکت داؤد ، پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر ! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر ، جی۔ بہت اچھا۔ شوکت داؤد صاحب!

چودھری شوکت داؤد ، جناب والا! ہم دعا کرتے ہیں۔ ایک گزارش میری بھی ہے توجہ فرمائیں ہم دعا کرتے ہیں۔ ان کی درخواست پر ساری اسمبلی دعا کرتی ہے۔ ایک میں بھی دعا کے لیے گزارش کروں گا

****

جناب سپیکر، میں اس جملے کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے ابھی حذف کا لفظ استعمال کیا ہے تو مجھے اس بات کا خیال آ گیا۔ آپ نے حذف کرنے کے متعلق جو ابھی فرمایا ہے کیا پریس گیلری اس بات کی پابند ہو گی کہ وہ اس حذف شدہ کو نہ چھاپیں۔ میں اس حوالے سے یہ بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، اس کا فیصلہ یہاں دے دیا گیا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں اسی حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ آپ کا فیصلہ یہ تھا کہ قومی پریس اسمبلی کے اندر ہونے والی اس کارروائی کو جس کو جناب سپیکر حذف قرار دے دیں گے وہ اسے نہیں چھاپیں گے اور اس فیصلے کا جو strength اور اس کا جو زور تھا وہ اس آرڈیننس جو کہ مرکز نے اور صدر پاکستان نے جاری کیا تھا اس کی سیکشن 22 کا حوالہ دے کر اور اس کے زور پر یہ رولنگ دی گئی تھی۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس آرڈیننس کی طرف بھی دلاتا ہوں اور آئین کی طرف بھی دلاتا ہوں کہ وہ آرڈیننس اپنی موت آپ مر چکا ہے ابھی تک اس نے ایکٹ کی شکل اختیار نہیں کی ۔ اب آئین اور قانون کی نظر میں وہ آرڈیننس سرے سے ہے ہی نہیں اور اگر وہ نہیں ہے تو سیکشن ۲۲ جس کے زور پر آپ کی جس رولنگ کا وجود تھا وہ بھی نہیں ہے۔ اب چونکہ وہ آرڈیننس

***(بحکم جناب سپیکر کارروائی سے حذف کر دیا گیا)

نہیں ہے اور سیکشن ۲۲ بھی نہیں ہے اس لیے میرے خیال کے مطابق اور آپ اس بارے میں اپنی رولنگ بھی دے دیں جو آپ کے خیال کے مطابق بات ہو وہ یہ کہ آپ کی وہ رولنگ قومی پریس پر binding نہیں ہے اور وہ آپ کی حذف شدہ کارروائی کو بھی اپنے انداز میں چھاپنے یا نہ چھاپنے کے لیے آپ کی رولنگ کے پابند نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں آپ جو فرمانا چاہیں ارشاد فرمایئے۔

جناب سپیکر: میں نے کارروائی سے ایک جملہ حذف کیا ہے۔ وہ جملہ جب کارروائی کا حصہ نہیں ہے تو اسے کارروائی کے طور پر شائع نہیں کیا جا سکتا۔ یہ رولنگ یہاں ڈپٹی سپیکر صاحب نے دی تھی اگر اس دوران کوئی قانون بدل گیا ہے تو ملک میں جو قانون رائج ہو گا یقیناً" اس کے مطابق فیصلہ ہو گا اور دیکھا جائے گا کہ قانون میں کیا تبدیلی ہوئی ہے اور اس کے مطابق اسے دیکھ لیں گے۔ اب آگے چلتے ہیں۔جی، قائد حزب اختلاف! معاف کیجیے گا کہ ابھی تک شہباز شریف والی رخصت کی درخواست پیش نہیں ہوئی۔

میاں شہباز شریف

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب میاں محمد شہباز شریف کی طرف سے بذریعہ ارشد عمران سلہری رکن صوبائی اسمبلی موصول ہوئی ہے۔

I have been informed by Mian Mohammad Shahbaz Sharif, Leader of Opposition, Provincial Assembly of the Punjab to informand request you that due to the pain in the back bone heis at London for medical treatment Though he is feeling some relief he is still not able to attend the Assembly Session He has requested for leave of absence from the Provincial Assembly Session comencing on 01-6-95.

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(رخصت منظور ہوئی)

عبدالرؤف مغل

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست عبدالرؤف مغل بذریعہ میاں عثمان ابراہیم رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب موصول ہوئی ہے کہ:

Mr. Abdul Rauf Moghal MPA has informed him to request that as he is going abroad, he will not be able to attend the Assembly Session being held from 01-6-95 onwards. He may therefore, be granted leave of absence from the Assembly during the current Session

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(رخصت منظور کی گئی)

جناب سپیکر: درخواست ہائے رخصت مکمل ہو گئیں اب آگے کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ مجلس خصوصی برائے سوالات بابت حبیب الرحمان وغیرہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ۳۰ جون ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے"۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ ۳۰ جون ۱۹۹۵ء تک اسے مکمل کر لیں گے؟

رانا محمد اقبال خان: ان شاء اللہ جناب۔

جناب سپیکر: دیکھیے بڑی دیر ہو جاتی ہے۔ امتحانوں کے نتائج کی طرح آپ کی رپورٹیں بھی مہینوں پے مہینوں لیتی چلی جاتی ہیں۔ مہربانی سے کوشش کیجیے۔

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! اس میں کافی الجھنیں تھیں۔ ان کو دور کیا گیا ہے۔ اب اسے ہم ان شاء اللہ جلد ہی تھوڑے دنوں میں ختم کر دیں گے۔

جناب سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ مجلس خصوصی برائے سوالات بابت حبیب الرحمان وغیرہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ۳۰ جون ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری پرویز الٰہی: جناب سپیکر! ہم ایک انتہائی اہم قسم کی قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں لہذا رول ۲۰۲ کے تحت متعلقہ قواعد معطل کر کے اسے پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ نے جو قرارداد پیش کرنے کے لیے مجھے بھیجی ہے میں نے اسے دیکھا ہے۔ یہ قرارداد پہلے ۸ فروری کو یہی ہاؤس پاس کر چکا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اتنی جلدی دوبارہ اسی قرارداد کو پاس کیا جائے۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب سپیکر! دراصل معاملہ ایسا اہم ہے اور یہ اتنا important مسئلہ ہے کہ کراچی کے واقعات روز بروز خراب سے خراب تر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور جس وقت ہم نے پہلے قرارداد فروری میں پیش کی تھی حالات اس وقت بھی خراب تھے لیکن اس کے بعد کے جو حالات اب سامنے آئے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ اس قرارداد کا وفاقی حکومت نے کوئی نوٹس نہیں لیا اور اب صدر صاحب نے بھی اس کا نوٹس نہیں لیا جس کی وجہ سے کراچی کے حالات ابتر ہو چکے ہیں اور وہاں تمام کاروبار بند ہو چکے ہیں۔ لوگوں کی جانیں محفوظ نہیں ہیں اور یہ مسئلہ صرف کراچی کی حد تک نہیں ہے بلکہ اس سے پورا پاکستان متاثر ہو رہا ہے اس وجہ سے اس مسئلے کو دوبارہ قرارداد کی شکل میں لا کر وفاقی حکومت کو یہ بتایا جائے کہ پنجاب کے لوگ یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہم کراچی میں رہنے والوں کے ساتھ اظہار یک جہتی کرتے ہوئے، اس مسئلے کی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے، پنجاب اسمبلی وفاقی حکومت کی توجہ دوبارہ اس اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتی ہے تو میرے خیال میں اس کی اجازت دی جائے تاکہ میں یہ قرارداد پڑھوں اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جناب سپیکر! میں اسے مختصر طور پر پڑھتا ہوں---

جناب سپیکر: نہیں۔ نہیں۔ ایسے تو نہیں۔ آپ بغیر اجازت کے تو اسے نہیں پڑھیں گے۔

چودھری پرویز الٰہی: تو پھر آپ اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: محترم چودھری صاحب! جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ یہی قرارداد ہاؤس ۸ فروری کو

متفقہ طور پر پاس کر چکا ہے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ It is too early to bring the same resolution once again. لیکن اگر آپ اس پر مصر ہیں تو ازراہ کرم وزیر قانون یہاں پر بیٹھے ہیں ان کے ساتھ اس پر باہم مشورہ کر لیجیے اگر ہاؤس کی consent ہو گی تو اس کے بعد اس پر بات کر لیں گے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! آپ بجا طور پر کہہ رہے ہیں کہ جب فروری میں متفقہ طور پر اس طرح کی قرارداد پیش ہوئی ہے اب دوبارہ ایسی قرارداد آنے کا کوئی فائدہ نہیں لیکن میں آپ کی توجہ حالیہ واقعات کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ جب پہلی قرارداد پیش ہوئی تھی تو اس وقت فائرنگ اور قتل کی حد تک معاملات تھے اب آپ دیکھ رہے ہیں کہ مارٹرز بمز استعمال کیے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ رینجرز پولیس کے افسران اہلکاران بھی قتل ہو رہے ہیں اور اسمبلی جو صوبے کا سب سے بڑا ادارہ ہے اس کے احاطے کے اندر بھی بم پھٹا ہے تو یہ صورتحال اس وقت سے کہیں زیادہ خطرناک صورت اختیار کر چکی ہے لہذا میرے خیال میں حکومت کی طرف سے کوئی متفقہ قرارداد بھیجنے میں کوئی امر مانع نہیں ہونا چاہیے آج صورتحال کچھ اور ہے اور فروری میں کچھ اور تھی۔

جناب سپیکر، ایک قرارداد حکومت کی حد تک تو پیش ہو چکی ہے اور منظور ہو چکی ہے۔ شاید یہ زیادہ بہتر نہ ہوتا کہ یہ ہاؤس ان دہشت گردوں کی مذمت کرتا جو وہاں یہ حالات پیدا کر رہے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، بالکل۔ ہم پرزور مذمت کرتے ہیں جو بھی اس کے پس پردہ ہیں اور جو اس قسم کی قتل و غارت میں ملوث ہیں اور جو لاقانونیت پھیلا رہے ہیں ہم سب اس کی سختی سے مذمت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، تو آپ آپس میں اس پر بات کر لیجیے۔ ابھی ہاؤس میں کافی وقت ہے۔ میں وزیر قانون صاحب سے بھی عرض کرتا ہوں آپ باہم مشورہ کر لیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! آپ ایوان کی رائے لے لیں۔

جناب سپیکر، میں ایوان کی رائے بھی لے لوں گا ویسے آپ باہم مشورہ کر لیں تو اچھا ہے ہر وقت بچنے پر نہ رہا کرو نیازی بڑے ہو جاؤ۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! آپ وزیر قانون صاحب کو خود ہی فرما دیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب! اگر بڑے ہو کر مجھے ایسا بننا ہے تو میں بڑا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر، میری دعا ہے مجھ سے اچھے بن جاؤ۔

چودھری پرویز الہیٰ ، جناب والا! آپ وزیر قانون صاحب سے ذرا فرما دیں کیونکہ وہ ابھی تک تو گو مگو کی پوزیشن میں ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں ۔ نہیں ۔ وہ گو مگو کی پوزیشن میں نہیں ہیں وہ بات کرنے کے لیے تیار ہیں۔ آپس میں بات کر لیتے ہیں اب آگے چلتے ہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میں آپ کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں ۔ میرے بہترین علم کے مطابق اسمبلی میں آنے والے تمام ممبران برابر حیثیت کے حامل ہوتے ہیں ۔ میں نے اس اجلاس میں ایک بات کا ادراک کیا ہے جو آپ تک پہنچانا چاہتا ہوں چونکہ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین بھی ہیں ۔ ہمارے اس طرف بیٹھنے والے دوستوں کے لیے لابی میں بالکل نئے صوفے رکھ دیے گئے ہیں اور ادھر وہی پرانے ہیں ۔

جناب سپیکر، پیشتر اس کے کہ آپ یہ کہیں' یہ میرا حکم ہے ادھر بھی رکھ دیے جائیں گے ۔ ہم پہلے دیکھ رہے تھے کہ اچھے ہیں یا برے ہیں۔ اور بن رہے ہیں ۔ آپ بجٹ سیشن میں آئیں گے تو آپ کو نئے صوفوں پہ بٹھائیں گے ۔ نئے پردے ہوں گے ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، ان کو ترجیح کیوں دی گئی ہے ۔ حق تو یہ تھا کہ آدھے صوفے ادھر رکھے جاتے اور آدھے ادھر ۔

جناب سپیکر، پردے بھی لگیں گے اور صوفے بھی ۔ بات یہ ہے کہ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ کیسے لگتے ہیں۔ اگر اچھے نہیں ہیں تو ان کو یہیں روک دیتے ہیں ۔ اگر اچھے ہیں تو پھر آپ کو بھی بنوا دیں گے ۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر! یہ پنجاب کی اسمبلی اللہ کے فضل و کرم سے سارے پاکستان سے سب سے بڑی اور پرانی اسمبلی ہے ۔ مجھے کل ایک چیز کو دیکھ کر بڑا دکھ ہوا کہ ہماری اس اسمبلی کے اوپر جو پاکستان کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔اس کی حالت بہت خراب ہے۔ اس کو فوری طور پر تبدیل کرایا جائے اور نیا جھنڈا لگوایا جائے۔

جناب سپیکر، میں سیکرٹری صاحب سے اسی وقت یہ کہتا ہوں کہ وہ خود اس کا مشاہدہ کریں اور اگر جھنڈے کی حالت ٹھیک نہیں ہے تو فوری طور پر نیا جھنڈا لگوایا جائے اور درست انداز سے لگوایا جائے۔ کبھی کبھی وہ ٹیڑھا بھی نظر آتا ہے۔ اس کا بھی اہتمام کیا جائے کہ وہ صحیح فارم میں اور صحیح زاویے پر اور صحیح کپڑے کا اچھی حالت میں ہو۔ رانا صاحب! آپ کی بڑی مہربانی۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی، جناب سپیکر! یہ جو جھنڈا تبدیل کرنے کی تجویز دی گئی ہے یہ بالکل صحیح ہے۔ اس کو ضرور تبدیل کیا جائے مگر اس میں میری صرف اتنی ترمیم ہے کہ آج کل محرم کے ایام ہیں۔ محرم کے بعد جھنڈے کو تبدیل کر دیا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر، نیا سیشن آ رہا ہے۔ اس سے پہلے ان شاء اللہ تعالیٰ ہو جائے گا۔ آپ فکر نہ کیجیے۔ لوکل گورنمنٹ پر بحث تو کل wind up ہو گئی تھی۔

صوبے میں بے روزگاری کے مسئلے پر بحث

جناب سپیکر، اب ایجنڈے پر "بے روزگاری" کا مسئلہ ہے۔ اس پر بحث کا آغاز کیا جاتا ہے۔ میرے پاس بے روزگاری پر بحث کے لیے اپوزیشن کی طرف سے نام آ گئے ہیں اور میں حکومتی جماعت سے بھی درخواست کروں گا کہ جن صاحبوں نے حکومت کی طرف سے اور حزب اختلاف کی طرف سے بحث میں حصہ لینا ہے ان کے نام بھی مجھے دے دیے جائیں۔ سب سے پہلے میں سید ظفر علی شاہ صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ بے روزگاری کے مسئلے پر بحث کا آغاز کریں۔

سید ظفر علی شاہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں آپ کا اور اس معزز ایوان کا بڑا مشکور ہوں کہ آج پاکستان کے سب سے بڑے صوبے کے اس بڑے ایوان میں بے روزگاری کے اس اژدھا کے بارے میں بات ہو رہی ہے جو پورے ملک کو آہستہ آہستہ نگل رہا ہے اور کھا رہا ہے۔ آج بے روزگاری کے اس کینسر کی بیماری جو پورے ملک اور پورے صوبے کو اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے اور جو ایک لاعلاج مرض بن چکا ہے۔ آج ایک معزز ایوان اس پر بات کر رہا ہے۔ پاکستان کی بہت سی سیاسی جماعتوں نے اپنی سیاسی جماعتوں کی بنیاد اس انتخابی نعرے اور اس انتخابی منشور پر رکھی ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ پاکستان کی کوئی ایسی سیاسی جماعت ہو کہ جس کے منشور میں یہ بات نہ ہو کہ ہم اپنی قوم سے وعدہ کرتے ہیں کہ انھیں روٹی کپڑا اور مکان دیا جائے گا۔ جب یہ نعرہ لگایا جاتا ہے کہ ہم برسر اقتدار آنے کے بعد روٹی کپڑا

اور مکان مہیا کریں گے تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ کوئی حکومت جو برسر اقتدار آتی ہے وہ روزانہ ویگنوں پر آٹھ آٹھ دس دس روٹیاں اور ایک ایک درجن انڈے رکھ کر لوگوں کے گھروں پر دستک دے کر دیں گے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کوئی حکومت آٹھ آٹھ دس دس گز کا لٹھا یا سلکی کپڑا لے کر لوگوں کے گھروں میں جا کر تقسیم کرے گی۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ کوئی بھی حکومت اپنے ملک میں تیرہ چودہ کروڑ عوام کو ہر جگہ پر ایک ایک گھر بنا کر دے گی۔ اس نعرے کا اور اس منشور کا محض اور محض مطلب یہ ہے کہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ روٹی ' کپڑا اور مکان دیا جائے گا۔ تو یہ اس بات کی گارنٹی ہے کہ ملک او رصوبے میں بسنے والے ہر شہری کو اور ہر خاندان کو عزت نفس سے زندگی گزارنے کے لیے روزگار کے مواقعے میسر کیے جائیں گے تاکہ وہ اپنا اور اپنے بال بچوں کا اور خاندان کا گزارا کر سکیں اور عزت نفس سے زندگی گزار سکیں۔ کسی حکومت پر سب سے پہلا فریضہ ادا کرنے کا جو ہوتا ہے اور پھر آئین میں بھی ہے اور پھر جو برسر اقتدار لوگ ہوتے ہیں ان کے بارے میں پوری دنیا میں کہا جاتا ہے کہ وہ اللہ کے نائبین ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہے کہ جس نے یہ کہا ہے اور جو روزی رسانی کا بنیادی طور پر ذمہ دار ہے ۔ وہ اپنے نائبین کو دیکھ رہا ہے کہ وہ اس کی مخلوق کے روزگار کو ' اس کے روٹی ' کپڑے اور مکان مہیا کرنے کی ذمہ داری کو کس طریقے سے نبھا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! آج آپ کے سامنے ہے ۔ میں مرکزی حکومت کی بات نہیں کرتا اور اگر کروں تو مجھے کوئی مانع بھی نہیں ہے کہ ہماری وفاقی اور صوبائی حکومتوں نے اس سلسلہ میں آج تک کون سی پالیسی دی ہے جس سے پاکستان کا یا صوبے کا شہری اطمینان کر سکے کہ اس کی حکومتیں بیروزگاری جیسے سنگین اور سنجیدہ مسئلے پر سنجیدہ ہیں۔ آج آپ جانتے ہیں اور یہ بات آپ کے سامنے ہے کہ بے روزگاری کا مسئلہ وہ نہیں ہے کہ جس کو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیا جائے ۔ بے روزگاری کا وہ مسئلہ ہے جس نے بے شمار اور مسائل پیدا کر رکھے ہیں۔ آج اگر یہ کہا جاتا ہے اور یہ دیکھا جاتا ہے کہ ملک میں بینک ڈکیتی highway robbery چوری اور اغوا روز کے معمول بن چکے ہیں اور ان جرائم کی شرح میں روزانہ اضافہ ہو رہا ہے ۔ اس کی اور وجوہات بھی ہوں گی لیکن میں دعوے سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ اور وجوہات کے علاوہ سب سے بڑی وجہ جو اس میں شامل ہے وہ بے روزگاری کا مسئلہ ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں اور اعداد و شمار آپ کے سامنے ہیں کہ پورے ملک میں اس وقت پچاس لاکھ سے زیادہ لوگ ہیروئین اور نشے کا شکار اور عادی ہو چکے ہیں۔ ہمارے نوجوان اور یہاں پر وہ

گھرانے مستقبل کے ان سہاروں سے ' اپنے بیٹوں سے اور ان کی جوانیوں سے محروم ہو رہے ہیں۔ وہ اجتماعی طور پر اپنے talent کو ضائع کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ آج کا نوجوان کیوں مشیات کا شکار ہو رہا ہے؟ اس کی شاید اور بھی وجوہات ہوں لیکن میرے نزدیک سب سے بڑی وجہ بے روزگاری ہے۔ جب یہاں کا نوجوان پڑھ کر باہر نکلتا ہے ۔ جب اس کے ہاتھ میں ڈگری ہوتی ہے' اس کے پاس سندیں ہوتی ہیں۔ جب اس کو روزگار نہیں ملتا تو وہ frustration کا شکار ہوتا ہے۔ frustration بذات خود اتنی بڑی بیماری ہے کہ وہ بے شمار بیماریوں کو حتیٰ کہ بہت بڑے جرائم کو جنم دیتی ہے۔ جناب والا! آپ ابھی اپنی اسمبلی کے باہر چلے جائیں آپ نے بہت دفعہ دیکھا ہو گا کہ جب آپ اپنی گاڑی سے اترتے ہیں ' اسمبلی ہاؤس کے اندر داخل ہوتے ہیں تو آپ کے دائیں اور بائیں لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد کھڑی ہوتی ہے بلکہ یہاں پبلک گیلری میں بیٹھے ہوئے لوگ جو کہ اپنے نمائندوں ' وزراء اور مشیروں کے پیچھے آتے ہیں ان میں سے 85 فی صد لوگ وہ ہوتے ہیں جو اپنے بیٹوں اور نوجوان لوگوں کے لیے نوکریوں کی خاطر دربدر پھر رہے ہوتے ہیں ۔ یہاں پر گیلریوں میں بیٹھے ہوئے لوگ یا وہ لوگ جو باہر آتے ہیں وہ وزیروں ' مشیروں اور ممبروں کی شکلیں نہیں دیکھنے آتے ۔ ہماری کارکردگی اور ہم جتنا یہاں پر تیر مارتے ہیں اسے تو وہ باہر پڑھ لیتے ہیں ۔ یہ لوگ بے بس ہیں ۔ اس مہنگائی میں بڑے سے بڑا امیر بھی چیخیں مار رہا ہے۔ اس کی زندہ مثال میں آپ کے سامنے عرض کروں کہ روزانہ آپ کی اسمبلی چیمبر کے سامنے وہ لوگ آ کر مظاہرے کرتے ہیں ' پارلیمنٹ کے سامنے وہ لوگ احتجاج کرتے ہیں ' قلم چھوڑ ہڑتالیں وہ لوگ کر رہے جو کلرک ہیں ۔ یہ 7/8/14/15 گریڈ کے لوگ ہیں ۔ دوسرے لفظوں میں یہ ہڑتالیں وہ لوگ کر رہے ہیں جو برسرروزگار ہیں ۔ جناب والا! آپ ایک سیاست دان کی حیثیت سے خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اگر ایک برسرروزگار شخص اتنی چیخیں مار رہا ہے تو اس گھر کا ' اس شخص کا ' اس نوجوان کا جس کا سرے سے روزگار ہی نہیں ہے کیا حال ہو گا ؟ وہ اپنا احتجاج کس طریقے سے کرے گا ؟ ۔ پاکستان کے مختلف علاقوں میں آج آپ کو بہت بڑے بڑے پولیٹیکل پریشر گروپ نظر آئیں گے۔ جب برسراقتدار کی آنکھ ان پولیٹیکل پریشر گروپس کو دیکھتی ہے تو انھیں وہ دہشت گرد نظر آتے ہیں ۔ جب کبھی شہری کی آنکھ' حزب اختلاف کی آنکھ یا میاں نواز شریف کی آنکھ انھیں دیکھتی ہے تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ انھیں ان کے حقوق سے دور رکھا جا رہا ہے۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں ' اسی لیے ہم بار بار برسراقتدار لوگوں کے دماغوں اور ذہنوں کو دستک دے

رہے ہیں کہ آپ اپنی آنکھوں اور کانوں کے پردے کھول لیں ۔ یہ وہ مسائل ہیں جو کہ علاقائی طور پر پولیٹیکل پریشر گروپس کی شکل میں سامنے آ جاتے ہیں اور پھر وہ پوری قوم کے لیے ' پورے ملک کے لیے لمحہ فکریہ بن جاتے ہیں۔ ابھی قائد حزب اختلاف آپ کے سامنے فرما رہے تھے اور جس قرار داد کے بارے میں ابھی آپ نے اجازت دی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ مسئلہ کراچی' پشاور' راولپنڈی یا لاہور کا ہو بنیادی طور پر مسئلہ یہ ہے کہ آپ ان مسائل کی طرف آپ سے مراد میری ان لوگوں کی ہے جو کہ at the helm of affairs میں ہیں وہ اس کی طرف توجہ کیوں نہیں دیتے ؟ اور آج تک اتنے سال گزر گئے ہیں اتنے گھمبیر مسئلے کی طرف کسی نے کیوں توجہ نہیں دی ۔ اور ادھر پھر مہنگائی کا جو زور ہے وہ اپنے طور پر بڑھتا چلا آ رہا ہے ' آبادی کا جو ایک طوفان ہے وہ اپنے طور پر چلا آ رہا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں ہم ہیں کہ ہمارے پاس کوئی پالیسی نہیں ہے ' ہمارے پاس کوئی پروگرام نہیں ہے ' اس پر کوئی چیک نہیں ہے ۔ اور میں یہ بھی آپ کو عرض کرتا چلوں' آپ کو بھی یقیناً اس بات کا علم ہے کہ آج رشوت ایک لعنت بن چکی ہے ' ملازمین نے رشوت کو سروس کوڈ کا ایک حصہ بنا لیا ہے ۔ کیوں ؟ میں یہ ماننے کے لیے تیار نہیں کہ ہمارے صوبے کے جو دس لاکھ ملازمین ہیں وہ دس لاکھ کے دس لاکھ ہی کرپٹ ہیں یا بد دیانت ہیں۔ اس میں سے اکثریت ان لوگوں کی ہے جو اپنے گھر کا نظم ونسق نہیں چلا سکتے ۔ انھوں نے رشوت کو اپنی سروس کوڈ کا حصہ بنا لیا ہے۔ ان باتوں کو کیسے ختم کیا جائے گا ؟ یہاں پر ایک اور قباحت ہمارے صوبے اور ملک میں آپ کے سامنے رہی ہے اور اب بھی آپ کے سامنے ہے کہ برسر اقتدار لوگ محض اپنے favouritism کے لیے ' nepotism کے لیے---

جناب سپیکر! آپ اپنے چیمبر میں جا رہے ہیں لیکن وہاں آپ اپنا mike on رکھنا۔

(اس مرحلے پر جناب چیئرمین میاں ریاض حشمت جنجوعہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا تھا کہ رشوت جو ہے وہ سروس کوڈ کا حصہ بن گئی ہے ۔ لوگوں کے لیے اپنے گھروں کا نظام چلانا مشکل ہو گیا ہے تو کیا حکومت یہ چاہتی ہے کہ اس ملک میں امن و امان کے مسئلے' رشوت کے مسئلے' چوری' ڈکیتی اور highway robbery کے مسئلے کو پذیرائی ملتی رہے ؟ یہ تب تک بات ختم نہیں ہو سکتی جب تک یہاں کے برسر اقتدار لوگ سنجیدگی سے اس کا نوٹس نہیں لیتے ۔ جب کبھی وہ نوٹس لیتے ہیں تو اوپر سے ایک آرڈر آ جاتا ہے کہ چار مہینوں کے لیے بھرتیوں پر پابندی لگ گئی ہے۔ وہ عام آدمی' غریب آدمی کے لیے تو پابندی لگ جاتی ہے ' عام

غریب آدمی کے بچے کو تو یہ جواب دے دیا جاتا ہے۔ اگر عام غریب آدمی اپنے ممبر صوبائی اسمبلی کے پاس جاتے ہیں تب بھی ' وزیر کے پاس جاتے ہیں تب بھی' ممبر قومی اسمبلی کے پاس جاتے ہیں تب بھی اور employment exchange کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں تو تب بھی انھیں یہ جواب ملتا ہے کہ بھرتی پر پابندی لگی ہوئی ہے لیکن پس پردہ دیوار کے پیچھے جو آسامیاں خالی ہوتی ہیں اور وہاں پر جو کاروبار ہوتا ہے ' جو دھندہ ہوتا ہے اور جو وہ خرید و فروخت ہوتی ہے اس سے ہمارے ملک کو کتنا نقصان پہنچ رہا ہے؟ ایک طرف تو وہ میرٹ پر آنے والا جائز نوجوان بچہ جو کہ گھر کا صرف ایک آدمی ہے ' جس نے محنت مزدوری کر کے ' سروس کر کے اپنے گھر کو پالنا ہے ' ڈگری اس کے پاس ہے ' وہ qualify کرتا ہے لیکن آگے بھرتی پر پابندی کا بورڈ لگا ہوا ہے جب کہ اس کے پیچھے ' خفیہ ہاتھ کے ذریعے ' پیسے کی لین دین پر وہ آسامی بک جاتی ہے ایک طرف تو یہ deprive ہو جاتا ہے اور دوسری طرف وہ رشوت کے زور پر حکومت کی مشینری کے اندر داخل ہونے والا۔۔۔ جناب چیئرمین! کوئی اور سمجھے نہ سمجھے میں سنجیدگی اور دیانت داری سے یہ سمجھتا ہوں کہ جو پاکستان کی مشینری ہے جس نے over all معاملات چلانے ہوتے ہیں ' جس نے تیس سال ' پچیس سال یا 65 سال کی عمر تک سروس کرنی ہے اگر اس کی ابتدا یہ ہوئی ہے کہ وہ ایک لاکھ روپے دے کر تحصیلدار لگا ہے یا پانچ لاکھ روپے دے کر کسٹم کا آفیسر لگا ہے تو کسی اور کو سمجھ لگے یا نہ لگے میں اتنا بے وقوف نہیں ہوں کہ وہ شخص جو کسٹم آفیسر پانچ لاکھ روپے دے کر لگے گا وہ میرے ملک کا ٹیکس ایمان داری سے اکٹھا کرے گا یا میرے ملک کا کسٹم ایمان داری سے اکٹھا کرے گا۔ اس کی حیثیت ایسے ہی ہو گی جیسے کہ آپ نے اپنے سسٹم میں بم بلاسٹ رکھ دیا ہے اور وہ اس سسٹم کو تباہ و برباد کر دے گا کیونکہ اس کی ابتداء ہی رشوت سے ہو گی چونکہ اس کو علم ہے ' اس کے ذہن میں ہے کہ میں یہ پوسٹ خرید کر آیا ہوں اور جو خرید کر آتا ہے وہ پھر خرید و فروخت دونوں کام کرتا ہے۔ پھر جب کبھی بھرتی سے پابندی کا بورڈ اٹھتا ہے تو اس وقت آپ کو علم ہے کہ کیا ہوتا ہے ؟ جس بچے کی ' جس نوجوان کی اس وقت عمر 24 سال ہے اور بھرتی پر پابندی لگا دی گئی تھی تو ایک سال کے بعد جب پابندی اٹھتی ہے اور جب وہ اپنی درخواست لے کر جنجوعہ صاحب کے پاس پھر جاتا ہے کہ آپ میرے ممبر ہیں آپ میری مدد کریں ' آپ مجھے فلاں محکمے کے پاس لے جائیں تو آگے سے اسے پھر جواب ملتا ہے کہ آپ پچیس سال اور ایک دن کے ہو چکے ہیں ' آپ overage ہیں ۔ آپ تشریف لے جائیں۔ جناب

چیئرمین! افسوس ہے کہ ہم اپنی نسل کو کس طرح سے treat کر رہے ہیں؛ کس طرح ہم اپنے مسائل کو حل کر رہے ہیں؛ میں پہلے عرض کر رہا تھا کہ صوبائی کلرک حضرات جو چیخیں مارتے ہیں میں ان کے مطالبے کی تائید کرتا ہوں کہ جناب آپ ہماری تنخواہیں بڑھائیں میں پہلے عرض کر رہا تھا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو برسر روزگار ہیں وہ چیخیں مار رہے ہیں ۔ اس لیے کہ جب وہ بازار میں جاتے ہیں تو اڑھائی سو روپے من آٹے کا بورڈ لگا ہوا ہے۔ گھی کے ڈبے کا بورڈ لگا ہوا ہے ۔ دال قوت خرید سے باہر ہے۔ جس کے چار یا پانچ بچے ہیں جس نے فیسیں بھی دینی ہیں ۔ جس نے بچوں کی بیماری کا علاج بھی کروانا ہے۔ اس کا 3000/2500 روپے کی تنخواہ میں گزارہ نہیں ہو سکتا ۔ جب حکومتیں بجٹ پیش کرتی ہیں تو خسارے کے بجٹ پیش کرتی ہیں ۔ جب حکومتیں اپنی تاویلیں دیتی ہیں تو کہتی ہیں کہ پوری دنیا میں ریٹ بڑھ رہے ہیں ۔ لیکن جب ملازم ان سے اپنا حق مانگتا ہے تو اس کے لیے ان کے پاس اس کی تنخواہ میں 40/30 روپے بڑھانے کے لیے نہیں ہوتے ۔ میں برسر روزگار کے مطالبے کی اس لیے بات کر رہا ہوں کہ اگر ہم ان کے مطالبے کو غور سے دیکھیں گے تو ہمیں پتا چلے گا ۔ تب ہم اس درد اور شدت کو محسوس کر سکیں گے جو کہ سرے سے بے روزگار ہے۔ آج آپ کو پتا ہے کہ آج عام شہری سیاستدان، پارلیمنٹ کے ممبر اور صوبائی اسمبلی کے ممبر کی مراعات کو اس کی تنخواہوں کو ان کی کاروں کو کس طرح حسرت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ ہمارے ساتھ ان کی jealousy نہیں ہے ۔ ممبر کسی ایک نے ہی بننا ہوتا ہے۔ وزیر کسی ایک ہی نے بننا ہوتا ہے۔ لیکن ان کی اس حسرت اور نفرت کی نگاہ میں یہ بات ہے کہ مجھے بھی جینے کا حق دو ۔ میں نے کیا قصور کیا ہے کہ اگر ایک مشیر کے پاس اور ایک وزیر کے پاس کاروں کا پورا فلیٹ ہے وہ کار نہیں مانگتا ۔ وہ آٹا مانگتا ہے وہ گھی مانگتا ہے۔ وہ دال مانگتا ہے ۔ وہ روزگار مانگتا ہے تاکہ وہ سکھ کا سانس لے سکے ۔ وہ جی سکے۔ وہ زندہ رہ سکے۔ لیکن کوئی بھی مرکزی یا صوبائی حکومت ہمیں بتا سکتی ہے کہ انھوں نے اس سلسلے میں کیا کیا ہے؛ ممکن ہے کہ زیادہ سے زیادہ صوبائی اسمبلی والے مجھے یہ کہیں یا صوبائی حکومت یہ کہے کہ جی ہم نے تعلیم کے محکمے میں چالیس ہزار پوسٹیں رکھی تھیں۔ آپ خود ایک سیاستدان ہیں آپ کو بخوبی علم ہو گا۔ اگر نہیں تو میں دعویٰ کرتا ہوں چیلنج کرتا ہوں کہ کسی بھی ضلع میں کسی بھی جگہ پر جو بھرتی ہوئی ہے وہ مجھے بتا دیں تو میں اعداد و شمار کے ساتھ ثبوت کے ساتھ آپ کے پاس آجاؤں گا کہ کس طرح وہ پوسٹیں کن کن قیمتوں پر، کن کن دفتروں پر، کن کن موقعوں پر اور رات اور دن کے کن کن لمحوں میں بلیک

ہوئی ہیں۔ اگر صوبے کی اور ملک کی ملازمتیں کسی انگلش بلیو پرنٹ کی طرح رات میں بلیک ہوں تو پھر آپ یہ سمجھیں کہ آپ اپنے ملک کا سسٹم ٹھیک کر رہے ہیں؟ یہ سیاستدان اور لیڈر اپنے ملک کے لیے کوئی بہتری کی بات کر رہے ہیں؟ کوئی توقع نہیں اور یاد رکھیں کہ ہم نے پہلے بھی بہت ساری غلطیاں کی ہیں اور ان غلطیوں کا خمیازہ بھگتا ہے۔ سقوط ڈھاکہ ہمارے سامنے ہے اور آج جو ابھی کراچی کی بات ہو رہی ہے اور آپ کے سامنے ہے لیکن اس بے روزگاری کا جو طوفان آ رہا ہے۔ میں بطور سیاسی ورکر کے حلفاً کہتا ہوں کہ ابھی بھی وقت ہے کہ ارباب اقتدار اپنی عیاشیوں اور غیر ترقیاتی اخراجات کو کم کر دیں۔ ابھی بھی اس بات پر سنجیدہ ہو جائیں کہ آنے والی نسل کو' آنے والے نوجوان کو با عزت روزگار دینے کے لیے کوئی جامع پالیسی بنائیں۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ ممکن ہے کہ کوئی چھ مہینے یا سال کی بات ہو اور اس لیے بھی میں بار بار ان حکومتوں کو کہہ رہا ہوں کہ ان حکومتوں کے مہینے بڑے تھوڑے رہ گئے ہیں۔ اپنے دور میں کوئی اچھی بات کر جائیں کوئی ضروری نہیں یہ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ ہر حکومت لعنت کا طوق ڈال کر چلی جائے۔ کوئی اچھا کام کر کے چلے جائیں۔ ہمیں پالیسی دے دیں۔ اس ملک کو روزگار دے دیں۔ ورنہ یقین رکھیں کہ یہ ملک آہستہ آہستہ خونی انقلاب کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یہ یاد رکھیں کہ اگر برسر روزگار لوگ اسمبلیوں کے دروازے پر دستک دے سکتے ہیں تو بے روزگار آدمی اس اسمبلی کی بلڈنگ کو' اقتدار کے محل کو وزیر اعظم اور صدر کے محل کو آگ بھی لگا سکتا ہے۔ اس لیے اس آگ سے بچنے کے لیے' اس آگ کی تپش سے بچنے کے لیے صوبے کے غریب لوگوں پر رحم کھائیں۔ اس مسئلے کی طرف کوئی توجہ دیں۔ میں دیانتداری سے کہتا ہوں کہ آپ کوئی جامع پالیسی لے کر آئیں۔ حزب اختلاف آپ کا اس پر ساتھ دے گی۔ آپ کو اس کے حق میں ووٹ دے گی۔ اس میں آپ کے ساتھ تعاون کرے گی۔ لیکن آپ نیک نیتی سے آئیں۔ کلین ہینڈ سے آئیں اپنے دل کو صاف اور پاک کر کے آئیں۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لیتا۔ آپ کی خدمت میں صرف اتنا عرض کروں گا آپ سے پہلے جناب رامے صاحب یہاں پر تشریف فرما تھے انھوں نے کہا کہ علامہ اقبال نے فرمایا کہ،

"مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی"

جناب چیئرمین! مجھے اس سے اتفاق ہے اور اسی لیے علامہ اقبال نے کہا ہے کہ "مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی" بے تیغ تو لڑ لیں گے ہم لیکن خالی پیٹ نہیں لڑ سکتے۔ کوئی مومن نہیں

لڑ سکتا۔ مجھے بتادیں کہ کوئی مومن یہ کہے کہ میں خالی پیٹ لڑ سکتا ہوں۔ خالی پیٹ روزہ رکھ سکتا ہے اور روزے کی بھی حد ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین (میاں ریاض حشمت جنجوعہ)، جی فرمائیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ابھی محرم کا مہینہ ہے اور یہ واقعہ کربلا کو جھٹلا رہے ہیں۔ خالی پیٹ کیا وہ تو پیاسے شہید ہو گئے۔ اور وہ مومن اور مسلمان تھے۔ اور یہ مذہب کو، ہسٹری کو اتنے بڑے واقعہ کو محرم میں جھٹلا رہے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب چیئرمین! میرے فاضل دوست نے محرم کا حوالہ دیا۔ میرا اس خاندان سے تعلق ہے۔ مجھ سے بہتر کون جانتا ہے کہ پیاس کسے کہتے ہیں؟ مجھ سے بہتر کون جانتا ہے کہ بھوک کسے کہتے ہیں؟ میں جانتا ہوں کہ یہ محرم کا مہینہ ہے۔ اسی لیے میں اندر سے بات کر رہا ہوں کہ بے تیغ لڑ لیا ہم نے اور یہ باتیں بار بار نہیں ہوتیں۔ میرے فاضل دوست تو بغیر پیٹ کے اسمبلی کا اجلاس attend نہیں کر سکتے۔ یہ بات کرتے ہیں کربلا کی۔ وہاں تک مت پہنچیں وہ ایک اور فلسفہ تھا جو آپ کو دے دیا۔ اسی پر عمل کریں۔ اسی لیے بے تیغ لڑائی ہو سکتی ہے آپ قوم کے ساتھ اس طرح مت کریں۔ ہمارے ارد گرد بہت سارے خطرات منڈلا رہے ہیں۔ اور ہم ہیں کہ اپنا پیٹ کاٹ کر بھی دیگر معاملات کے لیے اور ملک کی سرحدوں کے لیے بھی لٹ رہے ہیں۔ دیکھیں اس سے اچھی قوم آپ کو کب ملے گی لیکن اس قوم پر بھی رحم کھائیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی فرمائیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ بھوکے اسمبلی میں نہیں آسکتے۔ پتا نہیں کہ ہم تو مومن ہیں بھی یا نہیں۔ لیکن 65ء کی جنگ دیکھ لیں جس میں بھوکے پیاسے اپنے جسموں کے ساتھ بم باندھ کر ٹینکوں کے نیچے لیٹ گئے شہادت بھی پائی۔ اور انھوں نے ایک ایک بسکٹ پر ہفتہ ہفتہ گزارا۔ یہ 65ء کی ہند و پاک کی جنگ گواہ ہے۔ یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟

جناب چیئرمین، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر درست نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی میں یہ سمجھتا

ہوں کہ تاریخ اسلام اس بات کی گواہ ہے کہ مسلمان پیاسے اور پیٹ پر پتھر باندھ کر بھی لڑتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب چیئرمین! اللہ نہ کرے کہ ایسا موقع آئے کہ وہ بم باندھ کر لڑیں گے یا کیا کریں گے۔ اس موضوع پر کبھی بات کرنا چاہیں تو وہ ایک الگ بات ہے۔ میں تو صرف یہ عرض کر رہا تھا۔ میں تو اس بے روزگاری اور غربت کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ آج غربت اور بیماری نے ہمارے صوبے اور ہمارے معاشرے کو جکڑ رکھا ہے۔ روزانہ کی بات کرتا ہوں۔ مہینے یا سال کی ایک بات نہیں کرتا۔ آپ کسی ہسپتال میں چلے جائیں۔ میں ان ہسپتالوں کی بات کر رہا ہوں جن کی نگرانی' جن کا بجٹ' جن کا کنٹرول ہماری حکومتوں کے پاس ہے۔میں ان ہسپتالوں کی بات کر رہا ہوں۔ وہ ہسپتال تو ضرور ہیں۔ باہر بورڈ تو لگا ہوا ہے' اندر داخل ہو جائیں تو ڈاکٹر کی بڑی مہربانی ہے جو وہاں پر بیٹھا ہے۔ اس بیچارے کا روزگار بھی لگا ہوا ہے اور وہ بیٹھا ہوا ہے۔ مریض کو دیکھ لیتا ہے۔ دیکھنے کے بعد جیسا مریض ویسا ڈاکٹر۔ مریض کو تو علاج چاہیے لیکن جب دوائی کی بات ہوتی ہے تو ڈاکٹر بھی بے بس ہے اور مریض بھی بے بس ہے۔ مریض اسی ہسپتال کے باہر گیٹ تک آتے آتے اپنا دم توڑ دیتا ہے۔ وہ تو دو نمبر ادویات کی قیمت بھی ادا نہیں کر سکتا۔میں نمبر ون ادویات کی بات نہیں کر رہا وہ تو imported medicines ہیں۔ وہ تو ملتی ہی نہیں ان کو تو لانے کے لیے بھی پانچ سو روپے ٹیکسی کا کرایہ چاہیے۔۔۔

جناب چیئرمین، شاہ صاحب! آج جمعہ کا روز ہے اور تقریباً ایک بجے اجلاس نے غیر معینہ عرصے کے لیے ملتوی ہو جانا ہے۔ حزب اختلاف اور حزب اقتدار کی طرف سے بہت سے اراکین اس اہم سلگتے ہوئے مسئلے پر اس ہاؤس سے مخاطب ہونا چاہتے ہیں اس لیے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ wind up فرمائیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں اور میں wind up کرتا ہوں۔

رانا سہیل احمد نون، جناب چیئرمین! ابھی موصوف نے اپنی لمبی چوڑی تقریر میں فرمایا تھا کہ جتنی بھرتی ہو چکی ہے اور جتنے آرڈر مل چکے ہیں۔ اس میں ایک تو یہ ریکارڈ درست کر لیا جائے کہ ابھی تک ضلعی سطح پر لوگوں کو آرڈر نہیں ملے' بلکہ ابھی تک process ہو رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ پچھلی حکومت نے بھرتی پر پابندی کے دوران جتنے لوگوں کو بھرتی کیا' اگر آپ کو اور اس اسمبلی کو ان کی لسٹ پیش کر دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کا ریکارڈ درست ہو جائے گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ کیونکہ پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کسی کی بات کا جواب نہیں دے سکتے۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! مجھے فاضل دوست کے پوائنٹ آف آرڈر کی زیادہ سمجھ تو نہیں لگی۔ بہرحال اگر وہ کوئی ریکارڈ پیش کرنا چاہتے ہیں تو پیش کر دیں۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں نے تو اپنا ایک چیلنج کیا تھا اور میں اس بات کو ثابت کر سکتا ہوں۔ ان تمام باتوں سے ہم اسی صورت میں چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں ' اس وقت ہماری صورت حال یہ ہے کہ ہماری حکومتیں قرضوں پر قرضے لیے جا رہی ہیں اور وہ قرضہ میں نے بھی دینا ہے اور اس بے روزگار نے بھی دینا ہے اور روزگار والے نے بھی دینا ہے۔ مختلف بینکوں سے قرضے لے کر افراط زر پیدا کیا جا رہی ہے ۔ ہماری کرنسی کی قیمت کم ہو رہی ہے ۔ جو سنگ ایلچنج ہے اس کی صورت حال آپ کے سامنے ہے ۔ میں تو آپ کی وساطت سے برسر اقتدار طبقے کی خدمت میں اتنی گزارش کروں گا کہ وہ پیسے کا صحیح استعمال کریں لیکن وہ اپنی پولیٹیکل پاور کو مضبوط کرنے کے چکر میں لگے ہوئے ہیں ۔ تمام وہ سرمایہ' تمام وہ ٹیکس' تمام وہ قرضہ' تمام وہ امداد جو اندرون ملک یا بیرون ملک سے حاصل ہوتی ہے وہ ساری اس بات پر خرچ ہو رہی ہے کہ جو sitting political power ہے وہ اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کر لے۔

جناب سپیکر! جس ملک کا نوجوان بے روزگار ہو گا اس ملک کی کیا حالت ہو گی؟ میں برسر اقتدار طبقے کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس شخص کے گھر والے اپنے نوجوان بچوں کو بلکہ اپنے نابالغ بچوں کو جو عام حالات میں ان کے لخت جگر ان کے ساتھ ہونے چاہییں لیکن بے روزگاری کی وجہ سے وہ اپنے اثاثے بیچ کر اپنے ڈھور ڈنگر بیچ کر اپنی زمینیں بیچ کر اور دو دو تین تین لاکھ روپیہ دے کر انہیں بیرون ملک اور دیار غیر میں بھیج رہے ہیں اور وہاں پر وہ کیا کرتے ہیں اور کیا نہیں کرتے؟ لیکن وہ اپنے گھر کے لیے آٹا اور ملک کے لیے زرمبادلہ بھیجتے ہیں ۔ اور پھر اس کا ہم یہاں پر misuse کرتے ہیں ۔ آخر میں میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا اور میں وثوق سے کہتا ہوں کہ برسر اقتدار طبقے نے اپنی آنکھیں نہ کھولیں تو وہ وقت بہت قریب ہے اور دو ہزار کی دہائی cross ہو گی ۔ یہاں پر بہت بڑے خونی انقلاب کا سامنا کرنا پڑے گا ۔ وہ لوگ جو یہاں کی پولیٹیکل پاور پر قبضہ کیے بیٹھے ہیں اور کرنے کے چکر میں ہیں ۔ انہیں بہت بڑے خونی انقلاب کو face کرنا پڑے گا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین، جناب چودھری وصی ظفر صاحب!

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! انتہائی شکریہ۔ پہلے تو میں ایک شعر میں شاہ صاحب کی تقریر کا جواب دے دوں حضرت علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا کہ،

زبان سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ جو مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ان کے قول و فعل میں، ان کے عمل اور ان کی گفتگو میں اتنا تضاد ہے، اتنی منافقت ہے اتنی ریا کاری ہے .....

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! انہوں نے میری ذات کا بھی نام لیا ہے اور منافقت کا بھی ذکر کیا ہے آپ اس بات کا خود نوٹس لے لیں تو بہتر ہے ورنہ میں۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں ان کی ذات کی بات نہیں کر رہا۔ میں پوری اپوزیشن کی بات کر رہا ہوں۔ اتنی ریا کاری ہے کہ میں آپ کے آگے بیان کرتا ہوں کہ آج میرٹ کی وہ بات کر رہے ہیں جنہوں نے ۴۵ سال اور ۵۴ سال کے میٹرک پاس لوگوں کو نائب تحصیلدار بھرتی کیا اور جتنی نوکریاں موجود تھیں اس سے تین گنا زیادہ بھرتی کی ہے۔ میٹرک پاس اے ایس آئی بھرتی کیے۔ انہوں نے پولیس میں سپاہی اور نائب قاصد تک وزیراعلیٰ کے ڈائریکٹو پر بھرتی کیے۔ ایک ایک مہینے میں سات سات سو ڈائریکٹو جاری کیے۔ اور یہ ڈائریکٹو بھی جاری کیے کہ پولیس میں تمام بھرتی وزیر اعلیٰ کریں گے۔ مرحوم وائیں صاحب کا انہوں نے جو حشر کیا وہ آپ کے سامنے ہے، انہوں نے میرٹ کا نام لیا اور انہوں نے ان کے ساتھ کیا کیا۔ اس وقت اس طرف بیٹھے ہوئے پنجاب کے ایسے ۱۸ سپوت ہیں جن کو بعض اوقات یہ طعنہ دینے کی کوشش کرتے ہیں جنہوں نے اس ملک کی حکومتی تاریخ بدل کر رکھ دی ہے۔ انہوں نے اپنے ضمیر کو نہیں بیچا اور انہوں نے ان کی سیاہ کاریوں کے خلاف اعلان جنگ کیا۔ اور یہ ان کے ساتھ شامل ہوئے۔ انہوں نے بھی اس حکومت کے خلاف عدم اعتماد کیا لیکن پھر لالچ میں آ کر واپس ادھر ہی چلے گئے۔ ان کا کردار تو یہ ہے۔ اور یہ اس ملک کی حکومتی تاریخ کا حصہ ہے۔ اور اس کو بدلا بھی نہیں جا سکتا۔ اب ان کا یہ خیال ہے کہ اس قسم کی باتیں کر کے یہ پی ڈی ایف میں دراڑیں ڈال دیں گے۔ یہ ان کی غلط فہمی اور خام خیالی ہے۔ یہ اس چیز کو بھول جائیں

اور ذہن سے نکال دیں اور اس کے بعد سیاست میں آئیں ۔ چھوٹی چھوٹی چالوں کا پی ڈی ایف پر اثر نہیں پڑے گا۔ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ سے فیصلے آئے ۔ ملازموں کو بھرتی کرنے کے بارے میں ان کی جو سیاہ کاریاں تھیں ان پر فیصلے آئے۔ حکم ہوا کہ یہ تمام میرٹ کے خلاف ہوا ہے ۔ لوگ نوکریوں سے نکالے بھی گئے ۔ میں اس ایوان میں آج کھڑا ہو کر یہ کہتا ہوں کہ سابقہ ممبران جن میں سے کچھ اس وقت ایوان میں ہوں یا نہ ہوں ۔ وہ پیسے لے لے کر بھرتیاں کرواتے رہے ۔ میرے پاس اس سلسلے میں ثبوت موجود ہیں۔ درخواستیں موجود ہیں۔ انٹی کرپشن میں اور تھانے میں سارا ریکارڈ موجود ہے اور یہ لوگ میرٹ کی بات کرتے ہیں ۔ اس کے بعد ہائی کورٹ کے حکم سے ان لوگوں کو نکال دیا گیا کہ یہ لوگ بغیر میرٹ کے بھرتی ہوئے ہیں ۔ آج ایک سیدھا سا فارمولا ہے اور تمام پبلک کے لیے اوپن ہے۔ گزٹ نوٹیفکیشن ہیں کہ فرسٹ ڈویژن میٹرک والے کے اتنے نمبر ہوں گے۔ ایف اے یا ایف ایس سی فرسٹ ڈویژن کے اتنے نمبر ہوں گے ۔ اور بی اے بی ایس سی فرسٹ ڈویژن کے اتنے نمبر ہوں گے اور سیکنڈ ڈویژن والوں کے اتنے نمبر ہوں گے ۔ ۸۰ نمبر میرٹ اور تعلیمی قابلیت کے ہیں۔ کوئی شخص اس سے ہٹ کر نوکری نہیں دے سکتا ۔ اور اگر کوئی غلط کام کرتا ہے تو عدالتوں کے دروازے کھلے ہیں اور اس سلسلے میں عدالتوں کے فیصلے بھی موجود ہیں ۔ اسی وقت وہ نوکری سے ہٹ جائے گا ۔اور اسی طرح اگر افسر شاہی والے نے ایسی کوئی من مانی کی تو اس کا انجام خراب ہو گا۔ گوجرانوالہ میں محکمہ تعلیم والوں کا حشر آپ کے سامنے ہے ۔ ان کے خلاف نہ صرف انٹی کرپشن میں پرچے ہوئے بلکہ انکوائریاں بھی ہوئیں۔ یہ سابقہ دور کی ایسی کوئی ایک مثال بتا دیں۔ یہ خود میرٹ کی دھجیاں بکھیرتے تھے۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! حسن اتفاق سے فاضل رکن کا تعلق اسی تحصیل جڑانوالہ سے ہے جس سے میں ہوں ۔ میں ابھی ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس وقت تحصیل جڑانوالہ کے حلقوں کے اندر جس طرح سے بندر بانٹ ہو رہی ہے اور وہاں کے دفاتر میں جو لوٹ مچی ہوئی ہے کلمہ پڑھ کر کہہ دیں کہ جڑانوالہ میں اس وقت بد دیانتی کا دور دورہ نہیں ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! جڑانوالہ میں کوئی بندر نہیں ہے جہاں پر بندر بانٹ ہو۔ وہاں پر بندر سرے سے ہیں ہی نہیں۔

جناب چیئرمین، جناب ڈاکٹر صاحب! یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! ذرا کھ ایدر وی موڑو۔ذرا ایدر وی کھڑا کرو۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: فرمائیے جناب۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب سپیکر وصی ظفر صاحب نے فرمایا ہے کہ کچھ لوگ پیسے لے کر نوکریاں دیتے ہیں ۔ اور یہاں یہ حالت ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ یہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں؟

سردار امجد حمید خان دستی : جی پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔

جناب چیئرمین : یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا بہرہ تو میں ہوں آپ کیوں۔۔۔

جناب چیئرمین: نہیں نہیں یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ کونسی خلاف ضابطہ بات انہوں نے کہی ہے جس کی بنا پر آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں؟

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا! بہرہ تو میں ہوں کبھی کبھار مجھے سنائی نہیں دیتا۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں ۔ چودھری محمد وصی ظفر۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! انتہائی شکریہ ۔ جناب والا! پوری قوم جانتی ہے کہ ۱۹۸۵ء سے جو کام ادھر شروع ہوا جس قسم کا میرٹ نوکریوں کے سلسلے میں قوم کو دیا گیا؟ جس قسم کا میرٹ ادھر ترقیوں اور تبادلوں میں دیا گیا۔ قوم وہ تمام ابھی بھولی نہیں ہے۔ وہ کوئی تاریخ کا حصہ بھی نہیں بنا وہ تو ابھی کل کی بات ہے۔ ایک ایک وزیر کا حکم پڑا ہے ' وزیر اعلیٰ کا حکم پڑا ہے۔ کتنے سپاہی ہیں جو میرٹ پر بھرتی ہوئے تھے۔ کتنے اے ایس آئی ہیں ؟ ذرا لسٹ لادیں کہ یہ والے میرٹ پر تھے۔ ڈائریکٹوز بھیجتے آئی جی آفس میں کہ یہ سپاہی بھرتی کردیں ' یہ چیف منسٹر کے روز کے بیس بیس اکیس اکیس ' ان سپاہیوں کو ہیڈ کانسٹیبل کردیں ' ان ہیڈ کانسٹیبلز کو اے ایس آئی کردیں۔ جناب والا! جب یہ اتنی بڑی لسٹ چلی گئی کہ یہ اے ایس آئی ڈائریکٹ رکھ لیں۔ جب ان میں دیکھا کہ کوئی بوڑھا ' کوئی اندھا ہے کوئی کوڑھا ہے ' کوئی لنگڑا ہے کوئی لولہ ہے اور کوئی ڈکیٹ ہے۔ جب یہ صورت حال سامنے آئی۔ تو ڈی آئی جی لاہور جہانگیر مرزا ' ریکارڈ گواہ ہے اس نے کیا کیا کہ اس نے وہ آسامیاں fill کرنے کے لیے اپنے جو ہیڈ کانسٹیبلان تھے ان میں سے جو fit تھے ان کو اے ایس آئی کردیا۔ تو سزا کے طور پر اس کو ٹرانسفر کردیا گیا۔ اس وقت ڈیڑھ سو کے قریب آسامیاں تھیں۔ میں یہ بات اسمبلی کے فلور پر کر

رہا ہوں۔ ہم سے باتیں کوئی چھپی ہوئی نہیں ہیں۔ لیکن آج اس وقت آپ دیکھیں کہ ایک فارمولا ہے جس پر عمل ہو رہا ہے۔ اور جو نوکریاں ہیں، گورنمنٹ جتنی بھی زیادہ سے زیادہ مہیا کر سکتی ہے، جتنی بھی زیادہ سے زیادہ گنجائش نکال سکتی ہے وہ نکال کر ان کا اخبار میں اشتہار دیا گیا ہے۔ درخواستیں آئی ہیں، رات دو دو بجے تک، چار چار بجے تک کمیٹیوں نے انٹرویو لیے ہیں۔ ان کے اوپر آگے further کارروائی ہو رہی ہے، کارروائی چل رہی ہے۔ اس کے بعد جناب ابھی بھرتی ہونی ہے۔ فاضل دوست نے جڑانوالہ کا ذکر کیا ہے۔ جڑانوالہ میں بھی ایک محکمے کے افسران نے بینکی پھینکی کی تھی۔ اس پر انٹی کرپشن والے کارروائی کر رہے ہیں۔ اور وہ اس وقت درخواستیں موجود ہیں۔ اور وہ سارا کچھ چل رہا ہے under process ہے کسی کو اس وقت یہ حق نہیں دیا گیا کہ وہ اپنی من مانی کرے۔ میرٹ کی خلاف ورزی کرے۔ جس نے بھی کوشش کی اس کے خلاف کارروائی ہوئی۔ اور ہو رہی ہے۔ لیکن جو میرٹ ہے اس کو ادھر ادھر نہیں ہونے دیا گیا اور نہ ہی ہونے دیا جائے گا۔ یہ واحد گورنمنٹ آئی ہے جس نے good government کا concept دیا ہے، جس نے غریب تک انصاف پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ جس نے ایک لاوارث کو بھی بتایا ہے کہ اگر تم نے نمبر اچھے لیے ہیں، اگر تمہارا اکیڈمک ریکارڈ اچھا ہے تو نوکری تمہارا حق ہے جس پوسٹ پر تم چاہتے ہو۔ اور تم ادھر آؤ گے۔ اور وہ ادھر لگیں گے۔

چودھری اعجاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین(میاں ریاض حشمت جنجوعہ)، پوائنٹ آف آرڈر فرمائیے۔

چودھری اعجاز احمد، جناب والا! معزز رکن جو یہ فرما رہے ہیں کہ سب میرٹ پر ہو رہا ہے۔ ہمارے ضلع میں ہے ضلع بھر میں جو کمیٹیاں بنائی جا رہی ہیں ان میں حکومتی پارٹی کے ایم پی اے ہیں، موجودہ ڈپٹی کمشنرز ہیں اور ابھی تک ہمارے مسلم لیگی نوجوان ہمارے پاس آ رہے ہیں اور دھکے کھا رہے ہیں۔ ان کو انٹرویو کے ذریعے جو نمبر دیے جا رہے ہیں ان کے ساتھ زیادتی کی جا رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ۔۔۔

جناب چیئرمین، جناب چودھری صاحب! اس chair سے متعدد بار یہ رولنگ دی جا چکی ہے کہ آپ کسی مقرر کی تقریر کا جواب پوائنٹ آف آرڈر پہ نہیں دے سکتے۔ جب آپ کی باری آئے گی، آپ تقریر کرنا چاہیں گے تو آپ اس بات کا ذکر ضرور کیجئے گا۔ شکریہ تشریف رکھیئے۔

سردار امجد حمید خان دستی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! آپ نے ایک نام سنا ہو گا۔ Valadimir Wolfovich Russian لیڈر تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ Wolfovich کیا ہے؟ کہنے لگے کہ ان کی والدہ پہ Wolf کا پیوند لگا ہوا ہے۔ ہمارے ہاں بھی کچھ لوگ ہیں Who are Valadimir - ان پر swine کا پیوند لگا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین، جناب دستی صاحب! میری بات سنئیے - یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر پر اگر کوئی خلاف ضابطہ بات ہو رہی ہے تو اس کی نشاندہی کرسکتے ہیں۔ آپ اس قسم کی الم غلم باتیں پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں کر سکتے۔ آپ تشریف رکھئیے یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، انہوں نے فرمایا کہ کمیٹیوں میں ممبران ہیں کہ جو ممبر بنے ہوئے ہیں۔ یہ تو صرف ایڈمنسٹریٹو آفیسرز کی کمیٹیاں ہیں جو میرٹ پر انٹرویو لے رہی ہیں۔ اور ادھر کچھ ممبران ہیں جن پر حرامیو ویو کے لیبل لگے ہوئے ہیں۔ ان کا نظریہ ہی صحیح نہیں ہے اور وہ پھر ادھر کھڑے ہوکر فالتو فالتو باتیں کرتے ہیں۔ اس میں جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ان کو اس وقت problem یہ ہے کہ یہ گورنمنٹ اچھے کام کر رہی ہے - میرٹ پر بھرتیاں کر رہی ہے۔ لوگوں کو انصاف دے رہی ہے۔ (قطع کلامیاں) اب جناب جن کے منہ میں بواسیر ہے ان کا تو میرے پاس کوئی علاج نہیں۔

MR CHAIRMAN: No crass talk please.

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ گھبرا چکے ہیں۔ کہ اب یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ مستحق لوگوں کو حق مل رہا ہے۔ اگر مستحق کو آج حق مل گیا تو آئندہ بھی وہ حق مانگے گا۔ پھر تو ان کا اس ملک میں کوئی گزارہ نہیں ہے۔ یہ پھر اس صوبہ میں کوئی سیاست نہیں کرسکتے۔ ان چیزوں سے گھبرا کر یہ الٹے تلے بیان کر رہے ہیں۔ تو اس وقت جناب والا! میرٹ پر حکومت جتنا زیادہ سے زیادہ روزگار فراہم کرسکتی ہے وہ کر رہی ہے - تمام کو تو دے نہیں سکتی۔ باقی وہ جتنی بھی انڈسٹری لگے گی، پرائیویٹ کام ہوگا اس میں لوگ ملازم ہوں گے - انتہائی شکریہ۔

جناب ارشد عمران سلہری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب والا! یہاں پر میرٹ کے اوپر بات ہوئی ہے اور میرے فاضل دوست نے ابھی کہا ہے کہ اس وقت بھرتیاں میرٹ پر ہو رہی ہیں۔ میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں۔ کہ ابھی میں پورے پاکستان سے تمام صوبوں سے پولیس کے اچھے افسران کو ملک سے باہر بھیجنا تھا۔ کہ ان کا صوبوں نے جو میرٹ سٹر کو بھیجا تھا اس کے اوپر عمل نہ ہوا۔ اور اپنی مرضی سے میرٹ کو پس پشت ڈالتے ہوئے یہاں تک کہ وہ لوگ عدالت عالیہ میں بھی گئے۔

جناب چیئرمین: سلہری صاحب! آپ اچھے پارلیمینٹیرین ہیں خود ہی انصاف کیجئے کہ کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! ابھی بات ہوئی تھی کہ اس دور میں بھرتیاں میرٹ کے اوپر ہو رہی ہیں۔

جناب چیئرمین، جو بات اسمبلی میں ہو رہی ہے اس میں اگر کوئی بات خلاف ضابطہ ہو رہی ہے تو آپ رول کا حوالہ دے کر پوائنٹ آف آرڈر پر بول سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی بات اطلاع کے لیے، انفارمیشن کے لیے، کسی بات کا جواب دینے کے لیے آپ پوائنٹ آف آرڈر کا سہارا نہیں لے سکتے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے آپ تشریف رکھیں۔ شکریہ۔ جناب بیرسٹر عثمان ابراہیم صاحب۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم، شکریہ جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں انگلش میں تقریر کرلوں؟

MR CHAIRMAN: Yes, permission is granted.

BARRISTER USMAN IBRAHIM: Thank you Mr Speaker. Unemployment is one of the major problem facing the nation. The agony of the matter is that the present Government is neither competent nor has a will to solve this problem. Today we will have to analyse the gravity the situation of unemployment. We will have to see the size and magnitude of unemployment in the province, we will have to analyse the planning and policies which the present Government is undertaking to solve unemployment and then we will have to analyse the achievements of the present Government during its one and half

year's tenure in office. As far as the size and magnitude of the problem is concerned Mr Speaker, the present Government has no set up to find out the total number of unemployed persons in the province and without which it cannot realise the gravity of the problem. In fact, the present Government is not seized of the situation and as such it cannot take effective measure to reduce unemployment in the province. Mr Speaker, unemployment has created law and order situation to such an extent that a common citizen do not feel secure even in his home and the tremendous and unprecedented rise in the prices of essential commodities of daily life has ruined the life of unemployed persons miserably. Perhaps the present Government does not realise that 9 persons out of 10 persons are unemployed at the moment. So I would say that the present Government is not taking effective measures to reduce the unemployment. They will have to make policies, they will have to make planning. But the present Government has so far not made any planning and has not introduced any policies to create job opportunities for the unemployed persons. That is why Mr Speaker, unemployed persons are becoming a burden on our society. Mr Spekaer, Sir, you are well aware of the fact that the Province of the Punjab is the biggest province of this Federation and we are worried about the total number of unemployed persons in the Province. Mr Speaker, I will admit that the Government cannot provide jobs to each unemployed person in Government Departments but it can make policies, it can introduce schemes to reduce unemployment in the Province. As you are well aware Mr Speaker that during the Muslim League Government and under the dynamic leadership of Mian Muhammad Nawaz Sharif we introduced several policies

whereby several hundred thousand persons were provided jobs. They were provided opportunities to make an honourable living in the society. Mr Speaker several billions rupees were provided for self-employment scheme. Under this scheme they were provided opportunities to set up their own business on a small scale and the scheme proved to be extremely successful and the return of the loan was very high at that time. I am not aware of the percentage at this stage but the recovery of the loan was about 8 billion rupees. Mr Speaker, moreover, the Government introduced Yellow Cab Scheme. Under which several thousand persons were provided an opportunity to earn their living in an honourable way. It is very sad to learn that both these schemes have been dropped whereby those avenues have been closed for those who wanted to live honourably in the society like you are living Mr Speaker. Everbody knows that it is an admitted fact that Motor ways are roads to progress and prosperity for a country and Mian Muhammad Nawaz Sharif wanted to put the Pakistani nation on the road to progress and prosperity. But it is very unfortunate that even this road has been closed. They have been put a brake on this motorway project. The size and scope of the project has been curtailed and the process of progess and prosperity has been reversed. Mr. Speaker, major burden of unemployment is shared by our biggest industry which is cotton industry Mr Speaker, cotton industry is now in ruin and it is mostly because of the bad policies of the Government that has brought this situation today. Today, about 160 textile mills are closed. Cotton industry provides job to several thousand unemployed persons. Since the abnormal situation in Karachi, the trading activity in entire Pakistan has come to stand still. Mr. Speaker, the law and

order situation has completely broken down in Karachi and it has a direct bearing on the trading activity in entire Pakistan. In fact, the present Government which is in the Province and which is at the Centre, they are not taking any interest; they are not pursuing any policy to reduce unemployment. This Government instead of creating job opportunities for the unemployed, is reducing existing avenues of opportunities. (At this state the Speaker rang the bell to indicate that the time is going to finish) Sir, I think I have just taken only 5 minutes. However, I will wind up my speech. I would like to say a few words about the statement of Finance Minister. He has made a very lengthy rder and he took a pride in announcing that the Government is creating about 47,000 vacancies in the province. Mr Speaker, now we are coming to an end of the current financial year and uptil now the Government has not filled a single vacancy in any Government Department. They have not provided a single job to an unemployed person. Mr Speaker, Sir, I would come to the opening remarks of my speech that this Government is neither competentnor has demonstrated any will to solve this problem. Its performance during the one and half year's tenure was zero over zero percent and I think the Government should be ashamed of its performance during one and half year's tenure in office. Thank you very much.

جناب چیئرمین، جناب چودھری محمود اختر گھمن صاحب۔

چودھری محمود اختر گھمن، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! بے روزگاری صرف پاکستان کا ہی مسئلہ نہیں ہے، بلکہ عالم گیر مسئلہ ہے۔ اور ملکوں کی بڑھتی ہوئی آبادی اور بالخصوص پاکستان کی بڑھتی ہوئی آبادی نے اس مسئلے کو بہت زیادہ پیچیدہ بنا دیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ سابقہ ادوار میں، مارشل لاء کے دور میں اور اس کے بعد آنے والی حکومتوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے بے روزگاری میں اس ملک

میں بے انتہا اضافہ ہو چکا ہے۔ سابقہ دور کی غلط پالیسیاں اور جناب والا' مارشل لاء دور میں جو کچھ ہوتا رہا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ لیکن موجودہ حکومت نے ان تمام بے روزگاری کے مسائل کو' لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے کو ترجیحی بنیادوں پر لیا اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے بے روزگاری کے متعلق بہت جامع پالیسی مرتب کی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ آنے والا وقت یہ ثابت کر دے گا کہ کتنی ملازمتیں دی گئیں اور میرٹ پر دی گئیں۔ لیکن جناب والا! سابقہ دور کے متعلق میرے دوسرے ساتھیوں نے ذکر کیا۔ اس دور میں جو کچھ ہوا وہ میں صرف اپنے ضلع کی بات کرتا ہوں کہ سابقہ ایم پی اے صاحبان' ہمارے ضلع کے وزراء کرام کے وہ بچے جو کہ پندرہ پندرہ سال over age تھے' ان مستحق لوگوں کو چھوڑ کر ان لوگوں کو بھرتی کیا گیا۔ ان گولڈ میڈلسٹ لوگوں کو' ان فرسٹ ڈویژن لوگوں کو جو کہ غریبوں کے بچے تھے نظر انداز کیا گیا۔ اور وہ اپنے تھرڈ ڈویژن بچے جن کی پندرہ پندرہ سال تک کی عمریں relax کی گئیں۔ رولز relax کیے گئے ان کو بھرتی کیا گیا۔ لیکن جناب والا! میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ جو ہماری موجودہ پالیسی ہے جسے ہم نے واضح کر دیا ہے۔ یہ تمام بھرتیاں میرٹ پر ہوں گی۔ ایسے نہیں ہوگا کہ بھرتیاں تعداد سے زیادہ کی جائیں۔ سابقہ دور کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیا جائے کہ نائب تحصیل دار بھرتی کیے گئے۔ اور میرے حلقے میں ایسا ہے کہ نائب تحصیل دار زیادہ ہیں اور حلقے کم ہیں۔ یہ تمام پالیسیاں غلط تھیں جس کا تمام قوم خمیازہ بھگت رہی ہے۔ اس کے ساتھ جناب والا! حکومتوں کے لیے یہ اہم مسئلہ ہے۔ بے روزگاری بڑھتی ہے' تو جرائم بڑھتے ہیں' بے روزگاری بڑھتی ہے تو فحاشی بڑھتی ہے۔ حکومت پنجاب نے اس کو ایک چیلنج کی حیثیت سے قبول کیا ہے۔ آپ جلد دیکھیں گے کہ اس پر کیسے قابو پایا جاسکتا ہے۔ اس کے لیے طویل پلاننگ درکار ہے جو حکومت نے کی ہے۔ جناب والا! میرے فاضل بھائی نے ملوں کے متعلق بات کی کہ ملیں بند پڑی ہیں۔ جناب والا! ہمارے ضلعے میں چار پانچ ملیں دی گئیں کن کو دی گئیں جو اس وقت کے وزراء تھے۔ جو اس وقت کے ایم پی اے تھے۔ ریکارڈ کی بات ہے کروڑوں روپیہ حاصل کر لیا گیا ملوں پر نہیں لگایا۔ ملیں مکمل نہیں کی گئیں۔ اس کا اب کون ذمہ دار ہے؟ یہ تو ان کے لیے باعث افسوس ہے۔ ان کو اپنے گریبان میں منہ ڈال کے دیکھنا چاہئے۔ کہ ان ملوں کی تباہی بربادی کا ذمہ دار کون ہے؟ جو لوگ مستحق نہیں تھے جو ملوں کو چلا نہیں سکتے تھے ان کو کن لوگوں نے اتنے لاکھوں کروڑوں روپے دیے۔ (اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)۔ موجودہ حکومت نے پچاس ہزار سے اوپر اسامیاں پیدا کی ہیں اور جس کے لیے درخواستیں ہو چکی ہیں۔ میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ پنجاب کا کوئی ایم پی اے کسی

ریکروٹمنٹ کمیٹی کا ممبر نہیں ہے ۔ یہ تمام باتیں فرضی ہیں جو بیان کی جا رہی ہیں ۔ جناب والا! آخر میں میں اپوزیشن سے بھی درخواست کروں گا کہ ہم سب اس پنجاب کے باسی ہیں ۔ ہمیں پنجاب سے محبت ہے ۔ آپ بھی میرٹ پالیسی پر ہمارے ساتھ تعاون کریں ۔ لاء اینڈ آرڈر پر تعاون کریں ۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ پنجاب کے تمام مسائل بہت جلد حل ہوجائیں گے ۔ ان پرانی نفرتوں کو جو آپ کے دلوں میں ہیں ختم کردیں ۔ محبت اور پیار کی فضا قائم کریں ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ بہت جلد دیکھیں گے پنجاب کے حالات ، ملک کے حالات اور کراچی کے حالات اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت اچھے ہو جائیں گے ۔ شکریہ ۔

جناب سپیکر، محترم قائد حزب اختلاف اور محترم وزیر قانون صاحب! اجلاس نے ایک خاص مدت تک چلنا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ساڑھے بارہ بجے جمعے کی کارروائی شروع ہو جاتی ہے۔ اس لیے قرارداد پر اگر آپ نے کوئی اتفاق رائے کر لیا ہے تو اس پر مہربانی کریں۔ بتائیں مجھے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ہم نے متفقہ قرارداد ڈرافٹ کی ہے۔ اور کراچی کی صورت حال پر چونکہ صوبہ پنجاب کے عوام اور اس ایوان کے تمام اراکین کا اتفاق ہے کہ وہاں کی بگڑتی ہوئی صورت حال کو بہتر بنانے کے لیے وفاقی حکومت کو مزید کارروائیاں کرنے کی ضرورت ہے اور اس سلسلے میں پورا ایوان اپنے متفقہ جذبات کا اظہار چاہتا ہے۔ اس میں اراکین اپوزیشن کی طرف سے بھی چونکہ قرارداد آئی تھی، اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ بے شک روایت متفقہ قرارداد کی یہ ہے کہ لاء منسٹر پیش کرتا ہے۔ لیکن میں قائد حزب اختلاف چودھری پرویز الٰہی صاحب کو دعوت دوں گا کہ وہ یہ متفقہ قرارداد ایوان میں پیش کریں۔

جناب سپیکر، پہلے تو یہ ہے کہ مجھے اس کی consent دینی ہے۔ تو چونکہ آپ کا آپس میں اتفاق ہوا ہے۔

وزیر قانون، تو جناب سپیکر! میں یہ تحریک move کرتا ہوں کہ رول ۲۰۲ کے تحت متفقہ قاعدہ معطل کر کے متفقہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، ہاؤس کی کیا رائے ہے؟

آوازیں، اجازت ہے۔

قرارداد

کراچی میں امن و امان کی صورتِ حال پر تشویش کا اظہار

جناب سپیکر: میں اس کی اجازت دیتا ہوں۔ محترم پرویز الٰہی صاحب! آپ move کریں گے؟

چودھری پرویز الٰہی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ متفقہ قرارداد پیش کرتا ہوں،

"یہ ایوان کراچی میں قتل و غارت، دہشت گردی اور امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورت حال پر تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ وہ اس اہم اور قومی اہمیت کے مسئلے کے حل کے لیے تمام قومی رہنماؤں کو اعتماد میں لے کر امن عامہ کی صورت حال کو بہتر بنانے اور کراچی کے عوام کو جان و مال کا تحفظ مہیا کرنے کے لیے ضروری اقدامات کرے۔"

جناب سپیکر: کون؟ وہ کون ہیں؟

چودھری پرویز الٰہی: وفاقی حکومت۔

جناب سپیکر: یہ کہاں لکھا ہے؟ ــــ یہ ایوان کراچی میں قتل و غارت، دہشت گردی اور امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورت حال پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور ــــ

چودھری پرویز الٰہی: اور وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے۔

جناب سپیکر: اور وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ اس اہم ــــ اب ٹھیک ہو گئی۔ اور یہ متفقہ قرارداد پیش کی گئی ہے:

کہ یہ ایوان کراچی میں قتل و غارت، ــــ

چودھری گل نواز خان وڑائچ: دہشت گردوں کے خلاف متفقہ طور پر ایکشن لیا جائے۔

جناب سپیکر: دہشت گردی کا لفظ بیچ میں شامل ہے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: نہیں، شامل نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ہے جناب شامل۔ یہ متفقہ قرارداد پیش کی گئی ہے:

کہ یہ ایوان کراچی میں قتل و غارت، دہشت گردی اور امن و امان کی بگڑتی ہوئی

اس اہم اور قومی اہمیت کے مسئلے کے حل کے لیے تمام قومی رہنماؤں کو اعتماد میں لے کر امن عامہ کی صورت حال کو بہتر بنانے اور کراچی کے عوام کو جان و مال کا تحفظ مہیا کرنے کے لیے ضروری اقدامات کرے۔

(تحریک باتفاق رائے منظور کی گئی)

سید ظفر علی شاہ ،پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر ، جی !

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! قرارداد پاس ہوچکی ہے ۔ ماشاء اللہ اس پنجاب کی صوبائی اسمبلی کا یہ بہت احسن اقدام ہے ۔ کہ برسراقتدار اور حزب اختلاف دونوں نے متفقہ قرارداد پیش کی ہے ۔ اب چونکہ یہ قرارداد پاس ہوچکی ہے تو اس کی روشنی میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کرتا ہوں کہ چونکہ یہ قرارداد متفقہ طور پر پاس ہوئی ہے ۔ جس میں وفاقی حکومت سے یہ بات کہی گئی ہے ۔ آئین کے تحت وفاقی حکومت کا ایک اپنا رول ہے اور صوبائی حکومت کا اپنا رول ہے ۔ سندھ کی صوبائی حکومت وہاں پر امن عامہ قائم کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہوچکی ہے ۔ فیل ہوچکی ہے ۔ اور ہماری صوبائی اسمبلی کا متفقہ طور پر یہی opinion ہے ۔ (قطع کلامیاں)جناب والا! میں پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کررہا ہوں ۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آپ بات کررہے ہیں ۔ آپ بات کریں ۔(قطع کلامیاں)شاہ صاحب! میری بات سنیے ۔ اتفاق رائے سے ایک موضوع پر بات ہوئی ہے ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب ! ٹھیک ہے ۔ بات ہو گئی ہے ۔

جناب سپیکر ، لیکن اب یہ ٹھیک نہیں ہے ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر ! میری بات تو سنیں ۔

جناب سپیکر ، نہیں ۔آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ٹھیک نہیں ہے ۔ اس لیے کہ ایک صوبائی حکومت کے بارے میں آپ یہاں اس فورم پر بحث نہیں کرسکتے ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر ! میں اپنی قرارداد کی روشنی میں بات کررہا ہوں ۔

جناب سپیکر ، نہیں ۔ یہ اس قرارداد میں اس بات کا کوئی ذکر نہیں ہے ۔ (قطع کلامیاں)

سید ظفر علی شاہ ۔ جناب سپیکر ! آپ کو اس بات کا ذکر اچھا نہیں لگا ۔ لیکن میں اس پر تو بات کرسکتا ہوں کہ وفاقی حکومت ---

چودھری محمد وصی ظفر ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

سید ظفر علی شاہ ۔ جناب سپیکر! آپ پہلے انھیں یہ سمجھائیں کہ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوسکتا ۔

جناب سپیکر ۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں اور یہ فیصلہ میں کروں گا ' آپ نے تو نہیں کرنا ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

سید ظفر علی شاہ ۔ جناب سپیکر ! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں ' آپ انھیں سمجھائیں ۔

جناب سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

چودھری محمد وصی ظفر ۔ جناب سپیکر ! قرارداد پاس ہوجانے کے بعد وہ اس پر بات نہیں کرسکتے ۔

سید ظفر علی شاہ ۔ جناب سپیکر ! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں ۔ آپ انھیں سمجھائیں ۔ میں بیٹھ جاؤں گا تو وہ بات کرتے رہیں ۔

جناب سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ میں بات کرتا ہوں ۔

چودھری محمد وصی ظفر ۔ جناب والا! قرارداد پاس ہونے کے بعد اس پر بات نہیں ہو سکتی ۔

جناب سپیکر ۔ مجھے سننے تو دیجیے ۔

سید ظفر علی شاہ ۔ جناب سپیکر ! آپ ان کو بعد میں سن لینا ۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں لیکن آپ پہلے انھیں سمجھائیں کہ میں بات کرسکتا ہوں یا نہیں کرسکتا ہوں ۔

چودھری محمد وصی ظفر ۔ جناب سپیکر ! قرارداد پاس ہونے کے بعد معزز رکن اس پر بات نہیں کرسکتے ۔

سید ظفر علی شاہ ۔ جناب سپیکر ! وفاقی حکومت کو ہم نے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اس سلسلے میں اقدام کرے ۔

جناب سپیکر ۔ ہم نے ان سے درخواست کی ہے ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب ! ان کی منت کی ہے ۔ ٹھیک ہے جناب !

جناب سپیکر ، جی !

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! ہم ان کی اور منت کرتے ہیں کہ وہاں کے حالات ٹھیک کرنے کے لیے فوری طور پر وہاں کی صوبائی حکومت کو suspend کر کے گورنر راج قائم کرے ۔ یہی وفاقی حکومت کرسکتی ہے اس کے علاوہ وفاقی حکومت اور کچھ کر ہی نہیں سکتی ۔ اس لیے اس کی روشنی میں میں یہ بات کررہا ہوں ۔

جناب سپیکر ، نہیں' یہ آپ بالکل اس طرح کا مطالبہ نہیں کر سکتے۔ یہ قرار داد جو ہے یہ منظور ہوئی ہے اور آپ اس میں خواہ مخواہ نئی باتیں لا کر اس بحث کو خلط مبحث کر رہے ہیں۔ یہ بالکل خواہ مخواہ کی بات ہے۔ یہ out of context ہے اور اس کا کوئی اس سے تعلق نہیں ہے۔ یہ ساری بات out of order ہے۔ آپ ہمیشہ یہ کوشش نہ کیا کیجیے۔ اگر اتفاق رائے سے کوئی بات طے ہوتی ہے ۔ ماحول بہتر ہوتا ہے تو پھر آپ کیوں اس میں ایک ایسی بات لاتے ہیں جو لازمی طور پر controversial ہو۔ چلیے آگے بحث میں کسی دوست نے حصہ لینا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میں نے جس طرح عرض کیا تھا کہ جب ایک قرار داد پاس ہو جائے تو اس پر بات نہیں ہوسکتی۔ اب میں کہتا ہوں کہ جو ادھر دہشت گردی میں ملوث ہیں۔ ایک خاص گروہ ہے اور مسلم لیگ (ن) ان دہشت گردوں کی حمایت کر رہی ہے۔ اس کو بھی condemn کیا جائے۔

سید ظفر علی شاہ ، ہم امن پسند شہریوں کی حمایت کر رہے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، یہ "روزنامہ پاکستان" کی سٹیٹمنٹ ہے کہ الذوالفقار ملوث ہے۔ اس کے ثبوت موجود ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیے۔ آپ تشریف رکھیے۔ میں اس قرار داد کے بعد اس موضوع پر اب ایوان میں کسی بات کی اجازت نہیں دے رہا۔ آگے چلیے۔ بیروزگاری پر بحث ہے۔ یہ زیادتی ہے آئندہ سے اگر یہ رویہ اختیار کیا گیا' میری پوری کوشش ہوتی ہے ' صبح سے میں یہ کوشش کر رہا ہوں' ایوان اتفاق رائے سے بہتر ماحول میں چلے۔ اگر یہ طریقہ اختیار کرنا ہے کہ سب کچھ وصول کر کے ---

جناب انعام اللہ خان نیازی ، کس نے کرنا ہے یہ بھی وضاحت کر دیں۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیے۔ میری بات سنیے۔ میں بات کر رہا ہوں۔ آپ اس ہاؤس کے اصولوں کے مطابق اس کی روایات کا کبھی کبھی پاس کر لیا کریں۔ منہ کا ذائقہ بدلنے کی خاطر کوئی برا نہیں ہوتا۔ تو دوستو! میں آپ سے یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ ساتھی ہیں اور اس معزز ایوان کے رکن ہیں۔ جب ہاؤس میں ایک بات حسن اتفاق سے ' اتفاق رائے کے ساتھ ' آپ سب دوستوں کی مرضی کے مطابق طے ہو جاتی ہے تو اس پر بھی اگر آپ اسی طرح بے چینی اور ناخوشی کا اظہار کریں گے تو پھر کیسے یہ بات مانی جائے کہ آئندہ یہی روایت جو ہے یہ کبھی بھی نہیں بن پائے گی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کبھی تو احساس تشکر بھی ہونا چاہیے کہ ایک بات آپ کی مرضی کے مطابق ہوئی ہے اس پر خوشنودی نہیں تو کم از کم خاموشی ہی اختیار کر لیجیے۔ چلیے آگے چلیے۔ بے روزگاری پر انعام اللہ نیازی صاحب ' آپ نے تقریر کرنی ہے یا ڈاکٹر شفیق صاحب کو موقع دے دیں؟

جناب انعام اللہ خان نیازی ، ڈاکٹر شفیق صاحب کو موقع دے دیں۔ ان کے بعد پھر مجھے موقع دے دیں۔

صوبے میں بے روز گاری کے مسئلے پر بحث

(---------جاری)

جناب سپیکر ، دیکھیے! میرا تو خیال تھا کہ آج جمعہ کی حقیقتاً تیاری کے لیے ساڑھے بارہ بجے تک تو یہ اجلاس مکمل ہو جانا چاہیے تھا لیکن اگر آپ چلانا چاہتے ہیں تو ایک بجے سے آگے تو کسی صورت نہیں چلنا اور اس سے پہلے وائنڈ اپ کے لیے مجھے کم از کم پندرہ منٹ وزیر صاحب کو بھی دینے ہیں۔ پندرہ منٹ میں آپ دوست اپنے طور پر محسوس کر لیجیے کہ جس نے جو بات کرنی ہے وہ اس میں مکمل کر لے۔ میں ڈاکٹر شفیق صاحب کو موقع دیتا ہوں۔ چلیے ۔ آج آپ کافی بول چکے ہیں۔ شفیق صاحب کبھی کبھی بولتے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر! ان کے بعد پھر مجھے موقع دے دیں۔

جناب سپیکر ، آپ کی مرضی ہے اگر پندرہ منٹ میں جگہ ہوئی تو لے لیجیے گا۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر! روزگار کسی بھی شخص کا انفرادی

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر! روزگار کسی بھی شخص کا انفرادی مسئلہ نہیں بلکہ روزگار اس ملک کے سماجی' اقتصادی ڈھانچے کی ترجمانی کرتا ہے۔ اس کے حلیے کو بگاڑ بھی ہے اور اس کو سنوارتا بھی ہے۔ اسی لیے ہماری مقدس کتاب قرآن مجید کا آغاز ہی الحمد للہ رب العالمین سے ہوتا ہے۔ اس کی ہم ہر نماز میں 'ہر رکعت میں تکرار کرتے ہیں اور اس کی ربوبیت کا اقرار کرتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو یہ تلقین کی تھی کہ اگر آپ کا ہمسایہ بھوکا ہے تو آپ کے ایمان کی کمزوری ہے۔ یعنی ادنیٰ درجے کے مسلمان ہوں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں تک فرمایا کہ اگر دجلہ یا فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا ہو گا تو عمر اس کا ذمہ دار ہے۔

جناب والا! ان تعلیمات کی روشنی میں اور قرآن کریم کے واضح احکامات کہ ہم نے انسان کو ' آدم کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا۔ تو یہ خلافت آج حکومت کی صورت میں جن حضرات کو ملتی ہے 'چاہے وہ اللہ کی طرف سے ملتی ہے یا وہ بے ایمانی سے لیتے ہیں 'ہیرا پھیری سے لیتے ہیں 'جیسے بھی وہ اس منصب تک پہنچتے ہیں ان کے فرائض میں یہ چیز شامل ہوتی ہے کہ وہ خلیفہ خدا ہونے کے ناتے سے ہر شخص کو باعزت روزگار کا موقع فراہم کریں۔ لیکن بدقسمتی سے سابقہ حکمرانوں نے 'موجودہ حکمرانوں نے یا اس سے پہلے یا غلامی کے دور میں جو بھی اس کے اسباب تھے وہ گزر چکے۔ اب یہ بحث یہاں ختم ہو جانی چاہیے بلکہ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ اب ہمیں کیا کرنا ہے؟ سب سے پہلے ہمیں احساس کرنا ہے۔ ہمیں اندازہ ہونا چاہیے کہ یہ سیلاب کہاں تک پہنچ چکا ہے اور اس کا اندازہ ہر شخص کو ہے۔ لیکن اگر نہیں ہے تو حکمرانوں کو نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حکمرانوں کو اپنے بچوں کے روزگار کی فکر نہیں ہے۔ وہ جاتے ہوئے ان کے لیے اتنا اہتمام اور بندوبست کر جاتے ہیں کہ ان کی آئندہ آنے والی نسلیں اس پر پلتی رہتی ہیں اور اگر انھوں نے کوئی انتظامی عہدہ لینا ہے یا کسی پیداواری عہدہ پر ناجائز قبضہ کرنا ہے تو وہ بھی انھیں پلیٹ میں رکھ کر دے دیا جاتا ہے۔

جناب والا! اس وقت حکمران کبوتر کی طرح آنکھیں بند کیے ہوئے ہیں۔ شتر مرغ کی طرح ریت میں انھوں نے اپنا سر دبایا ہوا ہے اور یہ روش جو ہے یہ کسی طرح بھی ملک و قوم کے مفاد میں نہیں ہے اور اس کے اثرات جن کی ہمارے ساتھیوں نے نشاندہی کی ہے اور میں اس کا تکرار اس لیے کر رہا ہوں کہ مقرر کی یہ شان ہوتی ہے کہ کسی بات کی تکرار نہ ہو لیکن ایک مبلغ 'ایک مصلح اور ایک مشن

والے شخص کو یہ بات بار بار کرنی ہوتی ہے جب تک کہ اس کے مقاصد کا حصول نہ ہو جائے۔

حضور والا! اخلاقی برائیاں اور اس کے بعد جرائم بے روزگاری کی پیداوار ہیں۔ بے روزگاری بھوک کو جنم دیتی ہے۔ بھوک بھیک کو جنم دیتی ہے۔ بھیک بغاوت کو جنم دیتی ہے اور اس وقت ہمارے نوجوان جو کچھ کر رہے ہیں اور اس کے اندر کچھ مجبوری کے طور پر اور پھر عیاشی کے طور پر جو کچھ ہو رہا ہے اس کے پیچھے بے روزگاری کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔

جناب والا! اگر آپ ایک غریب خاندان کی طرف دیکھیں جو کہ اپنے پیٹ کو کاٹ کر، اپنے پیٹ کے اوپر پتھر باندھ کر اپنے نوجوانوں کو، اپنے سپوتوں کو اعلیٰ تعلیم سے مزین کرتا ہے لیکن ڈگری لینے کے بعد ان کو نوکری نہیں ملتی۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ دو لعنتیں ہیں۔ ایک رشوت ہے اور دوسری سفارش ہے۔ اس کے اندر کیا ہوتا ہے کہ سونا جو ہے وہ مٹی بن جاتا ہے۔ ہیرا پتھر ہو جاتا ہے اور ہمارے نوجوانوں کی بہاروں کو ان دو خزاؤں نے لوٹ لیا ہے۔ ان کو ڈس لیا ہے اور وہ جو زہر بھرا جا رہا ہے اس کے نتیجے میں بغاوت بھی آ رہی ہے، ڈیپریشن بھی آ رہی ہے، مایوسی بھی پھیل رہی ہے اور جب کوئی قوم اور اس کے افراد اپنے مستقبل سے مایوس ہو جائیں تو اس سے بڑی بدقسمتی نہیں ہو سکتی۔ تو اس لیے ضروری یہ ہے کہ اس کی طرف توجہ دی جائے۔ آئین میں ہمارا حق موجود ہے لیکن کوئی قانون موجود نہیں ہے جس کے تحت کوئی غریب شخص کسی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا سکے کہ مجھے روزگار ملنا چاہیے۔ اس کی طرف بھی ہمیں توجہ دینی چاہیے۔ پھر رشوت اور سفارش کی طرف حکمرانوں کو توجہ دینی ہے۔ کیونکہ اس وقت میرٹ، میرٹ کے نام پر میرٹ کا جو قتل عام ہو رہا ہے اس کی مثال پہلے نہیں ملتی اور میں اسی سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ باقی چھوٹی موٹی ملازمتیں تو ایک طرف۔ بڑے بڑے وہ لوگ جو کہ بااثر ہیں ان کے ساتھ میرٹ کا کیا حشر ہوا؟

میرے استاد محترم پروفیسر اعجاز احسن کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کے پرنسپل ہیں۔ ان کو ایک میرٹ کی خلاف ورزی کرنے کے لیے کہا گیا۔ انھوں نے اس پر عمل نہیں کیا۔ انھوں نے بطور احتجاج شرم دلانے کے لیے استعفیٰ دیا جو کہ منظور کر لیا گیا۔

نیشنل کالج آف آرٹس میں ڈاکٹر شوکت کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے۔ ایک جیالی کو وہاں کا پرنسپل بنا دیا جاتا ہے۔

ہائیکورٹ کے ججوں کی تعیناتی اور آج کی اخبار کے مطابق ان کی کنفرمیشن بہترین میرٹ کی

آئینہ دار ہے اور اس کے بعد آج کے ہی اخبار میں یہ بتایا جاتا ہے کہ ایک اے۔ ایس۔ آئی ہر ایم۔ پی اے بھرتی کرائے گا۔

جناب والا! یہ ان تمام باتوں کی تردید ہوتی ہے جو جناب میاں منظور احمد وٹو صاحب متعدد بار اگر اخباری تراشوں کی طرف جائیں تو کم از کم میاں صاحب نے میرے خیال کے مطابق پچاس سے بار اس بات کا اعادہ کیا ہو گا اور اس کے ساتھ ساتھ تمام وزراء نے بار بار میرٹ میرٹ کی رٹ لگائی ہوا ہے۔ میں باہر نہیں جاتا۔ اس ضلع سے جس نے وزیر اعلیٰ کو عزت دی۔ وہ اپنے ضلع میں ناکام ہو چکے تھے۔ دو صوبائی پر اور دو قومی سیٹوں پر۔ فیصل آباد نے ان کو سہارا دیا۔ ان کو آگے بڑھایا۔ وہ وزارت اعلیٰ تک پہنچے۔ ان کے اپنے ضلع میں کیا ہو رہا ہے پیپلز پارٹی کے ہر ایم۔پی۔اے کو ۲۲ فی کس کے حساب سے نوکریاں دی گئی ہیں اور ڈی۔ سی صاحب نے ان کے نام اور پتے تلاش کر لیے ہیں ا میں سے تھرڈ ڈویژن کی appointment میرے پاس موجود ہے اس کے مقابلے میں فرسٹ ڈویژ اور دوسرے جو حق دار لوگ ہیں ان کو ignore کیا جا رہا ہے اور ظلم کی بات یہ ہے کہ میرے ساتھ وصی ظفر صاحب ابھی الزام لگا کر چلے گئے اب وہ یہاں پر موجود نہیں ہیں اس وقت ہماری تحصیل جڑانوالا میں رشوت کا بازار گرم ہے اور ایم۔ پی۔ اے صاحبان پیسے لے کر ان کی recommendations کر رہے ہیں تو جناب والا یہ جو صورتحال ہے یہ کسی طرح بھی خوش آئند نہیں ہے اور یہ چیزیں محرومیوں کو جنم دے رہی ہیں اور جناب والا! جب کوئی تحریک چلتی ہے تو لوگ اپنی محرومیوں کے لیے سڑکوں پر آتے ہیں وہ اس وقت کی اپوزیشن کی آواز پر ہی لبیک کہتے ہو گے لیکن اصل مسائل ان کے اپنے ہوتے ہیں اور پیٹ سے بڑا کوئی مسئلہ نہیں۔ جناب والا! ا حکومت نے سب سے بڑا جو تیر مارا جو سب سے بڑا اچھا کام کیا تھا وہ یہ تھا کہ وفاقی حکومت نے ۳۰ جو ۱۹۹۴ء کو SELF EMPLOYMENT SCHEME کے لیے بارہ ارب روپے مخصوص کئے تھے اور ا کی تقسیم کچھ اس طرح رکھی گئی تھی کہ SMALL BUSINESS FINANCE CORPORATION 3.99 billion روپے بے روزگاروں میں تقسیم کرے گی اور نئے روزگار کے مواقع پیدا کئے جائیں گے YOUTH INVESTMENT PROMOTION SOCIETY کے لیے دو ارب روپے تھے REGIONAL DEVELOPMENT FINANCE CORPORATION کو ۱۶۶ ملین روپے دیے گئے حبیب بینک لمیٹڈ کو 3.29 ارب روپے دیے گئے نیشنل بینک آف پاکستان کو 2.24 ملین

روپے دیے گئے FIRST WOMEN BANK کے لیے ۲۰۲ ملین روپے مختص کیے گئے اب جناب والا! کارکردگی یہ ہے کہ ۹۴-۶-۲۰ کو وفاقی حکومت نے جو فیصلہ کیا آج گیارہ ماہ گزر چکے ہیں اور یہ مالی سال ختم ہونے والا ہے اب تک صرف اور صرف ۱۰۲ ملین روپے disburse کیے گئے جس کی تفصیل حضور والا یہ ہے کہ SMALL BUSINESS FINANCE CORPORATION نے---

ایک فاضل ممبر، جناب سپیکر! اب تک Small Business Corporation اور ان اداروں کے ذریعے لوگوں کو جو قرضے دیے جا چکے ہیں وہ بھی ۹۹ فیصد حکومتی پارٹی کے لوگوں کو دیے گئے۔

جناب سپیکر، جی ڈاکٹر صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، جناب یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ بینکوں سے قرضوں کا حصول سیاسی وابستگی کے بغیر نہیں اور میں خود اس کا شکار ہو چکا ہوں کیونکہ میں ۱۹۸۵ء سے اپوزیشن میں رہا ہوں اور میں نے وہ دور دیکھا ہے۔ جناب والا! یہ ساری چیزیں ساتھ ساتھ چلتی ہیں لیکن میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس حکومت نے جو ہدف مقرر کئے اس کو دیکھیے اس کے مطابق سمال بزنس کارپوریشن نے ۵۲۸۹۔ حبیب بینک نے صرف ۴۰ اور نیشنل بینک آف پاکستان نے صرف ۱۲ درخواست گزاروں کو قرضے دیے ۔ اس سے آپ حکومت کی سنجیدگی کا اندازہ لگا سکتے ہیں ان کو قطعی طور پر اس کا احساس اور اندازہ نہیں ہے کہ ہم کس سمت میں جا رہے ہیں اور ہمارے مالی ادارے کیا کر رہے ہیں جناب والا! یہ بات اس وقت تک حل نہیں ہو گی جب تک ہم اپنی صنعت اور زراعت پر توجہ نہیں دیں گے

جناب والا! جہاں تک زراعت کا مسئلہ ہے وہاں پر ہمارے لیے پانی کا مسئلہ ہے وہ limiting factor ہے اور صنعت کے لیے بجلی limiting factor ہے اور ہمیں ان دونوں چیزوں کو دور کرنے کی طرف توجہ دینی ہو گی اور اس کا فوری جواب اور اس کا فوری حل کالا باغ ڈیم کی تعمیر ہے تو جناب والا! تمام اختلافات کو بھلا کر ہمیں کالا باغ ڈیم کی طرف آنا چاہیے تاکہ اس بند کی تعمیر شروع ہو ہمیں وہاں سے پانی بھی ملے گا اور وہاں سے بجلی بھی ملے گی اور اس کے ساتھ ساتھ ہم اپنی بنجر اور بے آباد زمینوں کو ضرورت مندوں میں تقسیم کریں اسے ایسی فصلوں کی طرف لائیں جو---

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب اب آپ وائنڈ اپ کیجیے۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، جناب والا! میں تو نکات کی صورت میں اپنی تقریر کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! میرے عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اب ہماری زراعت کی صورتحال یہ ہے

کہ اب ہماری دالیں بھی باہر سے آ رہی ہیں اور ہماری زراعت کی سب چیزیں باہر سے آ رہی ہیں کتنے افسوس کی بات ہے تو ہمیں اس کی طرف توجہ دینی چاہیے اور سب سے بڑا کام جو حکومت کو کر چاہیے وہ یہ ہے کہ اس اعداد و شمار کے محکمے کو از سر نو مرتب کرنا چاہیے اس وقت ہمیں قطعی طور پر نہیں کہ کتنے بیکار ہیں یہ سب اندازہ گیری ہوتی ہے اور یہ بات جو حکومت بھی مانتی ہے وہ یہ ہے کہ ہماری آبادی میں ۳۰۲ فیصد کے حساب سے اضافہ ہو رہا ہے یعنی ۳۶ لاکھ سالانہ نئے بچے آ رہے ہیں ان میں سے نصف بچیاں ہیں اور اٹھارہ لاکھ بچے ہیں لڑکیوں کو تو ہم نے اللہ کے حال پر چھوڑ رکھا ہے اگر وہ پڑھ گئیں تو ٹھیک اگر انہوں نے job کر لی تو ٹھیک ورنہ ہم نے ان کو کچھ نہیں دینا لیکن و اٹھارہ لاکھ male بچے جنہوں نے آگے families بنانی ہیں ان کے لیے jobs ضروری ہیں اور اٹھار لاکھ jobs ایک سال میں امریکہ بہادر بھی اپنے ملک میں پیدا نہیں کر سکتا۔

اس کے ساتھ ساتھ ہمیں سائنس اور ٹیکنالوجی کو آگے بڑھانا چاہیے ہمیں گھریلو صنعتوں کی سربراہی کرنی چاہیے اور اوورسیز کے جو مواقع ہمارے ہاتھوں سے نکل رہے ہیں ہمیں ان کی طرف توجہ دینی چاہیے اور ملازمتوں میں extension کو ختم کرنا چاہیے اور NGOs جو باہر سے پیسے لے کر چائلڈ لیبر اور bonded labour کی خبریں لگواتے ہیں اور اپنی پھنے خانی قائم کرنے کی کوشش کرتی ہیں ان کو بھی چیک کرنے کی ضرورت ہے اور حکومت کا فرض ہے کہ یہ چائلڈ لیبر اور bonded labour کی لعنتوں کو ختم کرے لیکن اس کے تحت یہ نہیں ہونا چاہیے کہ غریب آدمی روٹی کھانے سے محروم ہو جائے بے روزگاری الاؤنس کا اجرا کیا جائے تاکہ کسی کو بھوکا نہ مرنے دیا جائے اور لازمی فوجی تربیت دی جائے اس سے ہمارا دفاع بھی مضبوط ہو گا اور اس کے اندر ہمارے نوجوان بھی مصروف عمل ہونگے۔

جناب والا! سب سے آخری بات جو بہت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے ملک کو اس وقت باہر کی مصنوعات کی منڈی بنایا جا رہا ہے اور tarrif کو کم کیا جا رہا ہے ڈیوٹی کم ہونے کی وجہ سے یہاں باہر سے کپڑا بھی آ رہا ہے خوبصورتی کی بات ہے کہ آپ دیکھیں کہ بچوں کے سارے کپڑے باہر سے آ رہے ہیں یہ کتنے ظلم کی بات ہے تو اس کو روکنے کے لیے ہمیں tarrif کے سلسلے میں re-negotiate کرنا چاہیے اگر امریکہ بہادر جاپان سے ٹکر لینے کے لیے اس کی گاڑیوں پر ڈیوٹی متعارف کروا سکتا ہے اس کو دھمکی دے سکتا ہے تو حضور والا ہمیں اپنی صنعت کو بچانے کے لیے آج کے

ٹیکسٹائل پر پابندی لگائی ہو گی---

جناب سپیکر، آپ کا بہت شکریہ ۔ Dr Muhammad Shafiq Chaudhry' please wind up the debate.

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری: جناب والا! میں نے ایک آخری بات عرض کرنی ہے ۔

جناب سپیکر، نہیں ۔ آخری بات ہو گئی ۔ اب ڈاکٹر صاحب جانے دیجیے۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری: جناب سپیکر! ہم سب کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگیوں کو دعوت نہ دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر یہ مسائل حل نہیں ہونگے ہمیں توجہ کرنی چاہیے ۔ ہمیں یہ عیاشیاں ختم کرنی چاہیں اور میرٹ کا صحیح معنوں میں خیال رکھنا چاہیے ۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، اللہ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے ----

ایک فاضل ممبر، جناب سپیکر! ابھی تک کئی سٹینڈنگ کمیٹیوں کے چیئرمین منتخب نہیں ہو سکے اور آپ نے کئی دفعہ وزیر قانون صاحب کو حکم دیا ہے لیکن اس پر عمل نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر، کون سی سٹینڈنگ کمیٹی کے؟

ایک فاضل ممبر، ایک تو ارگیشن اینڈ پاور ہے اور اس کے علاوہ بھی کئی اور ہیں۔

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب! جن سٹینڈنگ کمیٹیوں کے چیئرمین ابھی باقی ہیں براہ کرم اس سلسلے میں مناسب توجہ دیں اگر باقی ہیں تو ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے سیکرٹری اسمبلی کو لکھ کر تحریر بھیج دی ہوئی ہے کہ ان کے انتخاب کے لیے تاریخ کا تعین کریں۔

جناب سپیکر، فوری اقدامات کئے جائیں گے ۔ اب میں خود اس کا خیال کروں گا ---- جناب چودھری محمد فاروق صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے un-employment کے حوالے سے اس ایوان کے اندر دی گئی تجاویز اور کی گئی تقاریر کا جواب دینے کا موقع فراہم دیا ہے۔ جناب سپیکر! بڑھتی ہوئی بے روزگاری اور موجودہ حکومت کی پالیسی کے حوالے سے میری عرضداشت کچھ اس طرح ہے کہ یہ بے روزگاری صرف ہمارے ملک کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ دنیا کے بہتر ممالک کے اندر بے روزگاری

ایک خوف ناک صورت اختیار کر گئی ہے۔ پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے اور یہاں پر بھی بے روزگاری کے اثرات ہیں اور ہمارے ملک کے اندر بے روزگاری کی وجہ محض ہماری موجودہ حکومت کی پالیسی نہیں ہے بلکہ بے روزگاری کے اسباب یہ ہیں سالہا سال سے اس ملک کے اندر حکومتوں کی ناقص پالیسیاں ناقص اقتصادی صورت حال ناقص معاشی صورت حال نامناسب صنعتی صورت حال سیاسی عدم استحکام مارشل لاء اور ڈکٹیٹرشپ کا زمانہ۔ اور جناب سپیکر! ہماری سرحدوں کی جو صورت حال ہے اور سب سے بڑھ کر آبادی کی شرح میں اضافہ اور اس پر کنٹرول نہ ہونا تعلیم کی مناسب سہولتیں نہ ہونا اور سالہا سال سے شرح خواندگی میں اضافے کے لیے کوئی مناسب پالیسی نہ اپنانے کی وجہ سے آج ہمارے صوبے کے اندر بے روزگاری کی یہ صورتحال ہے آج ہمارے صوبے کے اندر بالخصوص بیروزگاری کی یہ صورت حال ہے ۔ جناب سپیکر! پاکستان میں افزائش آبادی کی شرح 3.1 فی صد ہے ۔ صوبہ پنجاب میں اعداد و شمار کے مطابق یہ شرح تقریباً 4 فیصد ہے ۔ یہ اتنی خوفناک ہے کہ آبادی کی شرح میں تو دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے لیکن وسائل اس ملک کے کم ہیں ۔ اور ماضی میں اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی ۔ جس کی وجہ سے آج ملک کے اندر اقتصادی اور معاشی صورت حال انتہائی بگڑ چکی ہے ۔ جناب سپیکر! موجودہ شرح آبادی کے لحاظ سے تقریباً تیس چالیس لاکھ نفوس کا اضافہ ایک سال کے اندر ہو رہا ہے اور اتنے اضافے کے نتیجے میں یقیناً تمام نوجوانوں کو روزگار فراہم کرنا مشکل ہوتا ہے ۔ ترقی پذیر ممالک کے اندر پرائیویٹ سیکٹر میں صنعتیں لگائی جاتی ہیں اور یہ پرائیویٹ سیکٹر میں لگنے والی صنعتیں وہاں کی آبادی کو روزگار مہیا کرنے کا ذریعہ ہوتی ہیں ۔ ہمارے ملک کے اندر پرائیویٹ سیکٹر میں صنعتیں لگانے کے لیے ترغیبات بھی دی گئی ہیں لیکن اس کے باوجود سرمایہ کاروں نے کم سرمایہ کاری کی ۔ پرائیویٹ سیکٹر میں صنعتوں کی تعداد بہت کم ہے ۔ پھر گھریلو صنعتوں کے لیے بھی روزگار کے مواقع فراہم کرنے کے لیے پنجاب کی حکومت نے ترغیبات دیں لیکن اس کے باوجود جو مناسب ہدف تھا وہ اب تک پورا نہیں ہو سکا ۔ اور عوام نے گھریلو صنعتیں بھی بہت کم لگائیں ہیں۔ یہ سارے عوامل مل کر بےروزگاری میں اضافہ کا باعث بنتے رہے ۔ جناب بیرون ملک بھی ہمارے ملک کے بے شمار ناخواندہ لوگ ملازمت کی تلاش میں گئے ۔ عراق اور کویت کی جنگ اور دوسرے ممالک کی صورت حال کے نتیجہ میں لگ بھگ چالیس لاکھ افراد اپنے ملک میں واپس آئے اور اس طریقے سے اس ملک کے اندر وہ بھی روزگار کی تلاش کی دوڑ میں شامل ہو گئے ۔ اس طریقے سے حکومت کی ذمہ داریوں میں مسلسل اضافہ

ہوتا گیا اور اس اضافے کا اثر آج آپ کو معاشرے کے اندر اور صوبہ پنجاب کے اندر بےروزگاری کی شکل میں نظر آتا ہے ۔ یہاں صورت حال یہ ہے کہ میں پی ڈی ایف کی حکومت کی کارکردگی اور موجودہ پالیسی کی طرف آنے سے پہلے یہ بات ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ پی ڈی ایف کی موجودہ حکومت کے قیام سے پہلے تقریباً تین سال تک صوبہ پنجاب کے اندر بھرتیوں پر پابندی رہی اور تین سال کی جو بھرتی پر پابندی تھی اس کے نتیجے میں پڑھے لکھے نوجوان کہ جنھوں نے تعلیم حاصل کر لی ' جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ کر انھوں نے اپنے گھر کے لیے روزی کمانا تھی انھوں نے اپنی پڑھائی کے نتیجہ میں اس ملک کے اندر اپنی صلاحیت کے مطابق رول ادا کرنا تھا لیکن تقریباً تین سال کی پابندی نے ان نوجوانوں کو frustration کا شکار کیا۔ لیکن وہ لوگ ملازمت حاصل نہ کر سکے ۔ اس وجہ سے بھی معاشرے کے دوسرے معاملات کے اندر بھی بگاڑ پیدا ہوا۔ یہاں میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ پڑھے لکھے نوجوانوں کے لیے جہاں ماضی کی حکومتوں نے کچھ نہیں کیا وہاں موجودہ حکومت نے اپنے قیام کے بعد نئی پالیسی بنائی اور اس پالیسی کے نتیجہ میں تقریباً 48 ہزار بےروزگار نوجوانوں کو ملازمت کا موقع فراہم کیا گیا ہے ۔ یہاں پر بیرسٹر عثمان ابراہیم صاحب نے انگریزی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت نے روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لیے کوئی پالیسی نہیں بنائی ۔ میں یہاں پر ایوان کے فلور پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ پہلی حکومت ہے کہ جس نے ایک سال کے اندر پڑھے لکھے پوسٹ گریجوایٹ نوجوانوں کے لیے 42 ہزار نوکریاں پیدا کی ہیں۔ اور یہ صرف محکمہ تعلیم میں 42 ہزار نوکریوں کی گنجائش پیدا کی گئی ہے ۔ اور کسی حکومت نے اس سے قبل تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لیے 42 ہزار نوکریوں کی گنجائش کبھی پیدا نہیں کی ۔ اگر 42 ہزار نوکریاں پیدا کرنے کے بعد بھی بیرسٹر صاحب فاضل رکن اسمبلی یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہم نے روزگار کے مواقع پیدا نہیں کیے تو اس سے زیادہ میں اور کیا مثال دوں گا۔ پھر ڈاکٹر شفیق صاحب بات کر رہے تھے ہم ان کی مثبت تجاویز سے فائدہ اٹھائیں گے لیکن فائن آرٹ کالج میں ایک پرنسپل کی تعیناتی کو ایک جیالی کی تعیناتی کے حوالے سے بات کر کے انھوں نے اسے اپنی تقریر کا ایک حصہ بنا لیا۔ جناب سپیکر! فائن آرٹ کالج کی پرنسپل کی تعیناتی---

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری: آج بےروزگاری اور میرٹ اکٹھے ہیں ۔ میں نے تو یہ کہا کہ ادنیٰ ملازمتیں تو ایک طرف رہیں جو بڑے با اثر لوگ ہیں ۔ پروفیسر اعجاز احسن کوئی معمولی شخصیت نہیں ہیں۔ میں

نے ان کی مثال دی ہے کہ یہ کچھ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر، وہ این سی اے کے پرنسپل کی بات کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب، آپ نے اتنی اچھی تقریر facts & figures اور اچھی تیاری کے ساتھ کی۔ یہ لب لہجہ جیالی والا جیالوں والا کم ہو جائے تو آپ جیسے سنجیدہ آدمیوں کو زیادہ زیب دیتا ہے۔ ویسے ماشاء اللہ آج کل آپ کی جماعت کی طرف سے ہائیکورٹ میں اور مختلف جگہوں پر جو رویہ اختیار کیا جاتا ہے وہ ہو بہو وہی ہے جس پر آپ کو اعتراض تھا۔ آپ جیالے پن میں ماشاء اللہ کم تو نہیں رہے۔ خواہ مخواہ کیوں جیالے پن کو بدنام کرتے ہیں۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ اس جیالہ پن پر ہمیں اعتراض ہے۔ ہمارے جو کارکن ہیں یا مسلم لیگ کے جو ساتھی ہیں وہ مجاہدین کہلانے کے حق دار ہیں، وہ اپنے آپ کو جیالا نہیں کہلاتے۔

جناب سپیکر، نام کچھ بھی رکھ دیجیے۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! فائن آرٹ کالج میں پنجاب حکومت نہ بھرتی کرتی ہے اور نہ تعیناتی کرتی ہے۔ وفاقی حکومت وہاں پر تعیناتی کر سکتی ہے۔ اس تعیناتی کے معاملے کو بھی پنجاب کے اندر بے روزگاری کے عنوان یا میرٹ کے حوالے سے تقریر کا حصہ نہیں بنایا جا سکتا۔ جناب سپیکر! موجودہ حکومت نے 26 دسمبر 1993ء کو مخدوم الطاف صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی جس نے۔۔۔

جناب سپیکر، فاروق صاحب! آپ کے پاس صرف دو منٹ ہیں۔ جمعہ کی نماز کا معاملہ ہے۔ میں نے پورے ایک بجے اجلاس ختم کر دینا ہے۔ اب آپ وائینڈ اپ کیجیے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں محکمہ جات پولیس، خوراک، محنت اور دیگر آٹھ محکموں کے بنیادی سکیل نمبر 11 تا 15 کی تمام اسامیاں پبلک سروس کمشن کے ذریعے پر کرنے کے اصول کو ہم نے برقرار رکھا ہے جبکہ سکیل نمبر 1 تا 15 کی باقی ماندہ اسامیوں صوبائی ڈویژنل ضلعی اور تحصیل کی سطح کی ریکروٹمنٹ کمیٹیوں کے ذریعے پر کی جائیں گی۔ جناب سپیکر! بھرتی پالیسی میں میرٹ کو ترجیح دی گئی ہے اور میرٹ پر بھرتیاں کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ البتہ معذور افراد کے لیے ہر ادارہ میں کل اسامیوں کا ایک فیصد مقرر کیا گیا۔ جبکہ سکیل نمبر 1 تا 5 کے ادنیٰ ملازمین کے لیے

ان محکموں میں ہی ان ہی سکیلوں میں 20 فیصد کا کوٹہ مقرر کیا گیا ہے ۔ اور اس اصول کو بھی قائم رکھا گیا کہ سروس کے دوران اگر کوئی شخص فوت ہو جائے یا طبی لحاظ سے وہ ناکارہ ہو جائے تو اس کے بیٹے یا اس کے بھائی کو سکیل نمبر 1 سے 5 تک فوری طور پر ملازمت کا بندوبست کیا جائے گا۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں دیہاتی علاقوں میں تعلیم کی سہولتیں نہ ہونے کے باوجود انھیں اور شہری علاقوں کے نوجوانوں کو روزگار کے لیے برابر کی دوڑ لگانا پڑتی تھی لیکن رورل ایریاز میں چونکہ تعلیم کی مناسب سہولتیں نہیں ہیں موجودہ حکومت نے اپنی پالیسی میں یہ فیصلہ کیا کہ رورل ایریاز کے ڈومیسائل رکھنے والے نوجوانوں کو پانچ اضافی نمبر دیے جائیں گے۔ جس کے نتیجے میں دیہاتی علاقوں سے پڑھے لکھے نوجوان بھی ملازمتوں کے اندر اپنا جائز حق وصول کر سکیں گے ۔ آخر میں جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے تین سال سے بھرتی پر جو پابندی تھی اسے بھی ختم کیا ہے اور 42 ہزار نوکریاں محکمہ تعلیم کے اندر گریجوایٹ اور پوسٹ گریجوایٹ نوجوانوں کے لیے پیدا کی ہیں ۔ اس کے علاوہ اسی مالی سال کے اختتام تک صوبہ پنجاب کے اندر تقریباً 48 ہزار بے روزگار لوگوں کو روزگار فراہم کیا جائے گا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کا یہ تاریخی کارنامہ ہے کہ ایک سال کے اندر ملک کے 48 ہزار افراد مرد اور خواتین کو نوکریاں فراہم کی جائیں گی جو کہ اس سے پہلے کبھی نہیں کیا گیا ۔ شکریہ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

MR SPEAKER:

In exercise of the powers conferred on me under Clause 3 of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan I , **Muhammad Haneef Ramay**, *Speaker*, Provincial Assembly of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab with immediate effect.

.....